صحیح بخاری

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جلد ہفتم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الإمام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوڑی تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴ اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ

کتاب المرضی

مضمون	صفحہ

کتاب الطب

مضمون	صفحہ

فہرست تشریحی مضامین

بائیسواں پارہ

١٢٢- باب طَلَبِ الْوَلَدِ

٥٢٤٥- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ؟)) قُلْتُ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ: ((فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: ((فَهَلاَّ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ)). قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ: ((أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلاً. أَيْ عِشَاءً. لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)).
وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ.

[راجع: ٤٤٣]

باب جماع سے بچہ کی خواہش رکھنے کے بیان میں

(۵۲۴۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' ان سے ہشیم بن بشیر نے' ان سے سیار بن وردان نے' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد (تبوک) میں تھا' جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آپ نے اس پر فرمایا' کنواری سے کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ جابر نے بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں لیکن آپ نے فرمایا' ٹھہر جاؤ۔ رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ تمہاری بیویاں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے خاوند غائب تھے وہ موئے زیر ناف صاف کر لیں۔ ہشیم نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ الکیس الکیس یعنی اے جابر! جب تو گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجئو (امام بخاری نے کہا) کیس کا یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کیجئو۔

تشریح: دوسرے لوگوں نے کہا کہ الکیس الکیس سے یہ مراد ہے کہ خوب خوب جماع کیجئو۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے اپنی جورو سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ بخوشی آپ کا حکم بجالاؤ۔ چنانچہ میں ساری رات اس سے جماع کرتا رہا۔ اس فرمان سے اشارہ اسی طرف تھا کہ جماع کرنا اور طلب اولاد کی نیت رکھنا باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥٢٤٦- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ٠ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلاً فَلاَ تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وِتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ)). قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ)). تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَيْسِ.

[راجع: ٤٤٣]

(٥٢٤٦) ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سیار نے' ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے (غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت) فرمایا' جب رات کے وقت تم مدینہ میں پہنچو تو اس وقت تک اپنے گھروں میں نہ جانا جب تک ان کی بیویاں جو مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے' اپنا موئے زیر ناف صاف نہ کرلیں اور جن کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھا نہ کرلیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر ضروری ہے کہ جب تم گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجئو۔ شعبی کے ساتھ اس حدیث کو عبیداللہ نے بھی وہب بن کیسان سے' انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا' اس میں بھی کیس کا ذکر ہے۔

تشریح: یہ روایت کتاب البیوع میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ابو عمرو توقانی نے اپنی کتاب "معاشرۃ الاھلین" میں نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اولاد ڈھونڈو' اولاد ثمرۂ قلب اور نور چشم ہے اور بانجھ عورت سے پرہیز کرو۔ اسی واسطے ایک حدیث میں آیا ہے کہ بانجھ عورت سے بچو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ خاوند سے محبت رکھنے والی' بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو' میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ عورت کرنے سے آدمی کو اصل غرض یہی رکھنی چاہئے کہ اولاد صالح پیدا ہو جو مرنے کے بعد دنیا میں اس کی نشانی رہے۔ اس کے لیے دعائے خیر کرے۔ اسی لیے باقیات الصالحات میں اولاد کو اول درجہ حاصل ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو نیک فرمانبردار صالح اولاد عطا کرے۔

١٢٣- باب تَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ

باب جب خاوند سفر سے آئے تو عورت استرہ لے اور بالوں میں کنگھی کرے

٥٢٤٧- حدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ، تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ،

(٥٢٤٧) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو سیار نے خبر دی' انہیں شعبی نے' انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ واپس ہوتے ہوئے جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے لگا۔

فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ: ((أَتَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ: ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: ((فَهَلاَّ بِكْرًا تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ)). قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ: ((أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلاً. أَيْ عِشَاءً. لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)).

[راجع: ٤٤٣]

ایک صاحب نے پیچھے سے میرے قریب پہنچ کر میرے اونٹ کو ایک چھڑی سے جو ان کے پاس تھی' مارا۔ اس سے اونٹ بڑی اچھی چال چلنے لگا' جیسا کہ تم نے اچھے اونٹوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی نئی ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر پوچھا' کیا تم نے شادی کر لی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا' کنواری سے کی ہے یا بیوہ سے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کنواری سے شادی کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو شہر میں داخل ہونے لگے لیکن آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ' رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ پراگندہ بال عورت چوٹی کنگھا کر لے اور جس کا شوہر موجود نہ رہا ہو' وہ موئے زیر ناف صاف کر لے۔

١٢٤- باب

﴿وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ - إِلَى قَوْلِهِ - لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾

باب اللہ کا سورۂ نور میں یہ فرمانا کہ ﴿وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ (الاية)﴾ یعنی اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

٥٢٤٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ؟ فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَعَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ عَلَى تُرْسِهِ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُه.

[راجع: ٢٤٣]

(۵۲۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ اس واقعہ میں لوگوں میں اختلاف تھا کہ احد کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لیے کون سی دوا استعمال کی گئی تھی۔ پھر لوگوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' وہ اس وقت آخری صحابی تھے جو مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ اب کوئی شخص ایسا زندہ نہیں جو اس واقعہ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے چہرۂ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لا رہے تھے۔ (جب خون بند نہ ہوا تو) ایک بوریا جلا کر آپ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

تشریح اس آیت میں پہلے اللہ پاک نے یوں فرمایا ﴿ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ﴾ (النور:۳۱) یعنی جس زینت کے کھولنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً آنکھیں' ہتھیلیاں وہ تو سب پر کھول سکتی ہیں مگر باقی زینت جیسے گلا سر سینہ پنڈلی وغیرہ یہ غیر مردوں کے سامنے نہ کھولیں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے یا باپ یا سسروں کے سامنے اخیر آیت تک۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں لائے۔ اس کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھویا تو اس میں زینت کھولنے کی ضرورت ہوئی ہو گی۔ معلوم ہوا کہ باپ کے سامنے عورت اپنی زینت کھول سکتی ہے۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔ فافھم ولا تکن من القاصرین۔

۱۲۵- باب ﴿وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ﴾

باب اس آیت میں جو بیان ہے کہ اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

تشریح یعنی جو بچے جوان نہیں ہوئے ہیں' ان کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت کھولنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عورتوں کے کان وغیرہ دیکھے جب کہ وہ کم سن بچے تھے۔

٥٢٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، أَضْحًى أَوْ فِطْرًا؟ قَالَ: نَعَمْ. وَلَوْ لاَ مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلاَ إِقَامَةً. ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلاَلٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلاَلٌ إِلَى بَيْتِهِ.

[راجع: ٩٨]

(۵۲۴۹) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے' کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے ایک شخص نے یہ سوال کیا تھا کہ تم بقر عید یا عید کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اگر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار نہ ہوتا تو میں اپنی کم سنی کی وجہ سے ایسے موقع پر حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان کا اشارہ (اس زمانے میں) اپنے بچپن کی طرف تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور (لوگوں کے ساتھ عید کی) نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا' پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں خیرات دینے کا حکم دیا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ پھر وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر (اپنے زیورات) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دینے لگیں۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے' انہوں نے عورتوں کے کان اور گلے دیکھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۱۲۶- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ :

باب ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے رات

هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟وَطَعَنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ.

اپنی عورت سے صحبت کی ہے؟اور کسی شخص کا اپنی بیٹی کے کوکھ میں غصہ کی وجہ سے مارنا۔

٥٢٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلاَ يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلاَّ مَكَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي.[راجع: ٣٣٤]

(۵۲۵۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبردی' انہیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے' انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ان کے والد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر غصہ ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے لیکن میں حرکت اس وجہ سے نہ کر سکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ أَحْصَيْنَاهُ: حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ. وَطَلاَقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَيُشْهِدُ شَاهِدَيْنِ

باب اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا' اے نبی! تم اور تمہاری امت کے لوگ جب عورتوں کو طلاق دینے لگیں تو ایسے وقت طلاق دو کہ ان کی عدت اسی وقت شروع ہو جائے اور عدت کا شمار کرتے رہو (پورے تین طہر یا تین حیض) اور سنت کے مطابق طلاق یہی ہے کہ حالت طہر میں عورت کو ایک طلاق دے اور اس طہر میں عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اور اس پر دو گواہ مقرر کرے۔ لفظ احصیناہ کے معنی ہم نے اسے یاد کیا اور شمار کرتے رہے۔

تشریح لغت میں طلاق کے معنی بند کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جورو پر ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا کبھی طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت

حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو' کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے پنچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔ کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو' کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں ہے مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔ خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عفیفہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نباہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہئے۔ جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا ہے (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کر سکتی ہے جس کے لیے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدانخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتیٰ الامکان صلح صفائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔ ایک روایت ہے کہ ابغض الحلال عند اللہ الطلاق (او کما قال) یعنی حلال ہونے کے باوجود طلاق عنداللہ بہت ہی بری چیز ہے مگر صد افسوس کہ آج بھی بیشتر مسلمانوں میں یہ بیماری حد سے آگے گزری ہوئی ہے اور کتنے ہی طلاق سے متعلق مقدمات غیر مسلم عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے (عندالاحناف) وقوع نے تو اس قدر بیڑہ غرق کیا ہے کہ کتنی نوجوان لڑکیاں زندگی سے تنگ آجاتی ہیں۔ کتنی غیرمذہب میں داخلہ لے کر خلاصی حاصل کرتی ہیں مگر علمائے احناف ہیں الا ماشاء اللہ جو ٹس سے مس نہیں ہوتے اور برابر وہی دقیانوسی فتویٰ صادر کئے جاتے ہیں پھر حلالہ کا راستہ اس قدر مکروہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس کے تصور سے بھی غیرت انسانی کو شرم آجاتی ہے۔ اس بارے میں مفصل مقالہ آگے آرہا ہے جو غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔ جس کے لیے میں اپنے عزیز بھائی مولانا عبدالصمد رحمانی خطیب دہلی کا ممنون ہوں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ بے حد خوشی کی بات ہے کہ آج بہت سے اسلامی ممالک نے ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کو قانونی طور پر ایک ہی تسلیم کیا ہے۔

٥٢٥١- حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)).

[راجع: ٤٩٠٨]

(۵۲۵۱) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے' پھر ماہواری آئے اور پھر بند ہو' تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونا چاہیئے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

٢- باب إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تُعْتَدُّ

باب اگر حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو یہ طلاق شمار ہو گی

بِذَلِكَ الطَّلَاقِ یا نہیں؟

تشریح ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء تو اس طرف گئے ہیں کہ یہ طلاق شمار ہو گی اور ظاہریہ اور اہلحدیث اور امامیہ اور ہمارے مشائخ میں سے امام ابن تیمیہ' امام ابن حزم اور علامہ ابن قیم اور جناب محمد باقر اور حضرت جعفر صادق اور امام ناصر اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ اس طلاق کا شمار نہ ہو گا۔ اس لیے کہ یہ بدعی اور حرام تھی۔ شوکانی اور محققین اہلحدیث نے اس کو ترجیح دی ہے۔

٥٢٥٢- حدَّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سيرينَ قَالَ : سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لِيُرَاجِعْهَا)) قُلْتُ أَتُحْتَسَبُ؟ قَالَ ((فَمَهْ)) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا)) قُلْتُ تُحْتَسَبُ؟ قَالَ ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ)).

[راجع: ٤٩٠٨]

(٥٢٥٢) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے انس بن سیرین نے' کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ چاہیئے کہ رجوع کر لیں۔ (انس نے بیان کیا کہ) میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا یہ طلاق' طلاق سمجھی جائے گی؟ انہوں نے کہا کہ چپ رہ پھر کیا سمجھی جائے گی؟ اور قتادہ نے بیان کیا' ان سے یونس بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ سے) فرمایا' اسے حکم دو کہ رجوع کر لے (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا' کیا یہ طلاق طلاق سمجھی جائے گی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر کوئی کسی فرض کے ادا کرنے سے عاجز بن جائے یا احمق ہو جائے۔

تو وہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو گا؟ ہرگز نہیں مطلب یہ کہ اس طلاق کا شمار ہو گا۔

٥٢٥٣- وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ.

[راجع: ٤٩٠٨]

(٥٢٥٣) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ابو معمر عبداللہ بن عمرو منقری نے کہا (یا ہم سے بیان کیا) کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے کہا یہ طلاق جو میں نے حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔

تشریح یعنی اس کے بعد مجھ کو دو ہی طلاقوں کا اور اختیار رہا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء نے اسی سے دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما خود کہتے ہیں کہ یہ طلاق شمار کی گئی تو اب اس کے وقوع میں کیا شک رہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف قول حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شمار کئے جانے کا حکم دیا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی اور ابوالزبیر نے اس کے خلاف روایت کی۔ اس کو ابوداؤد وغیرہ نے نکالا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طلاق کو کوئی چیز نہیں سمجھا اور شعبی نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ طلاق شمار نہ ہو گی۔ اس کو ابن عبدالبر نے نکالا اور ابن حزم نے باسناد صحیح نافع سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ اس طلاق کا شمار نہ ہو گا

اور سعید بن منصور نے عبداللہ بن مبارک سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ انہوں نے اپنی عورت کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔ حافظ نے کہا یہ سب روایتیں ابوالزبیر کی روایت کی تائید کرتی ہیں اور ابوالزبیر کی روایت صحیح ہے۔ اس کی سند امام مسلم کی شرط پر ہے۔ اب خطابی اور قسطلانی وغیرہ کا یہ کہنا کہ ابوالزبیر کی روایت منکر ہے قابل قبول نہ ہوگی اور امام شافعی کا یہ کہنا کہ نافع ابوالزبیر سے زیادہ ثقہ ہے اور نافع کی روایت یہ ہے کہ اس طلاق کا شمار ہوگا صحیح نہیں کیونکہ ابن حزم نے خود نافع ہی کے طریق سے ابوالزبیر کے موافق نکالا ہے۔ (وحیدی)

٣- باب مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلاَقِ؟

٥٢٥٤- حدَّثنا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا: ((لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، الْحقِي بِأَهْلِكِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ.

باب طلاق دینے کا بیان اور کیا طلاق دیتے وقت عورت کے منہ در منہ طلاق دے

(٥٢٥٤) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کن بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جون کی بیٹی (امیمہ یا اسماء) جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں (نکاح کے بعد) لائی گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو اس نے یہ کہہ دیا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز سے پناہ مانگی ہے' اپنے میکے چلی جاؤ۔ ابوعبداللہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حجاج بن یوسف بن ابی منیع سے' اس نے بھی اپنے دادا ابومنیع (عبیداللہ بن ابی زیاد) سے' انہوں نے زہری سے' انہوں نے عروہ سے' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تشریح: آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اپنے میکے چلی جا' یہ طلاق کا کنایہ ہے۔ ایسے کنایہ کے الفاظ میں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے۔ کہتے ہیں پھر ساری عمر یہ عورت مینگنیاں چنتی رہی اور کہتی جاتی تھی میں بدنصیب ہوں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ عورت بڑی خوبصورت تھی بعض عورتوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اس کو فریب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تیرے پاس آئیں تو (اعوذ باللہ منک) کہہ دینا۔ آپ کو ایسا کہنا پسند آتا ہے۔ وہ بھولی بھالی عورت اس چکمہ میں آ گئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کرنی چاہی تو وہ یہی کہہ بیٹھی۔ آپ نے اس کو طلاق دے دی۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ نکالا کہ عورت کے منہ در منہ اسے طلاق دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ میں (وحیدالزماں) کہتا ہوں کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اول تو اس عورت کا کوئی حق صحبت آپ پر نہ تھا۔ دوسرے خود اس نے شرارت کی۔ بھلا یہ کیا بات تھی کہ خاوند جورو کا بھی سب سے پیارا ہوتا ہے' اس سے اللہ کی پناہ مانگنے لگی۔ اس لیے آپ نے اس کے منہ در منہ طلاق دے دی۔ یہ کچھ بھی مروت کے خلاف نہ تھا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ عورت زندگی بھر نادم رہی اور کہتی رہی کہ میں بڑی بدبخت ہوں۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ مرنے سے

پہلے فاتر العقل ہو گئی تھی۔

٥٢٥٥- حدَّثنا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَسيلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ، فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اجْلِسُوا هَهُنَا))، وَدَخَلَ، وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ. فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتٍ فِي نَخْلٍ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ، وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ : ((هَبِي نَفْسَكِ لِي))، قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ : أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ: ((قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ))، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ : ((يَا أَبَا أُسَيْدٍ، اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ، وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا)). [طرفه في : ٥٢٥٧].

(٥٢٥٥) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا' ان سے حمزہ بن ابی اسید نے اور ان سے ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ باہر نکلے اور ایک باغ میں پہنچے جس کا نام "شوط" تھا۔ جب ہم وہاں جا کر اور باغوں کے درمیان پہنچے تو بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھو' پھر آپ باغ میں گئے' جونیہ لائی جا چکی تھیں اور انہیں کھجور کے ایک گھر میں اتارا۔ اس کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ ان کے ساتھ ایک دایہ بھی ان کی دیکھ بھال کے لیے تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس گئے تو فرمایا کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ اس نے کہا کیا کوئی شہزادی کسی عام آدمی کے لیے اپنے آپ کو حوالہ کر سکتی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر حضور اکرم ﷺ نے اپنا شفقت کا ہاتھ ان کی طرف بڑھا کر اس کے سر پر رکھا تو اس نے کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' تم نے اسی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا' ابو اسید! اسے دو رازقیہ کپڑے پہنا کر اسے اس کے گھر پہنچا آؤ۔

٥٢٥٦، ٥٢٥٧- وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّيْسَابُورِيُّ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي أُسَيْدٍ قَالاَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيلَ، فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ.

[طرفه في : ٥٦٣٧].

(٥٢٥٦' ٥٢٥٧) اور حسین بن الولید نیساپوری نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن نے' ان سے عباس بن سہل نے' ان سے ان کے والد (سہل بن سعد) اور ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا تھا' پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے یہاں لائی گئیں' آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے ناپسند کیا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے ابو اسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کا سامان کر دیں اور رازقیہ کے دو کپڑے انہیں پہننے کے لیے دے دیں۔

تشریح زبان دراز قسم کے معاندین نے اس واقعہ کو بھی اچھالا ہے حالانکہ ان کی ہفوات محض ہفوات ہیں۔ پہلے اس عورت سے

نکاح ہوا تھا' بعد میں بوقت خلوت اسے شیطان نے ورغلا دیا تو اس نے یہ گستاخی کی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اسے کنایۃً طلاق دے دی اور عزت آبرو کے ساتھ اسے رخصت کر دیا' بات ختم ہوئی مگر دشمنوں کو ایک شوشہ چاہئے۔ سچ ہے ؎
گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است۔

- حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا.

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن ابی الوزیر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے حمزہ نے' ان سے ان کے والد اور عباس بن سہل بن سعد نے' ان سے عباس کے والد (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) نے اسی طرح۔

٥٢٥٨- حدَّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلاَّبٍ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لاِبْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهْيَ حَائِضٌ. فَقَالَ: تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا. قُلْتُ: فَهَلْ عَدَّ ذَلِكَ طَلاَقًا؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ)).

[راجع: ٤٩٠٨]

(٥٢٥٨) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوغلاب یونس بن جبیر نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا' ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی جب وہ حائضہ تھی (اس کا کیا حکم؟) اس پر انہوں نے کہا تم ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہو؟ ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی تھی جب وہ حائضہ تھی' پھر عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ آنحضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ (ابن عمرؓ اس وقت اپنی بیوی سے) رجعت کر لیں' پھر جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں تو اس وقت اگر ابن عمرؓ چاہیں انہیں طلاق دیں۔ میں نے عرض کیا' کیا اسے بھی آنحضرت ﷺ نے طلاق شمار کیا تھا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی عاجز ہے اور حماقت کا ثبوت دے تو اس کا کیا علاج ہے۔

٤- باب مَنْ أَجَازَ طَلاَقَ الثَّلاَثِ، لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب اگر کسی نے تین طلاق دے دی تو جس نے کہا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی اس کی دلیل اور اللہ پاک نے سورۂ بقرہ میں فرمایا طلاق دو بار ہے

﴿الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ، فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي مَرِيضٍ طَلَّقَ : لاَ أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوتَتُهُ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجَ

اس کے بعد یا دستور کے موافق عورت کو رکھ لینا چاہیئے یا اچھی طرح رخصت کر دینا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کسی بیمار شخص نے اپنی عورت کو طلاق بائن دے دی تو وہ اپنے خاوند کی وارث نہ ہو گی اور عامر شعبی نے کہا وارث ہو گی (اس کو سعید بن منصور نے وصل

إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذَٰلِكَ؟

کیا) اور ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے شعبی سے کہا' کیا وہ عورت عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ نے کہا' پھر اگر اس کا دوسرا خاوند بھی مرجائے (تو وہ کیا دونوں کی وارث ہوگی؟) اس پر شعبی نے اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

سنت یہ ہے کہ اگر عورت کو تین طلاق دینی منظور ہوں تو پہلے طہر میں ایک طلاق دے' پھر دوسرے طہر میں ایک طلاق دے' پھر تیسرے طہر میں ایک طلاق دے۔ اب رجعت نہیں ہو سکتی اور وہ عورت بائنہ ہو گئی اور یہ خاوند اس عورت سے پھر نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر کے اس کے گھر نہ رہ لے اور پھر وہ دوسرا خاوند اسے اپنی مرضی سے طلاق نہ دے دے اور وہ عورت طلاق کی عدت نہ گزار لے اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے۔ عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائنہ ہو جائے گی۔ اب اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق دے دی یا ایک ہی طہر میں بدفعات ایک ایک کر کے تین طلاق دے دی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء و ائمہ اربعہ کا تو یہ قول ہے کہ تین طلاق پڑ جائیں گی لیکن ایسا کرنے والا ایک بدعت اور حرام کا مرتکب ہو گا اور امام ابن حزم اور ایک جماعت اہلحدیث اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑے گی اور اکثر اہلحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑے گی خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور اسی کو اختیار کیا ہے ہمارے مشائخ اور ہمارے اماموں نے۔ جیسے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام علامہ ابن قیم اور علامہ شوکانی اور محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہ رحمہم اللہ نے۔ شوکانی نے کہا یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک طلاق پڑی ہے اس سے رجوع کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں گو اس کے خلاف فتویٰ دیا اور تین طلاقوں کو قائم رکھا مگر حدیث کے خلاف ہم کو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع ضروری ہے نہ کسی اور کی اور خود امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تین طلاق ایک بار دینا ایک ہی طلاق تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں بھی دو برس تک۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی جلدبازی کی سزا دینے کے لیے یہ حکم دیا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو حدیث کے خلاف قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں' مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو چھوڑ دو' خواہ حدیث پر عمل کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں۔

بجز ابروئے تو محراب دل حافظ نیست　　　طاعت غیر تو در مذہب ما نتواں کرد

تطلیقات ثلاثہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ خواہ بیک لفظ انت طالق ثلاثا دی جائیں' یا متعدد الفاظ انت طالق انت طالق انت طالق سے دی جائیں۔ شرع کے حکم کے مطابق ان ہر ایک صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور شوہر کے لیے رجعت کا حق باقی رہے گا۔ اس لیے کہ مجموعی طور پر ایک ہی وقت میں تین طلاقوں کا استعمال صریح معصیت اور کھلی ہوئی بدعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو شرعی اعتبار سے قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس طلاق کو طلاق بدعی بتایا ہے یعنی ایسی طلاق جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ قرآن کریم میں جو طریقہ طلاق دینے کا بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر طلاق تفریق کے ساتھ ہو

یعنی ہر طلاق کا استعمال ہر طہر میں ہونا چاہیئے' نہ کہ ایک ہی طہر میں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۹) یعنی طلاق شرعی جس کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے دو طہروں میں دی ہوئی دو طلاقیں ہیں پھر شوہر کے لیے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں یا تو اچھے طریقہ سے اس کو روک لینا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ اسے رخصت کر دینا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین نے یہی بتایا ہے کہ یہاں طلاق دینے کا قاعدہ تفریق کے ساتھ رب العالمین نے بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ان هذه الايت دالة على الامر بتفريق التطليقات (تفسیر کبیر' ص: ۲۴۸ / ج: ۲) یعنی یہ آیت کریمہ دلالت کر رہی ہے اس حکم خداوندی پر کہ طلاق تفریق کے ساتھ دینی چاہیئے یعنی الگ الگ طہر میں' ایک طہر میں نہیں۔ پھر آگے جمہور کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا القول هو الا قيس یعنی اگر کوئی شخص ایک ہی دفعہ دو طلاقیں دے دے یا تین طلاقیں دے تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور یہی قیاس کے زیادہ موافق بھی ہے یعنی عقلاً اور شرعاً یہی صحیح ہے۔ یہی چیز علامہ ابوبکر جصاص رازی نے اپنے احکام القرآن میں لکھی ہے۔ ان الاية الطلاق مرتان' تضمنت الامر بايقاع الاثنتين فى مرتين فمن اوقع الاثنتين فى مرة فهو مخالف لحكمها (احکام القرآن' ص: ۳۸۰ ۔ ج: ۱) یعنی دو طلاق دو بار (دو طہر میں) واقع کرنے کے امر کو شامل ہے۔ پس جو کوئی دو طلاق ایک ہی دفعہ یعنی ایک ہی طہر پر واقع کرتا ہے وہ حکم خداوندی کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ علامہ نسفی نے بھی تفسیر مدارک میں اسی امر کو واضح کیا ہے کہ طلاق بالتفریق ہی صحیح ہے اور یہی فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ التطليق الشرعى تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع (تفسیر مدارک' ص: ۱۷۱ ۔ ج: ۲) یعنی شرعی طلاق کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں تفریق کے ساتھ طلاق دی جائے ایک ہی دفعہ میں نہ دی جائے۔ تفسیر نیشاپوری میں بھی اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ التطليق الشرعى تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع والارسال دفعة واحدة۔ یعنی طلاق شرعی وہ طلاق ہے جو الگ الگ اپنے اپنے وقت یعنی طہر میں دی جائے یہ نہیں کہ سب کو اکٹھی کر کے ایک ہی دفعہ دے دی جائے' یہ بالکل خلاف شرع ہے۔ پھر آگے علامہ ابوزید دبوسی کے حوالے سے اصحاب رسول کا مسلک بتاتے ہیں وزعم ابوزيد الدبوسى فى الاسرار ان هذا قول عمر و عثمان و على و ابن عباس و ابن عمر و عمران بن حصين و ابى موسىٰ اشعرى و ابى الدرداء و حذيفة رضى الله عنهم اجمعين ثم من هولاء من قال لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا هو الا قيس۔ یعنی ابوزید دبوسی نے الاسرار میں لکھا ہے کہ یہ قول حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر' حضرت عمران بن حصین' حضرت ابوموسیٰ الاشعری' حضرت ابودرداء ' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کا ہے' پھر ان میں بعض اصحاب وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو شخص بیک وقت دو طلاق یا تین طلاق دیتا ہے تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی قول قیاس کے سب سے زیادہ موافق ہے۔ چنانچہ یہی مطلب آیت کریمہ کا ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں' علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں' علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ جب قرآن کریم سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ طلاق شرعی وہی طلاق ہے جو ہر طہر میں الگ الگ دی جائے۔ ایک طہر میں جس قدر بھی طلاقیں دی جائیں گی وہ قرآن کریم کے مطابق ایک ہی ہوں گی کیونکہ ہر ایک طہر ایک طلاق سے زیادہ کا محل ہی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص چند طلاقوں کا استعمال ایک طہر میں کرتا ہے تو وہ صریح حرمت کا ارتکاب کرتا ہے یعنی قانون خداوندی کو توڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ایک ہی طلاق کا اعتبار ہو گا۔ چونکہ ایک طہر ایک طلاق سے زیادہ کا محل نہیں ہے۔ اب حدیث رسول اللہ ﷺ میں اس کی مزید تصریح اور توضیح ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے' آمین۔

عن ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه و سلم و ابى بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة۔ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فى امر كانت لهم فى اناة فلو امضيناه عليهم امضاه عليهم (صحیح مسلم' ص: ۴۷۷ / ج: ۱)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد

خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لہ لوگوں نے ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی جس میں ان کو مہلت تھی پس اگر ہم ان پر تین طلاقوں کو نافذ کر دیں (تو مناسب ہے) پس انہوں نے تین طلاقوں کو تین نافذ کر دیا۔

پہلے اس حدیث کی صحت پر غور فرمالیں' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدمہ مسلم شریف میں لکھا ہے۔ جو حدیث سند کے اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام رکھتی ہے وہ حدیث میں باب کے شروع میں لاتا ہوں۔ پوری مسلم شریف میں یہی التزام کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ فاما القسم الاول فانا نتوضی ان تقدم الاخبار التی هی اسلم من العیوب من غیرها یعنی ہم نے قصد کیا ہے کہ ان احادیث کو پہلے روایت کریں جس کی سند تمام عیوب سے پاک اور صحیح سالم ہو دوسری احادیث سے ----- اب آپ مذکورہ حدیث کو جو مسلم شریف میں ہے باب کی پہلی حدیث دیکھ رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث اعلیٰ ترین صحت رکھتی ہے اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اسی وجہ سے باب کی پہلی حدیث ہے ویسے بھی اس کے جید الاسناد ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔ امام نووی نے بھی باب کی پہلی حدیث کے متعلق یہی تصریح کی ہے۔ الاول ماروا‌ه الحفاظ المتقون۔ اول قسم کی سندوں سے وہی حدیث مروی ہے جن کے رواۃ حفاظ حدیث اور متقن رجال ہیں اور اسی کو باب کے شروع میں لاتے ہیں۔ حدیث مسلم کی صحت معلوم کرنے کے بعد اس حدیث میں دونوں حکم بیان کئے گئے ہیں۔ غور فرمایئے ایک حکم شرعی دوسرا حکم سیاسی۔ پہلا حکم تو شرعی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے عہد رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ ایک ہی ہوتی تھی اور اس میں ایک فرد کا بھی اختلاف نہیں تھا۔ تمام کے تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اجماع تھا۔ دوسرا حکم امضاء ثلاث یعنی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا ہے۔ یہ حکم بالکل سیاسی اور تعزیری ہے اور اس کی علت بھی حدیث میں موجود ہے کہ لوگ عجلت کرنے لگے اس امر میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دی تو پھر سزا کے طور پر یہ حکم نافذ کر دیا اور یہی نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو جو بیک وقت تین طلاقیں استعمال کرتے تھے کوڑے لگوا کر میاں بیوی میں تفریق کرا دیتے تھے۔ چنانچہ محلّٰی میں علامہ ابن حزم نے بصراحت اس کو لکھا ہے۔ نیز اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبل اور بعد دونوں زمانہ کا الگ الگ تعامل بھی نظر آجاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ عہد رسالت سے لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو تین سال تک باتفاق صحابہ کرام ایک طہر کی تین طلاق ایک ہی ہوتی تھی اور اسی پر اجماع صحابہ تھا۔ اختلاف درحقیقت شروع خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے تیسرے سال کے بعد ہوا۔ جب انہوں نے سیاسی اور تعزیری فرمان کا نفاذ فرمایا اور حکم دے دیا کہ جو کوئی ایک طہر میں تین طلاقیں دے گا اسے تین مان کر ہمیشہ کے لیے تفریق کرا دوں گا اور یہ حکم پوری طرح نافذ کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے صحابہ کرام کے فتوؤں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا جو اختلاف صحابہ کرام کے فتوؤں میں نظر آتا ہے وہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ چنانچہ محدثین' مؤرخین کے علاوہ خود ائمہ احناف نے اس بات کو تسلیم کیا اور اپنی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ چنانچہ علامہ قہستانی لکھتے ہیں۔ اعلم ان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم یحکم الا بوقوع واحدة الی زمن عمر ثم حکم بوقوع الثلاث لکثرته بین الناس تهدیداً

یعنی صدر اول (عہد رسالت' عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اگر کوئی شخص اکٹھا تین طلاقیں دیتا تو وہ صرف ایک طلاق ہوتی تھی' پھر لوگ جب کثرت سے طلاقیں دینے لگے تو تہدیداً تین کو تین نافذ کر دیا گیا۔

یہی چیز طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کے حاشیہ پر لکھی ہے۔

انه کان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم یحکم الا بوقوع واحدة الی زمن عمر رضی الله عنه ثم حکم بوقوع الثلاث سیاسة لکثرته بین الناس (در مختار' ص: ۱۰۵/ ج: ۲)

یعنی صدر اول میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جب کوئی شخص ایک دفعہ تین طلاقیں دے دیتا تو صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم کیا جاتا تھا' پھر لوگوں نے کثرت سے طلاق دینی شروع کی تو سیاسۃً و تعزیراً تین طلاق کے وقوع کا حکم کیا جانے لگا۔

(مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر) میں بعینہٖ یہی عبارت ہے۔ اسی طرح جامع الرموز وغیرہ میں بھی یہی صراحت موجود ہے۔ اسی چیز کو پورے شرح و بسط کے ساتھ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ رشید علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ' اغاثة اللهفان' اعلام الموقعين۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی اختلاف شروع ہوا اور دونوں طرح کے فتاوے دیئے جانے لگے۔ اب ہم مسلمانوں کا تعامل اسی پر ہونا چاہیئے جس پر صدر اول میں تھا' یعنی ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی مانی جائے۔ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ پوری تفصیل سے محدثین نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور یہ حدیث نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے۔

طلق رکانة امراته ثلاثًا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنًا شدیداً قال فساله رسول الله صلی الله علیه و سلم کیف طلقتها ثلاثًا؟ قال طلقتها ثلاثا فقال فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فانما تلک واحدة فراجعها ان شئت قال فراجعها (مسند احمد' ص : ۲۶۵ / ج : ۱)

یعنی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر سخت غمگین ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو دریافت فرمایا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے۔ عرض کیا کہ حضورؐ! میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ایک مجلس میں دی ہیں؟ جواب دیا ہاں ایک ہی مجلس میں دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین طلاقیں ایک مجلس کی ایک ہی ہوئیں' اگر تو چاہتا ہے تو بیوی سے رجوع کر لے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما جو راوی حدیث ہیں کہتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا۔ یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ فن حدیث کے امام الائمہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اسی مسند احمد کی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

و هذا الحدیث نص فی المسئلة لا تقبل تاویل الذی فی غیره.

یعنی مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے میں یہ حدیث ایسی نص صریح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں جو دوسروں میں کی جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر کی یہ تصدیق صحت ان تمام شکوک و شبہات کو دور کر دیتی ہے جو بعض کم فہم لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ حدیث بھی مسلک اہل حدیث کے لیے واضح اور روشن دلیل ہے اور طلاق ثلاثہ کے ایک طلاق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ امام نسائی سنن نسائی میں ایک حدیث محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قہر و غضب کا حال ملاحظہ ہو۔

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول الله صلی الله علیه و سلم عن رجل طلق امراته ثلاثا و تطلیقات جمیعا فقام غضبًا ثم قال ایلعب بکتاب الله و انا بین اظهر کم قام رجل و قال یا رسول الله الا نقتل (سنن نسائی' ص : ۵۳۸)

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت غصہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کو قتل نہ کر دوں۔

اس حدیث کے مضمون سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں شریعت کی نگاہ میں ایسا شدید جرم ہے کہ خدا کے رسول سنتے ہی قہرمان ہو گئے اور ایسے فعل کے مرتکب کو صحابہ قتل کے لیے آمادہ ہو گئے۔ بعض حضرات نے اس حدیث پر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ اس حدیث میں قہر و غضب کا ذکر تو ضرور ہے مگر ایک طلاق ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تین طلاقیں ایک ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں تین ہی آپ نے مانی تھیں۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے۔

اس لیے کہ جب یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ عہد رسالت میں ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاقیں ایک ہی ہوتی تھیں اور رجعت کا حق باقی رہتا تھا تو پھر یہ شبہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق یہ بھی طلاق رجعی ہوئی۔ اس لیے کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں ہمیشہ خدا کے رسول ﷺ نے ایک ہی مانی ہیں۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے اور جیسا کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا کہ آپ نے مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے بارے میں فرمایا فانما تلک واحدۃ فراجعھا ان شئت یعنی ایک وقت کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو بیوی سے رجوع کر لو۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ایسا جنرل حکم ہے کہ اس کے بعد تین طلاقوں کے تین ہونے کا شبہ تک نہیں رہ جاتا۔ صحت کے اعتبار سے بھی یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث سے متعلق فتح الباری میں لکھا ہے ورواتہ موثوقون اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں ثابت کیا ہے کہ مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر فتاویٰ ہمیشہ علماء نے دیئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں' فافتی بہ عبداللہ بن عباس والزبیر بن عوام و عبدالرحمٰن بن عوف وعلی وابن مسعود واما التابعون فافتی بہ عکرمۃ وافتی بہ طاؤس واما التابعون فافتی بہ محمد بن اسحاق وغیرہ وافتی بہ خلاس بن عمرو والحارث عکلی واما اتباع تابعی التابعین فافتی بہ داؤد بن علی واکثر اصحابہ وافتی بہ بعض اصحاب مالک وافتی بہ بعض الحنفیۃ وافتی بہ بعض اصحاب احمد۔ (اعلام الموقعین' ص: ۲۶) یعنی صحابہ کرام میں عبداللہ بن عباس' حضرت زبیر بن عوام' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت علی' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تابعین میں امام طاؤس' امام عکرمہ نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق وغیرہ نے بھی یہی فتویٰ دیا اور خلاس بن عمرو اور حارث عکلی نے اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین کے اتباع میں سے داؤد بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور بعض مالکیہ اور بعض حنفیہ اور بعض حنابلہ نے بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی اس تصریح سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد بھی قرناً بعد قرن اصحاب علم و فضل تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں نے صدر اول کے فتویٰ پر عمل کیا' انہوں نے تین طلاقوں کو ایک بتایا اور جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ کو مانا' انہوں نے تین کو تین مانا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی دونوں طرح کا حدیث میں منقول ہے مگر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ خود حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اس لیے عامل بالکتاب و السنۃ کا یہی مسلک ہے اور یہی ان کا مذہب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ امضاء ثلاث کو عامل بالکتاب و السنۃ نہیں مانتے جس طرح بہت سے صحابہ و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ نے نہیں مانا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ فیہ خلاف ذھب طاؤس و محمد بن اسحاق والحجاج بن ارطاط والنخعی وابن مقاتل والظاھریۃ الی ان الرجل طلق امراتہ معا فقد وقعت علیھا واحدۃ (عمدۃ القاری' ج: ۹/ ص: ۵۳۷) طلاق ثلاثہ کے وقوع میں اختلاف ہے۔ امام طاؤس اور محمد بن اسحاق و حجاج بن ارطاط و امام نخعی رحمہم اللہ جو استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور محمد بن مقاتل جو شاگرد امام ابوحنیفہ ہیں اور ظاہریہ سب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دے تو اس پر ایک ہی واقع ہو گی' تین نہیں ہوں گی۔ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ دلائل کے اعتبار سے اور قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کے اصول سے ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور اسی پر عمل جمہور صحابہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سال تک رہا ہے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ سے اختلاف چلا اور آج تک چلا آ رہا ہے اور شاید قیامت تک رہے گا۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے اغاثۃ اللھفان میں لکھا ہے۔ النزاع فی ھذہ المسئلۃ ثابت عن عھد صحابۃ الی وقتنا ھذا یعنی وقوع ثلاثہ کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک نزاع چلا آ رہا ہے۔ وقت کا شدید

تقاضا ہے کہ آج عہد رسالت ہی کے تعامل پر امت متفق ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ مسئلہ پر عمل کی توفیق بخشے اور حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ (از قلم --- حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی صدر مدرس مدرسہ سبل السلام دہلی۔)

٥٢٥٩- حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلاَنِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ : يَا عَاصِمُ، أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ، مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ : عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ : عُوَيْمِرٌ : وَاللهِ لاَ أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا. فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)). قَالَ سَهْلٌ : فَتَلاَعَنَا، وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ

(٥٢٥٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عویمر العجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے عاصم! تمہارا کیا خیال ہے، اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا اسے وہ قتل کر سکتا ہے؟ لیکن پھر تم قصاص میں اسے (شوہر کو) بھی قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کرے گا؟ عاصم میرے لیے یہ مسئلہ آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ دیجئے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے جب حضور اکرم رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے ان سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس سلسلے میں حضور اکرم ﷺ کے کلمات عاصم رضی اللہ عنہ پر گراں گزرے اور جب وہ واپس اپنے گھر آ گئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے آ کر ان سے پوچھا کہ بتایئے آپ سے حضور اکرم رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا؟ عاصم نے اس پر کہا تم نے مجھ کو آفت میں ڈالا۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا وہ آنحضرت ﷺ کو ناگوار گزرا۔ عویمر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ مسئلہ آنحضور ﷺ سے پوچھے بغیر میں باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت ﷺ لوگوں کے درمیان میں تشریف رکھتے تھے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو پا لیتا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن اس صورت میں آپ اسے قتل کر دیں گے یا پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی ہے، اس لیے تم جاؤ اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لاؤ۔ سہل نے بیان کیا کہ پھر دونوں (میاں بیوی) نے لعان کیا۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت موجود تھا۔ لعان سے جب دونوں فارغ ہوئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے

عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةُ الْمُتَلاَعِنَيْنِ. [راجع: ٤٢٣]

عرض کیا یارسول اللہ! اگر اس کے بعد بھی میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب یہ ہو گا کہ) میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر لعان کرنے والے کے لیے یہی طریقہ جاری ہو گیا۔

تشریح: کہ لعان کے بعد وہ مل کر نہیں رہ سکتے بلکہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں تین طلاق اکٹھا دے دے تب بھی تینوں پڑ جاتی ہیں۔ اہلحدیث یہ جواب دیتے ہیں کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے نادانی سے یہ فعل کیا کیونکہ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خود لعان سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر انکار اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ عورت اب اس کی عورت نہیں رہی تھی تو تین طلاق کیا اگر ہزار طلاق دیتا تب بھی بیکار تھی۔ ہاں اگر لعان نہ ہوا ہوتا تو آپ ضرور اس پر انکار کرتے اور فرماتے کہ ایک ہی طلاق پڑی ہے جیسے محمود بن لبید نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین اکٹھی طلاق دے دی ہیں۔ آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے کھیل کرتے ہو' ابھی میں تم میں موجود ہوں تو یہ حال ہے۔ اس کو نسائی نے نکالا اس کے راوی ثقہ ہیں۔

٥٢٦٠- حدثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلاَقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لاَ، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)).

[راجع: ٢٦٣٩]

(٥٢٦٠) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق دے دی تھی اور طلاق بھی بائن' پھر میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس تو کپڑے کے پلو جیسا ہے (یعنی وہ نامرد ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا' غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے موجودہ شوہر کا مزا نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے۔

٥٢٦١- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ. فَسُئِلَ النَّبِيُّ

(٥٢٦١) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عمر عمری نے' کہا کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی۔ ان کی بیوی نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: ((لاَ، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الأَوَّلُ)).

[راجع: ٢٦٣٩]

دوسری شادی کرلی' پھر دوسرے شوہر نے بھی (ہم بستری سے پہلے) انہیں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا پہلا شوہر اب ان کے لئے حلال ہے (کہ ان سے دوبارہ شادی کرلیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں' یہاں تک کہ وہ یعنی شوہر ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا۔

موجودہ مروجہ حلالہ کی صورت قطعاً حرام ہے جس کے کرنے اور کرانے والوں پر آنحضرت ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

٥- باب مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَهُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ لأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً﴾

باب جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں فرمان کہ آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کا مزہ چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔"

٥٢٦٢- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئاً.

[طرفه في: ٥٢٦٣].

(۵۲۶۲) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے بیان کیا' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تھا لیکن اس کا ہمارے حق میں کوئی شمار (طلاق) میں نہیں ہوا تھا۔

٥٢٦٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ: خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَانَ طَلاَقًا؟ قَالَ مَسْرُوقٌ: لاَ أُبَالِي أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي.

[راجع: ٥٢٦٢]

(۵۲۶۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' کہا ہم سے عامر نے بیان کیا' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے "اختیار" کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا محض یہ اختیار طلاق بن جاتا۔ مسروق نے کہا کہ اختیار دینے کے بعد اگر تم مجھے پسند کرلیتی ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں' چاہے میں ایک مرتبہ اختیار دوں یا سو مرتبہ۔ (طلاق نہیں ہوگی)

٦- باب

باب جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تمہیں جدا

إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ، أَوْ سَرَّحْتُكِ، أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ، أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ، فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ. وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً﴾ وَقَالَ: ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ وَقَالَ: ﴿أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾.وقالت عائشةُ قد علم النبي ﷺ أن أبوي لم يكونا يامُراني بفراقهِ

کیا یا میں نے رخصت کیا' یا یوں کہے کہ اب تو خالی ہے یا الگ ہے کہ آؤ میں تم کو اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ اسی طرح سورۂ بقرہ میں فرمایا یا اسی طرح کا کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس سے طلاق بھی مراد لی جا سکتی ہے تو اسکی نیت کے مطابق طلاق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں ارشاد ہے' انہیں خوبی کے ساتھ رخصت کر دو اور اسی سورت میں فرمایا "اسکے بعد یا تو رکھ لینا ہے قاعدہ کے مطابق یا خوش اخلاقی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے" اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو خوب معلوم تھا کہ میرے والدین (آنحضرت ﷺ سے) فراق کا مشورہ دے ہی نہیں سکتے (یہاں فراق سے طلاق مراد ہے)

٧- باب مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ : نِيَّتُهُ. وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ : إِذَا طَلَّقَ ثَلاَثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ، فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ. وَلَيْسَ هَذَا كَالَّذِي يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لأَنَّهُ لاَ يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ، وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ، وَقَالَ فِي الطَّلاَقِ ثَلاَثًا ﴿لاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

باب جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو "مجھ پر حرام ہے"

امام حسن بصری نے کہا کہ اس صورت میں فتویٰ اس کی نیت پر ہو گا اور اہل علم نے یوں کہا ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی۔ یہاں طلاق اور فراق کے الفاظ کے ذریعہ حرمت ثابت کی اور عورت کو اپنے اوپر حرام کرنا کھانے کو حرام کی طرح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حلال کھانے کو حرام نہیں کہہ سکتے اور طلاق والی عورت کو حرام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق والی عورت کے لیے یہ فرمایا کہ وہ اگلے خاوند کے لیے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

٥٢٦٤- وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلاَثًا قَالَ : لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهَذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلاَثًا حُرِّمَتْ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

[راجع: ٤٩٠٨]

(٥٢٦٤) اور لیث بن سعد نے نافع سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر ایسے شخص کا مسئلہ پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہوتی' تو وہ کہتے اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو رجوع کر سکتا تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایسا ہی حکم دیا تھا لیکن جب تو نے تین طلاق دے دی تو وہ عورت اب تجھ پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا اور کسی شخص سے نکاح کرے۔

تشریح امام حسن بصریؒ کے فتویٰ کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کہنے والے کی نیت اگر طلاق کی ہو گی تو طلاق ہو جائے گی۔ اگر ظہار کی نیت ہو گی تو ظہار ہو جائے گا۔ حنفیہ کہتے ہیں اگر ایک طلاق یا دو طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ ایلاء ہو گا۔ امام ابو ثور اور اوزاعی نے کہا ایسے کہنے سے قسم کا کفارہ

دے۔ بعضوں نے کہا ظہار کا کفارہ دے' مالکیہ کہتے ہیں ایسا کہنے سے تین طلاق پڑ جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کہنا لغو ہے اور اس میں کچھ لازم نہ آئے گا۔ غرض اس مسئلہ میں قرطبی نے سلف کے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں تو رخصت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں رکھی۔ مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ صریح طلاق وہی ہے جس میں طلاق کا لفظ ہو یا اس کا مشتق مثلاً انت مطلقة یا طلقتک یا انت طالق یا علیک الطلاق باقی الفاظ جیسے فراق تسریح خلیہ بریہ وغیرہ ان سے طلاق جب ہی پڑے گی کہ خاوند کی نیت طلاق کی ہو کیونکہ ان الفاظ کے معنی سوا طلاق کے اور بھی آئے ہیں جیسے سورہ احزاب کی اس آیت میں ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴾ (الاحزاب: ۴۹) یہاں تسریح سے رخصت کرنا مراد ہے نہ کہ طلاق دینا کیونکہ طلاق کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے اور غیر مدخولہ عورت ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے' دوسری طلاق کا محل کہاں ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں تسریح اور فارقوھن سے طلاق مراد نہیں ہے کیونکہ طلاق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ (وحیدی)

۵۲۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلاَّ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلاَّ هَنَةً وَاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ، أَفَأَحِلُّ لِزَوْجِي الأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لاَ تَحِلِّينَ لِزَوْجِكِ الأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

(۵۲۶۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص رفاعی نے اپنی بیوی (تمیمہ بنت وہب) کو طلاق دے دی' پھر ایک دوسرے شخص سے ان کی بیوی نے نکاح کیا لیکن انہوں نے بھی ان کو طلاق دے دی۔ ان دوسرے شوہر کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح تھا۔ عورت کو اس سے پورا مزہ جیسا وہ چاہتی تھی نہیں ملا۔ آخر عبدالرحمٰن نے تھوڑے ہی دنوں رکھ کر اس کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' پھر میں نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ وہ میرے پاس تنہائی میں آئے لیکن ان کے ساتھ تو کپڑے کے پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کل ایک ہی بار اس نے مجھ سے صحبت کی وہ بھی بیکار (دخول ہی نہیں ہوا اوپر ہی اوپر چھو کر رہ گیا) کیا اب میں اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ نے فرمایا تو اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرا خاوند تیری شیرینی نہ چکھے۔

تشریح: یعنی جب تک اچھی طرح دخول نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ صرف حشفہ کا فرج میں داخل ہو جانا تحلیل کے لیے کافی ہے۔ امام حسن بصری نے انزال کی بھی شرط رکھی ہے۔ یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے جیسے اس حدیث میں ہے کہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

۸- باب لِمَ تُحَرِّمُ

باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "اے پیغمبر! جو چیز اللہ نے تیرے

مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ (التحريم: ١)

لیے حلال کی ہے اسے تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے"

٥٢٦٦- حدثني الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِيعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَقَالَ: ﴿لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [راجع: ٤٩١١]

(٥٢٦٦) مجھ سے حسن بن الصباح نے بیان کیا' انہوں نے ربیع بن نافع سے سنا کہ ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے یعلیٰ بن حکیم نے' ان سے سعید بن جبیر نے' انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر "حرام" کہا تو یہ کوئی چیز نہیں اور فرمایا کہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی عمدہ پیروی ہے۔

تشریح: بعض اہل سیر نے آیت باب کا شان نزول حضرت ماریہ کے واقعہ کو بتایا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

٥٢٦٧- حدثني الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلاً، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنْ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((لاَ، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُودَ لَهُ))، فَنَزَلَتْ : ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ- إِلَى - إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ لِقَوْلِهِ : بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً)).

(٥٢٦٧) مجھ سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے' ان سے ابن جریج نے کہ عطاء بن ابی رباح نے یقین کے ساتھ کہا کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں ٹھہرتے تھے اور ان کے یہاں شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر صلاح کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے جس کے یہاں بھی تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر (ایک خاص قسم کے بدبودار گوند) کی بو آتی ہے' کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ہم میں سے ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات کہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پیا ہے' اب دوبارہ نہیں پیوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے "تا" ان تتوبا الی اللہ' یہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف خطاب ہے۔ واذا سر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا میں حدیث سے آپ کا یہی فرمانا مراد ہے کہ میں نے

[راجع: ٤٩١٢]
مغافیر نہیں کھایا بلکہ شہد پیا ہے۔

تشریح یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں عورت کے حرام کرنے میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ انہوں نے اسی آیت سے دلیل لی ہے تو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ آیت شہد کے حرام کر لینے میں اتری ہے نہ کہ عورت کے حرام کر لینے میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑی نفرت تھی کہ آپ کے بدن یا کپڑے میں سے کوئی بد بو آئے۔ آپ انتہائی نفاست پسند تھے۔ ہمیشہ خوشبو میں معطر رہتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے یہ صلاح اس لیے کی کہ آپ شہد پینا چھوڑ کر اس دن سے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں۔

٥٢٦٨- حدَّثنا فَرْوَةُ بْنُ أَبي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ لاَ فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذَلِكَ. وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ. قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلاَّ أَنْ قَامَ عَلَى

(۵۲۶۸) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی' پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا۔ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جونہی دروازے پر آکر

الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِئَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ. فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ : يَا رَسُولَ اللهِ : أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ : ((لاَ)). قَالَتْ فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)).فَقَالَتْ : جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذَلِكَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مثل ذَلِكَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلاَ أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ : ((لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ)). قَالَتْ : تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا : اسْكُتِي.

[راجع: ٤٩١٢]

کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا' یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا' پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر آنحضور ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں' واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہو گئے' میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

تشریح: کہیں بات کھل نہ جائے اور حفصہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ نہ جائے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حالانکہ عمر میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہیں بڑی بلکہ بوڑھی تھیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی رہتی تھیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی عنایت اور محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہت تھی۔ ہر ایک بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کرنے سے ڈرتی تھی کہ کہیں آنحضرت ﷺ کو ہم سے خفا نہ کر دیں۔ سوکنوں میں ایسا جلاپا فطری ہوتا ہے۔ اللہ پاک ازواج مطہرات کے ایسے حالات کو معاف کرنے والا ہے۔ واللہ هو الغفور الرحیم۔

٩- باب لا طلاق قبل النكاح

باب نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ، فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا، فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : جَعَلَ اللهُ الطَّلاَقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. وَيُرْوَى فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں فرمایا۔ "اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں طلاق دے دو۔ قبل اس کے کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو تو اب ان پر کوئی عدت ضروری نہیں ہے جسے تم شمار کرنے لگو تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اچھی طرح رخصت کر دو۔" اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے۔ (اس کو امام احمد اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے نکالا) اور اس سلسلے میں علی کرم اللہ وجہہ' سعید بن مسیب'

وَعُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهَا لاَ تَطْلُقُ.

عروہ بن زبیر' ابو بکر بن عبدالرحمٰن' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' ابان بن عثمان' علی بن حسین' شریح' سعید بن جبیر' قاسم' سالم' طاؤس' حسن' عکرمہ' عطاء' عامر بن سعد' جابر بن زید' نافع بن جبیر' محمد بن کعب' سلیمان بن کعب' سلیمان بن یسار' مجاہد' قاسم بن عبدالرحمٰن' عمرو بن حزم اور شعبی رحمہم اللہ ان سب بزرگوں سے ایسی ہی روایتیں آئی ہیں۔ سب نے یہی کہا ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔

تشریح اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب کا رد کرنا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں اگر کوئی کسی معین عورت کی نسبت کہے میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ پھر اسی سے نکاح کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اہلحدیث اور امام بخاری اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔ خواہ معین عورت کی نسبت کہے یا مطلق یوں کہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں دونوں صورتوں میں نکاح کرتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور اس باب میں مرفوع احادیث بھی وارد ہیں جن سے اہلحدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو طبرانی اور سعید بن منصور نے مرفوعاً نکالا مگر امام بخاری رحمہ اللہ ان کو اپنی شرط پر نہ ہونے سے نہ لا سکے اور بہت سے فقہائے تابعین اور صحابہ کے اقوال نقل کئے جن سے یہ نکلتا ہے کہ طلاق نہ پڑنے پر گویا اجماع کے قریب ہو گیا ہے۔ آیت شریفہ ﴿ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً ﴾ (الاحزاب: ۴۹) میں مذکور ہے کہ تم ان سے نکاح کرو پھر طلاق دو تو معلوم ہوا کہ طلاق وہی صحیح ہے جو نکاح کے بعد واقع ہو اور جن لوگوں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ہوتا ان کو یہ خبر نہیں کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس امت کے بڑے عالم تھے اس مطلب پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' انہوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کہا اور اگر کہا تو ان سے لغزش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو طلاق دو اور یوں نہیں فرمایا جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر دو صحابیوں اور ۲۳ تابعین کے اقوال بیان کئے جو اس امت کے بڑے فقیہ اور عالم گزرے ہیں۔ یہاں سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی وسعت علمی معلوم ہوتی ہے کہ قطع نظر مرفوع احادیث کے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو صحابہ اور تابعین اور فقہاء کے اقوال بھی بے حد یاد تھے۔ اتنے حافظے کا تو کوئی شخص اس امت اسلامیہ میں نظر نہیں آتا گویا وہ معجزہ تھے' جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بہت زمانہ بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پیدا ہوئے یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھے ان کے وسعت علم کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حدیث کی معرفت میں دریائے بے پایاں تھے۔ دیکھئے ان کے اقوال کی تخریج کہاں کہاں سے ڈھونڈھ کر حافظ صاحب ہی نے بیان کی ہے اور سیوطی بھی حافظ حدیث تھے مگر ان میں حدیث کی ایسی پرکھ نہیں ہے جیسی حافظ صاحب میں تھی۔ حافظ صاحب تنقید حدیث اور معرفت رجال میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جیسے احاطۂ حدیث میں اور قسطلانی اور عینی وغیرہ تو محض

خوشہ چین ہیں۔ دوسروں کی پکی پکائی ہانڈی کھانے والے۔ اللہ تعالیٰ عالم برزخ اور حشر میں ہم کو ان سب بزرگوں کی معیت نصیب کرے آمین یارب العالمین (وحیدی)

١٠- باب إِذَا قَالَ لاِمْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ : هَذِهِ أُخْتِي، فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِسَارَةَ هَذِهِ أُخْتِي، وَذَلِكَ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

باب اگر کوئی (کسی ظالم کے ڈر سے) جبراً جورو کو اپنی بہن

کہہ دے تو کچھ نقصان نہ ہو گا نہ اس عورت پر طلاق پڑے گی نہ ظہار کا کفارہ لازم ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے (یعنی اللہ کی راہ میں دینی بہن)

١١- باب الطَّلاَقِ فِي الإِغْلاَقِ وَالْمُكْرَهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلاَقِ

وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى)). وَتَلاَ الشَّعْبِيُّ ﴿لاَ تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ وَمَا لاَ يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِلَّذِي أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ أَبِكَ جُنُونٌ؟)) وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ، فَإِذَا حَمْزَةَ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ. ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ : هَلْ أَنْتُمْ إِلاَّ عَبِيدٌ لأَبِي؟ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلاَ لِسَكْرَانَ طَلاَقٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلاَقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ. وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ. لاَ يَجُوزُ

باب زبردستی اور جبراً طلاق دینے کا حکم

اسی طرح نشہ یا جنون میں دونوں کا حکم ایک ہونا' اسی طرح بھول یا چوک سے طلاق دینا یا بھول چوک سے کوئی شرک (بعضوں نے یہاں لفظ والشک نقل کیا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے) کا حکم نکال بیٹھنا یا شرک کا کوئی کام کرنا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمام کام نیت سے صحیح ہوتے ہیں اور ہر ایک آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے اور عامر شعبی نے یہ آیت پڑھی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا اور اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ وسواسی اور مجنون آدمی کا اقرار صحیح نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو زنا کا اقرار کر رہا تھا' کہیں تجھ کو جنون تو نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب امیر حمزہ نے میری اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے (ان کے گوشت کے کباب بنائے) آنحضرت ﷺ نے ان کو ملامت کرنی شروع کی پھر آپ نے دیکھا کہ وہ نشہ میں چور ہیں' ان کی آنکھیں سرخ ہیں۔ انہوں نے (نشہ کی حالت میں) یہ جواب دیا تم سب کیا میرے باپ کے غلام نہیں ہو؟ آنحضرت ﷺ نے پہچان لیا کہ وہ بالکل نشے میں چور ہیں' آپ نکل کر چلے آئے' ہم بھی آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجنون اور نشہ والے کی طلاق نہیں پڑے گی (اسے ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نشے اور زبردستی کی طلاق نہیں پڑے گی (اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور عقبہ بن عامر جہنی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کا

طَلاَقُ الْمُوَسْوِسِ. قَالَ عَطَاءٌ : إِذَا بَدَأَ بِالطَّلاَقِ فَلَهُ شَرْطُهُ. وَقَالَ نَافِعٌ : طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ : إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلاَثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ، فَإِنْ سَمَّى أَجَلاً أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذَلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ : إِنْ قَالَ لاَ حَاجَةَ لِي فِيكِ نِيَّتُهُ. وَطَلاَقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ : إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلاَثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً، فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ : إِذَا قَالَ الْحَقِي بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلاَقُ عَنْ وَطَرٍ، وَالْعِتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِي نِيَّتُهُ، وَإِنْ نَوَى طَلاَقًا فَهُوَ مَا نَوَى وَقَالَ عَلِيٌّ : أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلاَثَةٍ : عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ. وَقَالَ عَلِيٌّ : وَكُلُّ الطَّلاَقِ جَائِزٌ إِلاَّ طَلاَقَ الْمَعْتُوهِ.

وسوسہ دل میں آئے تو جب تک زبان سے نہ نکالے طلاق نہیں پڑے گی اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کسی نے پہلے (انت طالق) کہا اس کے بعد شرط لگائی کہ اگر تو گھر میں گئی تو شرط کے مطابق طلاق پڑ جائے گی۔ اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر کسی نے اپنی عورت سے یوں کہا تجھ کو طلاق بائن ہے اگر تو گھر سے نکلی پھر وہ نکل کھڑی ہوئی تو کیا حکم ہے۔ انہوں نے کہا عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اگر نہ نکلے تو طلاق نہیں پڑے گی اور ابن شہاب زہری نے کہا (اسے عبدالرزاق نے نکالا) اگر کوئی مرد یوں کہے میں ایسا ایسا نہ کروں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ اس کے بعد یوں کہے جب میں نے کہا تھا تو ایک مدت معین کی نیت کی تھی (یعنی ایک سال یا دو سال میں یا ایک دن یا دو دن میں) اب اگر اس نے ایسی ہی نیت کی تھی تو معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان رہے گا (وہ جانے اس کا کام جانے) اور ابراہیم نخعی نے کہا (اسے ابن ابی شیبہ نے نکالا) اگر کوئی اپنی جورو سے یوں کہے اب مجھ کو تیری ضرورت نہیں ہے تو اس کی نیت پر مدار رہے گا اور ابراہیم نخعی نے یہ بھی کہا کہ دوسری زبان والوں کی طلاق اپنی اپنی زبان میں ہو گی اور قتادہ نے کہا اگر کوئی اپنی عورت سے یوں کہے جب تجھ کو پیٹ رہ جائے تو تجھ پر تین طلاق ہیں۔ اس کو لازم ہے کہ ہر طہر پر عورت سے ایک بار صحبت کرے اور جب معلوم ہو جائے کہ اس کو پیٹ رہ گیا' اسی وقت وہ مرد سے جدا ہو جائے گی اور امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی اپنی عورت سے کہا جا اپنے میکے چلی جا اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق پڑ جائے گی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طلاق تو (مجبوری سے) دی جاتی ہے ضرورت کے وقت اور غلام کو آزاد کرنا اللہ کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے اور ابن شہاب زہری نے کہا اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا تو میری جورو نہیں ہے اور اس کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق پڑ جائے گی اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جسے بغوی نے جعدیات میں وصل کیا) عمر کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں (یعنی ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے) ایک تو

پاگل جب تک وہ تندرست نہ ہو' دوسرے بچہ جب تک وہ جوان نہ ہو' تیسرے سونے والا جب تک وہ بیدار نہ ہو اور علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر ایک طلاق پڑ جائے گی مگر نادان' بے وقوف (جیسے دیوانہ' نابالغ' نشہ میں مست وغیرہ) کی طلاق نہیں پڑے گی۔

تشریح: لفظ اغلاق کے معنی زبردست کے ہیں یعنی کوئی مرد پر جبر کرے طلاق دینے پر اور وہ دے دے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ بعضوں نے کہا اغلاق سے غصہ مراد ہے یعنی اگر غصے اور طیش کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہ پڑے گی۔ متاخرین حنابلہ کا یہی قول ہے لیکن اکثر علماء اور ائمہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں طلاق تو اکثر غصے ہی کے وقت دی جاتی ہے پس اگر غصے میں طلاق نہ پڑے تو ہر طلاق دینے والا یہی کہے گا کہ میں اس وقت غصے میں تھا۔ بعضوں نے والشرک کی جگہ لفظ والشک پڑھا ہے یعنی اگر شک ہو گیا کہ طلاق کا لفظ زبان سے نکالا تھا یا نہیں تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیہ کا رد کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں نشہ میں یا زبردستی سے کوئی طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اسی طرح اگر اور کوئی کلمہ کہنا چاہتا تھا لیکن زبان سے یہ نکل گیا انت طالق تب بھی طلاق پڑ جائے گی' اسی طرح اگر بھولے سے انت طالق کہہ دیا۔ لیکن اہلحدیث کے نزدیک ان میں سے کسی صورت میں طلاق نہیں پڑے گی جب تک طلاق سنت کے موافق نیت کر کے ایسے طہر میں نہ دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور اگر ایسے طہر میں بھی نیت کر کے کسی نے تین طلاق دے دی تو ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اسی طرح اہلحدیث کے نزدیک طلاق معلق بالشرط مثلاً کوئی اپنی بیوی سے یوں کہے اگر تو گھر سے باہر نکلے گی تو تجھ پر طلاق ہے پھر وہ گھر سے نکلی تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ ان کے نزدیک یہ طلاق خلاف سنت ہے اور خلاف سنت طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایک ہی صورت میں یعنی جب طہر میں تین طلاق ایک بارگی دے دی تو گو یہ فعل خلاف سنت ہے مگر ایک طلاق پڑ جائے گی میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں ہمارے پیشوا متاخرین حنابلہ جو غیظ و غضب میں طلاق نہ پڑنے کے قائل ہوئے ہیں وہی مذہب صحیح عمدہ معلوم ہوتا ہے برخلاف ان علماء کے جو اس کے خلاف میں ہیں کیونکہ غیظ و غضب میں بھی انسان بے اختیار ہو جاتا ہے پس جب تک طلاق کی نیت کر کے طلاق نہ دے' اس وقت تک طلاق نہیں پڑے گی۔ اسی طرح طلاق معلق میں بھی جمہور علماء مخالف ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب شرط پوری ہو تو طلاق پڑ جائے گی۔ بڑی آسانی اہلحدیث کے مذہب میں ہے اور ہمارے زمانہ کے مناسب حال بھی ان ہی کا مذہب ہے طلاق جہاں تک واقع نہ ہو وہیں تک بہتر ہے کیونکہ وہ ابغض مباحات میں سے ہے اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ہمارے امام ہمام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر تین طلاقوں کے مسئلہ میں بلوہ کیا' ان کو ستایا۔ ارے بے وقوفو! شیخ الاسلام نے تو وہ قول اختیار کیا جو حدیث اور اجماع صحابہ کے موافق تھا اور اس میں اس امت کے لیے آسانی تھی۔ ان کے احسان کا تو شکریہ ادا کرنا تھا نہ کہ ان پر بلوہ کرنا' ان کو ستانا' اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو جزائے خیر دے جس مشکل میں ہم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی بے جا تقلید کی وجہ سے پڑ گئے تھے اس سے انہوں نے مخلصی دلوائی (وحیدی از مولانا وحید الزماں مرحوم)

٥٢٦٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا

(٥٢٦٩) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے زرارہ بن اوفیٰ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے'

حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ)). قَالَ قَتَادَةُ : إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. [راجع: ۲۵۲۸]

جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کسی نے اپنے دل میں طلاق دے دی تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا جب تک زبان سے نہ کہے۔

تشریح ہوا یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے' اس کو زنا سے حمل رہ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا الم تعلم ان القلم رفع عن ثلاثۃ الخ' جس پر ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لولا علی لھلک عمر اللہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے نفسی و حق پژوہی۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور گراں مہر باندھنے سے منع کر رہے تھے' ایک عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ﴿ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ﴾ (النساء : ۲۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ عمر سے بڑھ کر سب لوگ سمجھدار ہیں' یہاں تک کہ عورتیں بچے بھی عمر سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ کوئی حق شناسی اور انصاف پروری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھے جہاں کسی نے کوئی معقول بات کہی' یا قرآن یا حدیث سے کوئی معقول بات کہی قرآن یا حدیث سے سند پیش کی اور انہوں نے فوراً مان لی' سر تسلیم جھکا دیا' کبھی اپنی بات کی پچ نہ کی نہ اپنے علم و فضل پر غرہ کیا اور ہمارے زمانہ میں تو مقلدین بے انصاف کا یہ حال ہے کہ ان کو سینکڑوں احادیث اور آیتیں سناؤ جب بھی نہیں مانتے' اپنے امام کی پچ کئے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ کہو اس کی ضرورت ہی کیا آن پڑی ہے' کیا یہ ائمہ کرام پیغمبروں کی طرح معصوم تھے کہ ان کا ہر قول واجب التسلیم ہو۔ پھر ہم امام ہی کے قول کی تاویل کیوں نہ کریں کہ شاید ان کا مطلب دوسرا ہو گا یا ان کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی (وحیدی) اماموں سے غلطی ممکن ہے اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کرے وہ معصوم عن الخطا نہیں تھے' ان کا احترام اپنی جگہ پر ہے۔

٥٢٧٠- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى. لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بِكَ جُنُونٌ؟ هَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ.

[أطرافه في : ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٠، ٦٨٢٦، ٧١٦٨].

(۵۲۷۰) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی' انہیں یونس نے' انہیں ابن شہاب نے' کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب ماعز نامی مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا لیکن پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گئے (اور زنا کا اقرار کیا) پھر انہوں نے اپنے اوپر چار مرتبہ شہادت دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' تم پاگل تو نہیں ہو' کیا واقعی تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں' پھر آپ نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ہو چکی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عیدگاہ پر رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب انہیں پتھر لگا تو وہ بھاگنے لگے لیکن انہیں حرہ کے پاس پکڑا گیا اور جان سے مار دیا گیا۔

تشریح: حضرت ماعز اسلمی صحابی مرتبہ میں اولیاء اللہ سے بھی بڑھ کر تھے۔ ان کا صبر و استقلال قابل صد تعریف ہے کہ اپنی خوشی سے زنا کی سزا قبول کی اور جان دینی گوارا کی مگر آخرت کا عذاب پسند نہ کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس کے بھاگنے کا حال سنا تو فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا گناہ معاف کر دیتا۔ امام شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ جب زنا اقرار سے ثابت ہوا ہو اور رجم کرتے وقت وہ بھاگے تو فوراً اسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ اب اگر اقرار سے رجوع کرے تو حد ساقط ہو جائے گی ورنہ پھر حد لگائی جائے گی۔ سبحان اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا کہنا ان میں ہزاروں شخص ایسے موجود تھے جنہوں نے عمر بھر کبھی زنا نہیں کیا تھا اور ایک ہمارا زمانہ ہے کہ ہزاروں میں کوئی ایک آدھ شخص ایسا نکلے گا جس نے کبھی زنا نہ کیا ہو۔ انجیل مقدس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک عورت کو لائے جس نے زنا کرایا تھا اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا تم میں وہ اس کو سنگسار کرے جس نے خود زنا نہ کیا ہو۔ یہ سنتے ہی سب آدمی جو اس کو لائے تھے شرمندہ ہو کر چل دیئے' وہ عورت مسکین بیٹھی رہی۔ آخر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اب میرے باب میں کیا حکم ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا نیک بخت تو بھی جا توبہ کر اب ایسا نہ کیجئو۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا قصور معاف کر دیا۔ (وحیدی)

٥٢٧١- حدَّثنا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الآخِرَ قَدْ زَنَى، يَعْنِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ. فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّ الآخِرَ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ ذَلِكَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لاَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ.

(۵۲۷۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا ہے لیکن وہ آدمی آنحضرت ﷺ کے سامنے اس رخ کی طرف مڑ گیا' جدھر آپ نے چہرہ مبارک پھیر لیا تھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دوسرے (یعنی خود) نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی منہ موڑ لیا لیکن وہ پھر آنحضرتؐ کے سامنے اس رخ کی طرف آ گیا جدھر آنحضرت ﷺ نے منہ موڑ لیا تھا اور یہی عرض کیا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر ان سے منہ موڑ لیا' پھر جب چوتھی مرتبہ وہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے سامنے آ گیا اور اپنے اوپر انہوں نے چار مرتبہ (زنا کی) شہادت دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تم پاگل تو نہیں ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور سنگسار کرو کیونکہ وہ شادی شدہ تھے۔

[أطرافه في: ٦٨١٥، ٦٨٢٥، ٧١٦٧].

٥٢٧٢- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيَّ

(۵۲۷۲) اور زہری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جنہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے

قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ، جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ. [راجع: ٥٢٧٠]

سنا تھا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ان صحابی کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے انہیں مدینہ منورہ کی عیدگاہ پر سنگسار کیا تھا۔ جب ان پر پتھر پڑا تو وہ بھاگنے لگے لیکن ہم نے انہیں حرہ میں پھر پکڑ لیا اور انہیں سنگسار کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ اللہ ان سے راضی ہوا' وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

١٢- باب الْخُلْعِ، وَكَيْفَ الطَّلاَقُ فِيهِ؟

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئاً﴾ إِلاَّ أَنْ يَخَافَا أَنْ لاَ يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ. وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُونَ السُّلْطَانِ. وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُونَ عِقَاصِ رَأْسِهَا. وَقَالَ طَاوُسٌ إِلاَّ أَنْ يَخَافَا أَنْ لاَ يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فِيمَا افْتُرِضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ، وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لاَ يَحِلُّ حَتَّى تَقُولَ: لاَ أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

باب خلع کے بیان میں

اور خلع میں طلاق کیونکر پڑے گی؟ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ "اور تمہارے لیے (شوہروں کے لیے) جائز نہیں کہ جو (مہر) تم انہیں (اپنی بیویوں کو) دے چکے ہو' اس میں سے کچھ بھی واپس لو' سوا اس صورت کے جبکہ زوجین اس کا خوف محسوس کریں کہ وہ (ایک ساتھ رہ کر) اللہ کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے خلع جائز رکھا ہے۔ اس میں بادشاہ یا قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جورو اپنے سارے مال کے بدل میں خلع کرے صرف جوڑا باندھنے کا دھاگہ رہنے دے تب بھی خلع کرانا درست ہے۔ طاؤس نے کہا کہ الا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ کا یہ مطلب ہے کہ جب جورو اور خاوند اپنے اپنے فرائض کو جو حسن معاشرت اور صحبت سے متعلق ہیں ادا نہ کر سکیں (اس وقت خلع کرانا درست ہے) طاؤس نے ان بیوقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ خلع اسی وقت درست ہے جب عورت کہے کہ میں جنابت یا حیض سے غسل ہی نہیں کروں گی۔

تشریح: اب تو صحبت کیسے کرے گا۔ اسے عبدالرزاق نے وصل کیا یہ ابن طاؤس کا قول ہے کہ ان بے وقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا۔ انہوں نے اس کا رد کیا کہ خلع صرف اسی وقت درست ہے جب عورت بالکل مرد کا کہنا نہ سنے اور کسی طرح اصلاح کی امید نہ ہو جیسے سعید بن منصور نے شعبی سے نکالا۔ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا میں تو تیری کوئی بات نہیں سنوں گی نہ تیری قسم پوری کروں گی نہ میں جنابت کا غسل کروں گی۔ اس وقت شعبی نے کہا اگر عورت ایسی ناراض ہے تو اب خاوند کو جائز ہے کہ اس سے کچھ لے لے اور اسے چھوڑ دے۔

نوٹ: جو معترضین کہتے ہیں کہ عورت کو شادی کے معاملہ میں اسلام نے مجبور کر دیا ہے ان کا یہ قول سراسر غلط ہے۔ اول تو عورت کی بغیر اجازت نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے اگر عورت پر ظلم ہو رہا ہے تو اس کو اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اسی کو اسلام میں لفظ خلع سے ذکر کیا گیا ہے۔ عورت اس حالت میں قاضی اسلام کے ذریعہ شرعی طریقہ پر خلع کے

ذریعہ ایسے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے پورے طور پر مختار ہے۔ لہذا معترضین کے ایسے جملہ اعتراضات غلط ہیں۔

٥٢٧٣- حدثنا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟)) قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً)). [أطرافه في: ٥٢٧٤، ٥٢٧٥، ٥٢٧٦، ٥٢٧٧].

(۵۲۷۳) ہم سے ازہر بن جمیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔ (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کر سکتی) اس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا' کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ باغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

٥٢٧٤- حدثنا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حدثنا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهَذَا وَقَالَ: ((تَرُدِّينَ حَدِيقَتَهُ)) قَالَتْ : نَعَمْ. فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا.

[راجع: ٤٢٧٣]

(۵۲۷۴) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا' ان سے خالد حذاء نے' ان سے عکرمہ نے کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کی بہن جمیلہ رضی اللہ عنہا (جو ابی کی بیٹی تھی) نے یہ بیان کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا تم ان (ثابت رضی اللہ عنہ) کا باغ واپس کر دو گی؟ انہوں نے عرض کیا ہاں کر دوں گی۔ چنانچہ انہوں نے باغ واپس کر دیا اور انہوں نے ان کے شوہر کو حکم دیا کہ انہیں طلاق دے دیں اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا کہ ان سے خالد نے' ان سے عکرمہ نے نبی کریم ﷺ سے اور (اس روایت میں بیان کیا کہ) ان کے شوہر (ثابت رضی اللہ عنہ) نے) انہیں طلاق دے دی۔

٥٢٧٥- وَعَنِ ابْنِ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي لاَ أَعْتِبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ، وَلاَ خُلُقٍ وَلَكِنِّي لاَ أُطِيقُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

(۵۲۷۵) اور ابن ابی تمیمہ سے روایت ہے' ان سے عکرمہ نے' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' انہوں نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ (ﷺ)! کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ثابت کے دین اور ان کے اخلاق کی وجہ سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن میں ان کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا پھر کیا تم ان کا باغ واپس کر سکتی

قالت: نعمْ.[راجع: ٥٢٧٣]

ہو؟انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ کوئی بد خلقی نہیں کی تھی لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ بدصورت آدمی تھے' اس وجہ سے جمیلہ کو ان سے نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

٥٢٧٦- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلاَ خُلُقٍ، إِلاَّ أَنِّي أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟)) قَالَتْ نَعَمْ. فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا.

[راجع: ٥٢٧٣]

(۵۲۷۶) ہم سے محمد بن عبداللہ بن مبارک مخرمی نے کہا' کہا ہم سے قراد ابو نوح نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ثابت رضی اللہ عنہ کے دین اور ان کے اخلاق سے مجھے کوئی شکایت نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے (کہ میں ثابت رضی اللہ عنہ کی ناشکری میں نہ پھنس جاؤں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان سے دریافت فرمایا کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ واپس کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے سے جدا کر دیا۔

تشریح: ان سندوں کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ راویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ایوب پر ابن طہمان اور جریر نے اس کو موصولاً نقل کیا ہے اور حماد نے مرسلاً ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ کی اس عورت کا نام حبیبہ بنت سہل تھا۔ بزار نے روایت کیا کہ یہ پہلا خلع تھا اسلام میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب میاں بیوی میں نااتفاقی کا بیان

١٣- باب الشِّقَاقِ، وَهَلْ يُشِيرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُورَةِ؟ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِما فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِلى قوله خبيرا﴾ الآيَةَ

اور ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا اور اللہ نے سورۂ نساء میں فرمایا اگر تم میاں بیوی کی نااتفاقی سے ڈرو تو ایک پنچ مرد والوں میں سے بھیجو اور ایک پنچ عورت کی طرف سے مقرر کرو (آخر آیت تک)

تشریح: اب اگر یہ دونوں پنچ میاں بیوی میں موافقت کرا دیں تب تو خیر اس کا ذکر خود آیت میں ہے۔ اگر یہ دونوں پنچ جدائی کی رائے دیں تو جدائی ہو جائے گی' میاں بیوی کے اذن کی ضرورت نہیں۔ امام مالک اور اوزاعی اور اسحاق کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ اذن ضروری ہے۔

٥٢٧٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

(۵۲۷۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' ان سے حماد بن یزید

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ جَمِيلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [راجع: ٥٢٧٣]

نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے عکرمہ نے یہی قصہ (مرسلاً) نقل کیا اور اس میں خاتون کا نام جمیلہ آیا ہے۔

٥٢٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يَنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ، فَلاَ آذَنُ)).

(۵۲۷۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ بنی مغیرہ نے اس کی اجازت مانگی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر لیں لیکن میں انہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

تشریح: یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوئے تو وہ اس ارادے سے باز آئے۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو دوسرے نکاح سے روکا تو اسی وجہ سے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا میں نااتفاقی کا ڈر تھا۔ آپ نے تو فرما دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع ہو سکیں۔

١٤- باب لاَ يَكُونُ بَيْعُ الأَمَةِ طَلاَقًا

باب اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو اس کے بعد بیچی جائے تو بیع سے طلاق نہ پڑے گی۔

تشریح: کیونکہ نکاح رضامندی کا سودا ہے اور لونڈی پنے میں اس کو اپنے نفس پر اختیار نہ تھا۔ ممکن ہے کہ مالک نے جس سے اس کا نکاح کر دیا ہو وہ اس کو پسند نہ کرتی ہو۔ اس وجہ سے آزادی کے بعد اسے اختیار دیا گیا اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے اس کے غلام ہونے کو ترجیح دی ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ لونڈی کو یہ اختیار اسی وقت ہو گا جب اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر آزاد ہو تو یہ اختیار نہ ہو گا لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک لونڈی کو آزادی کے وقت ہر حال میں اختیار ہو گا خواہ اس کا خاوند غلام ہو یا آزاد اور تعجب ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ لونڈی کے باب میں تو مطلقاً اس اختیار کے قائل ہوئے ہیں اور کنواری نابالغ لڑکی کو جس کا نکاح اس کے باپ نے پڑھا دیا ہو اور بلوغ کے بعد وہ ناراض ہو یہ اختیار نہیں دیتے حالانکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت آ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی لڑکی کو اختیار دیا تھا اور قیاس صحیح بھی اس کا مؤید ہے۔

٥٢٧٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ: إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ

(۵۲۷۹) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے' ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے' ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے دین کے تین مسئلے معلوم ہو گئے۔ اول یہ کہ انہیں آزاد کیا گیا اور پھر ان کے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے نکاح میں رہیں ورنہ الگ ہو جائیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہیں کے بارے میں) فرمایا کہ "ولاء" اسی سے قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے اور ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف

بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيهَا لَحْمٌ))؟ قَالُوا: بَلَى. وَلَكِنْ ذَاكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: ((عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ٤٥٦]

لائے تو ایک ہانڈی میں گوشت پکایا جا رہا تھا' پھر کھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو دیکھا کہ ہانڈی میں گوشت بھی پک رہا ہے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں لیکن وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور آنحضرت ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

تشریح: جب تک خاوند طلاق نہ دے جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ لونڈی کی بیع طلاق ہے۔ تابعین میں سے سعید بن مسیب اور حسن اور مجاہد بھی اسی کے قائل ہیں۔ عروہ نے کہا طلاق خریدار کے اختیار میں رہے گی۔ حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب آپ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد ہونے کے بعد اختیار دیا کہ اپنے خاوند کو رکھے یا اس سے جدا ہو جائے تو معلوم ہوا کہ لونڈی کا آزاد ہونا طلاق نہیں ہے ورنہ اختیار کے کیا معنی ہوتے اور جب آزادی طلاق نہیں ہوتی تو بیع بھی طلاق نہ ہو گی۔ یہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی باریکی استنباط اور تفقہ کی دلیل ہے۔ بے وقوف ہیں وہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت کے قائل نہیں ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد مطلق اور فقہ الحدیث میں امام الفقہاء ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

١٥- باب خِيَارِ الأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

باب اگر لونڈی غلام کے نکاح میں ہو پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہو گا خواہ وہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے

٥٢٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا، يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ. [أطرافه في : ٥٢٨١، ٥٢٨٢، ٥٢٨٣].

(٥٢٨٠) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ اور ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے انہیں غلام دیکھا تھا۔ آپ کی مراد بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (مغیث) سے تھی۔

٥٢٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : ذَاكَ مُغِيثٌ عَبْدُ بَنِي، فُلَانٍ يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ يَبْكِي عَلَيْهَا. [راجع: ٥٢٨٠]

(٥٢٨١) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ مغیث بنی فلاں کے غلام تھے۔ آپ کا اشارہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی طرف تھا۔ گویا اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ مدینہ کی گلیوں میں وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے پھر رہے ہیں۔

٥٢٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ

(٥٢٨٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے عبدالوہاب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ایک حبشی غلام

زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ: مُغِيثٌ، عَبْدًا لِبَنِي فُلَانٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَاءَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ.[راجع: ٥٢٨٠]

تھے۔ ان کا مغیث نام تھا' وہ بنی فلاں کے غلام تھے۔ جیسے وہ منظر اب بھی میری آنکھوں میں ہے کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔

١٦- باب شَفَاعَةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ

باب بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا سفارش کرنا

٥٢٨٣- حدثني مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: ((يَا عَبَّاسُ أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا)). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ رَاجَعْتِيهِ)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَأْمُرُنِي. قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ)). قَالَتْ لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ.

[راجع: ٥٢٨٠]

(۵۲۸۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبردی' کہا ہم سے خالد حذاء نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام مغیث تھا۔ گویا میں اس وقت اس کو دیکھ رہا ہوں جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا' عباس! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی؟ آخر حضور اکرم ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کاش! تم اس کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے مغیث کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

١٧- باب

باب

٥٢٨٤- حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَبَى مَوَالِيهَا إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلاَءَ، فَذَكَرَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: إِنَّ هَذَا مَا تُصُدِّقَ عَلَى

(۵۲۸۴) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں حکم نے' انہیں ابراہیم نخعی نے' انہیں اسود نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے مالکوں نے کہا کہ وہ اسی شرط پر انہیں بیچ سکتے ہیں کہ بریرہ کا ترکہ ہم لیں اور ان کے ساتھ ولاء (آزادی کے بعد) انہیں سے قائم ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں خرید کر آزاد کر دو ترکہ تو اسی کو ملے گا جو لونڈی غلام کو آزاد کرے اور ولاء بھی اسی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے جو آزاد کرے اور نبی کریم ﷺ

بَرِيرَةَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).
[راجع: ٤٥٦]

کے سامنے گوشت لایا گیا پھر کہا گیا کہ یہ گوشت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ان کا تحفہ ہے۔

حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ زَادَ فَخُيِّرَت مِنْ زَوْجِها.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا اور اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ پھر (آزادی کے بعد) انہیں ان کے شوہر کے متعلق اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے پاس رہیں اور اگر چاہیں ان سے اپنا نکاح توڑ لیں۔)

١٨- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَلاَ تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ، وَلأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یوں فرمانا کہ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور یقیناً مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے گو مشرک عورت تم کو بھلی لگے

٥٢٨٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُودِيَّةِ، قَالَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ لْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلاَ أَعْلَمُ مِنَ الإِشْرَاكِ شَيْئاً أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُولَ الْمَرْأَةُ رَبُّهَا عيسَى، وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللهِ.

(۵۲۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر یہودی یا نصرانی عورتوں سے نکاح کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح مومنوں کے لیے حرام قرار دیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو گا کہ ایک عورت یہ کہے کہ اس کے رب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں حالانکہ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندے ہیں۔

تشریح: یہ خاص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے تھی۔ دوسرے سلف نے ان کا خلاف کیا ہے۔ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ مائدہ کی اس آیت ﴿ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوالْكِتٰبَ ﴾ (المائدہ: ۵) کو منسوخ سمجھتے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت ﴿ وَلاَ تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ ﴾ (البقرہ: ۲۲۱) سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح ناجائز ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی میلان ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ عطاء نے کہا یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنا درست ہے اور بہت سے صحابہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔

١٩- باب نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

باب اسلام قبول کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح اور ان کی عدت کا بیان

٥٢٨٦- حدَّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُون عَلَى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ، كَانُوا مُشْرِكِي أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ، وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لاَ يُقَاتِلُهُمْ وَلاَ يُقَاتِلُونَهُ. وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهُرَ، فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ، فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ، وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ، وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِينَ. ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ. مِثْلَ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ. وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ.

(۵۲۸۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے کہ عطاء خراسانی نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے لیے مشرکین دو طرح کے تھے۔ ایک تو مشرکین لڑائی کرنے والوں سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کرتے تھے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے تھے۔ دوسرے عہدوپیمان کرنے والے مشرکین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ نہیں کرتے تھے اور نہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) ہجرت کر کے (مدینہ منورہ) آتی تو انہیں اس وقت تک پیغام نکاح نہ دیا جاتا یہاں تک کہ انہیں حیض آتا اور پھر وہ اس سے پاک ہوتیں' پھر جب وہ پاک ہو جاتیں تو ان سے نکاح جائز ہو جاتا' پھر اگر ان کے شوہر بھی' ان کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لینے سے پہلے ہجرت کر کے آجاتے تو یہ انہیں کو ملتیں اور اگر مشرکین میں سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر ہجرت کرتی تو وہ آزاد سمجھے جاتے اور ان کے وہی حقوق ہوتے جو تمام مہاجرین کے تھے۔ پھر عطاء نے معاہد مشرکین کے سلسلے میں مجاہد کی حدیث کی طرح سے صورت حال بیان کی کہ اگر معاہد مشرکین کی کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آجاتی تو انہیں ان کے مالک مشرکین کو واپس نہیں کیا جاتا تھا۔ البتہ جو ان کی قیمت ہوتی وہ واپس کر دی جاتی تھی۔

٥٢٨٧- وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا. فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

(۵۲۸۷) اور عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ قریبہ بنت ابی امیہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے (مشرکین سے نکاح کی مخالفت کی آیت کے بعد) انہیں طلاق دے دی تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ام الحکم بنت ابی سفیان عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھیں' اس وقت اس نے انہیں طلاق دے دی (اور وہ مدینہ ہجرت کر کے آگئیں) اور عبداللہ بن عثمان ثقفی نے ان سے نکاح کیا۔

تشریح اس مسئلہ میں اختلاف ہے اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر دارالسلام میں ہجرت کرے اس کو تین حیض تک یا حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ قریبہ بنت ابی امیہ جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی اور ام الحکم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی یہ دونوں عورتیں کافرہ تھیں جب ان کو طلاق دی گئی تو انہوں نے عدت بھی کی ہو گی لہٰذا باب کا مطلب نکل آیا۔ بعضوں نے کہا قریبہ مسلمان ہو گئی تھیں۔ بعضوں نے دو قریبہ بتلائی ہیں۔ ایک تو وہ جو مسلمان ہو کر ہجرت کر آئی تھی اور ایک وہ جو کافر رہی تھی' یہاں یہی مراد ہے۔

٢٠- باب إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ

وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ. وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ؟ قَالَ: لاَ، إِلاَّ أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَصَدَاقٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لاَ هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلاَ هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي مَجُوسِيَّيْنِ أَسْلَمَاهُمَا عَلَى نِكَاحِهِمَا: وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الآخَرُ بَانَتْ لاَ سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا، وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ جَاءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَآتُوهُمْ مَأَنْفَقُوا﴾ قَالَ: لاَ إِنَّهُ كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هَذَا كُلُّهُ فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

باب اس بیان میں کہ جب مشرک یا نصرانی عورت جو معاہد مشرک یا حربی مشرک کے نکاح میں ہو اسلام لائے

اور عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' ان سے خالد حذاء نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کوئی نصرانی عورت اپنے شوہر سے تھوڑی دیر پہلے بھی اسلام لائی تو وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور داؤد نے بیان کیا کہ ان سے ابراہیم الصائغ نے کہ عطاء سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو ذمی قوم سے تعلق رکھتی ہو اور اسلام قبول کر لے' پھر اس کے بعد اس کا شوہر بھی اس کی عدت کے زمانہ ہی میں اسلام لے آئے تو کیا وہ اسی کی بیوی سمجھی جائے گی؟ فرمایا کہ نہیں البتہ اگر وہ نیا نکاح کرنا چاہے' نئے مہر کے ساتھ (تو کر سکتا ہے) مجاہد نے فرمایا کہ (بیوی کے اسلام لانے کے بعد) اگر شوہر اس کی عدت کے زمانہ میں ہی اسلام لے آیا تو اس سے نکاح کر لینا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "نہ مومن عورتیں مشرک مردوں کے لیے حلال ہیں اور نہ مشرک مرد مومن عورتوں کے لیے حلال ہیں۔" اور حسن اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں (جو میاں بیوی تھے) جو اسلام لے آئے تھے' کہا کہ وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی ہیں اور اگر ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے (اسلام میں) سبقت کر جائے اور دوسرا انکار کر دے تو عورت اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور شوہر اسے حاصل نہیں کر سکتا (سوا نکاح جدید کے) اور ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ مشرکین کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) اگر مسلمانوں کے پاس آئے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کا مہر واپس کر دیا جائے گا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے ''اور انہیں وہ واپس کر دو جو انہوں نے خرچ کیا ہو۔'' عطاء نے فرمایا کہ نہیں' یہ صرف نبی کریم ﷺ اور معاہد مشرکین کے درمیان تھا اور مجاہد نے فرمایا کہ یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان باہمی صلح کی وجہ سے تھا۔

٥٢٨٨- حدَّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمنوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لاَ وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلاَمِ، وَاللهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلاَّ بِمَا أَمَرَهُ اللهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: ((قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلاَمًا)).

[راجع: ٢٧١٣]

(٥٢٨٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے اور ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ ابن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مومن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آنحضرت ﷺ انہیں آزماتے تھے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ ''اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو' جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی (جس کا ذکر اسی سورۂ ممتحنہ میں ہے کہ ''اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی) تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں! واللہ! آنحضرت ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ آنحضرت ﷺ ان سے صرف زبان سے (بیعت لیتے تھے) واللہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں سے صرف انہیں چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

٢١- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) فرمانا کہ

﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ

''وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں' ان کے لیے چار مہینے کی

أَشْهُرٍ إِلَى قَوْلِهِ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ فَإِنْ فَاؤُوْا رَجَعُوْا.

مدت مقرر ہے' آخر آیت سمیع علیم تک۔ فآء وا کے معنی قسم توڑ دیں اپنی بیوی سے صحبت کریں۔

٥٢٨٩- حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ أَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: آلَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ، وَكَانَتْ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ، فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، آلَيْتَ شَهْرًا، فَقَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)). [راجع: ٣٧٨]

(۵۲۸۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' ان سے ان کے بھائی عبدالحمید نے' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے حمید طویل نے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں موچ آگئی تھی۔ اس لیے آپ نے اپنے بالاخانہ میں انتیس دن تک قیام فرمایا' پھر آپ وہاں سے اترے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کا ایلاء کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

تشریح: ایلاء قسم کھانے کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت کے پاس مدت مقررہ تک نہ جانے کی قسم کھالے۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں ملاحظہ ہو۔ لفظ ایلاء کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کوئی قسم کھائے کہ وہ اپنی عورت کے پاس نہیں جائے گا۔ جمہور علماء کے نزدیک ایلاء کی مدت چار مہینے ہے۔

٥٢٩٠- حدَّثنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ فِي الايلاءِ الَّذي سَمَّى اللهُ تَعَالَى: لاَ يَحِلُّ لأَحَدٍ بَعْدَ الأَجَلِ إِلاَّ أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلاَقِ كَمَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، يُوقَفُ حَتَّى يُطَلِّقَ وَلاَ يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلاَقُ حَتَّى يُطَلِّقَ. وَيُذْكَرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَي عَشَرَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۲۹۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس ایلاء کے بارے میں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے' فرماتے تھے کہ مدت پوری ہونے کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں' سوا اس کے کہ قاعدہ کے مطابق (اپنی بیوی کو) اپنے پاس ہی روک لے یا پھر طلاق دے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا کہ ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا' یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے اور طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق دی نہ جائے اور حضرت عثمان' علی' ابودرداء اور عائشہ اور بارہ دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ چار ماہ کی مدت گزرنے پر اگر مرد رجوع نہ کرے تو خود طلاق بائن پڑ جائے گی مگر حنفیہ کا یہ قول صحیح نہیں ہے تفصیل کے لیے دیکھو شرح وحیدی۔

٢٢- باب حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ : إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً. وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُودٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ، فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَنْ فُلاَنٍ فَإِنْ أَبَى فُلاَنٌ فَلِيَ وَعَلَيَّ، وَقَالَ: هَكَذَا فَافْعَلُوا بِاللُّقَطَةِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الأَسِيرِ: يُعْلَمُ مَكَانُهُ لاَ تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلاَ يُقْسَمُ مَالُهُ، فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُودِ.

باب جو شخص گم ہو جائے اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہو گا

اور ابن المسیب نے کہا جب جنگ کے وقت صف سے اگر کوئی شخص گم ہوا تو اس کی بیوی کو ایک سال اس کا انتظار کرنا چاہئے (اور پھر اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کسی سے خریدی (اصل مالک قیمت لیے بغیر کہیں چلا گیا اور گم ہو گیا) تو آپ نے اس کے پہلے مالک کو ایک سال تک تلاش کیا' پھر جب وہ نہیں ملا تو (غریبوں کو اس لونڈی کی قیمت میں سے) ایک ایک دو دو درہم دینے لگے اور آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ فلاں کی طرف سے ہے (جو اس کا پہلا مالک تھا اور جو قیمت لیے بغیر کہیں گم ہو گیا تھا) پھر اگر وہ (آنے کے بعد) اس صدقہ سے انکار کرے گا (اور قیمت کا مطالبہ کرے گا تو اس کا ثواب) مجھے ملے گا اور لونڈی کی قیمت کی ادائیگی مجھ پر واجب ہو گی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی طرح تم لقطہ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑی ہوئی کسی کو مل جائے۔ کے ساتھ کیا کرو۔ زہری نے ایسے قیدی کے بارے میں جس کی جائے قیام معلوم ہو' کہا کہ اس کی بیوی دوسرا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے' پھر اس کی خبر ملنی بند ہو جائے تو اس کا معاملہ بھی مفقود الخبر کی طرح ہو جاتا ہے۔

٥٢٩١- وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى يُطَلِّقَ وَلاَ يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلاَقُ حَتَّى يُطَلِّقَ. وَيُذْكَرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ و أَبِي الدَّرْدَاءِ و عَائِشَةَ وَاثْنَي عَشَرَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۵۲۹۱) مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا کہ ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب چار مہینے گذر جائیں تو اسے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا' یہاں تک کہ وہ طلاق دیدے' اور طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق دی نہ جائے۔ اور حضرت عثمان' علی' ابو درداء اور عائشہ اور بارہ دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

٥٢٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ : ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ

(۵۲۹۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا' ان سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے منبعث کے مولیٰ یزید نے کہ نبی کریم ﷺ سے کھوئی ہوئی بکری کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو' کیونکہ یا وہ تمہاری ہو گی (اگر ایک سال تک اعلان کے

لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ))۔ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الإِبِلِ، فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ، تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا))۔ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ. فَقَالَ: ((اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً. فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا، وَإِلاَّ فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ))۔ قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئاً غَيْرَ هَذَا فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ يَحْيَى وَيَقُولُ رَبِيعَةُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ لَهُ. [راجع: ۹۱]

بعد اسکا مالک نہ ملا) یا تمہارے کسی بھائی کی ہوگی یا پھر بھیڑیے کی ہوگی (اگر یہ انہی جنگلوں میں پھرتی رہی) اور آنحضرت ﷺ سے کھوئے ہوئے اونٹ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ غصہ ہو گئے اور غصہ کی وجہ سے آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے اور آپ نے فرمایا' تمہیں اس سے کیا غرض! اسکے پاس (مضبوط) کھر ہیں (جس کی وجہ سے چلنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوگی) اسکے پاس مشکیزہ ہے جس سے وہ پانی پیتا رہے گا اور درخت کے پتے کھاتا رہے گا' یہاں تک کہ اسکا مالک اسے پالے گا۔ اور نبی ﷺ سے لقطہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکی رسی کا (جس سے وہ بندھا ہو) اور اسکے ظرف کا (جس میں وہ رکھا ہو) اعلان کرو اور اسکا ایک سال تک اعلان کرو' پھر اگر کوئی ایسا شخص آجائے جو اسے پہچانتا ہو (اور اسکا مالک ہو تو اسے دے دو) ورنہ اسے اپنے مال کے ساتھ ملا لو۔ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ پھر میں ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے ملا اور مجھے ان سے اسکے سوا اور کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ گم شدہ چیزوں کے بارے میں منبعث کے مولیٰ یزید کی حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ زید بن خالد سے منقول ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں (سفیان نے بیان کیا کہ ہاں) یحییٰ نے بیان کیا کہ ربیعہ نے منبعث کے مولیٰ یزید سے بیان کیا' ان سے زید بن خالد نے۔ سفیان نے بیان کیا کہ پھر میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور ان سے اسکے متعلق پوچھا۔

تشریح یعنی اونٹ کے پکڑنے کی کیا ضرورت ہے اس کو کھانے پینے چلنے میں کسی کی مدد اور حفاظت کی ضرورت ہے نہ بھیڑیے کا ڈر ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے ضائع ہونے کا ڈر نہ ہو پس اسی طرح مفقود کی عورت میں بھی تصرف کرنا جائز نہیں جب تک اس کے خاوند کی موت متحقق نہ ہو۔ میں (وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اور حضرت عمر' حضرت عثمان' ابن عمر' حضرت ابن عباس' ابن مسعود اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے باسانید صحیحہ مروی ہے' ان کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے نکالا کہ مفقود کی عورت چار برس تک انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ تک اس کی خبر نہ معلوم ہو تو اس کی عورت دوسرا نکاح کر لے اور ایک جماعت تابعین جیسے ابراہیم نخعی اور عطاء اور زہری اور مکحول اور شعبی اسی کے قائل ہوئے ہیں اور امام احمد اور اسحاق نے کہا اس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں۔ مدت اس کے واسطے ہے جو لڑائی میں گم ہو یا دریا میں اور حنفیہ اور شافعیہ نے کہا مفقود کی عورت اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک کہ خاوند کا زندہ یا مردہ ہونا ظاہر نہ ہو اور حنفیہ نے اس کی تقدیر نوے برس یا سو برس یا ۱۲۰ برس کی ہے اور دلیل لی ہے اس مرفوع حدیث سے کہ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ حال کھلے۔ ابو عبید نے علی رضی اللہ عنہ سے اور عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے مگر مرفوع حدیث ضعیف اور صحیح اس کا وقف ہے اور ابن مسعود

رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں چار برس کی مدت منقول ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ضعیف ہے تو صحیح وہی چار سال کی مدت ہوئی اور اگر عورت کو حنفیہ یا شافعیہ یا حنابلہ کے مذہب کے موافق ادھر رکھا جائے تو اس میں صریح ضرر پہنچانا ہے پس قاضی مفقود کی عورت کا نکاح فسخ کر سکتا ہے جب دیکھے کہ عورت کو تکلیف ہے یا اس کو نان و نفقہ دینے والا کوئی نہیں اور حنفیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب کے موافق تو شاید ہی دنیا میں کوئی عورت نکلے جو ساری عمر بن شوہر کے عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے۔ اگر بالفرض بیٹھی بھی رہے تو پھر نوے سال یا سو سال یا ۱۲۰ سال خاوند کی عمر ہونے پر یا اس کے سب ہم عمر مرجانے پر عورت کی عمر بھی تو نوے سال سے یا اسی سال سے غالباً کم نہ رہے گی اور اس عمر میں نکاح کی اجازت دینا گویا عذر بدتر از گناہ ہے۔ ہماری شریعت میں نان نفقہ نہ دینے یا نامردی کی وجہ سے جب نکاح کا فسخ جائز ہے تو مفقود بھی بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیئے اور تعجب یہ ہے کہ حنفیہ ایلاء میں یعنی چار مہینے تک عورت کے پاس نہ جانے کی قسم میں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ چار مہینے گزرنے پر اس عورت کو ایک طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور یہاں اس بیچاری عورت کی ساری جوانی برباد ہونے پر بھی ان کو رحم نہیں آتا۔ فرماتے ہیں کہ موت اقران کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ کیا خوب انصاف ہے اب اگر عورت دوسرا نکاح کر لے اس کے بعد پہلے خاوند کا حال معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے تو وہ پہلے ہی خاوند کی عورت ہوگی اور شعبی نے کہا دوسرے خاوند سے قاضی اس کو جدا کر دے گا وہ عدت پوری کر کے پھر پہلے خاوند کے پاس رہے۔ اگر پہلا خاوند مر جائے تو اس کی بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث بھی ہوگی۔ بعضوں نے کہا پہلا خاوند اگر آئے تو اس کو اختیار ہوگا چاہے اپنی عورت دوسرے خاوند سے چھین لے چاہے جو مہر عورت کو دیا ہو وہ اس سے وصول کر لیوے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں اگر مفقود نے بلا عذر اپنا احوال مخفی رکھا تھا اور عورت کے لیے نان و نفقہ کا انتظام نہیں کر کے گیا تھا نہ کچھ جائیداد چھوڑ کر گیا تھا تو قیاس یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو دوسرے خاوند سے نہیں پھیر سکتا اور اگر عذر معقول ثابت ہو جس کی وجہ سے خبر نہ بھیج سکا اور وہ اپنی زوجہ کے لیے نان نفقہ کی جائیداد چھوڑ گیا تھا یا بندوبست کر گیا تھا تب اس کو اختیار ہونا چاہیئے خواہ عورت پھیر لے خواہ مہر جو دیا ہو وہ دوسرے خاوند سے لے لے اور یہ قول گو جدید ہے اور اتفاق علماء کے خلاف ہے مگر مقتضائے انصاف ہے۔ واللہ اعلم (شرح مولانا وحید الزماں)

٢٣- باب الظِّهَارِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا

باب ظہار کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ مجادلہ میں فرمانا "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے 'اپنے شوہر کے بارے میں بحث کرتی تھی۔

- إِلَى قَوْلِهِ - فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا﴾ وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ: نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ، قَالَ مَالِكٌ: وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ، وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ: ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالأَمَةِ سَوَاءٌ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ : إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ

آیت "فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا" تک' اور مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن شہاب سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ اس کا ظہار بھی آزاد کے ظہار کی طرح ہوگا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ غلام روزے دو مہینے کے رکھے گا۔ حسن بن حر نے کہا کہ آزاد مرد یا غلام کا ظہار آزاد عورت یا لونڈی سے یکساں ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ظہار اپنی بیویوں سے ہوتا ہے اور عربی زبان میں لام فی کے معنوں

مِنَ النِّسَاءِ، وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوا: أَيْ فِيمَا قَالُوا : وَفِي بَعْضِ مَا قَالُوا، وَهَذَا أَوْلَى، لأَنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّورِ.

میں آتا ہے تو یعودون لما قالوا کا یہ معنی ہوگا کہ پھر اس عورت کو رکھنا چاہیں اور ظہار کے کلمہ کو باطل کرنا اور یہ ترجمہ اس سے بہتر ہے کیونکہ ظہار کو اللہ نے بری بات اور جھوٹ فرمایا ہے اس کو دہرانے کے لیے کیسے کہے گا۔

عورت خولہ بنت ثعلبہ تھی جس کے بارے میں سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا۔

تشریح شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی کسی ذی رحم محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسے دیکھنا اس کے لیے حرام ہو "ظہار" کہلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لے تو اس وقت تک اس کا اپنی بیوی سے ملنا حرام ہے جب تک کہ وہ اس کا کفارہ نہ دے لے۔ اس کے کفارے کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں ہوا ہے۔ وہ دو مہینے لگاتار روزے رکھنا اور طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

٢٤- باب الإِشَارَةِ فِي الطَّلاَقِ وَالأُمُورِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ يُعَذِّبُ اللهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا))، فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَيْ خُذِ النِّصْفَ، وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ، فَقُلْتُ آيَةٌ؟ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، أَيْ نَعَمْ. وَقَالَ أَنَسٌ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لاَ حَرَجَ. وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ آحَدٌ مِنْكُمْ)). أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لاَ، قَالَ ((فَكُلُوا)).

باب اگر طلاق وغیرہ اشارے سے دے مثلاً کوئی گونگا ہو تو کیا حکم ہے؟

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں دے گا لیکن اس پر عذاب دے گا' اس وقت آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (کہ نوحہ عذاب الٰہی کا باعث ہے) اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک قرض کے سلسلہ میں جو میرا ایک صاحب پر تھا) میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا لے لو (اور آدھا چھوڑ دو) اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کسوف کی نماز پڑھ رہے تھے (میں پہنچی اور) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا (کہ یہ سورج گرہن کی نماز ہے) میں نے کہا' کیا یہ کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ آگے بڑھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کوئی حرج نہیں اور ابو قتادہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کے شکار کے سلسلے میں دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے شکاری کو شکار مارنے کے لیے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا

کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر (اس کا گوشت) کھاؤ۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے ذیل وہ احادیث بیان کی ہیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ جس اشارے سے مطلب سمجھا جاوے تو وہ بولنے کی طرح ہے اگر گونگا شخص ایک انگلی اٹھا کر طلاق کا اشارہ کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ ان جملہ آثار مذکورہ میں ایسے ہی ذو معنی اشارات کا ذکر ہے جن کو معتبر سمجھا گیا۔

٥٢٩٣- حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى بَعِيرِهِ، وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، مِثْلُ هَذِهِ. وَعَقَدَ تِسْعِينَ)).

[راجع: ١٦٠٧]

(۵۲۹۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعامر عبدالملک بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' ان سے خالد حذاء نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کیا اور آنحضرت ﷺ جب بھی رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کر کے تکبیر کہتے اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' یاجوج ماجوج کے دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنایا۔

اس حدیث میں بھی چند اشارات کو معتبر سمجھا گیا حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

٥٢٩٤- حدَّثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لاَ يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلاَّ أَعْطَاهُ)). وَقَالَ: بِيَدِهِ وَوَضَعَ أَنْمِلَتَهُ عَلَى بَطْنِ الْوُسْطَى وَالْخِنْصَرِ. قُلْنَا يُزَهِّدُهَا.

[راجع: ٩٣٥]

(۵۲۹۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن علقمہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ایسی آتی ہے جو مسلمان بھی اس وقت کھڑا نماز پڑھے اور اللہ سے کوئی خیر مانگے تو اللہ اسے ضرور دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس ساعت کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو درمیانی انگلی اور چھوٹی انگلی کے بیچ میں رکھا جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ اس ساعت کو بہت مختصر ہونے کو بتا رہے ہیں۔

٥٢٩٥- وَقَالَ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَدَا يَهُودِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى

(۵۲۹۵) اور اویسی نے بیان کیا' ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے شعبہ بن حجاج نے' ان سے ہشام بن یزید نے' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا' اس کے چاندی کے زیورات جو

جَارِيَةٍ فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا، وَرَضَخَ رَأْسَهَا، فَأَتَى بِهَا أَهْلُهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلاَنٌ؟)) لِغَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لاَ. قَال فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرَ الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لاَ. فَقَالَ: ((فَفُلاَنٌ)) لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.
[راجع: ۲٤۱۳]

وہ پہنے ہوئے تھی چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ لڑکی کے گھر والے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس لائے تو اس کی زندگی کی بس آخری گھڑی باقی تھی اور وہ بول نہیں سکتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے مارا ہے؟ فلاں نے؟ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ سے غیر متعلق آدمی کا نام لیا۔ اس لیے اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا اور وہ بھی اس واقعہ سے غیر متعلق تھا تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں' پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ تو اس لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا۔

تشریح: اس کے بعد اس یہودی نے بھی اس جرم کا اقرار کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے حکم دیا اور اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچل دیا گیا۔ اس حدیث میں بھی کچھ اشارات کو قابل استناد جانا گیا۔ یہی وجہ مطابقت ہے۔

جس طرح اس شقی نے اس معصوم لڑکی کو بے دردی سے مارا تھا اسی طرح اس سے قصاص لیا گیا۔ اہلحدیث اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور مالکیہ اور شافعیہ سب کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے کہ قاتل نے جس طرح مقتول کو قتل کیا ہے اسی طرح اس سے بھی قصاص لیا جائے گا لیکن حنفیہ اس کے خلاف کہتے ہیں کہ ہمیشہ قصاص تلوار سے لینا چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ نے جو دوبار اس لڑکی سے اوروں کا نام لے کر پوچھا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس سے اس لڑکی کا باہوش و حواس ہونا ثابت ہو جائے اور اس کی شہادت پوری معتبر سمجھی جائے۔ اس حدیث سے گواہی بوقت مرگ کا ایک عمدہ گواہی ہونا نکلتا ہے جسے انگریزوں نے اپنے قانون شہادت میں بھی ایک قابل اعتبار شہادت خیال کیا ہے (وحیدی)

٥٢٩٦- حدثني قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْفِتْنَةُ مِنْ هُنَا. وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ)).

(۵۲۹۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ فتنہ ادھر سے اٹھے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح: یعنی مشرقی ممالک کی طرف۔ اس حدیث میں کسی شخص کا نام مذکور نہیں بلکہ جو شخص مشرق کی طرف سے نمودار ہو اور گمراہی اور بے دینی کی دعوت دے وہ اس سے مراد ہو سکتا ہے اور تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے حضرت امام محمد بن عبدالوہاب کو اس فتنہ سے مراد لیا ہے۔ حضرت امام محمد بن عبدالوہاب تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے۔ انہوں نے اہل مکہ کو جو رسالہ لکھ کر بھیجا ہے اس میں صاف یہ مرقوم ہے کہ قرآن اور صحیح حدیث ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے' اس پر عمل کرو۔ البتہ ممالک مشرقی میں سید احمد خاں رئیس النیاچرہ اور مرزا غلام احمد قادیانی اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ ہمارے استاذ مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی محدث فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے وہیں سے فضل رسول ظاہر ہوا جس نے دنیا

میں بہت سی بدعتیں پھیلائیں اور اہلحدیث اور اہل توحید کو کافر قرار دیا (وحیدی)

٥٢٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ)) فَنَزَلَ، فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)). [راجع: ١٩٤١]

(۵۲۹۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق شیبانی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستو گھول (کیونکہ آپ روزہ سے تھے) انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر اندھیرا ہونے دیں تو بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا کہ اتر کر ستو گھول۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ اور اندھیرا ہو لینے دیں تو بہتر ہے' ابھی دن باقی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اترو اور ستو گھول لو۔ آخر تیسری مرتبہ کہنے پر انہوں نے اتر کر آنحضرت ﷺ کا ستو گھولا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پیا' پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آرہی ہے تو روزہ دار کو افطار کرلینا چاہیئے۔

٥٢٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلاَلٍ))، أَوْ قَالَ: ((أَذَانُهُ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِي)). أَوْ قَالَ: ((يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ)) وَأَظْهَرَ يَزِيدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الأُخْرَى.

[راجع: ٦٢١]

(۵۲۹۸) ہم سے عبداللہ بن سلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے سلیمان تیمی نے' ان سے ابوعثمان نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم میں سے کسی کو (سحری کھانے سے) بلال کی پکار نہ روکے' یا آپ نے فرمایا کہ "ان کی اذان" کیونکہ وہ پکارتے ہیں' یا فرمایا' اذان دیتے ہیں تاکہ اس وقت نماز پڑھنے والا رک جائے۔ اس کا اعلان سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ صبح صادق ہوگئی۔ اس وقت یزید بن زریع نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے (صبح کاذب کی صورت بتانے کے لیے) پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیلایا (صبح صادق کی صورت کے اظہار کے لیے)۔

٥٢٩٩- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلُ

(۵۲۹۹) اور لیث نے بیان کیا کہ ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بخیل اور

الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلاَ يُنْفِقُ شَيْئاً إِلاَّ مَادَّتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلاَ يُرِيدُ، يُنْفِقُ إِلاَّ لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا، فَهُوَ يُوسِعُهَا وَلاَ تَتَّسِعُ، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلَى حَلْقِهِ)).

[راجع: ١٤٤٣]

سخی کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں سینے سے گردن تک ہیں۔ سخی جب بھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو زرہ اس کے چمڑے پر ڈھیلی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی ہے (اور پھیل کر اتنی بڑھ جاتی ہے کہ) اس کے نشان قدم کو مٹاتی چلتی ہے لیکن بخیل جب بھی خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے' وہ اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔ اس وقت آپ نے اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں کچھ مخصوص مقامات پر مخصوص آدمیوں کی طرف سے اشارات کا ہونا معتبر سمجھا گیا۔ باب اور ان احادیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

٢٥- باب اللِّعَانِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب لعان کا بیان

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلاَّ أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الصَّادِقِينَ﴾ فَإِذَا قَذَفَ الأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءٍ مَعْرُوفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ، لأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أَجَازَ الإِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ، قَالُوا : كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿إِلاَّ رَمْزًا﴾ إِلاَّ إِشَارَةً. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لاَ حَدَّ وَلاَ لِعَانَ. ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلاَقَ بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءٍ جَائِزٌ. وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلاَقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ. فَإِنْ قَالَ: الْقَذْفُ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِكَلاَمٍ، قِيلَ لَهُ: كَذَلِكَ الطَّلاَقُ لاَ يَجُوزُ إِلاَّ بِكَلاَمٍ. وَإِلاَّ بَطَلَ الطَّلاَقُ وَالْقَذْفُ، وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس ان کی ذات کے سوا کوئی گواہ نہ ہو' آخر آیت من الصادقین تک۔ اگر گونگا اپنی بیوی پر لکھ کر' اشارہ سے یا کسی مخصوص اشارہ سے تہمت لگائے تو اس کی حیثیت بولنے والے کی سی ہو گی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرائض میں اشارہ کو جائز قرار دیا ہے اور یہی بعض اہل حجاز اور بعض دوسرے اہل علم کا فتویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور (مریم علیہا السلام نے) ان کی (عیسیٰ علیہ السلام) طرف اشارہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کس طرح گفتگو کر سکتے ہیں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے۔" اور ضحاک نے کہا کہ "الا رمزا" بمعنی "الاشارة" ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (اشارہ سے) حد اور لعان نہیں ہو سکتی' جبکہ وہ یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت' اشارہ اور ایماء سے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ طلاق اور تہمت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر وہ اس کے مدعی ہوں کہ تہمت صرف کلام ہی کے ذریعہ مانی جائے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ پھر یہی صورت طلاق میں بھی ہونی چاہئے اور وہ بھی صرف کلام ہی کے ذریعہ معتبر مانا جانا چاہئے ورنہ طلاق اور تہمت (اگر اشارہ سے ہو) تو سب کو باطل ماننا چاہئے اور (اشارہ

وَكَذَلِكَ الأَصَمُّ يُلاَعِنُ. وَقَالَ الشَّعْبِي وَقَتَادَةُ: إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ تَبِينُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ. الأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلاَقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ. وَقَالَ حَمَّادٌ: الأَخْرَسُ وَالأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ.

سے غلام کی) آزادی کا بھی یہی حشر ہو گا اور یہی صورت لعان کرنے والے گونگے کے ساتھ بھی پیش آئے گی اور شعبی اور قتادہ نے بیان کیا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تجھے طلاق ہے" اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔ ابراہیم نے کہا کہ گونگا اگر طلاق اپنے ہاتھ سے لکھے تو وہ پڑ جاتی ہے۔ حماد نے کہا کہ گونگے اور بہرے اگر اپنے سر سے اشارہ کریں تو جائز ہے۔

بعض لوگ جب یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت' اشارے اور ایماء سے ہو سکتی ہے تو ان کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے کہ اشارے سے حد اور لعان نہیں ہو سکتے۔

تشریح یعنی ضحاک بن مزاحم نے جو تفسیر کے امام ہیں اور عبد بن حمید اور ابو حذیفہ نے سفیان ثوری کی تفسیر میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اب کرمانی کا یہ کہنا کہ یہ ضحاک بن شراحیل ہیں محض غلط ہے۔ ضحاک بن شراحیل تو تابعی ہیں مگر ان سے قرآن کی تفسیر بالکل منقول نہیں ہے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صرف دو احادیث اس کتاب میں نقل کی ہیں۔ ایک فضائل قرآن میں ایک استتابہ بمرتدین میں۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ علم حدیث میں قیاس سے ایک بات کہہ دینے میں یہی خرابیاں ہوتی ہیں جو کرمانی اور عینی سے اکثر مقامات میں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے کرمانی کی بہت سی غلطیاں ہم کو بتلا دی ہیں۔

٥٣٠٠- حدَّثنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((بَنُو النَّجَارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ. ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ : وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ)).

(۵۳۰۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے اور انہوں نے انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا' بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں بتاؤں کہ قبیلہ انصار کا سب سے بہتر گھرانہ کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ بنونجار کا۔ اس کے بعد ان کا مرتبہ ہے جو ان سے قریب ہیں یعنی بنو عبدالاشہل کا' اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں' بنی الحارث بن خزرج کا۔ اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں' بنو ساعدہ کا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی مٹھی بند کی' پھر اسے اس طرح کھولا جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی چیز کو پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے ہر گھرانہ میں خیر ہے۔

٥٣٠١- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُو حَازِمٍ : سَمِعْتُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ

(۵۳۰۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو حازم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا

ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ)). أَوْ قَالَ ((كَهَاتَيْنِ)) وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

[راجع: ٤٩٣٦]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری بعثت قیامت سے اتنی قریب ہے جیسے اس کی اس سے (یعنی شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی سے) یا آنحضرت ﷺ نے فرمایا (راوی کو شک تھا) کہ جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں اور آپ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

کرمانی کے زمانہ تک تو آنحضرت ﷺ کی پیغمبری پر سات سو اسی برس گزر چکے تھے۔ اب تو چودہ سو برس پورے ہو رہے ہیں پھر اس قرب کے کیا معنی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرب بہ نسبت اس زمانہ کے ہے جو آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آنحضرت ﷺ کی نبوت تک گزرا تھا۔ وہ تو ہزاروں برس کا زمانہ تھا یا قرب سے یہ مقصود ہے کہ مجھ میں اور قیامت کے بیچ میں اب کوئی نیا پیغمبر صاحب شریعت آنے والا نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب دنیا میں پھر تشریف لائیں گے تو ان کی کوئی نئی شریعت نہیں ہو گی بلکہ وہ شریعت محمدی پر چلیں گے پس مرزائیوں کا آمد عیسیٰ علیہ السلام سے عقیدہ ختم نبوت پر معارضہ پیش کرنا بالکل غلط ہے۔

٥٣٠٢- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا))، يَعْنِي ثَلاَثِينَ ثُمَّ قَالَ : ((وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَقُولُ مَرَّةً ثَلاَثِينَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

[راجع: ١٩٠٨]

(۵۳۰۲) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جبلہ بن سحیم نے بیان کیا' انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مہینہ اتنے' اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی مراد تیس دن سے تھی۔ پھر فرمایا اور اتنے' اتنے اور اتنے دنوں کا بھی ہوتا ہے۔ آپ کا اشارہ انتیس دنوں کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تیس کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ انتیس کی طرف۔

٥٣٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ : ((الإِيمَانُ هَهُنَا - مَرَّتَيْنِ - أَلاَ وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)). [راجع: ٣٣٠٢]

(۵۳۰۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ برکتیں ادھر ہیں۔ دو مرتبہ (آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا) ہاں اور سختی اور قساوت قلب ان کی کرخت آواز والوں میں ہے جہاں سے شیطان کی دونوں سینگیں طلوع ہوتی ہیں۔ یعنی ربیعہ اور مضر میں۔

٥٣٠٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَنَا وَكَافِلُ

(۵۳۰۴) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو عبدالعزیز بن ابی حازم نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں اور یتیم کی پرورش

الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا))، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئاً.

[طرفه في : ٦٠٠٥].

کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔

ان جملہ احادیث میں اشارات کو معتبر گردانا گیا ہے۔ باب سے ان کی یہی وجہ مطابقت ہے۔

٢٦- باب إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

باب جب اشاروں سے اپنی بیوی کے بچے کا انکار کرے اور صاف نہ کہہ سکے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

٥٣٠٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وُلِدَ لِي غُلاَمٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ حُمْرٌ. قَالَ : ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ : ((فَأَنَّى ذَلِكَ؟)) قَالَ : لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ : ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ)).

[طرفاه في : ٦٨٤٧، ٧٣١٤].

(٥٣٠٥) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' ان میں کوئی سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آ گیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہو گا۔

حضرت امام نے اس سے ثابت فرمایا کہ باپ کے بارے میں اشارہ بھی معتبر سمجھا جائے گا۔

تشریح: الفاظ حدیث فلعل ابنک ھذا نزعہ سے یہ نکلا کہ صرف لڑکے کی صورت یا رنگ کے اختلاف پر یہ کہنا درست نہیں کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے جب تک قوی دلیل سے حرام کاری کا ثبوت نہ ہو۔ مثلاً آنکھوں سے اس کو زنا کراتے ہوئے دیکھا ہو یا جب خاوند نے جماع کیا ہو اس سے چھ مہینے کم میں لڑکا پیدا ہو' جب جماع کیا ہو اس سے چار برس بعد بچہ پیدا ہو۔ حدیث سے بھی یہی نکلا کہ اشارہ اور کنایہ میں قذف کرنا موجب حد نہیں اور مالکیہ کے نزدیک اس میں بھی حد واجب ہو گی۔

٢٧- باب إِحْلاَفِ الْمُلاَعِنِ

باب لعان کرنے والے کو قسم کھلانا

٥٣٠٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ

(٥٣٠٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ نے کہ قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو نبی

قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

کریم ﷺ نے دونوں میاں بیوی سے قسم کھلوائی اور پھر دونوں میں جدائی کرادی۔

٢٨- باب يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلاَعُنِ

باب لعان کی ابتداء مرد کرے گا (پھر عورت)

٥٣٠٧- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. [راجع: ٢٦٧١]

(٥٣٠٧) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ہشام بن حسان نے' کہا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی' پھر وہ آئے اور گواہی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمایا' اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے کوئی (جو واقعی گناہ کا مرتکب ہوا ہو) رجوع کرے گا؟ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے گواہی دی۔ اپنے بری ہونے کی۔

تشریح باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ پہلے مرد سے گواہی لینی چاہیئے۔ امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ اگر عورت سے پہلے گواہی لی جائے تب بھی لعان درست ہو جائے گا۔ کہتے ہیں اس عورت نے پانچویں بار میں ذرا تامل کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم سمجھے کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرے گی مگر پھر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ساری عمر کے لیے ذلیل نہیں کر سکتی اور اس نے پانچویں دفعہ بھی قسم کھا کر لعان کر دیا۔

٢٩- باب اللِّعَانِ، وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

باب لعان اور لعان کے بعد طلاق دینے کا بیان

٥٣٠٨- حدثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلاَنِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

(٥٣٠٨) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی نے خبر دی کہ عویمر عجلانی' عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عاصم آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک شخص اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو کیا اسے قتل کر دے گا لیکن پھر آپ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے۔ آخر اسے کیا کرنا چاہیئے؟ عاصم' میرے لیے یہ مسئلہ پوچھ دو۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کے سوالات کو ناپسند فرمایا اور اظہار ناگواری کیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سے جو کچھ سنا اس کا بہت اثر لیا۔ پھر جب گھر

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لاَ أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا))، قَالَ سَهْلٌ: فَتَلاَعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلاَعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ.

واپس آئے تو عویمران کے پاس آئے اور پوچھا۔ عاصم! آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب دیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا' عویمر تم نے میرے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا' جو مسئلہ تم نے پوچھا تھا' آنحضرت ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک میں یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ سے معلوم نہ کر لوں' باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے درمیان میں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کا اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے' کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ لوگ اسے (قصاص) میں قتل کر دیں گے' تو پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں ابھی وحی نازل ہوئی ہے۔ جاؤ اور اپنی بیوی کو لے کر آؤ۔ سہل نے بیان کیا کہ پھران دونوں نے لعان کیا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت موجود تھا۔ جب لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! اگر اب بھی میں اسے (اپنی بیوی کو) اپنے ساتھ رکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں تین طلاقیں آنحضرت ﷺ کے حکم سے پہلے ہی دے دیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر یہی لعان کرنے والوں کے لیے سنت طریقہ مقرر ہو گیا۔

٣٠- باب التَّلاَعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں لعان کرنے کا بیان

٥٣٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلاَعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(٥٣٠٩) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق بن ہمام نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے ابن شہاب نے لعان کے بارے میں اور یہ کہ شریعت کی طرف سے اس کا سنت طریقہ کیا ہے' خبر دی بنی ساعدہ کے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! اس شخص کے متعلق

وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ قَضَى اللهُ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ))، قَالَ فَتَلاَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَا مِنَ التَّلاَعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ذَاكَ تَفْرِيقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلاَعِنَيْنِ))، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلاً وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لأُمِّهِ قَالَ: ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللهُ لَهُ قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلاَ أُرَاهَا إِلاَّ قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلاَ أُرَاهُ إِلاَّ قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوهِ مِنْ ذَلِكَ)).

[راجع : ٤٢٣]

آپ کا کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے' کیا وہ اسے قتل کر دے یا اسے کیا کرنا چاہیے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی وہ آیت نازل کی جس میں لعان کرنے والوں کے لیے تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر دونوں نے مسجد میں لعان کیا' میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اگر اب بھی میں اسے اپنے نکاح میں رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ چنانچہ لعان سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم سے پہلے ہی انہیں تین طلاقیں دے دیں۔ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہی انہیں جدا کر دیا۔ (سہل نے یا ابن شہاب نے) کہا کہ ہر لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان یہی جدائی کا سنت طریقہ مقرر ہوا۔ ابن جریج نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان کے بعد شریعت کی طرف سے طریقہ یہ متعین ہوا کہ دو لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرا دی جایا کرے اور وہ عورت حاملہ تھی اور ان کا بیٹا اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ بیان کیا کہ پھر ایسی عورت کے میراث کے بارے میں بھی یہ طریقہ شریعت کی طرف سے مقرر ہو گیا کہ بچہ اس کا وارث ہو گا اور وہ بچہ کی وارث ہو گی۔ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے وراثت کے سلسلہ میں فرض کیا ہے۔ ابن جریج نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے' اسی حدیث میں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر (لعان کرنے والی خاتون) اس نے سرخ اور پستہ قد بچہ جنا جسے وحرہ تو میں سمجھوں گا کہ عورت ہی سچی ہے اور اس کے شوہر نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے لیکن اگر کالا' بڑی آنکھوں والا اور بڑے سرینوں والا بچہ جنا تو میں سمجھوں گا کہ شوہر نے اس کے متعلق سچ کہا تھا۔ (عورت جھوٹی ہے) جب' بچہ پیدا ہوا تو وہ بری شکل کا تھا (یعنی اس

مرد کی صورت پر جس سے وہ بدنام ہوئی تھی)

تشریح اس حدیث سے علم قیافہ کا معتبر ہونا پایا جاتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بالہام غیبی علم قیافہ کی وہ بات بتلائی جاتی جو حقیقت میں سچ ہوتی۔ دوسرے لوگ اس علم کی رو سے قطعاً کوئی حکم نہیں دے سکتے۔ امام شافعی نے بھی علم قیافہ کو معتبر رکھا ہے' پھر بھی یہ علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ وحرہ (چھپکلی کے مانند ایک زہریلا جانور' پستہ قد عورت یا اونٹ کی تشبیہ اس سے دیتے ہیں)

٣١- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ)).

٥٣١٠- حدَّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلاَعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلاً ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلاَّ لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ خَدْلاً آدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ بَيِّنْ))، فَجَاءَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ، فَلاَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا. قَالَ رَجُلٌ لاِبْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ رَجَمْتُ

باب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں بغیر گواہی کے کسی کو سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا

(۵۳۱۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر ہوا اور عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی (کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو وہیں قتل کر دوں) اور چلے گئے' پھر ان کی قوم کے ایک صحابی (عویمر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے یہ شکایت لے کر کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آج یہ ابتلا میری اسی بات کی وجہ سے ہوا ہے (جو آپ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کہی تھی) پھر وہ انہیں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو وہ واقعہ بتایا جس میں ملوث اس صحابی نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ' کم گوشت والے (پتلے دبلے) اور سیدھے بال والے تھے اور جس کے متعلق انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ (تنہائی میں) پایا' وہ گٹھے ہوئے جسم کا' گندمی اور بھرے گوشت والا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے۔ چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ ایک شاگرد نے مجلس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا یہی وہ عورت ہے جس کے متعلق

أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ)) فَقَالَ: لاَ تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الإِسْلاَمِ السُّوءَ. قَالَ أَبُو صَالِحٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ : خَدِلاً.

[أطرافه في: ٥٣١٦، ٦٨٥٥، ٦٨٥٦، ٧٢٣٨].

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت کے سنگسار کر سکتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں (یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے) اس عورت کے متعلق فرمایا تھا جس کی بدکاری اسلام کے زمانہ میں کھل گئی تھی۔ ابوصالح اور عبداللہ بن یوسف نے اس حدیث میں بجائے خدلا کے کے کسرہ کے ساتھ دال خدلا روایت کیا ہے لیکن معنی وہی ہے۔

٣٢- باب صَدَاقِ الْمُلاَعَنَةِ

باب اس بارے میں کہ لعان کرنے والی کا مہر ملے گا۔

٥٣١١- حدثني عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لاِبْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ. فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلاَنِ، وَقَالَ : ((اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَبَيَا فَقَالَ: ((اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَبَيَا. فَأَبَيَا. فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ: فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا لاَ أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ : قَالَ الرَّجُلُ؟ مَالِي، قَالَ : قِيلَ لاَ مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

[أطرافه في: ٥٣١٢، ٥٣٤٩، ٥٣٥٠].

(۵۳۱۱) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل نے خبر دی' انہیں ایوب نے' ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان ایسی صورت میں جدائی کرا دی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے ایک (جو واقعی گناہ میں مبتلا ہو) رجوع کرے گا لیکن ان دونوں نے انکار کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان میں جدائی کر دی۔ اور بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حدیث کے بعض اجزاء میرا خیال ہے کہ میں نے ابھی تم سے بیان نہیں کئے ہیں۔ فرمایا کہ ان صاحب نے (جنہوں نے لعان کیا تھا) کہا کہ میرے مال کا کیا ہو گا (جو میں نے مہر میں دیا تھا؟) بیان کیا کہ اس پر ان سے کہا گیا کہ وہ مال (جو عورت کو مہر میں دیا تھا) اب تمہارا نہیں رہا۔ اگر تم سچے ہو (اس تہمت لگانے میں تب بھی کیونکہ) تم اس عورت کے پاس تنہائی میں جا چکے ہو اور اگر تم جھوٹے ہو تب تو تم کو اور بھی مہر نہ ملنا چاہیئے۔

٣٣- باب قَوْلِ الإِمَامِ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

باب حاکم کا لعان کرنے والوں سے یہ کہنا تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرتا ہے؟

٥٣١٢- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا

(۵۳۱۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان

سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلاَعِنِينَ ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا))، قَالَ : مَالِي. قَالَ : ((لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا))، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ)). قَالَ سُفْيَانُ : حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ : سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ : قُلْتُ لاِبْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لاَعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ، وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى: وَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلاَنِ، وَقَالَ: ((اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. قَالَ سُفْيَانُ : حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ.

[راجع: ٥٣١١]

بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے' تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔ ان صحابی نے عرض کیا کہ میرا مال واپس کرا دیجئے (جو مہر میں دیا گیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں ہے۔ اگر تم اس کے معاملہ میں سچے ہو تو تمہارا یہ مال اس کے بدلہ میں ختم ہو چکا کہ تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی پھر تو وہ تم سے بعید تر ہے۔ سفیان نے بیان کیا کہ یہ حدیث میں نے عمرو سے یاد کی اور ایوب نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا' کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی سے لعان کیا ہو تو آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ سفیان نے اس اشارہ کو اپنی دو شہادت اور بیچ کی انگلیوں کو جدا کر کے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا وہ رجوع کر لے گا؟ آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے مجھ سے کہا' میں نے یہ حدیث جیسے عمرو بن دینار اور ایوب سے سن کر یاد رکھی تھی ویسی ہی تجھ سے بیان کر دی۔

حاصل یہ ہوا کہ سفیان نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں سے روایت کیا ہے۔

٣٤- باب التَّفْرِيقَ بَيْنَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ

باب لعان کرنے والوں میں جدائی کرانا

٥٣١٣- حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا، وَأَحْلَفَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

(۵۳۱۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے اور ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرادی تھی جنہوں نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تھی اور دونوں سے قسم لی تھی۔

٥٣١٤- حدثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

[راجع: ٤٧٤٨]

(۵۳۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' کہا مجھے نافع نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے لعان کرایا تھا اور دونوں کے درمیان جدائی کرا دی تھی۔

٣٥- باب يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلاَعَنَةِ

باب لعان کے بعد عورت کا بچہ (جس کو مرد کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) ماں سے ملا دیا جائے گا (اسی کا بچہ کہلائے گا)

٥٣١٥- حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لاَعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ. [راجع: ٤٧٤٨]

(۵۳۱۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک نے' کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا تھا' پھر ان صاحب نے اپنی بیوی کے لڑکے کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور لڑکا عورت کو دے دیا۔

٣٦- باب قَوْلِ الإِمَامِ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ

باب امام یا حاکم لعان کے وقت یوں دعا کرے یا اللہ! جو اصل حقیقت ہے وہ کھول دے

٥٣١٦- حدثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ الْمُتَلاَعِنَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ: فِي ذَلِكَ قَوْلاً ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا الأَمْرِ إِلاَّ لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِي

(۵۳۱۶) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے' کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم نے خبر دی' انہیں قاسم بن محمد نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' انہوں نے بیان کیا کہ لعان کرنے والوں کا ذکر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی (کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو وہیں قتل کر ڈالوں) پھر واپس آئے تو ان کی قوم کے ایک صاحب ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس معاملہ میں میرا یہ ابتلاء میری اس بات کی وجہ سے ہوا ہے (جس کے کہنے کی جرأت میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے کی تھی) پھر وہ ان صاحب کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور آنحضرت ﷺ کو اس صورت سے مطلع کیا جس میں انہوں نے اپنی

وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلاً كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ بَيِّنْ)). فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَهَا، فَلاَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: فِي الْمَجْلِسِ : هِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هَذِهِ)). فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لاَ. تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوءَ فِي الإِسْلاَمِ. [راجع: ٤٢٣]

بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ' کم گوشت والے اور سیدھے بالوں والے تھے اور وہ جسے انہوں نے اپنی بیوی کے پاس پایا تھا گندمی گٹھے جسم کا زرد' بھرے گوشت والا تھا اس کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! معاملہ صاف کردے۔ چنانچہ ان کی بیوی نے جو بچہ جنا وہ اسی شخص سے مشابہ تھا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کے پاس اسے پایا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شاگرد نے مجلس میں پوچھا' کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت سنگسار کرتا تو اسے کرتا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں۔ یہ دوسری عورت تھی جو اسلام کے زمانہ میں علانیہ بدکاری کیا کرتی تھی۔

مگر گواہوں سے اس پر بدکاری ثابت نہیں ہوئی نہ اس نے اقرار کیا اسی وجہ سے اس پر حد نہ جاری ہو سکی۔

٣٧- باب إِذَا طَلَّقَهَا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا

باب جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور بیوی نے عدت گزار کر دوسرے شوہر سے شادی کی لیکن دوسرے شوہر نے اس سے صحبت نہیں کی

تو کیا وہ پہلے خاوند کے نکاح میں جا سکے گی؟

٥٣١٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

ح. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لاَ يَأْتِيهَا، وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلاَّ مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ: ((لاَ حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)).

(٥٣١٧) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کیا' پھر انہیں طلاق دے دی' اس کے بعد ایک دوسرے صاحب نے ان خاتون سے نکاح کر لیا' پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے دوسرے شوہر کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو ان کے پاس آتے ہی نہیں اور یہ کہ ان کے پاس

[راجع: ٢٦٣٩]

کپڑے کے پلو جیسا ہے (انہوں نے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا مزانہ چکھ لو اور یہ تمہارا مزانہ چکھ لیں۔ پہلے شوہر سے تمہارا نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

٣٨- باب

﴿وَاللاَّئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: إِنْ لَمْ تَعْلَمُوا يَحِضْنَ أَوْ لاَ يَحِضْنَ، وَاللاَّئِي قَعَدْنَ عَنِ الْحَيضِ وَاللاَّئِي لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاَثَةُ أَشْهُرٍ

باب اور آیت واللائی یئسن الخ،

یعنی "تمہاری مطلقہ بیویوں میں سے جو حیض آنے سے مایوس ہو چکی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو" کی تفسیر مجاہد نے کہا یعنی جن عورتوں کا حال تم کو معلوم نہ ہو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا۔ اسی طرح وہ عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے مایوس ہو گئی ہیں۔ اسی طرح وہ عورتیں جو نابالغی کی وجہ سے ابھی حیض والی ہی نہیں ہوئی ہیں۔ ان سب قسم کی عورتوں کی عدت تین مہینے ہیں۔

٣٩ - باب ﴿وَأُولاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

باب حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں

تشریح: جنتے ہی ان کی عدت ختم ہو جائے گی۔ تو یہ آیت ﴿ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ (الطلاق: ٤) مخصص ہے اس آیت کی ﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴾ (البقرة: ٢٣٤) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ ابعد الاجلین تک عدت کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے لیکن باقی صحابہ سب اس کے خلاف ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجوع بھی منقول ہے۔ ایسے ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورۂ طلاق آخر میں اتری اور اس سے وہ آیت والذین یتوفون منکم حاملہ عورتوں کے باب میں منسوخ ہو گئی۔

٥٣١٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الأَعْرَجِ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: ((وَا للهِ

(٥٣١٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے، کہا کہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے کہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ ایک خاتون جو اسلام لائی تھیں اور جن کا نام سبیعہ تھا، اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھیں، شوہر کا جب انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں۔ ابوسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ ابوالسنابل نے کہا کہ اللہ کی قسم! جب تک عدت کی دو مدتوں میں سے لمبی مدت نہ گزار لوں گی، تمہارے

ما يصْلُحُ أَنْ تَنكحيهِ حتّى تَعْتَدّي آخِرَ الأَجلَيْنِ)). فمكثتْ قريبًا مِنْ عَشْرِ لَيالٍ ثُمّ جاءتِ النبيَّ ﷺ فقَالَ: ((انكِحي)) [راجع: ٤٩٠٩]

لیے اس سے (جس سے نکاح وہ کرنا چاہتی تھیں) نکاح کرنا صحیح نہیں ہو گا۔ پھر وہ (وضع حمل کے بعد) تقریباً دس دن تک رکی رہیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب نکاح کرلو۔

تشریح: ابوالسنابل نے عورت کو یہ غلط مسئلہ سنا کر اس کو بہکایا کہ بالفعل وہ اپنا نکاح ملتوی کر دے تو اس کے عزیز و اقرباء جو اس وقت موجود نہ تھے آجائیں گے اور وہ اس کو سمجھا بجھا کر مجھ سے نکاح پر راضی کر دیں گے۔ دو مدتوں سے ایک وضع حمل کی مدت' دوسری چار ماہ دس دن کی مدت مراد ہے۔ جس کے لیے ابوالسنابل نے فتویٰ دیا تھا حالانکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور بس۔

٥٣١٩- حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللّيْثِ عَنْ يَزِيدَ أَنّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ أَرْقَمَ أَنْ يَسْأَلَ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيّةَ كَيْفَ أَفْتَاهَا النّبِيُّ ﷺ. فَقَالَتْ: أَفْتَانِي إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ. [راجع: ٣٩٩١]

(۵۳۱۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' ان سے لیث نے' ان سے یزید نے کہ ابن شہاب نے انہیں لکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے اپنے والد (عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) سے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن الارقم کو لکھا کہ سبیعہ اسلمیہ سے پوچھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق کیا فتویٰ دیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میرے یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو آنحضرتؐ نے مجھے فتویٰ دیا کہ اب میں نکاح کرلوں۔

٥٣٢٠- حدّثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حدّثنا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنّ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَتِ النّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

(۵۳۲۰) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے مسور بن مخرمہ نے کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چند دنوں تک حالت نفاس میں رہیں' پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آکر انہوں نے نکاح کی اجازت مانگی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اجازت دی اور انہوں نے نکاح کیا۔

٤٠- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَالْمُطَلّقَاتُ يَتَرَبّصْنَ بِأَنْفُسِهِنّ ثَلاثَةَ قُرُوءٍ﴾

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: فِيمَنْ تَزَوّجَ فِي الْعِدّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الأَوّلِ، وَلاَ تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: تَحْتَسِبُ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَى سُفْيَانَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ مَعْمَرٌ:

باب اللہ کا یہ فرمانا کہ "مطلقہ عورتیں اپنے کو تین طہر یا تین حیض تک روکے رکھیں"

اور ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی عورت سے عدت ہی میں نکاح کرلیا اور پھر وہ اس کے پاس تین حیض کی مدت گزرنے تک رہی کہ اس کے بعد وہ پہلے ہی شوہر سے جدا ہو گی۔ (اور یہ صرف اس کی عدت سمجھی جائے گی) دوسرے نکاح کی عدت کا شمار اس میں نہیں ہو گا لیکن زہری نے کہا کہ اسی میں دوسرے نکاح کی عدت کا شمار بھی ہو گا' یہی یعنی زہری کا قول سفیان کو

يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا، وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا. وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا.

زیادہ پسند تھا۔ معمر نے کہا کہ اقرات المراۃ اس وقت بولتے ہیں جب عورت کا حیض قریب ہو۔ اسی طرح "اقرات" اس وقت بھی بولتے ہیں جب عورت کا طہر قریب ہو' جب کسی عورت کے پیٹ میں کبھی کوئی حمل نہ ہوا ہو تو اس کے لیے عرب کہتے ہیں۔ "ماقرات بسلی قط" یعنی اس کو کبھی پیٹ نہیں رہا۔

تشریح قرء حیض اور طہر دونوں معنوں میں آتا ہے۔ اسی لیے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ثلاثۃ قروء سے تین حیض مراد رکھے ہیں اور شافعی نے تین طہر۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب راجح ہے کس لیے کہ طلاق طہر میں مشروع ہے حیض میں نہیں اب اگر کسی نے ایک طہر میں طلاق دی تو یا تو یہ طہر عدت میں شمار ہو گا۔ شافعیہ کہتے ہیں تب تو عدت تین طہر سے کم ٹھہرے گی۔ اگر محسوب نہ ہو گا تو عدت تین طہر سے زائد ہو جائے گی۔ شافعیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ دو طہر اور تیسرے طہر کے ایک حصے کو تین طہر کہہ سکتے ہیں جیسے فرمایا ﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ (البقرة: ۱۹۷) حالانکہ حقیقت میں حج کے دو مہینے دس دن ہیں۔

٤١ - باب قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ

وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿وَاتَّقُوا اللهَ رَبَّكُمْ لاَ تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ، وَلاَ يَخْرُجْنَ إِلاَّ أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ. وَتِلْكَ حُدُودُ اللهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ، لاَ تَدْرِي لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا. أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلاَ تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ، وَإِنْ كُنَّ أُولاَتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ - إِلَى قَوْلِهِ - بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

"اور اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتے رہو' انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں' بجز اس صورت کے کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے بڑھے گا' اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ تجھے خبر نہیں شاید کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔ "ان مطلقات کو اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو انہیں خرچ بھی دیتے رہو۔ ان کے حمل کے پیدا ہونے تک۔ آخر آیت اللہ تعالیٰ کے ارشاد "بعد عسر یسرا" تک۔

٥٣٢١، ٥٣٢٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَأَرْسَلَتْ

(۵۳۲۱-۵۳۲۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار نے' وہ دونوں بیان کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی صاحبزادی (عمرہ) کو طلاق دے دی تھی اور ان کے باپ عبدالرحمٰن انہیں ان کے (شوہر کے) گھر سے لے آئے (عدت کے ایام گزرنے سے پہلے) عائشہ رضی اللہ عنہا

عَائِشَةَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللهَ وَارْدُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا. وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ : إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي. وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَوَ مَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَتْ: لاَ يَضُرُّكَ أَنْ لاَ تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ : إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

[أطرافه في : ٥٣٢٣، ٥٣٢٥، ٥٣٤٧].
[أطرافه في : ٥٣٢٤، ٥٣٢٦، ٥٣٢٨].

کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے مروان بن حکم کے یہاں' جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا' کہلوایا کہ اللہ سے ڈرو اور لڑکی کو اس کے گھر (جہاں اسے طلاق ہوئی ہے) پہنچا دو' جیسا کہ سلیمان بن یسار کی حدیث میں ہے۔ مروان نے اس کا جواب یہ دیا کہ لڑکی کے والد عبدالرحمٰن بن حکم نے میری بات نہیں مانی اور قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ (مروان نے ام المؤمنین کو یہ جواب دیا کہ) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے معاملہ کا علم نہیں ہے؟ (انہوں نے بھی اپنے شوہر کے گھر عدت نہیں گزاری تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ اگر تم فاطمہ کے واقعہ کا حوالہ نہ دیتے تب بھی تمہارا کچھ نہ بگڑتا (کیونکہ وہ تمہارے لیے دلیل نہیں بن سکتا) مروان بن حکم نے اس پر کہا کہ اگر آپ کے نزدیک (فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ان کے شوہر کے گھر سے منتقل کرنا) ان کے اور ان کے شوہر کے رشتہ داری کے درمیان کشیدگی کی وجہ سے تھا تو یہاں بھی یہی وجہ کافی ہے کہ دونوں (میاں بیوی) کے درمیان کشیدگی تھی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کیوں دلیل لیتے ہو' فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس گھر سے نکل جانا ایک عذر کی وجہ سے تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ گھر خوفناک تھا' کوئی کہتا ہے فاطمہ بد زبان عورت تھی۔

٥٣٢٣، ٥٣٢٤- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حدَّثنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ، أَلاَ تَتَّقِي اللهَ؟ يَعْنِي فِي قَوْلِهَا: لاَ سُكْنَى وَلاَ نَفَقَةَ.

[راجع: ٥٣٢١، ٥٣٢٢]

(۵۳۲۳-۵۳۲۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' فاطمہ بنت قیس خدا سے ڈرتی نہیں! ان کا اشارہ ان کے اس قول کی طرف تھا (کہ مطلقہ بائنہ کو) نفقہ و سکنیٰ دینا ضروری نہیں جو کہتی ہے کہ طلاق بائن جس عورت پر پڑے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا۔

٥٣٢٥، ٥٣٢٦- حدَّثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ : أَلَمْ تَرَى إِلَى فُلاَنَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ

(۵۳۲۵-۵۳۲۶) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ فلانہ (عمرہ) بنت حکم کا معاملہ نہیں دیکھتیں۔ ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دے دی اور وہ

فَخَرَجَتْ؟ فَقَالَتْ : بِئْسَ مَا صَنَعَتْ. قَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ. وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ : عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ : إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ٥٣٢١، ٥٣٢٢]

وہاں سے نکل آئیں (عدت گزارے بغیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جو کچھ اس نے کیا بہت برا کیا۔ عروہ نے کہا آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے متعلق نہیں سنا۔ بتلایا کہ اس کے لیے اس حدیث کو ذکر کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے اور ابن ابی زناد نے ہشام سے یہ اضافہ کیا ہے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عمرہ بنت حکم کے معاملہ پر) اپنی شدید ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تو ایک اجاڑ جگہ میں تھیں اور اس کے چاروں طرف خوف اور وحشت برستی تھی' اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہاں سے منتقل ہونے کی) انہیں اجازت دے دی تھی۔

٤٢- باب الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا، أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ.

باب وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں کسی (چور وغیرہ یا خود شوہر) کے اچانک اندر آجانے کا خوف ہو یا شوہر کے گھر والے بد کلامی کریں تو اس کو عدت کے اندر وہاں سے اٹھ جانا درست ہے۔

تشریح: لیکن جس عورت کو طلاق رجعی دی جائے اس کے لیے سب کے نزدیک مسکن اور خرچہ خاوند پر لازم ہو گا یعنی عدت پوری ہونے تک گو حاملہ نہ ہو اور طلاق بائن والی کے لیے بعض سلف نے مسکن واجب رکھا ہے اس آیت سے اسکنوھن ' لیکن نفقہ واجب نہیں رکھا اور حاملہ عورت کے لیے وضع حمل تک مسکن اور خرچ سب نے لازم رکھا ہے لیکن غیر حاملہ میں جس کو طلاق بائن دی جائے اختلاف ہے۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ حنفیہ نے اس کے لیے بھی نفقہ اور مسکن واجب رکھا ہے کیونکہ آیت عام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل لیتے ہیں کہ انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی روایت کو رد کیا اور کہا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے پیغمبر کی سنت ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے جو معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بائنہ عورت کے لیے صرف مسکن کو لازم رکھا نہ کہ نفقہ کو۔ دوسرے امام احمد نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت نہیں ہے۔ امام شوکانی نے اہلحدیث کا مذہب رکھا ہے کہ نفقہ اور سکنیٰ صرف مطلقہ رجعی کے لیے واجب ہے مطلقہ بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے مگر عورت حاملہ ہو اسی طرح وفات کی عدت میں بھی نفقہ اور سکنیٰ واجب نہیں ہے مگر جب حاملہ ہو۔

٥٣٢٧، ٥٣٢٨- حدثني حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ. [راجع: ٥٣٢١، ٥٣٢٢]

(٥٣٢٧-٥٣٢٨) مجھ سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' کہا ہم کو ابن جریج نے خبردی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اس بات کا (کہ مطلقہ بائنہ کو نفقہ و سکنیٰ نہیں ملے گا) انکار کیا۔

تشریح: جو وہ کہتی تھی کہ تین طلاق والی کے لیے نہ مسکن ہے نہ خرچہ۔ حدیث سے ترجمہ باب نہیں نکلتا مگر حضرت امام بخاری

رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تیری زبان نے تجھ کو نکلوایا تھا۔

٤٣- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَمَلِ

باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کر رکھا ہے اسے وہ چھپا رکھیں کہ حیض آتا ہے یا حمل ہے۔

٥٣٢٩- حدَّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ، إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً، فَقَالَ لَهَا: ((عَقْرَى أَوْ حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ : نَعَمْ. قَالَ : ((فَانْفِرِي إِذًا)).[راجع: ٢٩٤]

(۵۳۲۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع میں) کوچ کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین کھڑی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا "عقریٰ" یا (فرمایا راوی کو شک تھا) "حلقیٰ" معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں روک دوگی، کیا تم نے قربانی کے دن طواف کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر چلو۔

(عقریٰ حلقیٰ عرب میں پیار کے الفاظ ہیں اس سے بددعا مقصود نہیں ہے۔ عقریٰ یعنی اللہ تجھ کو زخمی کرے۔ حلقیٰ تیرے حلق میں زخم ہو۔ اس حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ آپ نے صرف صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول ان کے حائضہ ہونے کے بارے میں تسلیم فرمایا تو معلوم ہوا کہ خاوند کے مقابلہ میں بھی یعنی رجعت اور سقوط رجعت اور عدت گزر جانے وغیرہ ان امور میں عورت کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔

٤٤- باب ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ

باب اور اللہ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا کہ عدت کے اندر عورتوں کے خاوند ان کے زیادہ حقدار ہیں یعنی رجعت کر کے اور اس بات کا بیان کہ جب عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں تو کیونکر رجعت کرے

٥٣٣٠- حدثني مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ : زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً. [راجع: ٤٥٢٩]

(۵۳۳۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، ان سے یونس بن عبید نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن جمیلہ کا نکاح کیا، پھر (ان کے شوہر نے) انہیں ایک طلاق دی۔

٥٣٣١- وحدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

(۵۳۳۱) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ خَلَّى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا، فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ آنِفًا فَقَالَ: خَلَّى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا، فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ، وَاسْتَقَادَ لأَمْرِ اللهِ.
[راجع: ٤٥٢٩]

بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے' کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک آدمی کے نکاح میں تھیں' پھر انہوں نے انہیں طلاق دے دی' اس کے بعد انہوں نے تنہائی میں عدت گزاری۔ عدت کے دن جب ختم ہو گئے تو ان کے پہلے شوہر نے ہی پھر معقل رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ معقل کو اس پر بڑی غیرت آئی۔ انہوں نے کہا جب وہ عدت گزار رہی تھی تو اسے اس پر قدرت تھی (کہ دوران عدت میں رجعت کر لیں لیکن ایسا نہیں کیا) اور اب میرے پاس نکاح کا پیغام بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے اور اپنی بہن کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں مت روکو" آخر آیت تک" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے ضد چھوڑ دی اور اللہ کے حکم کے سامنے جھک گئے۔

اہلحدیث کا قول یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد رجعت نکاح جدید سے ہوتی ہے اور عدت کے اندر عورت سے جماع کرنا ہی رجعت کے لیے کافی ہے۔

٥٣٣٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءَ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لأَحَدِهِمْ: إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلاَثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا

(۵۳۳۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ رجعت کر لیں اور انہیں اس وقت تک اپنے ساتھ رکھیں جب تک وہ اس حیض سے پاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ حائضہ نہ ہوں۔ اس وقت بھی ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور جب وہ اس حیض سے بھی پاک ہو جائیں تو اگر اس وقت انہیں طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طہر میں اس سے پہلے کہ ان سے ہم بستری کریں' طلاق دیں۔ پس یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر اس کے (مطلقہ ثلاثہ کے) بارے میں سوال کیا جاتا تو سوال کرنے والے سے وہ کہتے کہ اگر تم نے تین

غَيْرَهُ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا.

[راجع: ٤٩٠٨]

طلاقیں دے دی ہیں تو پھر تمہاری بیوی تم پر حرام ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ غیر قتیبة (ابوالجہم) کے اس حدیث میں لیث سے یہ اضافہ کیا ہے کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے دی ہو۔ تو تم اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لا سکتے ہو) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔

٤٥- باب مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

باب حائضہ سے رجعت کرنا

٥٣٣٣- حدَّثنا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سيرينَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهْيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا)) قُلْتُ: أَفَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ)).

[راجع : ٤٩٠٨]

(۵۳۳۳) ہم سے حجاج نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا' کہا مجھ سے یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی' اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی سے رجوع کر لیں' پھر جب طلاق کا صحیح وقت آئے تو طلاق دیں (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) میں نے پوچھا کہ کیا اس طلاق کا بھی شمار ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر کوئی طلاق دینے والا شرع کے احکام بجا لانے سے عاجز ہو یا احمق بے وقوف ہو (تو کیا طلاق نہیں پڑے گی؟)

٤٦- باب تُحِدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

باب جس عورت کا شوہر مرجائے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ منائے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : لاَ أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا الطِّيبَ لأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ الأَحَادِيثَ الثَّلاَثَةَ.

زہری نے کہا کہ کم عمر لڑکی کا شوہر بھی اگر انتقال کر گیا ہو تو میں اس کے لیے بھی خوشبو کا استعمال جائز نہیں سمجھتا کیونکہ اس پر بھی عدت واجب ہے ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے' انہیں حمید بن نافع نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان تین احادیث کی خبر دی۔

٥٣٣٤- قَالَتْ زَيْنَبُ : دَخَلتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ : اما وَاللهِ مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٠]

(۵۳۳۴) زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی' پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے ان کو لگائی اور ام المؤمنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوا شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔

٥٣٣٥- قَالَتْ زَيْنَبُ: فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ : أَمَا وَاللهِ مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ ((لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٢]

(۵۳۳۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور استعمال کی اور کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو بر سر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے' صرف شوہر کے لیے چار مہینے دس دن کا سوگ ہے۔

٥٣٣٦- قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: لاَ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي

(۵۳۳۶) زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ نہیں' دو تین مرتبہ (آپ نے یہ فرمایا) ہر مرتبہ یہ فرماتے تھے کہ نہیں! پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے۔ جاہلیت میں تو تمہیں سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی (جب کہیں

الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ)). [طرفاه في : ٥٣٣٨، ٥٧٠٦].

عدت سے باہر ہوتی تھی)۔

٥٣٣٧- قَالَ حُمَيْدٌ : فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلاَّ مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ. سُئِلَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ : مَا تَفْتَضُّ بِهِ؟ قَالَ: تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

(۵۳۳۷) حمید نے بیان کیا کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ "سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی؟" انہوں نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا پھر کسی چوپائے گدھے یا بکری یا پرندہ کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لیے اس پر ہاتھ پھیرتی۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیردے اور وہ مر نہ جائے۔ اس کے بعد وہ نکالی جاتی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی۔ اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی تھی۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ "تفتض بہ" کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس کا جسم چھوتی تھی۔

٤٧- باب الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

باب عورت عدت میں سرمہ کا استعمال نہ کرے

٥٣٣٨- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، فَخَشُوا عَيْنَيْهَا، فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُحْلِ، فَقَالَ: ((لاَ تَكْحَلُ، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلاَسِهَا. أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا. فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلاَ حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ)). وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

(۵۳۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا ہم سے حمید بن نافع نے' ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا' اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرمہ (زمانہ عدت میں) نہ لگاؤ۔ (زمانہ جاہلیت میں) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا' یا (راوی کو شک تھا کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت (عدت) گزارنا پڑتا تھا۔ جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (جب عدت سے باہر آتی) پس سرمہ نہ لگاؤ۔ یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر جائیں اور میں نے زینب

[راجع: ٥٣٣٦]

بنت ام سلمہ سے سنا' وہ ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

٥٣٣٩- ((لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٠]

(۵۳۳۹) ایک مسلمان عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی (کی وفات) کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔

٥٣٤٠- حدَّثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ : نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثٍ إِلاَّ بِزَوْجٍ. [راجع: ٣٠٣]

(۵۳۴۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر نے بیان کیا' کہا ہم سے سلمہ بنت علقمہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں منع کیا گیا ہے کہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائیں۔

٤٨- باب الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

باب زمانہ عدت میں حیض سے پاکی کے وقت عود کا استعمال کرنا جائز ہے

٥٣٤١- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَلاَ نَكْتَحِلَ، وَلاَ نَطَّيَّبَ، وَلاَ نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ. وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ. [راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۱) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے حفصہ نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائیں سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن کی عدت تھی۔ اس عرصہ میں ہم نہ سرمہ لگاتے نہ خوشبو استعمال کرتے اور نہ رنگا کپڑا پہنتے تھے۔ البتہ وہ کپڑا اس سے الگ تھا جس کا (دھاگا) بننے سے پہلے ہی رنگ دیا گیا ہو۔ ہمیں اس کی اجازت تھی کہ اگر کوئی حیض کے بعد غسل کرے تو اس وقت اظفار کا تھوڑا سا عود استعمال کر لے اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی بھی ممانعت تھی۔

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا اس لیے منع ہے کہ عورتیں کمزور دل اور بے صبر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں ان سے خلاف شرع امور کا ارتکاب ممکن ہے اس لیے شرع شریف نے ابتدا ہی میں عورتوں کو اس سے روک دیا۔ اسی لیے عورتوں کا قبرستان میں جانا منع ہے۔

٤٩- باب تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

باب سوگ والی عورت یمن کے دھاری دار کپڑے پہن سکتی ہے

٥٣٤٢- حدثنا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِا للهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلاثٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا لاَ تَكْتَحِلُ وَلاَ تَلْبَسُ مَصْبُوغًا إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ)). [راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۲) ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالسلام بن حرب نے بیان کیا' ان سے ہشام بن حسان نے' ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوا شوہر کے وہ اس کے سوگ میں نہ سرمہ لگائے نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے مگر یمن کا دھاری دار کپڑا (جو بننے سے پہلے ہی رنگا گیا ہو)

٥٣٤٣- وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: حدثنا هِشَامٌ حَدَّثَنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلاَ تَمَسَّ طيبًا إِلاَّ أَدْنَى طُهْرِهَا اذا طهرت نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ. قال ابوعبدا لله: القسط والكست مثل الكافور والقافور.

[راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۳) امام بخاری کے شیخ انصاری نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا' کہا ہم سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا (کسی میت پر) خاوند کے سوا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے اور (فرمایا کہ) خوشبو کا استعمال نہ کرے' سوا طہر کے وقت جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود (قسط) اور (مقام) اظفار (کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے) ابوعبداللہ (حضرت امام بخاری) کہتے ہیں کہ "قسط" اور "الکست" ایک ہی چیز ہیں' جیسے "کافور" اور "قافور" دونوں ایک ہیں۔

تشریح کسی بھی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے مگر خاوند کے لیے چار مہینے دس دن کے سوگ کی اجازت ہے۔ اب وہ لوگ خود غور کر لیں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر ہر سال محرم میں سوگ کرتے' سیاہ کپڑے پہنتے اور ماتم کرتے ہوئے اپنی چھاتی کو کوٹتے ہیں۔ یہ لوگ یقیناً اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت فرمائے' آمین۔ اس سلسلہ میں سنی حضرات کو ضرور غور کرنا چاہیئے کہ وہ اہل سنت کے مسلک کے خلاف حرکت کر کے سخت گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ هداهم الله.

٥٠- باب ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا - إِلَى قَوْلِهِ - بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾.

باب اور جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں" اللہ تعالیٰ کے فرمان (اور سورۂ بقرہ) بما تعملون خبیر" تک۔ یعنی وفات کی عدت کا بیان۔

٥٣٤٤- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ

(۵۳۴۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی' کہا ہم سے شبل بن عباد نے' ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت کریمہ والذین یتوفون الخ' یعنی اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔" کے متعلق کہا کہ یہ عدت جو شوہر کے گھر والوں کے پاس گزاری جاتی تھی' پہلے

عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ، فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ: جَعَلَ اللهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ، فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَول اللهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَاء إِنْ شَاءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، لِقَوْلِ اللهِ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَاءٌ : ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى، فَتَعْتَد حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنَى لَهَا.

[راجع: ٤٥٣١]

واجب تھی' اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری والذین یتوفون منکم الخ' یعنی "اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان پر لازم ہے کہ) اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت کر جائیں کہ وہ ایک سال تک (گھر سے) نہ نکالی جائیں لیکن اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں۔" اس باب میں جسے وہ (بیویاں) اپنے بارے میں دستور کے مطابق کریں۔ مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بیوہ کے لیے سات مہینے بیس دن سال بھر میں سے وصیت قرار دی۔ اگر وہ چاہے تو شوہر کی وصیت کے مطابق وہیں ٹھہری رہے اور اگر چاہے (چار مہینے دس دن کی عدت) پوری کر کے وہاں سے چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غیر اخراج تک یعنی انہیں نکالا نہ جائے۔ البتہ اگر وہ خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں" کا یہی منشا ہے۔ پس عدت تو جیسی کہ پہلی تھی' اب بھی اس پر واجب ہے۔ ابن ابی نجیح نے اسے مجاہد سے بیان کیا اور عطاء نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس پہلی آیت نے بیوہ کو خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کے حکم کو منسوخ کر دیا' اس لیے اب وہ جہاں چاہے عدت گزارے اور (اسی طرح اس آیت نے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد غیر اخراج یعنی "انہیں نکالا نہ جائے" (کو بھی منسوخ کر دیا ہے) عطاء نے کہا کہ اگر وہ چاہے تو اپنے (شوہر کے) گھر والوں کے یہاں ہی عدت گزارے اور وصیت کے مطابق قیام کرے اور اگر چاہے وہاں سے چلی آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فلیس علیکم جناح الخ' یعنی "پس تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں' جو وہ اپنی مرضی کے مطابق کریں" عطاء نے کہا کہ اس کے بعد میراث کا حکم نازل ہوا اور اس نے مکان کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے اور اس کے لیے (شوہر کی طرف سے) مکان کا انتظام نہیں ہو گا۔

تشریح عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی مدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے اور دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری۔ اگر عورت سات مہینے بیس دن یا ایک سال پورا ہونے تک اپنی سسرال میں رہنا چاہے تو سسرال والے اسے نکال نہیں سکتے۔ غیر اخراج کا یہی

مطلب ہے۔ یہ مذہب خاص مجاہد کا ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ایک سال کی عدت کا حکم بعد میں اترا ہے اور چار مہینے دس دن کا پہلے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ناسخ منسوخ سے پہلے اترے۔ اس لیے انہوں نے دونوں آیتوں میں یوں جمع کیا۔ باقی تمام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی عدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی عدت کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری یعنی اربعة اشهر وعشرا" والی آیت۔ اب عورت خواہ سسرال میں رہے' خواہ اپنے میکے میں اسی طرح تین طلاق کے بعد خاوند کے گھر میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خاوند کے گھر میں عدت پوری کرنا اس وقت عورت پر واجب ہے' جب طلاق رجعی ہو کیونکہ خاوند کے رجوع کرنے کی امید ہوتی ہے۔

٥٣٤٥- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ ابْنَةِ أَبِي سُفْيَانَ لَمَّا جَاءَهَا نَعِيُّ أَبِيهَا، دَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، لَوْ لاَ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِا للهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُحِدُّ عَلى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

[راجع: ١٢٨٠]

(۵۳۴۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا' ان سے حمید بن نافع نے بیان کیا' ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ان کے والد کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازوؤں پر لگائی پھر کہا کہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوا شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔

ثابت ہوا کہ شوہر کے سوا کسی اور کے لیے تین دن سے زیادہ ماتم کرنے والی عورتیں ایمان سے محروم ہیں۔ پس ان کو اللہ سے ڈر کر اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

٥١- باب مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

باب رنڈی کی خرچی اور نکاح فاسد کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ : إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَلَهَا مَا أَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ. ثُمَّ قَالَ : بَعْدُ، لَهَا صَدَاقُهَا.

اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نہ جان کر کسی محرمہ عورت سے نکاح کرے تو ان کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی اور وہ جو کچھ مہر لے چکی ہے وہ اسی کا ہو گا۔ اس کے سوا اور کچھ اسے نہیں ملے گا' پھر اس کے بعد کہ اسے اس کا مہر مثل دیا جائے گا۔

اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ جو مہر ٹھہرا تھا وہ ملے گا اور بس۔

٥٣٤٦- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(۵۳۴۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم

قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

[راجع: ٢٢٣٧]

ﷺ نے کتے کی قیمت، کاہن کی کمائی اور زانیہ عورت کے زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا۔

یہ سب کمائیاں حرام ہیں۔ بعضوں نے شکاری کتے کی بیع درست رکھی ہے۔ اب جو مولوی مشائخ رنڈیوں کی دعوت کھاتے ہیں یا فال تعویذ گنڈے کر کے رنڈیوں سے پیسہ لیتے ہیں وہ مولوی مشائخ نہیں بلکہ اچھے خاصے حرام خور ہیں وہ پیٹ کے بندے ہیں۔ فاحذروهم ايها المومنون۔

٥٣٤٧- حدَّثنا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ.

[راجع: ٢٠٨٦]

(۵۳۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی اور آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی۔

مذکورہ جملہ امور باعث لعنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے دور رہنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

٥٣٤٨- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَنْ كَسْبِ الإِمَاءِ.[راجع: ٢٢٨٣]

(۵۳۴۸) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں محمد بن جحادہ نے، انہیں ابوحازم نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا۔

حافظ نے کہا اگر عمداً کوئی محرم عورت مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ سے حرام جان کر بھی نکاح کر لے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ ائمہ ثلاثہ اور اہلحدیث کا یہی فتویٰ ہے۔ اس کا یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اسے ختم کر دینا ہی عین انصاف ہے۔

٥٢- باب الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ، أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيسِ

باب جس عورت سے صحبت کی اس کا پورا مہر واجب ہو جانا اور صحبت کے کیا معنی ہیں اور دخول اور مساس سے پہلے طلاق دے دینے کا حکم (جماع کرنا یا خلوت ہو جانا)

اہل کوفہ کہتے ہیں کہ محض خلوت ہو جانے سے ہی مہر واجب ہو جاتا ہے جماع کرے یا نہ کرے۔ امام شافعی کا فتویٰ یہ ہے کہ مہر جب ہی واجب ہو گا جب جماع کرے یہی قرین قیاس ہے۔

٥٣٤٩- حدَّثنا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لاِبْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: فَرَّقَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي

(۵۳۴۹) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم

الْعَجْلاَنِ وَقَالَ: ((ا اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَبَيَا. فَقَالَ: ((ا اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَبَيَا. فَأَبَيَا. فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ : أَيُّوبُ. فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لاَ أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ : مَالِي قَالَ: ((لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ)).[راجع: ٥٣١١]

ﷺ نے بنی عجلان قبیلہ کے میاں بیوی میں جدائی کرا دی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا وہ رجوع کرے گا؟ لیکن دونوں نے انکار کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے اسے جو تم میں سے ایک جھوٹا ہے وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ لیکن دونوں نے پھر توبہ سے انکار کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان میں جدائی کرا دی۔ ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے کہا کہ یہاں حدیث میں ایک چیز اور ہے میں نے تمہیں اسے بیان کرتے نہیں دیکھا۔ وہ یہ ہے کہ (تہمت لگانے والے) شوہر نے کہا تھا کہ میرا مال (مہر) دلوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تمہارا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تم سچے بھی ہو تو تم اس سے خلوت کر چکے ہو اور اگر جھوٹے ہو تب تو تم کو بطریق اولیٰ کچھ نہ ملنا چاہیئے۔

تشریح حدیث کے لفظ دخلت بھا سے نکلا کہ جماع سے مہر واجب ہوتا ہے کیونکہ دوسری روایت میں لفظ بما استحللت من فرجھا صاف موجود ہے۔ اگر وہ مرد اس عورت سے صحبت نہ کر چکا ہوتا تو بے شک اگر اس نے سارا مہر ادا کر دیا ہوتا تو اس کو اس میں سے کچھ یعنی نصف واپس ملتا آخری جملہ کا مطلب ہے کہ تو نے اس عورت سے صحبت بھی کی پھر اسے بدنام بھی کیا۔ اب مال مہر کا سوال ہی کیا ہے؟ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام میں عورت کی عزت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اپنی عورت پر جھوٹا الزام لگانا اس کے شوہر کے لیے بہت بڑا گناہ ہے۔

٥٣- باب الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهِ ا اللهِ تَعَالَى :

﴿وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ ا اللهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ ا اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمُلاَعَنَةِ مُتْعَةً حِينَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

باب عورت کو بطور سلوک کچھ کپڑا یا زیور یا نقد دینا جب اس کا مہر نہ ٹھہرا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سورۂ بقرہ میں فرمایا لا جناح علیکم یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان بیویوں کو جنہیں تم نے نہ ہاتھ لگایا ہو اور نہ ان کے لیے مہر مقرر کیا ہو طلاق دے دو تو ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ ارشاد "بما تعملون بصیر" تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا طلاق والی عورتوں کے لیے دستور کے موافق دینا پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ شاید کہ تم سمجھو" اور لعان کے موقع پر' جب عورت کے شوہر نے اسے طلاق دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے متاع کا ذکر نہیں فرمایا تھا۔

تو لعان والی عورت کو کچھ دینا ضروری نہیں ہے یہ مہر کے علاوہ کی بات ہے۔

٥٣٥٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَالِي. قَالَ: ((لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)).
[راجع: ٥٣١١]

(۵۳۵۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ کے یہاں ہو گا۔ تم میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے۔ تمہارے یعنی (شوہر کے) لیے اسے (بیوی کو) حاصل کرنے کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔ شوہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مال؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں رہا۔ اگر تم نے اس کے متعلق سچ کہا تھا تو وہ اس کے بدلہ میں ہے کہ تم نے اس کی شرمگاہ اپنے لیے حلال کی تھی اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اور زیادہ تجھ کو کچھ نہ ملنا چاہیئے۔

تشریح: متعہ سے مراد فائدہ پہنچانا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حنفیہ کا قول ہے کہ یہ متعہ اس عورت کے لیے واجب ہے جس کا مہر مقرر نہ ہوا ہو اور صحبت سے پہلے اس کو طلاق دی جائے۔ بعضوں نے کہا کہ طلاق والی عورت کو متعہ دینا چاہیئے۔ بعضوں نے کہا کہ کسی کے لیے متعہ دینا واجب نہیں۔ امام بخاری کا میلان قول اول کی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ ایسی عورت کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے جو مہر کے علاوہ ہو۔ بہرحال عورت سلوک کی مستحق ہے۔ الحمد للہ کہ کتاب النکاح والطلاق آج بتاریخ ۴/ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۴ھ کو ختم کی گئی۔ کوئی قلمی لغزش ہو گئی ہو اس کے لیے اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور علماء کاملین سے اصلاح کا طلب گار ہوں۔

کتاب النکاح کو ختم کرتے ہوئے بعض الفاظ جو کئی جگہ وارد ہوئے ہیں۔ ان کی مزید وضاحت کرنی مناسب ہے جو درج ذیل ہیں۔

خلع : یہ لفظ انخلاع سے مشتق ہے۔ جس کے معانی نکال کر پھینک دینے کے ہیں اور شریعت میں اس عقد کو کہتے ہیں جو میاں بیوی کے درمیان مال و متاع یا زمین وغیرہ دے کر بیوی اپنے شوہر سے رستگاری حاصل کر لے اور علیحدہ ہو جائے۔ گویا یہ عورت کی طرف سے مرد سے جدائی ہوتی ہے۔

ظہار : بیوی کو یا بیوی کے کسی ایسے عضو کو جس کی نظیر سے پوری عورت کی ذات تعبیر کی جائے۔ ماں' بہن یا وہ عورت جس سے نکاح جائز نہیں تشبیہ دی جائے مثلاً بیوی سے مرد کہہ دے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری بہن کی پشت جیسی تیری پشت ہے۔ اس صورت میں مرد پر کفارہ لازم آتا ہے۔ (لفظ متعہ سے یہاں جدا ہونے والی عورت کو کچھ نہ کچھ مالی مدد دینا مراد ہے)

لعان : کے یہ معنی ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو زنا سے متہم کرے لیکن اس کے پاس اس امر کی شہادت نہیں اور عورت اس سے انکار کرتی ہے تو اس صورت میں لعان کا حکم دیا جائے پہلے مرد کو چار مرتبہ قسم کھلائی جائے کہ میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ پانچویں مرتبہ قسم کے ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر میں یہ بات جھوٹ کہہ رہا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد عورت بھی قسم کھا کر کہے کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے وہ بالکل جھوٹ ہے اور پانچویں مرتبہ قسم کھا کر یہ کہے کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر خدائی لعنت ہو۔ اس لعان کے بعد مرد عورت میں جدائی ہو جاتی ہے۔

ایلاء : لغت میں قسم کھا لینے کو کہتے ہیں کہ وہ بیوی سے ایک خاص مدت تک جماع نہ کرے گا۔ اس کا بھی کفارہ دینا واجب

ہوتا ہے۔ ایلاء کی آخری مدت چار ماہ ہے۔ پھر خاوند پر لازم ہو گا کہ یا تو اس قسم کو توڑ دے اور عورت سے ملاپ کر لے ورنہ طلاق دے کر جدا کر دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

١- باب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ

﴿وَيَسْئَلُونَكَ مَا ذَا يُنْفِقُونَ؟ قُلِ الْعَفْوَ، كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾ وَقَالَ الْحَسَنُ: الْعَفْوُ الْفَضْلُ.

باب جورو بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

اور اللہ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ اے پیغمبر! تجھ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ کہہ دو جو بچ رہے۔ اللہ اسی طرح دینے کا حکم تم سے بیان کرتا ہے اسلیے کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی فکر کرو۔"

اور حضرت امام حسن بصری نے کہا اس آیت میں عفو سے وہ مال مراد ہے جو ضروری خرچ کے بعد بچ رہے۔

پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بچوں عزیزوں کو کھلاؤ پلاؤ جو فالتو بچ رہے اسے غرباء پر خرچ کر کے آخرت کماؤ۔

٥٣٥١- حدَّثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، فَقُلْتُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا

(٥٣٥١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن یزید انصاری سے سنا اور انہوں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے (عبداللہ بن یزید انصاری نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے پوچھا کیا تم اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر میں اپنے جورو بال بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ

كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً))۔

کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

٥٣٥٢- حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللهُ: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ، أُنْفِقْ عَلَيْكَ))۔ [راجع: ٤٦٨٤]

(۵۳۵۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو خرچ کر تو میں تجھ کو دیئے جاؤں گا۔

تشریح: خرچ کرنے سے گھر والوں پر خرچ کرنا پھر دیگر غرباء کو دینا مراد ہے۔ خرچ ہو گا تو آمدنی کا بھی فکر کرنا پڑے گا۔ پس بندہ جس کام میں ہاتھ ڈالے گا اللہ برکت کرے گا۔ اللہ کے دینے کا یہی مطلب ہے۔

٥٣٥٣- حدَّثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ الصَّائِمِ النَّهَارَ))۔ [طرفاه في : ٦٠٠٦، ٦٠٠٧]۔

(۵۳۵۳) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابوالغیث (سالم) نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے' یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

خدمت خلق کتنا بڑا نیک کام ہے اس حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ توفیق دے' آمین۔

٥٣٥٤- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ : لِي مَالٌ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لاَ)) قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ: ((لاَ)) قُلْتُ: فَالثُّلُثُ. قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِي فِيِّ امْرَأَتِكَ، وَلَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ، يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ

(۵۳۵۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں سعید بن ابراہیم نے' ان سے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے سعد رضی اللہ کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں اس وقت مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میرے پاس مال ہے۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر آدھے کی کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! میں نے کہا' پھر تہائی کی کر دوں (فرمایا) تہائی کی کر دو اور تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج و تنگ دست چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے وہ ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جب بھی خرچ کرو گے تو وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہو گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھنے کے لیے

وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُونَ)).

اٹھاؤ گے اور امید ہے کہ ابھی اللہ تمہیں زندہ رکھے گا' تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے دوسرے (کفار) نقصان اٹھائیں گے۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے جیسی امید ظاہر فرمائی تھی' اللہ نے اس کو پورا کیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وفات نبوی کے بعد مدت دراز تک زندہ رہے۔ عراق کا ملک انہوں نے ہی فتح کیا۔ کافروں کو زیر کیا اور وہ مدتوں عراق کے حاکم رہے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم۔ سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ۱۷ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور کچھ اوپر ستر سال کی عمر پائی اور سنہ ۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ طیبہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ وعنا اجمعین۔

۲- باب وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ الْعِيَالِ

باب مرد پر بیوی بچوں کا خرچ دینا واجب ہے

اسی طرح نانا نانی' دادا دادی کا خرچ جب وہ محتاج ہوں۔ اسی طرح اپنے غلام لونڈی کا مگر جو دن گزر جائیں ان کا خرچہ دینا واجب نہیں۔ یہاں تک کہ بیوی کا بھی چھوڑے ہوئے دنوں کا خرچہ دینا واجب نہیں ہے۔

۵۳۵۵- حدَّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حدَّثنا ابي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبي صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًي، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، تقُولُ الْمَرْأَةُ : إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي. وَيَقُولُ الْعَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي. وَيَقُولُ الابْنُ: أَطْعِمْنِي، إِلَى مَنْ تَدَعُنِي؟)) فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيرَةَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيرَةَ.

[راجع: ١٤٢٦]

(۵۳۵۵) ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابو صالح نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے اور ہر حال میں اوپر کا ہاتھ (دینے والے کا) نیچے کا (لینے والے کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور (خرچ کی) ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں۔ عورت کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا دے ورنہ طلاق دے۔ غلام کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا دو اور مجھ سے کام لو۔ بیٹا کہہ سکتا ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ یا کسی اور پر چھوڑ دو۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا (یہ آخری ٹکڑا بھی) کہ جورو کہتی ہے آخر تک۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خود اپنی سمجھ سے ہے۔

معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد انسانی حقوق میں اپنے والد اور جملہ متعلقین کے حقوق کا ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

۵۳۵۶- حدَّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ

(۵۳۵۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن المسیب نے اور

ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ الصَّدَقَةِ، مَا كَانَ مِنْ ظَهْرِ غِنًى وَأَبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)).

[راجع: ١٤٢٦]

ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بہترین خیرات وہ ہے جسے دینے پر آدمی مالدار ہی رہے اور ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگرانی میں ہیں جن کے کھلانے پہنانے کے تم ذمہ دار ہو

یعنی اپنے اہل و عیال اور جملہ متعلقین اور مزدور وغیرہ جن کا کھانا تم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسی طرح قرابت دار بھی جو غرباء و مساکین ہوں پہلے ان کی خبر گیری کرنا دیگر فقراء و مساکین پر مقدم ہے۔

٣- باب حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ؟

باب مرد کا اپنی بیوی بچوں کے لیے ایک سال کا خرچ جمع کرنا جائز ہے اور جورو بچوں پر کیوں کر خرچ کرے اس کا بیان

٥٣٥٧- حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ : قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ : هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضَ السَّنَةِ؟ قَالَ : مَعْمَرٌ : فَلَمْ يَحْضُرْنِي. ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَحْبِسُ لأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ.

[راجع: ٢٩٠٤]

(٥٣٥٧) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو وکیع نے خبر دی' ان سے ابن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے معمر نے بیان کیا کہ ان سے ثوری نے پوچھا کہ تم نے ایسے شخص کے بارے میں بھی سنا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا یا سال سے کم کا خرچ جمع کر لے۔ معمر نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے یاد نہیں آیا پھر بعد میں یاد آیا کہ اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابن شہاب نے ہم سے بیان کی تھی' ان سے مالک بن اوس نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے۔

اسی سے باب کا مطلب حاصل ہوا۔ یہ جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ انتظامی معاملہ ہے اور اہل و عیال کا انتظام خوراک وغیرہ کا کرنا مرد پر لازم ہے۔

٥٣٥٨- حدَّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ مَالِكٌ : انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ إِذْ

(٥٣٥٨) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی (ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر بن مطعم نے اس کا بعض حصہ بیان کیا تھا۔ اس لیے میں روانہ ہوا اور مالک بن اوس کی خدمت میں پہنچا اور ان سے یہ حدیث پوچھی۔ مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے دربان یرفاء ان

أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ. قَالَ فَدَخَلُوا وَسَلَّمُوا فَجَلَسُوا. ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيلاً فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا. فَلَمَّا دَخَلاَ سَلَّمَا وَجَلَسَا. فَقَالَ عَبَّاسٌ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ. فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوا. أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((لاَ نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ. قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالاَ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الأَمْرِ: إِنَّ اللهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ اللهُ ﴿مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ – إِلَى قَوْلِهِ – قَدِيرٌ﴾ فَكَانَتْ هَذَا خَالِصَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلاَ اسْتَأْثَرَ بِهَا

کے پاس آئے اور کہا عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (آپ سے ملنے کی) اجازت چاہتے ہیں کیا آپ انہیں آنے کی اجازت دیں گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اندر بلا لو۔ چنانچہ انہیں اس کی اجازت دے دی گئی۔ راوی نے کہا کہ پھر یہ سب اندر تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ یرفاء نے تھوڑی دیر بعد پھر عمر رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما بھی ملنا چاہتے ہیں کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اندر بلانے کے لیے کہا۔ اندر آکر ان حضرات نے بھی سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیرالمؤمنین میرے اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ دوسرے صحابہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بھی کہا کہ امیرالمؤمنین ان کا فیصلہ فرما دیجئے اور انہیں اس الجھن سے نجات دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی نہ کرو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم انبیاء وفات کے وقت چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ صحابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ سے اس معاملہ میں بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال (فے) میں مختار کل ہونے کی خصوصیت بخشی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اس میں سے کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ ما افاء اللہ علی رسولہ منہم الی قولہ قدیر۔" اس لیے یہ (چار خمس) خاص آپ کے لیے تھے۔ اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں نظرانداز کر کے اس مال کو اپنے لیے خاص

عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ منها هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ. فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ. أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. ثُمَّ تُوُفِّيَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ. ثُمَّ تُوُفِّيَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ، جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، وَأَتَى هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ

نہیں کر لیا تھا اور نہ تمہارا کم کر کے اسے آنحضرت ﷺ نے اپنے لیے رکھا تھا' بلکہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تم سب میں اس کی تقسیم کی آخر میں جو مال باقی رہ گیا تو اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچ لیتے اور اس کے بعد جو باقی بچتا اسے اللہ کے مال کے مصرف ہی میں (مسلمانوں کے لیے) خرچ کر دیتے۔ آپ نے اپنی زندگی بھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ اے عثمان! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں' کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ سب نے کہا کہ جی ہاں' پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا' میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں' کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ جی ہاں معلوم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی وفات کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضور اکرم ﷺ کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا۔ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا' آپ دونوں اس وقت موجود تھے' آپ خوب جانتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں مخلص' محتاط و نیک نیت اور صحیح راستے پر تھے اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی وفات کی اور اب میں آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں۔ میں دو سال سے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہوں اور وہی کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا تھا۔ اب آپ حضرات میرے پاس آئے ہیں' آپ کی بات ایک ہی ہے اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) آئے اور مجھ سے اپنے بھتیجے (آنحضور ﷺ) کی وراثت کا مطالبہ کیا اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اپنی بیوی کی طرف سے ان کے والد کے ترکہ کا مطالبہ کیا۔ میں نے آپ دونوں سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ جائیداد دے سکتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ پر اللہ کا عہد واجب ہو گا۔ وہ یہ کہ آپ دونوں بھی اس جائیداد میں وہی طرز عمل رکھیں گے جو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا' جس

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا، وَإِلاَّ فَلاَ تُكَلِّمَانِي فِيهَا. فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ. فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ فَقَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: كَمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ. قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لاَ أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

[راجع: ٢٩٠٤]

کے مطابق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جب سے میں اس کا والی ہوا ہوں' میں نے جو اس کے ساتھ معاملہ رکھا اور اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو پھر آپ مجھ سے اس بارے میں گفتگو چھوڑ دیں۔ آپ لوگوں نے کہا کہ اس شرط کے مطابق وہ جائیداد ہمارے حوالہ کر دو اور میں نے اسے اس شرط کے ساتھ تم لوگوں کے حوالہ کر دیا۔ کیوں عثمان اور ان کے ساتھیو! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں میں نے اس شرط ہی پر وہ جائیداد علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں دی ہے نا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے آپ دونوں کے حوالہ وہ اس شرط کے ساتھ کی تھی؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جی ہاں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا آپ حضرات اب اس کے سوا مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اس ذات کی قسم ہے جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں اس کے سوا میں کوئی اور فیصلہ قیامت تک نہیں کر سکتا۔ اب آپ لوگ اس کی ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہیں تو مجھے واپس کر دیں میں اس کا بھی بندوبست آپ ہی کر لوں گا۔

تشریح حدیث ہذا میں مال خمس میں سے اپنے اہل کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل منقول ہے کہ آپ اس میں سے سال بھر کا خرچہ رکھ لیا کرتے تھے۔ یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے۔ آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم چاہو کہ میں ذاتی ملک املاک کی طرح یہ جائیداد تم دونوں میں تقسیم کر دوں یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ تم سب کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا نورث ما ترکنا صدقۃ ہمارا ترکہ ایک صدقہ ہوتا ہے جس کا کوئی خاص وارث نہیں ہو سکتا۔

٤- باب وَقَالَ اللهُ تَعَالَى

باب اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاَثُونَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى، لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ

اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں پورے دو سال (یہ مدت) اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے" ارشاد' بما تعملون بصیر تک۔ اور سورۂ احقاف میں فرمایا "اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہوتا ہے" اور سورۂ طلاق میں فرمایا اور اگر تم میاں بیوی آپس میں ضد کرو گے تو بچے کو دودھ کوئی دوسری عورت پلائے گی۔ وسعت والے کو خرچ دودھ پلانے کے لیے اپنی وسعت

رِزْقُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ وَقَالَ يُونُسُ : عَنِ الزُّهْرِيِّ : نَهَى اللهُ تَعَالَى أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا، وَذَلِكَ أَنْ تَقُولَ الْوَالِدَةُ، لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ، وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا، فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبَى بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ لِلْمَوْلُودِ لَهُ أَنْ يُضَارَّ بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا، فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ. فَإِنْ أَرَادَا فِصَالاً عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ. فِصَالُهُ فِطَامُهُ.

کے مطابق کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہیے کہ اسے اللہ نے جتنا دیا ہو اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "بعد عسر یسرا" تک اور یونس نے زہری سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ ماں اس کے بچہ کی وجہ سے باپ کو تکلیف پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے مثلاً کہ ماں کہہ دے کہ میں اسے دودھ نہیں پلاؤں گی حالانکہ اس کی غذا بچے کے زیادہ موافق ہے۔ وہ بچہ پر زیادہ مہربان ہوتی ہے اور دوسرے کے مقابلہ میں بچہ کے ساتھ وہ زیادہ لطف و نرمی کر سکتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ بچہ کو دودھ پلانے سے اس وقت بھی انکار کر دے جبکہ بچہ کا والد اسے (نان و نفقہ میں) اپنی طرف سے وہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ باپ اپنے بچہ کی وجہ سے ماں کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی صورت یہ ہے مثلاً باپ ماں کو دودھ پلانے سے روکے اور خواہ مخواہ کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کرے۔ البتہ اگر ماں اور باپ اپنی خوشی سے کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کریں تو دونوں پر کچھ گناہ نہ ہو گا اور اگر وہ والد اور والدہ دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو پھر ان پر کچھ گناہ نہ ہو گا (گو ابھی مدت رخصت باقی ہو) فصال کے معنی دودھ چھڑانا۔

تشریح: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ پہلی آیت ﴿ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ ﴾ (البقرۃ: ۲۳۳) سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ ماں کو اپنے بچے کا دودھ پلانا واجب ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے یا کوئی انا نہ ملے یا باپ محتاجی کی وجہ سے انا نہ رکھ سکے۔ اس بات میں ماؤں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کو خاوند نے طلاق دے دی ہو تو ایسی عورتوں کو دودھ پلائی کی اجرت خاوند کو دینی ہو گی۔ دوسری آیت میں دودھ پلانے کی مدت مذکور ہے۔ اس آیت کو اور سورۂ لقمان کی اس آیت ﴿ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ ﴾ (لقمان: ۱۴) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملا کر یہ نکالا ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ ماہ ہے۔ تیسری آیت میں یہ مذکور ہے کہ خاوند دودھ پلانے کی اجرت اپنے مقدور کے موافق دے۔ دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال ہے۔ اس سے زیادہ دودھ پلانا صحیح نہیں ہے۔

٥- باب نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ

باب کسی عورت کا شوہر اگر غائب ہو تو اس کی عورت کیونکر خرچ کرے اور اولاد کے خرچ کا بیان

تشریح: اگر خاوند کہیں چلا گیا ہو اور اس کا پتہ معلوم ہو تو عورت اپنے شہر کے قاضی کے پاس جائے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ کر جہاں اس کا خاوند ہو عورت کا خرچہ منگوائے۔ اگر یہ امر ممکن نہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کا حال ہے کہ قاضیوں کو مطلق اختیار نہیں ہے تو عورت اپنے شہر کے قاضی کو اطلاع دے اور وہ نکاح فسخ کرا دے۔ رویانی نے کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اگر خاوند کا بالکل پتہ نہ ہو جب بھی قاضی نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خاوند مفلس ہو اور نان نفقہ نہ دے سکتا ہو شافعیہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے جو مذہب اختیار کیا ہے وہ عورتوں پر صریح ظلم ہے اور تکلیف مالا یطاق ہے اور اس زمانہ میں کوئی عورت اس پر نہیں چل سکتی۔ وہ کہتے ہیں خاوند مفلس ہو یا غائب ہر حال میں عورت صبر سے بیٹھی رہے۔ البتہ اس کے نام پر قرض لے کر کھا سکتی ہے۔ بتلایئے مفلس یا غائب کو کون قرض دے گا۔ اس زمانہ میں تو مالداروں کو بھی بغیر گروی کے کوئی قرض نہیں دیتا (وحیدی)

٥٣٥٩- حدَّثنا ابنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا. قَالَ: ((لاَ. إِلاَّ بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٢٢١١]

(۵۳۵۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس بن یزید نے' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یارسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بہت بخیل ہیں' تو کیا میرے لیے اس میں کوئی گناہ ہے اگر میں ان کے مال میں سے (اس کے پیٹھ پیچھے) اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں' لیکن دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

یعنی حد سے زیادہ نہ ہو تاکہ خیانت کا جرم عائد نہ ہو سکے۔

٥٣٦٠- حدَّثنا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ)). [راجع: ٢٠٦٦]

(۵۳۶۰) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر بن راشد نے' ان سے ہمام بن عیینہ نے' کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے' اس کے حکم کے بغیر (دستور کے مطابق) اللہ کے راستہ میں خرچ کر دے تو اسے بھی آدھا ثواب ملتا ہے۔

یہ جب ہے کہ عورت کو مرد کی رضامندی معلوم ہو۔ اگر عورت دیانت دار نہیں ہے تو ایسے خرچ کے لیے اسے ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ آیت ﴿ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ ﴾ (النساء: ۳۴) میں حفظ اللہ سے یہ امر ظاہر ہے۔

٦- باب عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

باب عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا۔

تشریح: یعنی وہی کام کاج جو عورتوں کے معمول میں ہیں جیسے آٹا گوندھنا' پیسنا' گھر میں جھاڑو دینا' کھانا پکانا وغیرہ یہ کام بھی عورت پر اس وقت واجب ہے جب خاوند محتاج ہو' گو عورت اپنے گھرانے کی امیر ہو جو کام عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں کرتی

تھی وہی خاوند کے گھر میں کرے۔ امام مالک نے کہا کہ عورت گھر کے کام کاج پر مجبور کی جائے گی گو وہ اپنے خاندان کی امیر ہو بشرطیکہ خاوند محتاجگی کی وجہ سے لونڈی غلام نہ رکھ سکے۔

٥٣٦١- حدَّثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ. فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)) فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي. فَقَالَ ((أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)).

[راجع: ٣١١٣]

(٥٣٦١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' کہا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا' ان سے ابن ابی لیلیٰ نے' ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں کتنی تکلیف ہے۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے (رات کے وقت) ہم اس وقت اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے ہم نے اٹھنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں جس طرح تھے اسی طرح رہو۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی' پھر آپ نے فرمایا' تم دونوں نے جو چیز مجھ سے مانگی ہے' کیا میں تمہیں اس سے بہتر ایک بات نہ بتا دوں؟ جب تم (رات کے وقت) اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے لونڈی غلام سے بہتر ہے۔

تشریح: اللہ تم کو کام کاج کی طاقت دے گا اور خادم کی حاجت نہ رہے گی۔ جب لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے تو دوسری عورتوں کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑی خاندانی سمجھ کر گھریلو کام کاج کو اپنے لیے عار سمجھیں۔

٧- باب خَادِمِ الْمَرْأَةِ

باب عورت کے لیے خادم کا ہونا

٥٣٦٢- حدَّثنا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ

(٥٣٦٢) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبید اللہ بن ابی یزید نے بیان کیا' انہوں نے مجاہد سے سنا' انہوں نے عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے سنا' ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے ایک

خَادِمًا، فَقَالَ : ((أَلاَ أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ، تُسَبِّحِينَ اللهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللهَ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللهَ أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ)). ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ : إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلاَثُونَ، فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ. قِيْلَ : وَلاَ لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ قَالَ وَلاَ لَيْلَةَ صِفِّينَ.[راجع: ٣١١٣]

خادم مانگا تھا' پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کلمہ چونتیس بار کہہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔

تشریح: صفین وہ جگہ جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ برپا ہوئی تھی۔ حالت جنگ میں بھی آپ نے اس اہم ترین وظیفہ کو ترک نہیں فرمایا۔ وظیفہ کے کامیاب ہونے کی یہی شرط ہے۔

٨- باب خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ

باب مرد اپنے گھر کے کام کاج کرے تو کیسا ہے؟

٥٣٦٣- حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ : كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الآذَانَ خَرَجَ.[راجع: ٦٧٦]

(۵۳۶۳) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم بن عتبہ نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود بن یزید نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کیا کرتے تھے' پھر آپ جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جاتے تھے۔

تشریح: گھر کے کام کاج کرنا اور اپنے گھر والوں کی مدد کرنا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جو لوگ گھر میں اپاہج بنے رہتے ہیں اور ہر کام کے لیے دوسروں کا سہارا ڈھونڈھتے ہیں وہ محض بے عقل ہیں' ان کی صحت بھی ہمیشہ خراب رہ سکتی ہے اور سفر وغیرہ میں ان کو اور بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

٩- باب إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ، فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ

باب اگر مرد خرچ نہ کرے تو عورت اس کی اجازت بغیر اس کے مال میں سے اتنے لے سکتی ہے جو دستور کے مطابق اس کے لیے اور اس کے بچوں کے لیے کافی ہو

٥٣٦٤- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلاَّ مَا أَخَذْتُ

(۵۳۶۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' کہا کہ مجھے میرے والد (عروہ نے) خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔ ہاں اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال

مِنْهُ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ. فَقَالَ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)).
[راجع: ٢٢١١]

میں سے لے لوں (تو کام چلتا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔

تشریح بخیل مرد کی عورت کو جائز طور پر اس کی اجازت بغیر اس کے مال میں سے اپنا اور بچوں کا گزران لے لینا جائز ہے۔ یہی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق مزید تفصیل یہ ہے۔ وکانت هند لما قتل ابوها عتبة وعمها شيبة واخوها الوليد يوم بدر شق عليها فلما كان يوم بدر وقتل حمزة فرحت بذالك وعمدت الى بطنه فشقتها واخذت كبده فلا كتها ثم يفظتها فلما كان يوم الفتح ودخل ابوسفيان مكة مسلما بعد ان اسرته خيل النبى صلى الله عليه وسلم تلك الليلة فاجاره العباس فغضبت هند لاجل اسلامه واخذت بلحيته ثم انها بعد استقرار النبى صلى الله عليه وسلم بمكة جاء ت فاسلمت وبايعت وقالت يارسول الله ماكان على ظهر الارض من اهل خباء احب الى ان يذلوا من اهل خبائك وما على ظهر الارض اليوم خباء احب الى ان يعزو من اهل خبائك فقال ايضا والذى نفسى بيده (فتح) (پارہ: ٢٢/ ص: ٢٣٨) یہ اس لیے ہوا کہ جنگ بدر میں جب ہند کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مقتول ہوئے تو یہ اس پر بہت بھاری گزرا اور اس غصہ کی بنا پر اس نے وحشی کو لالچ دے کر اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو اس نے چاک کیا اور آپ کے کلیجہ کو نکال کر چبا کر پھینک دیا۔ جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہو کر داخل ہوا کیونکہ اسے اسلامی لشکر نے قید کر لیا تھا۔ پس اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پناہ دی تو اس کے اسلام پر ہندہ بہت غصہ ہوئی اور اس کی داڑھی کو پکڑ لیا جب آنحضرت ﷺ مکہ میں مستقل طور پر قابض ہو گئے تو ہندہ حاضر دربار رسالت ہو کر مسلمان ہو گئی اور کہا کہ یارسول اللہ! دنیا میں کوئی گھرانہ میری نظروں میں آپ کے گھرانے سے زیادہ ذلیل نہ تھا مگر آج اسلام کی بدولت دنیا میں کوئی گھرانہ میرے نزدیک آپ کے گھرانے سے زیادہ معزز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میرے نزدیک بھی یہی معاملہ ہے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کو معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ایسی دشمن عورت کے لیے بھی آپ کے دل میں کتنی گنجائش ہو جاتی ہے جبکہ وہ اسلام قبول کر لیتی ہے۔ آپ اس کی ساری مخالفانہ حرکتوں کو فراموش فرما کر اسے اپنے دربار عالیہ میں شرف باریابی عطا فرما کر سرفراز فرما دیتے ہیں۔ صلی الله عليه وسلم الف الف مرة وعدد كل ذرة وعلى آله واصحابه اجمعين آمين۔

١٠- باب حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي ذَاتِ يَدِهِ وَالنَّفَقَةِ

باب عورت کا اپنے شوہر کے مال کی اور جو وہ خرچ کے لیے دے اس کی حفاظت کرنا

٥٣٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ)) وَقَالَ الآخَرُ: صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ. وَيُذْكَرُ

(٥٣٦٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد (طاؤس) اور ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (یعنی عرب کی عورتوں میں) بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں۔ دوسرے راوی (ابن طاؤس) نے بیان کیا کہ "قریش کی صالح' نیک عورتیں (صرف لفظ قریشی عورتوں" کے

عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ٣٤٣٤]

بجائے) بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔ معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

تشریح: معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام احمد اور طبرانی نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ قریشی عورتیں فطرتاً ان خوبیوں کی مالک ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کا خصوصی ذکر ہوا۔ ان کے بعد جن عورتوں میں یہ خوبیاں ہوں وہ کسی بھی خاندان سے متعلق ہوں اس تعریف کی حقدار ہیں۔ اس حدیث کے ذیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ قریش کی عورتیں اس وجہ سے بہتر ہوتی ہیں کہ وہ اپنی اولاد پر ان کے بچپن میں بڑی مشفق و مہربان ہوا کرتی ہیں اور شوہر کے مال و غلام وغیرہ کی سب سے زیادہ محافظت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہی دو مقصد ہیں جو نکاح کے مقاصد میں سب سے زیادہ اہم اور عظیم الشان ہیں اور ان ہی سے تدبیر منزل اور نظام خانہ داری وابستہ ہے۔ پس یہ امر مستحب ہے کہ ایسے قبیلہ اور خاندان والی عورت سے نکاح کیا جائے جن کے عادات و اخلاق و اطوار اچھے ہوں اور ان میں قریش جیسی عورتوں کے اوصاف بھی پائے جائیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

١١- باب كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوفِ

باب عورت کو کپڑا دستور کے مطابق دینا چاہیے۔

٥٣٦٦- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: آتَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ، فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

[راجع: ٢٦١٤]

(۵۳۶۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالملک بن میسرہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرا کپڑے کا جوڑا ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے خود پہن لیا، پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خفگی دیکھی تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

تشریح: یعنی اپنی رشتہ دار عورتوں کو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں حیات نبوی تک سوائے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے اور کوئی عورت نہ تھی۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے اسے فاطموں میں بانٹ دیا یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ اور فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہن ۔ معلوم ہوا کہ ریشم یا سونا جیسی چیزیں کسی طور پر کسی مرد کو مل جائیں تو انہیں وہ خود استعمال کرنے کے بجائے اپنی مستورات کو تقسیم کر سکتا ہے۔

١٢- باب عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهِ

باب عورت اپنے خاوند کی مدد اس کی اولاد کی پرورش میں کر سکتی ہے

یعنی اس اولاد کی تعلیم و تربیت جو اس کے پیٹ سے نہ ہو حدیث جابر میں جابر کی بہنوں کی تعلیم و تربیت میں مدد نکلتی ہے گویا اولاد کو بھی بہنوں پر قیاس کیا ہے۔ یہ خدمت کچھ عورت پر فرض جیسی نہیں ہے جیسے ابن بطال نے کہا مگر اخلاقاً عورت کو ایسا کرنا ہی چاہیے۔

٥٣٦٧- حدَّثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ : هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ. فَقَالَ : ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ : بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ : ((فَهَلاَّ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ. وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ، فَقَالَ: ((بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْ خَيْرًا)).

[راجع: ٤٤٣]

(۵۳۶۷) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے عمرو نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک پہلے کی شادی شدہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' جابر! تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا' کنواری سے یا بیاہی سے۔ میں نے عرض کیا کہ بیاہی سے۔ فرمایا تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی کرتی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ عبداللہ (میرے والد) شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں' اسلیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں' اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا' اللہ تمہیں برکت دے یا (راوی کو شک تھا) آنحضرت ﷺ نے "خیراً" فرمایا یعنی اللہ تم کو خیر عطا کرے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ شادی کے لیے عورت کے انتخاب میں بہت کچھ سوچ بچار کرنا ضروری ہے۔ محض ظاہری حسن دیکھ کر کسی عورت پر فریفتہ ہو جانا عقلمندی نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بہت برکت دی۔ ان کا قرض بھی سب ادا کرا دیا ہمیشہ خوش رہے اور ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے منظور نظر رہے۔

١٣- باب نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلَى أَهْلِهِ

باب مفلس آدمی کو (جب کچھ ملے تو) پہلے اپنی بیوی کو کھلانا واجب ہے

تشریح: کیونکہ آنحضرت ﷺ نے باب کی حدیث میں اس مفلس شخص سے فرمایا جس پر رمضان کا کفارہ واجب تھا جاؤ تم میاں بیوی اس کھجور کے زیادہ حقدار ہو۔

٥٣٦٨- حدَّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

(۵۳۶۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں تو ہلاک

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: ((وَلِمَ؟)) قال وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((فَأَعْتِقْ رَقَبَةً)). قَالَ لَيْسَ عِنْدِي. قَالَ : ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لاَ أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)). قَالَ : لاَ أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِهَذَا)). قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ، فَوَ الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ: ((فَأَنْتُمْ إِذًا)).

[راجع: ١٩٣٦]

ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' آخر بات کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں ہم بستری کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ایک غلام آزاد کر دو۔ (یہ کفارہ ہو جائے گا) انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ لو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اتنا میرے پاس سامان بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ ان صاحب نے عرض کیا میں یہاں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا لو! اسے (اپنی طرف سے) صدقہ کر دینا۔ انہوں نے کہا اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر' یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنسے اور آپ کے مبارک دانت دکھائی دینے لگے اور فرمایا' پھر تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔

تشریح دوسری روایت میں یوں ہے تو بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا تو آپ نے کفارے کی ادائیگی پر اس کے گھر والوں کا کھانا مقدم سمجھا یا اس شخص نے کفارہ کے وجوب کے ساتھ اپنے گھر والوں کے خرچ کا اہتمام کیا اور ان کی محتاجی ظاہر کی۔ اگر گھر والوں کو کھلانا ضروری نہ ہوتا تو وہ اس کھجور کو خیرات کرنا مقدم سمجھتا۔ عرق ایسے تھیلے کو کہتے ہیں جس میں ۱۵ صاع کھجور سما جائے۔ اس حدیث سے آج گرانی کے دور میں عامۃ المسلمین کے لیے بہت سہولت نکلتی ہے جبکہ لوگ گرانی سے سخت پریشان ہیں اور اکثر بھوک سے اموات ہو رہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ صدقہ خیرات کے سلسلہ میں ایسے غرباء کا بہت زیادہ دھیان رکھیں' صدقہ فطر وغیرہ میں بھی یہی اصول ہے۔

١٤ - باب ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ؟ ﴿وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ - إِلَى قَوْلِهِ - صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا کہ بچے کے وارث (مثلاً بھائی چچا وغیرہ) پر بھی یہی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا اللہ دو سروں کی مثال بیان کرتا ہے ایک تو گونگا ہے جو کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا آخر آیت صراط مستقیم تک۔

تشریح: یعنی دودھ پلانے والی کا نان نفقہ خرچ وغیرہ دینا یعنی جب بچہ کے پاس کچھ مال نہ ہو تو امام احمد کے نزدیک اس کے وارث خرچہ دیں گے اور حنفیہ کے نزدیک بچہ کے ہر محرم رشتہ دار اور جمہور کے نزدیک وارثوں کو یہ خرچہ دینا ضروری نہیں۔
﴿ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ﴾ (البقرۃ: ۲۳۳) کے معنی انہوں نے یہ کئے ہیں کہ وارث بھی ہم کو نقصان نہ پہنچائے۔ زید بن ثابت نے کہا ہے کہ اگر بچہ کی ماں اور چچا دونوں ہوں تو ہر ایک بقدر اپنے حصہ وراثت کے اس کا خرچہ اٹھائے گا۔ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے زید کا قول رد کیا کہ عورت کی مثال گونگے کی سی ہے اور گونگے کی نسبت فرمایا ﴿ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ ﴾ (النحل: ۷۵) تو عورت پر کوئی خرچہ واجب نہیں ہو سکتا۔

٥٣٦٩- حدَّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ. قَالَ: ((نَعَمْ، لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ)).

[راجع: ١٤٦٧]

(۵۳۶۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' انہیں ہشام نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے' انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں کے بارے میں ثواب ملے گا اگر میں ان پر خرچ کروں۔ میں انہیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی' وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تم ان پر خرچ کرو گی۔

٥٣٧٠- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدُ : يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ؟ قَالَ: ((خُذِي بِالْمَعْرُوفِ)).

[راجع: ٢٢١١]

(۵۳۷۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل ہیں۔ اگر میں ان کے مال میں سے اتنا (ان سے پوچھے بغیر) لے لیا کروں جو میرے اور میرے بچوں کو کافی ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دستور کے مطابق لے لیا کرو۔

تشریح: اس حدیث سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ اولاد کا خرچہ باپ پر لازم ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہندہ کو یہ حکم فرماتے کہ آدھا خرچ تو دے اور آدھا ابوسفیان کے مال سے لے مگر آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔

١٥- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ))

باب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو شخص مرجائے اور قرض وغیرہ کا بوجھ (مرتے وقت) چھوڑے یا لاوارث بچے چھوڑ جائے تو ان کا بندوبست مجھ پر ہے

یعنی میرے ذمہ ہے۔ اس باب کے یہاں لانے سے حضرت امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ کوئی نادار مسلمان اولاد چھوڑ جائے تو اولاد

کی پرورش بیت المال سے کی جائے گی۔ آج کے زمانے میں ایسے لاوارث مسلم بچوں کی پرورش مال زکوٰۃ سے کرنا مالدار مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔

٥٣٧١- حدَّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلاً؟)) فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلاَّ قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)). فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ)). [راجع: ٢٢٩٨]

(۵۳۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کہ مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں۔ اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے ان کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ ان کی نماز پڑھتے' ورنہ مسلمانوں سے کہتے کہ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو فرمایا کہ میں مسلمانوں سے ان کی خود اپنی ذات سے بھی زیادہ قریب ہوں اسلیے انکے مسلمانوں میں سے جو کوئی وفات پائے اور قرض چھوڑے تو اسکی ادائیگی کی ذمہ داری میری ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے ورثاء کا ہے۔

تشریح: لفظ صلوا علی صاحبکم کہنے سے یہ مقصد تھا کہ لوگ قرض ادا کرنے کی فکر رکھیں۔

١٦- باب الْمُرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب آزاد اور لونڈی دونوں انا ہو سکتی ہیں یعنی دودھ پلا سکتی ہیں

٥٣٧٢- حدَّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، انْكِحْ أُخْتِي ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ: ((أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكِ)) قُلْتُ: نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي. فَقَالَ: ((إِنَّ ذَلِكِ لاَ يَحِلُّ لِي)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَوَ اللهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ،

(۵۳۷۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عروہ نے خبر دی' ان کو ابو سلمہ کی صاحبزادی زینب نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا اور تم اسے پسند بھی کرو گی (کہ تمہاری بہن تمہاری سوکن بن جائے) میں نے عرض کیا جی ہاں' اس سے خالی تو میں اب بھی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ اپنی بہن کو بھی بھلائی میں اپنے ساتھ شریک کر لوں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ یہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔ (دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا) میں نے عرض کیا یا رسول

فَقَالَ: ((ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ: ((فَوَ اللهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ)). وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ : قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ.

[راجع: ۵۱۰۱]

اللہ (ﷺ)! واللہ اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' ام سلمہ کی بیٹی۔ جب میں نے عرض کیا' جی ہاں تو آپ نے فرمایا اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی وہ تو میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ پس تم میرے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔ اور شعیب نے بیان کیا' ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے' کہا کہ ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا۔

تشریح اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا مطلب نکالا کہ لونڈی انا ہو سکتی ہے یعنی آزاد مردوں کو دودھ پلا سکتی ہے جیسا کہ ثویبہ (لونڈی) نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ثویبہ کو ابو لہب نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔

الحمدللہ کہ کتاب النفقات کا بیان ختم ہوا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں مسائل کو جس تفصیل سے کتاب و سنت کی روشنی میں بیان فرمایا ہے وہ حضرت امام ہی جیسے مجتہد مطلق و محدث کامل کا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امت کی طرف سے بے شمار جزائیں عطا کرے اور قیامت کے دن بخاری شریف کے جملہ قدر دانوں کو آپ کے ساتھ دربار رسالت میں شرف باریابی نصیب ہو اور مجھ ناچیز کو میرے اہل و عیال اور جملہ قدر دانوں کے ساتھ جوار رسول ﷺ میں جگہ مل سکے۔ ورحم اللہ عبدا قال آمینا۔

ثویبہ کی آزادی سے متعلق مزید تشریح یہ ہے۔

وذکر السھیل ان العباس قال لما مات ابولھب رایتہ فی منامی بعد حول فی شرحال فقال مالقیت بعدکم راحۃ الا ان العذاب یخفف عنی کل یوم اثنین قال وذالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبۃ بشرت اباالھب بمولدہ فاعتقھا (الحادی والعشرون' ص: ۴۷)

سہیل نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابولہب کو مرنے کے ایک سال بعد خواب میں بری حالت میں دیکھا اور اس نے کہا کہ میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی آرام نہیں دیکھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ہر سوموار کے دن میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ سوموار ہی کے دن پیدا ہوئے تھے اور ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی' جسے سن کر خوشی میں ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ یہی ابولہب ہے جو بعد میں ضد اور ہٹ دھرمی میں اتنا سخت ہو گیا کہ اس کے متعلق قرآن کریم میں سورۂ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کسی صحیح حدیث کا انکار کرنا بہت ہی بری حرکت ہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر عوام کا حال ہے کہ بہت سی اسلامی باتوں اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں کو حق و ثابت جانتے ہوئے بھی ان کا انکار کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ نیک ہدایت دے اور ضد اور ہٹ دھرمی سے بچائے (آمین)

۷۰۔ کتاب الاطعمة

کتاب کھانوں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی کھانے کے آداب اور اقسام کے بیان میں) اطعمہ طعام کی جمع ہے۔ طعام ہر کھانے کو کہتے ہیں اور کبھی خاص گیہوں کو بھی کہتے ہیں۔ لفظ طعمة بالفتح مزہ اور ذائقہ اور طعمة بالضم طعام کو کہا جاتا ہے۔ حلال حرام کھانوں کا بیان اور کھانے کے آداب ان کا بھی مسلمانوں کے لیے معلوم کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے یہ ایک مستقل کتاب لکھی گئی ہے۔

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ الآيَةَ. وَقَوْلِهِ: ﴿أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾

باب اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ مسلمانو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جن کی ہم نے تمہیں روزی دی ہے اور فرمایا کہ اور خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنون میں فرمایا کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک عمل کرو' بے شک تم جو کچھ بھی کرتے ہو ان کو میں جانتا ہوں۔

٥٣٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ)). قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي الأَسِيرُ. [راجع: ٣٠٤٦]

(۵۳۷۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں منصور نے ان سے ابو وائل نے بیان کیا' اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' بھوکے کو کھلاؤ پلاؤ' بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ سفیان ثوری نے کہا کہ (حدیث میں) لفظ "عانی" سے مراد قیدی ہے۔

بے گناہ مظلوم قیدی مسلمان کو آزاد کرانا بہت بڑی نیکی ہے۔ زہے نصیب اس مسلمان کے جس کو یہ سعادت مل سکے۔ اللہ جنت نصیب کرے حضرت مولانا حکیم عبدالشکور شکراوی اخی المکرم مولانا عبدالرزاق صاحب کو جنہوں نے ایک نازک ترین وقت میں میری اسی طرح مدد فرمائی تھی۔ اللهم اغفر لهم وارحمهم آمین (راز)

٥٣٧٤- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى،

(۵۳۷۴) ہم سے یوسف بن عیسیٰ مروزی نے بیان کیا' کہا ہم سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ.

محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو حازم (سلمہ بن اشجعی) نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات تک آل محمد ﷺ پر کبھی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ کچھ دن برابر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو اور اسی سند سے۔

٥٣٧٥- و عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ : ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ : ((عُدْ فَاشْرَبْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))، فَعُدْتُ. فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ: ((عُدْ))، فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ : فَلَقِيتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي وَقُلْتُ لَهُ : تَوَلَّى اللهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ لَهُ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الآيَةَ وَلأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ : وَاللهِ لأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

[طرفاه في: ٦٢٤٦، ٦٤٥٢].

(٥٣٧٥) ابو حازم سے روایت ہے کہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا' پھر میری ملاقات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لیے کہا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا۔ آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں' یارسول اللہ! تیار ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا۔ آپ سمجھ گئے کہ میں کس تکلیف میں مبتلا ہوں۔ پھر آپ مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لیے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا۔ میں نے اس میں سے دودھ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' دوبارہ پیو (ابو ہریرہ!) میں نے دوبارہ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ یہاں تک کہ میرا پیٹ بھی پیالہ کی طرح بھرپور ہو گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے اسے اس ذات کے ذریعہ پورا کرا دیا' جو آپ سے زیادہ مستحق تھی۔ اللہ کی قسم! میں نے تم سے آیت پوچھی تھی حالانکہ میں اسے تم سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پڑھ سکتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے تم کو اپنے گھر میں داخل کر لیا ہوتا اور تم کو کھانا کھلا دیتا تو لال لال (عمدہ) اونٹ ملنے سے بھی زیادہ مجھ کو خوشی ہوتی۔

تشریح مگر افسوس ہے کہ میں اس وقت تمہارا مطلب نہیں سمجھا اور تم نے بھی کچھ نہیں کہا۔ میں یہی سمجھا کہ تم ایک آیت بھول گئے ہو اس کو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیٹ بھر کر کھانا پینا درست ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ حدیث کی گہرائی میں جا کر مطلب نکالنا غایت کمال تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ ان چمگادڑوں پر رحم کرے جو آفتاب عالمتاب کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے اس کے وجود ہی کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ لبئس ماکانوا یصنعون۔

٢- باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ، وَالأَكْلِ بِالْيَمِينِ

٥٣٧٦- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ : كُنْتُ غُلاَمًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا غُلاَمُ سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ))، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ.

[طرفه في : ٥٣٧٨].

باب کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

(۵۳۷۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبردی' کہا کہ مجھے ولید بن کثیر نے خبردی' انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا' انہوں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ نے مجھ سے فرمایا' بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر' داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

تشریح: اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت یوں کہے۔ بسم اللہ اولہ وآخرہ' اگر بہت سے آدمی کھانے پر ہوں تو پکار کر بسم اللہ کہے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آجائے۔ شروع میں بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا واجب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانے سے روکا۔ اس نے کہا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھاسکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو داہنے ہاتھ سے نہ کھائے گا' پھر اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ اس کو جھوٹ کی قدرت نے فوراً سزا دی۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

٣- باب الأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)).

باب برتن میں سامنے سے کھانا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کھانے سے پہلے) اللہ کا نام لیا کرو اور ہر شخص اپنے نزدیک سے کھائے

٥٣٧٧- حدَّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ

(۵۳۷۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ دیلی نے بیان کیا' ان سے وہب بن کیسان ابو نعیم نے بیان کیا' ان سے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے (ابو سلمہ سے) بیٹے ہیں۔ بیان کیا

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامًا، فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). [راجع: ٥٣٧٦]

کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور برتن کے چاروں طرف سے کھانے لگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے نزدیک سے کھا۔

٥٣٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ: قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِطَعَامٍ، وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: ((سَمِّ اللهَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)).

[راجع: ٥٣٧٦]

(۵۳۷۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' ان سے ابو نعیم وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا لایا گیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ اور اپنے سامنے سے کھا۔

٤- باب مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالِي الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

باب جس نے اپنے ساتھی کے ساتھ کھاتے وقت پیالے میں چاروں طرف ہاتھ بڑھائے بشرطیکہ ساتھی کی طرف سے معلوم ہو کہ اسے کراہیت نہیں ہو گی

٥٣٧٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ: أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ.

[راجع: ٢٠٩٢]

(۵۳۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی کھانے کی دعوت کی جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میں بھی گیا' میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کرتے تھے (کھانے کے لیے) بیان کیا کہ اسی دن سے کدو مجھ کو بھی بہت بھانے لگا۔

تشریح: کیونکہ آنحضرت ﷺ کو بھاتا تھا۔ ایمان کی یہی نشانی ہے کہ جو چیز پیغمبر ﷺ پسند فرماتے' اسے مسلمان بھی پسند کرے۔ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کہا آنحضرت ﷺ کدو پسند فرماتے تھے مجھ کو تو پسند نہیں ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا کہ گردن مارنے کا ہتھیار لاؤ یہ شخص مرتد ہو گیا ہے' اس کی گردن مار دی جائے جو مرتد کی سزا ہے۔ یہاں سے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ ان کے امام یوسف نے کھانے پینے کی سنتوں میں بھی ایسا کلمہ کہنا باعث کفر قرار دیا تو عبادات کی سنتوں میں جیسے آمین بالجہر اور رفع یدین وغیرہ سنن نبوی ہیں۔ اگر ان کے بارے میں کوئی شخص ایسا کلمہ کہے اور ان سنتوں کی تحقیر کرے تو وہ کس قدر گنہگار ہو گا اور شرعی اسٹیٹ میں اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی ایک چھوٹی سی

سنت کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے' پھر ان نام نہاد علماء پر کس قدر افسوس ہے جنہوں نے عوام مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے سنت نبوی پر عمل کرنے والوں کو برے برے القاب سے ملقب کر دیا ہے۔ کوئی اہل حدیث کو غیر مقلد کہتا ہے' کوئی لامذہب کہتا ہے' کوئی وہابی کہتا ہے' کوئی آمین والوں سے ملقب کرتا ہے۔ یہ سارے القاب بغرض توہین زبان پر لانے گناہ کبیرہ کی حد تک پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت دے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی سنتوں کی توہین کرکے اپنی آخرت خراب کرنے سے باز آئیں۔ (آمین)

٥- باب التَّيَمُّنِ فِي الأَكْلِ وَغَيْرِهِ

قال عمر بن أبي سلمة : قال لي النبيّ ﷺ: ((كُلْ بِيَمِينِكَ)).

٥٣٨٠- حدَّثنا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ. وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هَذَا، فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

[راجع: ١٦٨]

باب کھانے پینے میں داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا

(۵۳۸۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں اشعث نے' انہیں ان کے والد نے' انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا پاکی حاصل کرنے میں' جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔ اشعث اس حدیث کا راوی جب واسط شہر میں تھا تو اس نے اس حدیث میں یوں کہا تھا کہ ہر ایک کام میں حضور ﷺ داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔

حدیث کے ترجمہ میں لاپرواہی : آج کل جو تراجم بخاری شریف شائع ہو رہے ہیں ان میں بعض حضرات ترجمہ کرتے وقت اس قدر کھلی غلطی کرتے ہیں جسے لاپرواہی کہنا چاہیئے۔ چنانچہ روایت میں لفظ واسط سے شہر جہاں راوی سکونت رکھتے تھے مراد ہے مگر برخلاف ترجمہ یوں کیا گیا ہے: کہ (اشعث نے واسط کے حوالے سے اس سے پہلے بیان کیا) (دیکھو تفہیم البخاری پارہ: ۲۲/ ص: ۸۵) گویا مترجم صاحب کے نزدیک واسط کسی راوی کا نام ہے حالانکہ یہاں شہر واسط مراد ہے جو بصرہ کے قریب ایک بستی ہے۔ شارحین لکھتے ہیں وکان قال بواسط ای کان شعبة قال ببلد واسط فی الزمان السابق فی شانه کله ای زاد علیه هذه الکلمة قال بعض المشائخ القائل بواسط هو اشعث والله اعلم کذا فی الکرمانی (حاشیہ بخاری' پارہ: ۲۲/ ص: ۸۱۰) یعنی شعبہ نے یہ لفظ کہے تو وہ واسط شہر میں تھے بعض لوگوں نے اس سے اشعث کو مراد لیا ہے' واللہ اعلم۔

٦- باب مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ

٥٣٨١- حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لأُمِّ سُلَيْمٍ : لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟

باب پیٹ بھر کر کھانا کھانا درست ہے

(۵۳۸۱) ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں ضعف و نقاہت کو محسوس کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاقہ سے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ چنانچہ انہوں نے جو

فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ ((بِطَعَامٍ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُومُوا)). فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ : فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ؟)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ : ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ : ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ

کی چند روٹیاں نکالیں' پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے (یعنی انس رضی اللہ عنہ کے) کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور ایک حصہ مجھے چادر کی طرح اوڑھا دیا' پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ بیان کیا کہ میں جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ تھے۔ میں ان سب حضرات کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' اے انس! تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہو گا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کھانے کے ساتھ؟ میں نے عرض کی' جی ہاں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ روانہ ہوئے۔ میں سب کے آگے آگے چلتا رہا۔ جب میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچا تو انہوں نے کہا ام سلیم! حضور اکرم ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لائے ہیں' حالانکہ ہمارے پاس کھانے کا اتنا سامان نہیں جو سب کو کافی ہو سکے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس پر بولیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لیے) نکلے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم ﷺ گھر کی طرف متوجہ ہوئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ یہاں لاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا روٹی لائیں' آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور اس کا چورا کر لیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھی کے ڈبہ میں سے گھی نچوڑ کر اس کا ملیدہ بنا لیا' پھر حضور اکرم ﷺ نے دعا کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دعا کرانی چاہی' اس کے بعد فرمایا اب دس دس آدمی کو کھانے کے لیے بلا لو۔ چنانچہ دس صحابہ کو بلایا۔ سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دس کو اور بلا لو' انہیں بلایا گیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دس صحابہ کو اور بلا لو' پھر دس صحابہ کو بلایا گیا اور ان لوگوں نے بھی خوب پیٹ بھر کر کھایا اور باہر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر اور دس صحابہ کو بلایا گیا اس

أُذِنَ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ ثَمَانُونَ رَجُلاً.

طرح تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اس وقت اسی (۸۰) صحابہ کی جماعت وہاں موجود تھی۔

تشریح حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ آنحضرت ﷺ جو اتنے لوگوں کو ہمراہ لا رہے ہیں تو کھانے میں ضرور آپ کی دعا سے برکت ہو گی۔ جب آنحضرت ﷺ گھر پر تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے چپ سے کہا کہ یارسول اللہ! گھر میں اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چلو اندر گھر میں چلو اللہ برکت کرے گا۔ چنانچہ یہی ہوا' حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو یہاں اس لیے لائے کہ اس میں سب کا شکم سیر ہو کر کھانا مذکور ہے۔

٥٣٨٢- حدَّثنا مُوسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَحَدَّثَ أَبُو عُثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاَثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ. فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ؟)) أَوْ قَالَ ((هِبَةٌ)) قَالَ : لاَ بَلْ بَيْعٌ قَالَ : فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً. فَصُنِعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوَى. وَايْمُ اللهِ مَا مِنَ الثَّلاَثِينَ وَمِائَةٍ إِلاَّ قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا قَصْعَتَيْنِ، فَأَكَلْنَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ. أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٢٢١٦]

(۵۳۸۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ابوعثمان نہدی نے بھی بیان کیا اور ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک صاحب نے اپنے پاس سے ایک صاع کے قریب آٹا نکالا' اسے گوندھ لیا گیا' پھر ایک مشرک لمبا تڑنگا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر آ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ بیچنے کی ہیں یا عطیہ ہیں یا آنحضور ﷺ نے (عطیہ کے بجائے) "ہبہ" فرمایا۔ اس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور آپ نے اس کی کلیجی بھونے جانے کا حکم دیا اور قسم اللہ کی ایک سو تیس لوگوں کی جماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں رہا جسے آنحضرت ﷺ نے اس بکری کی کلیجی کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو' اگر وہ موجود تھا تو اسے وہیں دے دیا اور اگر وہ موجود نہیں تھا تو اس کا حصہ محفوظ رکھا' پھر اس بکری کے گوشت کو پکا کر دو بڑے کونڈوں میں رکھا اور ہم سب نے ان میں سے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی دونوں کونڈوں میں کھانا بچ گیا تو میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا یا عبدالرحمٰن راوی نے ایسا ہی کوئی کلمہ کہا۔

یہ راوی کو شک ہے' یہ حدیث بیع اور ہبہ کے بیان میں بھی گزر چکی ہے۔

٥٣٨٣- حدَّثنا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

(۵۳۸۳) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن نے بیان

اللهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ.

کیا' ان سے ان کی والدہ (صفیہ بنت شیبہ) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی' ان دنوں ہم پانی اور کھجور سے سیر ہو جانے لگے تھے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ شروع زمانہ میں تو غذا کی ایسی قلت تھی کہ کبھی پیٹ بھر کر نہ ملتی' پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرا دیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی کہ ہم کو کھجور بافراط پیٹ بھر کر ملنے لگی تھی۔

٧- باب

﴿لَيْسَ عَلَى الأَعْمَى حَرَجٌ، وَلاَ عَلَى الأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ﴾ الآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

باب

اللہ تعالیٰ کا سورۂ نور میں فرمانا کہ اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج --- آخر آیت لعلکم تعقلون تک۔

٥٣٨٤- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرِ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ، فَمَا أُتِيَ إِلاَّ بِسَوِيقٍ، فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءًا. [راجع: ٢٠٩]

(۵۳۸۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' انہوں نے بشیر بن یسار سے سنا' کہا کہ ہم سے سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف (سنہ ۷ھ میں) نکلے جب ہم مقام صہباء پر پہنچے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ صہباء خیبر سے دوپہر کی راہ پر ہے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی' پھر ہم نے اسی کو سوکھا پھانک لیا' پھر آنحضرت ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی' ہم نے بھی کلی کی۔ اس کے بعد آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا (مغرب کے لیے کیونکہ پہلے سے باوضو تھے) سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ سے اس حدیث میں یوں سنا کہ آپ نے نہ ستو کھاتے وقت وضو کیا نہ کھانے سے فارغ ہو کر۔

ایسے مواقع پر جہاں بھی کسی جگہ لفظ وضو آیا ہے وہاں اکثر جگہ وضو لغوی یعنی کلی کرنا مراد ہے۔

٨- باب الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ، وَالأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

باب (میدہ کی باریک) چپاتیاں کھانا اور خوان (دبیز) اور دستر خوان پر کھانا

٥٣٨٥- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ

(۵۳۸۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' ان سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' کہا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے

خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلاَ شَاةً مَسْمُوطَةً، حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

[طرفاه في : ٥٤٢١، ٦٤٥٧].

ہوئے تھے' اس وقت ان کا روٹی پکانے والا خادم بھی موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی چپاتی (میدہ کی روٹی) نہیں کھائی اور نہ ساری دم پختہ بکری کھائی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جاملے۔

تشریح: حدیث میں لفظ شاہ مسموطۃ ہے یعنی وہ بکری جس کے بال گرم پانی سے دور کیے جائیں' پھر چمڑے سمیت بھون لی جائے۔ یہ چھوٹے بچے کے ساتھ کرتے ہیں چونکہ اس کا گوشت نرم ہوتا ہے یہ دنیا دار مغرور لوگوں کا فعل ہے۔

٥٣٨٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ عَلِيٌّ : هُوَ الإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلاَ أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ قِيلَ لِقَتَادَةَ: فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

[طرفاه في: ٥٤١٥، ٦٤٥٠].

(۵۳۸۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے یونس نے' علی بن عبداللہ المدینی نے کہا کہ یہ یونس اسکاف ہیں (نہ کہ یونس بن عبید بصری) ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی تشتری رکھ کر (ایک وقت مختلف قسم کا) کھانا کھایا ہو اور نہ کبھی آپ نے پتلی روٹیاں (چپاتیاں) کھائیں اور نہ کبھی آپ نے میز پر کھایا۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ پھر کس چیز پر آپ کھاتے تھے؟ کہا کہ آپ سفرہ (عام دسترخوان) پر کھانا کھایا کرتے تھے۔

میز پر کھانا درست ہے مگر طریقہ سنت کے خلاف ہے' اسلام میں سادگی ہی محبوب ہے۔

٥٣٨٧- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ أَمَرَ بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالأَقِطُ وَالسَّمْنُ، وَقَالَ عَمْرٌو : عَنْ أَنَسٍ بَنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ.

[راجع: ٣٧١]

(۵۳۸۷) ہم سے سعید بن مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' کہا مجھ کو حمید نے خبر دی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ راستے میں قیام کیا اور میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی دعوت میں بلایا۔ آنحضرت ﷺ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا' پھر آپ نے اس پر کھجور' پنیر اور گھی ڈال دیا اور عمرو بن ابی عمرو نے کہا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی' پھر ایک چمڑے کے دستر خوان پر (کھجور' گھی' پنیر ملا کر بنا ہوا) حلوہ رکھا۔

یہ اللہ کے رسول ﷺ کا ولیمہ تھا۔

٥٣٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ و عَنْ وَهْبِ بْنِ

(۵۳۸۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے

كَيْسَانَ قَالَ : كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُونَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُونَ : يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ، فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ : يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُونَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِي مَا كَانَ النِّطَاقَانِ؟ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا ، وَجَعَلْتُ فِي سُفْرَتِهِ آخَرَ. قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُولُ ايها: وَالإِلَه تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا. [راجع: ٢٩٩٧]

اور وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ اہل شام (حجاج بن یوسف کے فوجی) شام کے لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عار دلانے کے لیے کہنے لگے یا ابن ذات النطاقین (اے دو کمر بند والی کے بیٹے اور ان کی والدہ) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے بیٹے! یہ تمہیں دو کمر بند والی کی عار دلاتے ہیں، تمہیں معلوم ہے وہ کمر بند کیا تھے؟ وہ میرا کمر بند تھا جس کے میں نے دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور ایک ٹکڑے سے نبی کریم ﷺ کے برتن کا منہ باندھا تھا اور دوسرے سے دسترخوان بنایا (اس میں توشہ لپیٹا) وہب نے بیان کیا کہ پھر جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اہل شام دو کمر بند والی کی عار دلاتے تھے، تو وہ کہتے ہاں۔ اللہ کی قسم یہ بیشک سچ ہے اور وہ یہ مصرعہ پڑھتے تلک شکاۃ ظاهر منک عارها یہ تو ویسا طعنہ ہے جس میں کچھ عیب نہیں ہے۔

تشریح: یہ ابو ذویب شاعر کے قصیدے کا مصرعہ ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے وعیرنی الواشون انی احبها۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث لا کر ثابت کیا کہ دسترخوان کپڑے کا بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے شب ہجرت میں اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے آپ کے پانی کا مشکیزہ باندھا اور دوسرے سے آپ کا توشہ لپیٹا۔ اس دن سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بند والی) ہو گیا تھا۔

٥٣٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنُ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ، وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلاَ أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ. [راجع: ٢٥٧٥]

(٥٣٨٩) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ام حفید بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گھی، پنیر اور ساہنہ ہدیہ کے طور پر بھیجی۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو بلایا اور انہوں نے آپ کے دسترخوان پر ساہنہ کو کھایا لیکن آپ نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا جیسے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر کھایا نہ جاتا اور نہ آپ انہیں کھانے کے لیے فرماتے۔

تشریح: بلکہ منع فرماتے۔ اس سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے جو ساہنہ کو حرام جانتے ہیں۔ پورا بیان آگے آئے گا، ان شاء اللہ۔ یہاں یہ حدیث اس لیے لائے کہ اس میں دسترخوان پر کھانے کا ذکر ہے۔

٩- باب السَّوِيقِ

باب ستو کھانے کے بیان میں

٥٣٩٠- حدَّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلَى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَدَعَا بِطَعَامٍ، فَلَمْ يَجِدْهُ إِلاَّ سَوِيقًا، فَلاَكَ مِنْهُ، فَلُكْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلَّى وَصَلَّيْنَا، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۹]

(۵۳۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے بشیر بن یسار نے' انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام صہبا میں تھے۔ وہ خیبر سے ایک منزل پر ہے۔ نماز کا وقت قریب تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھانک لیا اور ہم نے بھی پھانکا پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے (اس نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

١٠- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ فَيَعْلَمَ مَا هُوَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کھانا (جو پہچانا نہ جاتا) نہ کھاتے جب تک لوگ بتلا نہ دیتے کہ یہ فلانا کھانا ہے اور آپ کو جب تک معلوم نہ ہو جاتا نہ کھاتے تھے

٥٣٩١- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ، فَأَهْوَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ: أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا قَدَّمْتُنَّ

(۵۳۹۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن یعلیٰ نے خبردی' کہا ہم کو یونس نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف انصاری نے خبردی' انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبردی اور انہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے لقب سے مشہور ہیں' خبردی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے۔ ام المؤمنین ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔ ان کے یہاں بھنا ہوا سانہ موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ بھنا ہوا سانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلانا کھانا ہے لیکن اس دن آپ نے بھنے ہوئے سانہ کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

لهٗ، هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)). قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَزَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ. [طرفاه في: ٥٤٠٠، ٥٥٣٧].

بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ ساہنہ ہے' یارسول اللہ! (یہ سن کر) آپ نے اپنا ہاتھ ساہنہ سے ہٹالیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے کہ یارسول اللہ! کیا ساہنہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ میرے ملک میں چونکہ نہیں پایا جاتا' اس لیے طبیعت پسند نہیں کرتی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

تشریح: اس سے صاف ساہنہ کی حلت نکلتی ہے۔ قسطلانی نے کہا ائمہ اربعہ اس کی حلت کے قائل ہیں اور طحاوی نے جو حنفی ہیں' اس کی حلت کو ترجیح دی ہے مگر متاخرین حنفیہ جیسے صاحب ہدایہ نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ابوداؤد کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ضب کھانے سے منع فرمایا مگر یہ حدیث ضعیف ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر قابل استدلال نہیں ہے۔ بیان میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ لبابہ صغریٰ تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ لبابہ کبریٰ تھیں۔ یہ دونوں حارث کی بیٹی ہیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔

١١- باب طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

باب ایک آدمی کا پورا کھانا دو کے لیے کافی ہو سکتا ہے

٥٣٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ح. مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ)).

(٥٣٩٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔

تشریح: یعنی دو کے کھانے پر تین آدمی اور تین کے کھانے پر چار آدمی قناعت کر سکتے ہیں۔ بظاہر حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام مسلم نے نکالا ہے۔ اس میں صاف یوں ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

١٢- باب الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ.

فِيهِ: أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے (اور کافر سات آنتوں میں) اس باب میں ایک حدیث مرفوع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٥٣٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

(٥٣٩٣) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد بن

عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينَ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَكَلَ كَثِيرًا. فَقَالَ: يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هَذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)).

[طرفاه في : ٥٣٩٤، ٥٣٩٥].

عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے واقد بن محمد نے' ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے' جب تک ان کے ساتھ کھانے کے لیے کوئی مسکین نہ لایا جاتا۔ ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ کھانے کے لیے ایک شخص کو لایا کہ اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ بعد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئندہ اس شخص کو میرے ساتھ کھانے کے لیے نہ لانا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا اور کافر ساتوں آنتیں بھرلیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اسوہ پر عمل کرنے کی سعادت عطا کرے کہ کھانے کے وقت کسی نہ کسی مسکین کو یاد کرلیا کریں

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

٥٣٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ)). فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَأْكُلُ ((فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٥٣٩٣]

(۵۳۹۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبردی' انہیں عبیداللہ عمری نے خبردی' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق (عبدہ نے کہا کہ) مجھے یقین نہیں ہے کہ ان میں سے کس کے متعلق عبیداللہ نے بیان کیا کہ وہ ساتوں آنتیں بھرلیتا ہے اور ابن بکیر نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کی طرح بیان فرمایا۔

تشریح: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مومن کم کھاتا ہے۔ ایک کی بہت زیادہ پر خوری کو بیان کرنے کے لیے یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

٥٣٩٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ أَبُو نَهِيكٍ رَجُلًا أَكُولًا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ))، فَقَالَ فَأَنَا أُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ. [راجع: ٥٣٩٤]

(۵۳۹۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے کہ ابونہیک بڑے کھانے والے آدمی تھے۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابونہیک نے اس پر عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔

تشریح سات آنتوں میں کھانے اور ایک آنت میں کھانے سے جو کچھ اللہ اور رسول کی مراد ہے بغیر کرید کئے میرا اس پر ایمان ہے' اس میں رد ہے ان لوگوں کا بھی جنہوں نے قول اطباء سے صرف چھ آنتوں کا ہونا نقل کیا ہے۔ حالانکہ اطباء کے قول کے آگے رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ایک مومن مسلمان کے لیے بہت بڑی حقیقت رکھتا ہے۔ پس آمنا بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم۔

٥٣٩٦- حدَّثنا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مِعَي وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)).

[طرفه في : ٥٣٩٧].

(٥٣٩٦) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

حدیث کا مضمون بطور اکثر کے ہے نہ یہ کہ بہت کھانے والے کافر ہی ہوتے ہیں۔ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں مگر کم کھانا ہی بہتر ہے۔

٥٣٩٧- حدَّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، أَنَّ رَجُلاً يَأْكُلُ أَكْلاً كَثِيرًا، فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلاً قَلِيلاً، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). [راجع: ٥٣٩٦]

(٥٣٩٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب بہت زیادہ کھانا کھایا کرتے تھے' پھر وہ اسلام لائے تو کم کھانے لگے۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

تشریح اس حدیث کی شرح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کی تمام تر حرص پیٹ ہوتا ہے اور مومن کا اصل مقصود آخرت ہوا کرتی ہے۔ پس مومن کی شان یہی ہے کہ کھانا کم کھانا ایمان کی عمدہ سے عمدہ خصلت ہے اور زیادہ کھانے کی حرص کفر کی خصلت ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ)

١٣- باب الأَكْلِ مُتَّكِئًا

باب تکیہ لگا کر کھانا کیسا ہے؟

٥٣٩٨- حدَّثنا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الأَقْمَرِ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنِّي لاَ آكُلُ مُتَّكِئًا)).

(٥٣٩٨) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے علی ابن الاقمر نے کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

٥٣٩٩- حدثني عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

(٥٣٩٩) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر نے خبر

أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: ((لاَ آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ)).[طرفه في : ٥٣٩٩].

دی' انہیں منصور نے' انہیں علی ابن الاقمر نے اور ان سے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس موجود تھے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

ہر دو احادیث سے تکیہ لگا کر کھانا منع ثابت ہوا لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے مگر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل موجود ہے جس کے آگے دیگر ہیچ۔

١٤- باب الشِّوَاءِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ﴾ أَيْ مَشْوِيٌّ

باب بھنا ہوا گوشت کھانا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پھر وہ بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے لفظ حنیذ کے معنی بھنا ہوا ہے

٥٤٠٠- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ : أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ ضَبٌّ، فَأَمْسَكَ يَدَهُ. فَقَالَ خَالِدٌ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لاَ، وَلَكِنَّهُ لاَ يَكُونُ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)). فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ. قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ. [راجع: ٥٣٩١]

(۵۴۰۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابوامامہ بن سہل نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھنا ہوا ساہنہ پیش کیا گیا تو آپ اسے کھانے کے لیے متوجہ ہوئے۔ اسی وقت آپ کو بتایا گیا کہ یہ ساہنہ ہے تو آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا کہ نہیں لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس لیے طبیعت اسے گوارا نہیں کرتی۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے "ضب محنوذ" (یعنی بھنا ہوا ساہنہ ضب مشوی کی جگہ محنوذ نقل کیا' دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے)

باب کا مطلب حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے یوں نکالا کہ صرف ساہنہ ہونے کی وجہ سے وہ گوشت آپ نے چھوڑ دیا ورنہ کھانے کو بھنا گوشت کھانا ثابت ہوا۔

١٥- باب الْخَزِيرَةِ. قَالَ النَّضْرُ: الْخَزِيرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ

باب خزیرہ کا بیان اور نضر بن شمیل نے کہا کہ خزیرہ بھوسی سے بنتا ہے اور حریرہ دودھ سے

اکثر نے کہا کہ حریرہ آٹا سے بنایا جاتا ہے اور خزیرہ جو آٹے اور گوشت کے ٹکڑوں سے پتلا پتلا حریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اگر گوشت نہ ہو خالی آٹا ہو تو وہ حریرہ ہے۔

٥٤٠١- حدثني يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ:

(۵۴۰۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' ان سے امام لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا'

أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيُّ، أَنَّ عُتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ الأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّي لَهُمْ، فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى. فَقَالَ: ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ)). قَالَ عُتْبَانُ: فَغَدَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ لِي : ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ، فَصَفَفْنَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ، فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ : أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ! فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ، لاَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لاَ تَقُلْ، أَلاَ تَرَاهُ قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ؟)) قَالَ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ : قُلْنَا فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ:

انہیں محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور قبیلہ انصار کے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری آنکھ کی بصارت کمزور ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ برسات میں وادی جو میرے اور ان کے درمیان حائل ہے' بہنے لگتی ہے اور میرے لیے ان کی مسجد میں جانا اور ان میں نماز پڑھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے یارسول اللہ! میری یہ خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں اور میرے گھر میں آپ نماز پڑھیں تاکہ میں اسی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ میں جلد ہی ایسا کروں گا۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاشت کے وقت جب سورج کچھ بلند ہو گیا تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے آپ کو اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ گھر میں داخل ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ اپنے گھر میں کس جگہ تم پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور (نماز کے لیے) تکبیر کہی۔ ہم نے بھی (آپ کے پیچھے) صف بنالی۔ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت (نفلی) نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور ہم نے آنحضرت ﷺ کو خزیرہ (حریرہ کی ایک قسم) کے لیے جو آپ کے لیے ہم نے بنایا تھا روک لیا۔ گھر میں قبیلہ کے بہت سے لوگ آآکر جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا مالک بن دخشن رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اس پر کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' یہ نہ کہو' کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے اقرار کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور اس سے ان کا مقصد صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ ان صحابی نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

((فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ؟)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودٍ، فَصَدَّقَهُ.

[راجع: ٤٢٤]

راوی نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) لیکن ہم ان کی توجہ اور ان کا لگاؤ منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ نے دوزخ کی آگ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا ہو اور اس سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہو۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے ایک فرد اور ان کے سردار تھے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ دوزخ حرام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ طبقہ مومن پر حرام ہے جس میں کافر اور منافق رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ کے لیے رہنا مسلمان پر حرام ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کسی معقول شرعی وجہ کے بغیر کافر قرار دینا جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ کفر خود کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

١٦- باب الأَقِطِ

باب پنیر کا بیان

وَقَالَ حُمَيْدٌ: سَمِعْتُ أَنَسًا: بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِصَفِيَّةَ، فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْسًا.

اور حمید نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (دعوت ولیمہ میں) کھجور، پنیر اور گھی رکھا اور عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (کھجور، پنیر اور گھی کا) ملیدہ بنایا تھا۔

٥٤٠٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهْدَتْ خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ضِبَابًا وَأَقِطًا وَلَبَنًا، فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلَى مَائِدَتِهِ، فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوضَعْ، وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الأَقِطَ. [راجع: ٢٥٧٥]

(5402) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میری خالہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ساہنہ کا گوشت، پنیر اور دودھ ہدیتاً پیش کیا تو ساہنہ کا گوشت آپ کے دسترخوان پر رکھا گیا اور اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر نہیں رکھا جا سکتا تھا لیکن آپ نے دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

مگر ساہنہ کا گوشت آپ کو پسند نہیں آیا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھا لیا جس سے صاف ساہنہ کے کھانے کا جواز ثابت ہوا۔

١٧- باب السِّلْقِ وَالشَّعِيرِ

باب چقندر اور جو کھانے کا بیان

٥٤٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ

(5403) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں جمعہ کے دن بڑی

بيوم الجمعة، كانت لنا عجوز تأخذ أصول السلق فتجعله في قدر لها، فتجعل فيه حبات من شعير، إذا صلينا زرناها فقربته إلينا، وكنا نفرح بيوم الجمعة من أجل ذلك، وما كنا نتغدى ولا نقيل إلا بعد الجمعة، والله ما فيه شحم ولا ودك. [راجع ٩٣٨]

خوشی رہتی تھی۔ ہماری ایک بوڑھی خاتون تھیں وہ چقندر کی جڑیں لے کر اپنی ہانڈی میں پکاتی تھیں' اوپر سے کچھ دانے جو کے اس میں ڈال دیتی تھی۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر ان کی ملاقات کو جاتے تو وہ ہمارے سامنے یہ کھانا رکھتی تھیں۔ جمعہ کے دن ہمیں بڑی خوشی اسی وجہ سے رہتی تھی۔ ہم نماز جمعہ کے بعد ہی کھانا کھایا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم نہ اس میں چربی ہوتی تھی نہ گھی اور جب بھی ہم مزے سے اس کو کھاتے۔

معلوم ہوا کہ چقندر جیسی سبزی میں جو جیسی اجناس ملا کر دلیہ بنایا جائے تو وہ مزیدار قسم کا کھچڑا بن سکتا ہے۔ ابتدائی دور میں جب مہاجرین مدینہ میں آئے اور تنگ دستی کا عالم تھا' ایسی پرخلوص دعوت بھی ان کے لیے بسا غنیمت تھی۔

١٨- باب النهس، وانتشال اللحم

باب گوشت کے پکنے سے پہلے اسے ہانڈی سے نکال کر کھانا اور منہ سے نوچنا

٥٤٠٤- حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب حدثنا حماد حدثنا أيوب عن محمد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: تعرق رسول الله ﷺ كتفا، ثم قام فصلى ولم يتوضأ. [راجع: ٢٠٧]

٥٤٠٥- وعن أيوب وعاصم عن عكرمة عن ابن عباس قال: انتشل النبي ﷺ عرقا من قدر فأكل، ثم صلى ولم يتوضأ. [راجع: ٢٠٧]

(۵۴۰۴) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے شانے کی ہڈی کا گوشت کھایا' پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ آپ نے (نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا اور (اسی سند سے)

(۵۴۰۵) ایوب اور عاصم سے روایت ہے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پکتی ہوئی ہنڈیا میں سے ادھ پکی بوٹی نکالی اور اسے کھایا پھر نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا۔

طاقت کے لحاظ سے ایسا گوشت کھانا زیادہ مفید ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا گوشت کھانے سے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے ہاں لغوی وضو منہ دھونا کلی کرنا منہ صاف کرنا ضروری ہے اسے لغوی وضو کہا گیا ہے۔

١٩- باب تعرق العضد

باب بازو کا گوشت نوچ کر کھانا درست ہے

٥٤٠٦- حدثني محمد بن المثنى قال: حدثني عثمان بن عمر حدثنا فليح حدثنا أبو حازم المدني حدثنا عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه قال خرجنا مع النبي ﷺ

(۵۴۰۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عثمان ابن عمر نے بیان کیا' ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار مدنی نے' کہا ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے

نَحْوَ مَكَّةَ. [راجع: ۱۸۲۱]

٥٤٠٧- وحدثني عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللهِ نَازِلٌ أَمَامَنَا، وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ. فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ، وَأَحَبُّوا أَنِّي أَبْصَرْتُهُ، فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ، فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ، وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقَالُوا: لاَ وَاللهِ لاَ نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ. فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ. فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ، فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي. فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

[راجع: ۱۸۲۱]

(صلح حدیبیہ کے موقع پر) دوسری سند

(۵۴۰۷) اور مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ اسلمی نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمارے آگے پڑاؤ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام کی حالت میں تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا۔ لوگوں نے ایک گورخر کو دیکھا۔ میں اس وقت اپنا جوتا ٹانکنے میں مصروف تھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس گورخر کے متعلق بتایا کچھ نہیں لیکن چاہتے تھے کہ میں کسی طرح دیکھ لوں۔ چنانچہ میں متوجہ ہوا اور میں نے اسے دیکھ لیا' پھر میں گھوڑے کے پاس گیا اور اسے زین پہنا کر اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ بھول گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کوڑا اور نیزہ مجھے دے دو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ہم تمہاری شکار کے معاملہ میں کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں غصہ ہو گیا اور میں نے اتر کر خود یہ دونوں چیزیں اٹھائیں پھر سوار ہو کر اس پر حملہ کیا اور اسے ذبح کر لیا۔ جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے ساتھ لایا پھر اسے پکا کر میں نے اور سب نے کھایا لیکن بعد میں انہیں شبہ ہوا کہ احرام کی حالت میں اس (شکار کا گوشت) کھانا کیسا ہے؟ پھر ہم روانہ ہوئے اور میں نے اس کا گوشت چھپا کر رکھا۔ جب ہم آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے دریافت فرمایا' تمہارے پاس کچھ بچا ہوا بھی ہے؟ میں نے وہی دست پیش کیا اور آپ نے بھی اسے کھایا۔ یہاں تک کہ اس کا گوشت آپ نے اپنے دانتوں سے کھینچ کھینچ کر کھایا اور آپ احرام میں تھے۔ محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے یہ واقعہ بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح سارا واقعہ بیان کیا۔

تشریح: گوشت چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ایک حدیث میں مروی ہے مگر ابو قتادہ نے کہا کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ حافظ نے کہا اس کا ایک شاہد اور ہے جسے ترمذی نے صفوان بن امیہ سے نکالا کہ گوشت کو منہ سے نوچ کر کھاؤ وہ جلدی ہضم ہو گا۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مافی الباب یہ ہے کہ منہ سے نوچ کر کھانا اولیٰ ہو گا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں جب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہوا تو روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہو گی۔ اسی طرح کانٹے سے کھانا بھی درست ہو گا۔ اسی طرح چمچہ سے بھی اور جن لوگوں نے ان باتوں میں تشدد اور غلو کیا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنایا ہے میں ان کا یہ تشدد ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کافروں کی مشابہت کرنا تو منع ہے مگر یہ وہی مشابہت ہے جو ان کے مذہب کی خاص نشانی ہو جیسے صلیب لگانا یا انگریزوں کی ٹوپی پہننا لیکن جب کسی کی نیت مشابہت کی نہ ہو' یہی لباس مسلمانوں میں بھی رائج ہو مثلاً ترک یا ایران کے مسلمانوں میں تو اس کو مشابہت میں داخل نہیں کر سکتے اور نہ ایسے کھانے پینے لباس کو فروعی باتوں کی وجہ سے مسلمان کے کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں (وحیدی) مگر مسلمان کے لیے دیگر اقوام کی مخصوص عادات و غلط روایات سے بچنا ضروری ہے۔

۲۰- باب قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّينِ

۵۴۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَأَلْقَاهُ وَالسِّكِّينَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ۲۰۸]

باب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا

(۵۴۰۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے خبر دی' انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے' پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے گوشت اور وہ چھری جس سے گوشت کی بوٹی کاٹ رہے تھے' ڈال دی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے' پھر آپ نے نماز پڑھی اور آپ نے نیا وضو نہیں کیا (کیونکہ آپ پہلے ہی وضو کئے ہوئے تھے)

۲۱- باب مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا

۵۴۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

[راجع: ۳۵۶۳]

باب رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی قسم کے کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا ہے

(۵۴۰۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ کھانے کا عیب بیان کرنا جیسے یوں کہنا کہ اس میں نمک نہیں ہے یا پھیکا ہے یا نمک زیادہ ہے۔ یہ ساری باتیں مکروہ ہیں۔ پکانے اور ترکیب میں کسی نقص کی اصلاح کرنا مکروہ نہیں ہے۔

٢٢- باب النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ

باب جو کو پیس کر منہ سے پھونک کر اس کا بھوسہ اڑا دینا درست ہے

٥٤١٠- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلاً : هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ النَّقِيَّ؟ قَالَ: لاَ. فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ؟ قَالَ لاَ وَلَكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. [طرفه في : ٥٤١٣].

(۵۴۱۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف لیثی) نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ کہا نہیں' بلکہ ہم اسے صرف پھونک لیا کرتے تھے۔

تشریح: اس قسم کا آٹا کھانا باعث صحت اور مفید ہے۔ میدہ اکثر قبض کرتا اور بواسیر کا باعث بنتا ہے۔ خاص طور پر آج کل جو غیر ملکی میدہ آ رہا ہے جس میں خدا جانے کن کن چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے یہ سخت ثقیل اور باعث صد امراض ثابت ہو رہا ہے' الا ماشاء اللہ۔

٢٣- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوراک کا بیان

٥٤١١- حدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَانِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، شَدَّتْ. فِي مَضَاغِي. [طرفه في : ٥٤٤١م].

(۵۴۱۱) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عباس جریری نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کھجور تقسیم کی اور ہر شخص کو سات کھجوریں دیں۔ مجھے بھی سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ان میں ایک خراب تھی (اور سخت تھی) لیکن مجھے وہی سب سے زیادہ اچھی معلوم ہوئی کیونکہ اس کا چبانا مجھ کو مشکل ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ سات کھجوریں ایک آدمی کو بطور راشن ملتی اور ان میں بھی بعض خراب اور سخت ہوتی مگر ہم سب اسی پر خوش رہا کرتے تھے۔ اب بھی مسلمانوں کا فرض ہے کہ تنگی و فراخی ہر حال میں خوش رہیں۔

٥٤١٢- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ : رَأَيْتُنِي

(۵۴۱۲) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت سعد

سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلاَّ وَرَقُ الْحُبْلَةِ، أَوِ الْحَبَلَةِ حَتَّى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الإِسْلاَمِ، خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي.

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سات آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لیے یہی کیکر کے پھل یا پتے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کا پاخانہ بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح ہو گیا تھا یا اب یہ زمانہ ہے کہ بنی اسد قبیلے کے لوگ مجھ کو شریعت کے احکام سکھلاتے ہیں۔ اگر میں ابھی تک اس حال میں ہوں کہ بنی اسد کے لوگ مجھ کو شریعت کے احکام سکھلائیں تب تو میں تباہ ہی ہو گیا میری محنت برباد ہو گئی۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں بنو اسد کے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی یہ شکایت کی کہ ان کو نماز اچھی طرح پڑھنی نہیں آتی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا رد کیا کہ اگر مجھ کو اب تک نماز پڑھنی بھی نہیں آئی حالانکہ میں قدیم الایام کا مسلمان ہوں کہ جب میں مسلمان ہوا تھا تو کل چھ آدمی مسلمان تھے تو تم لوگوں کو نماز پڑھنا کیسے آ گیا تم تو کل مسلمان ہوئے ہو۔ بنو اسد کی سب شکایتیں غلط تھیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر ان کا اعتراض کرنا ایسا تھا کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات' خطائے بزرگاں گرفتن خطا است (وحیدی)

٥٤١٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ : هَلْ أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ؟ فَقَالَ سَهْلٌ : مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ. قَالَ : فَقُلْتُ : هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْخُلاً مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ، قَالَ قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْخُولٍ؟ قَالَ : كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ٥٤١٠]

(٥٤١٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یعقوب نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میدہ کھایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اس وقت سے وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں نے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے پاس چھلنیاں تھیں۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اس وقت سے آپ کی وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھلنی دیکھی بھی نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے پوچھا آپ لوگ پھر بغیر چھنا ہوا جو کس طرح کھاتے تھے؟ بتلایا ہم اسے پیس لیتے تھے پھر اسے پھونکتے تھے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا اسے گوندھ لیتے (اور پکا کر) کھا لیتے تھے۔

تشریح: سنت نبوی کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مسلمان اب بھی ایسی ہی سادہ زندگی پر صابر و شاکر رہے جس میں دین و دنیا ہر دو کا بھلا ہے۔

٥٤١٤- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

(٥٤١٤) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہیں روح بن عبادہ

أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَدَعَوْهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنَ الْخُبْزِ الشَّعِيرِ.

نے خبر دی' ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے ان کو کھانے پر بلایا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے کبھی جو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا حال یاد کر کے اس کا کھانا گوارا نہ کیا اور چونکہ یہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اس لیے اس کا قبول کرنا بھی ضروری نہ تھا۔

٥٤١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ، وَلاَ فِي سُكُرُّجَةٍ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ. قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلَى مَا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

(۵۴۱۵) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے یونس بن ابی الفرات نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ تشتری میں دو چار قسم کی چیزیں رکھ کر کھائے اور نہ کبھی چپاتی کھائی۔ میں نے قتادہ سے پوچھا' پھر آپ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ بتلایا کہ سفرہ (چمڑے کے دسترخوان) پر۔

٥٤١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ.

[طرفه في: ٦٤٥٤].

(۵۴۱۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد ﷺ نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

تشریح آپ بہت کم کھانا پسند فرماتے تھے۔ یہی حال آپ کی آل پاک کا تھا۔ یہاں اکثر سے یہی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اپنے رسول ﷺ کی ہر قسم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ خاص طور پر مدعیان علم و فضل کو جو کثرت خوری میں بدنام ہیں جیسے اکثر پیر زادے سجادہ نشین جو بکثرت کھا کھا کر کیم و شحیم بن جاتے ہیں' الا ماشاء اللہ۔

٢٤- باب التَّلْبِينَةِ

باب تلبینہ یعنی حریرہ کا بیان

٥٤١٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

(۵۴۱۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل بن خالد نے' ان سے ابن شہاب زہری نے'

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ، إِلاَّ أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((التَّلْبِينَةُ مَجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)).

[طرفاه في: ٥٦٨٩، ٥٦٩٠].

ان سے عروہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں۔ صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ وہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا۔ پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

تشریح: تلبینہ آٹے اور دودھ سے یا بھوسی اور دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں شہد بھی ڈالتے ہیں اور گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکائیں تو اسے ثرید کہتے ہیں اور کبھی اس میں گوشت بھی شریک رہتا ہے۔

٢٥- باب الثَّرِيدِ

باب ثرید کے بیان میں

٥٤١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

[راجع: ٣٤١١]

(۵۴۱۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ جملی نے بیان کیا' ان سے مرہ ہمدانی نے' ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے لیکن عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے سوا اور کوئی کامل نہیں ہوا اور حضرت عائشہ رضی الله عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

تشریح: یہودی حضرت مریم علیہا السلام کو نعوذ باللہ برے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان کو صدیقہ کے لفظ سے موسوم فرمایا اور ان کی فضیلت میں یہ حدیث وارد ہوئی۔ اس طرح انجیل یوحنا ۱۶ باب کا وہ فقرہ نبی کریم ﷺ پر ہی صادق ہوا کہ وہ میری بزرگی کرے گا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون کا مقام بھی بہت اکمل ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام رفیع کا کیا کہنا ہے۔

٥٤١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي طُوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى

(۵۴۱۹) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابوطوالہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))

ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

٥٤٢٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الأَشْهَلَ بْنَ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيهَا ثَرِيدٌ، قَالَ: وَأَقْبَلَ عَلَى عَمَلِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ. [راجع: ٢٠٩٢]

(۵۴۲۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے ابو حاتم اشہل ابن حاتم سے سنا' ان سے ابن عون نے بیان کیا' ان سے ثمامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک غلام کے پاس گیا جو درزی تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ بیان کیا کہ پھر وہ اپنے کام میں لگ گئے۔ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس میں سے کدو تلاش کرنے لگے۔ کہا کہ پھر میں بھی اس میں سے کدو تلاش کر کر کے آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھنے لگا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد سے میں بھی کدو بہت پسند کرتا ہوں۔

تشریح: ثرید بہترین کھانا ہے جو سریع الہضم اور جید الکیموس اور مقوی ہے اور کدو ایک نہایت عمدہ ترکاری ہے۔ گرم ملکوں میں جیسا کہ عرب ہے اس کا کھانا بہت ہی مفید ہے۔ حرارت' جگر اور تشنگی کو رفع کرتا ہے اور قابض نہیں ہے نہ ریاح پیدا کرتا ہے۔ جلد جلد ہضم ہونے والی اور بہترین غذا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے پسند فرمانے کی وجہ سے اہل ایمان کے لیے بہت ہی پسندیدہ ہے اور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے جو چیز رسول کریم ﷺ پسند فرمائیں اس کو بہرحال پسند کرنا دلیل ایمان ہے۔ تعجب ہے ان مقلدین جامدین پر جو بظاہر محبت رسول ﷺ کا دم بھرتے اور عملاً بہت سی سنن نبوی سے نہ صرف محروم بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ایسے مقلدین کو سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔

٢٦- باب شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

باب کھال سمیت بھنی ہوئی بکری اور شانہ اور پسلی کے گوشت کا بیان

٥٤٢١- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ، قَالَ: كُلُوا، فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ، وَلَا رَأَى شَاةً سَمِيطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ. [راجع: ٥٣٨٥]

(۵۴۲۱) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی روٹی پکانے والا ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی پتلی روٹی (چپاتی) دیکھی ہو۔ یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی مسلم بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

٥٤٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ

(۵۴۲۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے' انہیں ان کے والد نے' انہوں نے بیان کیا کہ میں

أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّينَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ۲۰۸]

نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے شانہ میں سے گوشت کاٹ رہے تھے' پھر آپ نے اس میں سے کھایا' پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور چھری ڈال دی اور نماز پڑھی لیکن نیا وضو نہیں کیا۔

۲۷- باب مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ: صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ سُفْرَةً.

باب سلف صالحین اپنے گھروں میں اور سفروں میں جس

طرح کا کھانا میسر ہوتا اور گوشت وغیرہ محفوظ رکھ لیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر ہجرت کے لیے) توشہ تیار کیا تھا (جسے ایک دسترخوان میں باندھ دیا گیا تھا)

تشریح ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے جن کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ رجال میں سب سے پہلے یہی اسلام لائے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول کریم ﷺ سے شوال سنہ ۱۰ نبوی میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی شوال سنہ ۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ یہی وہ خاتون عظمیٰ ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ یہی وہ طیبہ خاتون ہیں جن کا پہلا نکاح صرف رسول کریم ﷺ سے ہی ہوا۔ ان کے فضائل سیر و احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ علم و فضل و تدین و تقویٰ و سخاوت میں بھی یہ بے نظیر مقام رکھتی تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک دن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درہم راہ للہ میں تقسیم فرما دیئے' خود ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ ایک اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے سب اسی روز راہ للہ صدقہ کر دیئے۔ اس دن آپ روزہ سے تھیں۔ شام کو لونڈی نے سوکھی روٹی سامنے رکھ دی اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ سالن کے لیے کچھ درہم بچالیتیں تو میں سالن تیار کر لیتی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تو خیال نہ رہا' تجھے یاد دلا دینا تھا۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے فضائل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر دو میں الگ الگ ایسی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بنا پر ہم دونوں ہی کو بہت اعلیٰ و افضل یقین رکھتے ہیں۔ کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ۱۷۴ احادیث متفق علیہ ہیں اور صرف بخاری شریف میں ۵۴ اور صرف مسلم میں ۶۷ اور دیگر کتب احادیث میں ۲۰۱۷ احادیث مروی ہیں۔ فتاویٰ شرعیہ اور حل مشکلات علمیہ اور بیان روایات عربیہ اور واقعات تاریخیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں شرکت کی۔ آپ اس میں ایک اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں' اسی لیے یہ جنگ جمل کے نام مشہور ہوئی۔ مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھا۔ جنگ کے خاتمہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکر رنجی ایسی ہی ہے جیسے عموماً بھاوج اور دیور میں ہو جایا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہی بات ہے۔ علامہ ابن حزم اور علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ فریقین میں سے کوئی بھی آغاز جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر چند شریروں نے جو قتل عثمانی میں ملوث تھے' اس طرح جنگ کرا دی کہ رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ وہ سمجھے کہ یہ فعل بحکم و بعلم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوا ہے۔ انہوں نے بھی مدافعت میں حملہ کیا اور جنگ برپا ہو گئی۔ علامہ ابن حزم مزید لکھتے ہیں

کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے جملہ رفقاء نے امامت علی رضی اللہ عنہ کے بطلان یا جرح میں ایک لفظ بھی نہیں کہا نہ انہوں نے نقض بیعت کیا نہ کسی دوسرے کی بیعت کی نہ اپنے لیے کوئی دعویٰ کیا۔ یہ جملہ وجوہ یقین دلاتے ہیں کہ یہ جنگ صرف اتفاقی حادثہ تھا جس کا ہر دو جانب کسی کو خیال بھی نہ تھا (کتاب الفصل فی الملل جزء چہارم، ص: ۱۵۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۷ھ) اس جنگ کے بانی خود قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے جو درپردہ یہودی تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا کر بعد میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہکا پھسلا کر اپنے ساتھ ملا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۵/ جمادی الثانی سنہ۔۳۶ھ کو پیش آیا تھا۔ لڑائی صبح سے تیسرے پہر تک رہی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آغاز جنگ سے پہلے ہی صف سے الگ ہو گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر جان بحق ہونے سے پیشتر انہوں نے بیعت مرتضوی کی تجدید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک افسر کے ہاتھ پر کی تھی (رضی اللہ عنہم اجمعین)

٥٤٢٣- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الأَضَاحِي فَوْقَ ثَلاَثٍ؟ قَالَتْ : مَا فَعَلَهُ إِلاَّ فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ، فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ. وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ. قِيلَ : مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ؟ فَضَحِكَتْ، قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ بِهَذَا.

[أطرافه في : ٥٤٣٨، ٥٥٧٠، ٦٦٨٧].

(۵۴۲۳) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کو منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ صرف ایک سال اس کا حکم دیا تھا جس سال قحط پڑا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تھا (اس حکم کے ذریعہ) کہ جو مال والے ہیں وہ (گوشت محفوظ کرنے کے بجائے) محتاجوں کو کھلا دیں اور ہم بکری کے پائے محفوظ رکھ لیتے تھے اور اسے پندرہ پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کرنے کے لیے کیا مجبوری تھی؟ اس پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک برابر کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔ اور ابن کثیر نے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے یہی حدیث بیان کی۔

اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غرض ہے کہ سفیان کا سماع عبدالرحمٰن سے ثابت ہو جائے۔ ابن کثیر کی روایت کو طبرانی نے وصل کیا۔

٥٤٢٤- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ. تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ

(۵۴۲۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مکہ مکرمہ سے حج کی) قربانی کا گوشت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ لاتے تھے۔ اس کی متابعت محمد نے کی ابن عیینہ کے واسطہ سے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے عطاء

لِعَطَاء : أَقَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ: لاَ. [راجع:١٧١٩]

سے پوچھا کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ "یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ آگئے"؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔

تشریح: حالانکہ عمرو بن دینار کی روایت میں یہ موجود ہے تو شاید عطاء سے یہ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی۔ کبھی انہوں نے اس لفظ کو یاد رکھا' کبھی انکار کیا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ میں نے عطاء سے پوچھا کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے حتی جئنا المدینة انہوں نے کہا کہ ہاں کہا ہے۔

٢٨- باب الْحَيْسِ

باب حیس کا بیان

جو حلوہ کھجور گھی یا آٹے سے بنایا جاتا ہے۔

٥٤٢٥- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَبِي طَلْحَةَ: ((الْتَمِسْ غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي))، فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا، فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالاً فَأَكَلُوا، وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ : ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى

(٥٤٢٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے بچوں میں کوئی بچہ تلاش کر لاؤ جو میرے کام کر دیا کرے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بھی آپ کہیں پڑاؤ کرتے خدمت کرتا۔ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے' رنج سے' عجز سے' سستی سے' بخل سے' بزدلی سے' قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔" (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں اس وقت سے برابر آپ کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پسند فرمایا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے کپڑے سے پردہ کیا اور پھر انہیں وہاں بٹھایا۔ آخر جب ہم مقام صہبا میں پہنچے تو آپ نے دسترخوان پر حیس (کھجور' پنیر اور گھی وغیرہ کا ملیدہ) بنایا پھر مجھے بھیجا اور میں لوگوں کو بلا لایا' پھر سب لوگوں نے اسے کھایا۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب احد دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم

الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)).
[راجع: ٣٧١]

اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب مدینہ نظر آیا تو فرمایا "اے اللہ! میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اسی طرح حرمت والا علاقہ بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا تھا۔ اے اللہ! اس کے رہنے والوں کو برکت عطا فرما۔ ان کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت فرما۔"

تشریح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ کو مثل مکہ کے برکتوں سے مالا مال فرما دیا۔ مدینہ کی آب و ہوا معتدل ہے اور وہاں کا پانی شیریں اور وہاں کی غذا بہترین اثرات رکھتی ہے۔ مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے جو لوگ مدینہ کی حرمت کا انکار کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اس بارے میں اہلحدیث ہی کا مسلک صحیح ہے کہ مدینہ بھی مثل مکہ حرم ہے۔ زادھا اللہ شرفا وتعظیما۔

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب بن شعبہ سبط حضرت ہارون علیہ السلام سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام برہ بنت سموال تھا۔ یہ جنگ خیبر میں سبایا میں تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے درخواست کی مگر لوگوں نے کہا کہ یہ بنو قریظہ اور بنونضیر کی سیدہ ہیں۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حرم میں داخل فرمالیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ان کو آزاد کر کے آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ کو حقیر سمجھتی ہیں اور اپنے لیے بطور فخر کہتی ہیں کہ میرا نسب نامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیوں کر بہتر ہو سکتی ہو۔ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سبت کی عزت کرتی ہیں اور یہود کو عطیات دیتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کر بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے ہم کو جمعہ عطا فرمایا ہے میں نے سبت کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی ان سے میری قرابت کے تعلقات ہیں اور میں ان کو ضرور دیتی رہتی ہوں۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اس شکایت کی وجہ کیا ہے؟ لونڈی نے کہا کہ مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو راہ للہ آزاد کر دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رمضان سنہ ۵۰ھ میں ہوا۔ ان سے دس احادیث مروی ہیں۔ ان کے ماموں رفاعہ بن سموال صحابی تھے۔ ان کی حدیث مؤطا امام مالک میں ہے۔ (رحمۃ للعالمین' جلد: دوم / ص: ۲۲۲)

٢٩- باب الأَكْلِ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

باب چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟

٥٤٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ وَقَالَ : لَوْ لاَ أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: لَمْ أَفْعَلْ هَذَا، وَلَكِنِّي

(۵۴۲۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سیف بن ابی سلیمان نے' کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا' کہا کہ مجھ سے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ یہ لوگ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی (چاندی کے پیالے میں) لا کر دیا۔ جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے پیالہ کو اس پر پھینک کر مارا اور کہا اگر میں نے اسے بارہا اس سے منع نہ کیا ہوتا (کہ چاندی سونے کے برتن میں مجھے کچھ نہ دیا کرو) آگے

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلاَ الدِّيبَاجَ، وَلاَ تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلاَ تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ)).

وہ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ریشم و دیبانہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں ان (کفار کے لیے) دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔

چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا مسلمانوں کے لیے قطعاً حرام ہے۔

٣٠- باب ذِكْرِ الطَّعَامِ

باب کھانے کا بیان

٥٤٢٧- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لاَ رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ : لَيْسَ لَهَا رِيحٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ)).

[راجع: ٥٠٢٠]

(٥٤٢٧) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو سنگترے جیسی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو' ریحانہ (پھول) جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

تشریح اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ مزیدار اور خوشبودار کھانا کھانا درست ہے کیونکہ مومن کی مثال آپ نے اس سے دی۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر حلال طور سے اللہ تعالیٰ مزیدار کھانا عنایت فرمائے تو اسے خوشی سے کھائے' حق تعالیٰ کا شکر بجالائے اور مزیدار کھانے کھانا زہد اور درویشی کے خلاف نہیں ہے اور جو بعض جاہل فقیر مزیدار کھانے کو پانی یا نمک ملا کر بدمزہ کر کے کھاتے ہیں یہ اچھا نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خوش ذائقہ کھانے پر خوش ہونا چاہیے۔ اسے بدذائقہ بنانا حماقت اور نادانی ہے۔ ایسے جاہل فقیر شریعت الٰہی کو الٹ پلٹ کرنے والے حلال و حرام کی نہ پرواہ کرنے والے درحقیقت دشمنان اسلام ہوتے ہیں۔ اعاذنا من شرورھم آمین۔

٥٤٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ،

(٥٤٢٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی

كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

اسی لیے ثرید کھانا بھی گویا بہترین کھانا کھانا ہے جو آج بھی مسلمانوں میں مرغوب ہے۔ خصوصاً محبان رسول ﷺ میں آج بھی ثرید بنا کر کھانا مرغوب ہے۔

٥٤٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)).

[راجع: ١٨٠٤]

(۵۴۲۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک نے بیان کیا' ان سے سمی نے' ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے' جو انسان کو سونے اور کھانے سے روک دیتا ہے۔ پس جب کسی شخص کی سفری ضرورت حسب منشا پوری ہو جائے تو اسے جلد ہی گھر واپس آجانا چاہیئے۔

تشریح: پہلے زمانوں میں سفر واقعی نمونہ سقر ہوتا تھا مگر آج کے حالات بدل گئے ہیں پھر بھی سفر میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے حدیث ہذا کا حکم آج بھی باقی ہے۔

٣١- باب الأُدُمِ

باب سالن کا بیان

٥٤٣٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ : كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: وَلَنَا الْوَلاَءُ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ شِئْتِ اِشْتَرِطِيهِ لَهُمْ، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). قَالَ : وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهُ. وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُورُ، فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرَ لَحْمًا؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. وَلَكِنَّهُ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ: ((هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا)).

(۵۴۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے' ان سے ربیعہ نے' انہوں نے قاسم بن محمد سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریعت کی تین سنتیں قائم ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (ان کے مالکوں سے) خرید کر آزاد کرنا چاہا تو ان کے مالکوں نے کہا کہ ولاء کا تعلق ہم سے ہی قائم ہو گا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم یہ شرط لگا بھی لو جب بھی ولاء اسی کے ساتھ قائم ہو گا جو آزاد کرے گا۔ پھر بیان کیا کہ بریرہ آزاد کی گئیں اور انہیں اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا ان سے الگ ہو جائیں اور تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے' چولھے پر ہانڈی پک رہی تھی۔ آپ نے دوپہر کا کھانا طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا میں نے گوشت (پکتے ہوئے) نہیں دیکھا ہے؟ عرض کیا کہ دیکھا ہے یا رسول اللہ! لیکن وہ گوشت تو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے' انہوں نے ہمیں ہدیہ کے طور پر

[راجع: ٤٥٦]

دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے لیے وہ صدقہ ہے لیکن ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

٣٢- باب الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

باب میٹھی چیز اور شہد کا بیان

٥٤٣١- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ. وَالْعَسَلَ. [راجع: ٤٩١٢]

(۵۴۳۱) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا' ان سے ابواسامہ نے' ان سے ہشام نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبردی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میٹھی چیز اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

اس نیت سے میٹھی چیز اور شہد کھانا بھی عین ثواب ہے۔ محبت نبوی کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیز آپ نے پسند فرمائی ہم بھی اسے پسند کریں ایسے ہی لوگوں کا نام اہلحدیث ہے۔

٥٤٣٢- حدثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ ﷺ لِشِبَعِ بَطْنِي، حِينَ لاَ آكُلُ الْخُبْزَ، وَلاَ أَلْبَسُ الْحَرِيرَ، وَلاَ يَخْدُمُنِي فُلاَنٌ وَلاَ فُلاَنَةُ، وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ، وَأَسْتَقْرِىءُ الرَّجُلَ الآيَةَ وَهْيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي. وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ : يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيهِ بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا. [راجع: ٣٧٠٨]

(۵۴۳۲) ہم سے عبدالرحمٰن بن شیبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن ابی الفدیک نے خبردی' انہیں ابن ابی ذئب نے' انہیں مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پیٹ بھرنے کے بعد ہروقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا۔ اس وقت میں روٹی نہیں کھاتا تھا۔ نہ ریشم پہنتا تھا' نہ فلاں اور فلانی میری خدمت کرتے تھے (بھوک کی شدت کی وجہ سے بعض اوقات) میں اپنے پیٹ پر کنکریاں لگالیتا اور کبھی میں کسی سے کوئی آیت پڑھنے کے لیے کہتا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی۔ مقصد صرف یہ ہوتا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلا دے اور مسکینوں کے لیے سب سے بہترین شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے' ہمیں اپنے گھر ساتھ لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں ہوتا کھلا دیتے تھے۔ کبھی تو ایسا ہوتا کہ گھی کا ڈبہ نکال کر لاتے اور اس میں کچھ نہ ہوتا۔ ہم اسے پھاڑ کر اس میں جو کچھ لگا ہوتا چاٹ لیتے تھے۔

تشریح: ابن منیر نے کہا چونکہ اکثر کپیوں میں شہد ہی ہوتا ہے اور ایک طریق میں اس کی صراحت آئی ہے یعنی شہد کی کپی تو باب کی مناسبت حاصل ہو گئی۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا گھی کا ڈبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ مہاجرین حبشہ کے سردار رہے۔ سنہ ۷ھ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر میں تھے یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے

یا جعفر کے آنے کی۔ سنہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ تلوار اور نیزے کے نوے سے زیادہ زخم ان کے سامنے کی طرف موجود تھے۔ دونوں بازو جڑ سے کٹ گئے تھے عمر مبارک بوقت شہادت چالیس سال کی تھی۔

٣٣- باب الدُّبَاءِ

٥٤٣٣- حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رسول الله ﷺ أَتَى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا، فَأُتِيَ بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُهُ. [راجع: ٢٠٩٢]

باب کدو کا بیان

(۵۴۳۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے' ان سے ثمامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے' پھر آپ کی خدمت میں (پکا ہوا) کدو پیش کیا گیا اور آپ اسے (رغبت کے ساتھ) کھانے لگے۔ اسی وقت سے میں بھی کدو پسند کرتا ہوں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کو اسے میں نے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کدو کھاتے اور کہتے تو وہ درخت ہے جو مجھ کو بہت ہی زیادہ محبوب ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ تجھ سے محبت رکھتے تھے۔ امام احمد نے روایت کیا ہے کہ کدو آپ کو سب کھانوں میں زیادہ پسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہانڈی میں کدو زیادہ ڈالو اس سے آدمی کا رنج دفع ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کدو اور خرما وہ دونوں جنت کے میوے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو سے دماغ کو طاقت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو بصارت کو قوی کرتا اور قلب کو روشن کرتا ہے۔

٣٤- باب الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ.

صرف اتنا ہی تکلف جو حد اسراف میں نہ ہو۔

٥٤٣٤- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلاَمٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَدْعُو رَسُولَ اللهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ

باب اپنے دوستوں اور مسلمان بھائیوں کی دعوت کے لیے کھانا تکلف سے تیار کرائے

(۵۴۳۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابوشعیب کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچتا تھا۔ حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے ان غلام سے کہا کہ تم میری طرف سے کھانا تیار کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں۔ چنانچہ وہ حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلا کر لائے۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی چلنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی

تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ)). قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَائِدَةِ، لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوا مِنْ مَائِدَةٍ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرَى، وَلَكِنْ يُنَاوِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي تِلْكَ الْمَائِدَةِ أَوْ يَدَعُ. [راجع: ۲۰۸۱]

ہے مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں' اگر چاہو تو انہیں اجازت دو اور اگر چاہو منع کر دو۔ حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں بھی اجازت دے دی۔ محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ جب لوگ دستر خوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ ایک دستر خوان والے دوسرے دستر خوان والوں کو اپنے دستر خوان سے اٹھا کر کوئی چیز دیں۔ البتہ ایک ہی دستر خوان پر ان کے شرکاء کو اس میں سے کوئی چیز دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔

تشریح: باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ اس نے خاص پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تو ضرور اس میں تکلف کیا ہو گا۔ معلوم ہوا کہ میزبان کو اختیار ہے کہ جو بن بلائے چلا آئے اس کو اجازت دے یا نہ دے۔ بن بلائے دعوت میں جانا حرام ہے مگر جب یہ یقین ہو کہ میزبان اس کے جانے سے خوش ہو گا اور دونوں میں بے تکلفی ہو تو درست ہے۔ اسی طرح اگر عام دعوت ہے تو اس میں بھی جانا جائز ہے۔

۳۵- باب مَنْ أَضَافَ رَجُلاً إِلَى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلَى عَمَلِهِ

باب صاحب خانہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ مہمان کے ساتھ آپ بھی وہ کھائے

۵۴۳۵- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ غُلاَمًا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى غُلاَمٍ لَهُ خَيَّاطٍ، فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ. قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ فَأَقْبَلَ الْغُلاَمُ عَلَى عَمَلِهِ. قَالَ أَنَسٌ: لاَ أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ مَا صَنَعَ. [راجع: ۲۰۹۲]

(۵۴۳۵) مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے نضر سے سنا' انہیں ابن عون نے خبر دی' کہا کہ مجھے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے خبر دی اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نوعمر تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اوپر کدو کے قتلے تھے۔ آپ کدو تلاش کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ دیکھا تو کدو کے قتلے آپ کے سامنے جمع کر کے رکھنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (پیالہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھنے کے بعد) غلام اپنے کام میں لگ گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے میں کدو پسند کرنے لگا' جب میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ عمل دیکھا۔

کہ آپ کدو تلاش کر کر کے کھا رہے تھے' غلام دستر خوان پر کھانا رکھنے کے بعد دوسرے کام میں لگ گیا اور ساتھ کھانے نہیں

بیٹھا۔ اس سے باب کا مسئلہ ثابت ہوا۔

٣٦- باب الْمَرَقِ

٥٤٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ، وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ. [راجع:٢٠٩٢]

باب شوربہ کا بیان

(٥٤٣٦) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک بن انس نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے آنحضور ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ پیالے میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔

محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جسے محبوب پسند کرے اسے محب بھی پسند کرے۔ سچ ہے۔ ان المحب لمن یحب مطیع۔ جعلنا اللہ منھم آمین۔

تشریح حضرت امام مالک بن انس بن اصبحی امام دارالہجرت کے لقب سے مشہور ہیں۔ سنہ ٩٥ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ٨٤ سال سنہ ١٧٩ھ میں انتقال فرمایا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کسی حدیث کی سند حضرت امام مالک رحمہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ حدیث نہایت اعلیٰ مقام صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت ہارون رشید جیسے ایک ہزار علماء اور وہ لوگ ان کے شاگرد ہیں۔

٣٧- باب الْقَدِيدِ

٥٤٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهَا. [راجع:٢٠٩٢]

باب خشک کئے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کا بیان

(٥٤٣٧) ہم سے حکیم ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن انس نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شوربہ لایا گیا۔ اس میں کدو اور سوکھے گوشت کے ٹکڑے تھے' پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اس میں سے کدو کے قتلے تلاش کر کر کے کھا رہے تھے۔

٥٤٣٨- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا فَعَلَهُ إِلاَّ فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ، أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ

(٥٤٣٨) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ تین دن سے زیادہ گوشت قربانی والا رکھنے سے منع فرمایا ہو۔

الْفَقِيرَ، وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلاثًا.
[راجع:٥٤٢٣]

صرف اس سال یہ حکم دیا تھا جس سال قحط کی وجہ سے لوگ فاقے میں مبتلا تھے۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ غنی ہیں وہ گوشت محتاجوں کو کھلائیں (اور جمع کر کے نہ رکھیں) اور ہم تو بکری کے پائے محفوظ کر کے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن بعد تک (کھاتے تھے) اور آل محمد ﷺ نے کبھی سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک برابر سیر ہو کر نہیں کھائی۔

تشریح آل محمد ﷺ کے سلسلہ میں آپ کے فرزندان نرینہ تین تھے مگر تینوں حالت طفلی میں اللہ کو پیارے ہو گئے' جن کے نام قاسم' عبداللہ اور ابراہیم ؓ ہیں اور دختران طاہرہ چار ہیں۔ بیٹیوں میں (۱) حضرت زینب ؓ ہیں جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی سے بڑی ہیں۔ (۲) حضرت رقیہ ؓ جو حضرت زینبؓ سے چھوٹی ہیں۔ (۳) حضرت ام کلثوم ؓ جو حضرت رقیہؓ سے چھوٹی ہیں (۴) حضرت فاطمہ ؓ ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک خاص وصیت فرمائی تھی کہ میری بیٹی اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو۔ یاحی یاقیوم برحمتک استغیث ولا تکلنی الی نفسی طرفة عین واصلح لی شانی کله (بیہقی) آل رسول ﷺ کا لفظ ان سب پر ان کی آل اولاد پر حضرات حسنین ؓ اور ان کی اولاد پر بولا جاتا ہے۔

٣٨- باب مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا. قَالَ : وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ : لاَ بَأْسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَلاَ يُنَاوِلُ مِنْ هَذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرَى.

باب جس نے ایک ہی دسترخوان پر کوئی چیز اٹھا کر اپنے

دوسرے ساتھی کو دی یا اس کے سامنے رکھی (امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر (ایک دسترخوان پر) ایک دوسرے کی طرف دسترخوان کے کھانے بڑھائے لیکن یہ جائز نہیں کہ (میزبان کی اجازت کے بغیر) ایک دسترخوان سے دوسرے دسترخوان کی طرف کوئی چیز بڑھائی جائے۔

٥٤٣٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ، وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ : فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ. وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ

(۵۴۳۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں گیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ' جس میں کدو اور خشک کیا ہوا گوشت تھا' پیش کیا۔ حضرت انس ؓ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے ہیں۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔ ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس ؓ نے کہ پھر

أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ. [راجع: ۲۰۹۲]

میں آنحضرت ﷺ کے سامنے کدو کے قتلے (تلاش کر کر کے) اکٹھے کرنے لگا۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی ثمامہ کی روایت سے ترجمہ باب نکالا ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک دسترخوان والے دوسرے شخص کو جو اس دسترخوان پر بیٹھا ہو کھانا دے سکتے ہیں خواہ کھانا ایک ہی برتن میں ہو یا علیحدہ برتنوں میں مگر جس کو کھانا دے رہے ہیں اس کی مرضی بھی ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شکم سیر ہو رہا ہو اسے کھانا دینا اس کی اجازت بغیر غلط ہو گا۔

۳۹- باب الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

باب تازہ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانا

۵۴۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [طرفاه في : ۵۴۴۷، ۵۴۴۹].

(۵۴۴۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

تشریح: یہ بڑی دانائی اور حکمت کی بات ہے ایک دوسری کی مصلح ہیں کھجور کی گرمی ککڑی توڑ دیتی ہے جو ٹھنڈی ہے' حضرت عبداللہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پہلے بیٹے ہیں جو حبش میں پیدا ہوئے۔ کثرت سخاوت سے ان کا لقب بحرالجود تھا۔ حد درجہ کے عبادت گزار تھے۔ سنہ ۸۰ھ میں بعمر ۹۰ سال مدینۃ المنورہ میں وفات پائی' (رضی اللہ عنہ)

۴۰- باب الْحَشَفِ

باب ردی کھجور (بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنے) کے بیان میں

۵۴۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا، فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلاَثًا، يُصَلِّي هَذَا، ثُمَّ يُوقِظُ هَذَا. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا. فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ. [راجع: ۵۴۱۱]

(۵۴۴۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عباس جریری نے اور ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سات دن تک مہمان رہا' وہ اور ان کی بیوی اور ان کے خادم نے رات میں (جاگنے کی) باری مقرر کر رکھی تھی۔ رات کے ایک تہائی حصہ میں ایک صاحب نماز پڑھتے رہے پھر وہ دوسرے کو جگا دیتے اور میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں ایک مرتبہ کھجور تقسیم کی اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں' ایک ان میں خراب تھی۔

تشریح: مگر انہوں نے اسے بھی بخوشی قبول کیا۔ اطاعت شعاری کا یہی تقاضا ہے نہ کہ ان مقلدین جامدین کی طرح جو میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کے موافق عمل کرتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ حدیث سے بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنا بھی ثابت ہوا جو

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہذا سے ثابت فرمایا ہے اور آپ کے اجتہاد علمی کی دلیل ہے پھر بھی کتنے معاند مقلد عقل کے خود کورے ہیں جو حضرت امام کو مجتہد نہیں مانتے بلکہ مثل اپنے مقلد مشہور کرتے ہیں' نعوذ باللہ۔

٥٤٤١م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَنَا تَمْرًا، فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ: أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ، ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي. [راجع: ٥٤١١]

(۵۴۴۱ م) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' ان سے عاصم نے' ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھجور تقسیم کی پانچ مجھے عنایت فرمائیں چار تو اچھی کھجوریں تھیں اور ایک خراب تھی جو میرے دانتوں کے لیے سب سے زیادہ سخت تھی۔

تشریح: غلہ کی کم یابی کے زمانہ میں ان احادیث سے سرکاری سطح پر راشن کی تقسیم کا طریقہ ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ راشن اچھا ہو یا ردی برابر برابر حصہ سب کو تقسیم کرنا چاہیئے۔ آج کے دور گرانی میں راشن کی صحیح تقسیم کے لیے ان احادیث نبوی میں بڑی روشنی ملتی ہے مگر دیکھنے سمجھنے عملی جامہ پہنانے کے لیے دیدۂ بینا کی ضرورت ہے نہ کہ آج کل جیسے بددیانت تقسیم کاروں کی جن کے ہاتھوں صحیح تقسیم نہ ہونے کے باعث مخلوق خدا پریشان ہے یہ راشن تقسیم کرنے کا دوسرا واقعہ ہے۔

٤١- باب الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

باب تازہ کھجور اور خشک کھجور کے بیان میں

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مریم میں) حضرت مریم کو خطاب "اور اپنی طرف کھجور کی شاخ کو ہلا تو تم پر تازہ تر کھجوریں گریں گی"۔

٥٤٤٢- وقال مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ. [راجع: ٥٣٨٣]

(۵۴۴۲) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے منصور ابن صفیہ نے' ان سے ان کی والدہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور ہم پانی اور کھجور ہی سے (اکثر دنوں میں) پیٹ بھرتے رہے۔

تشریح: آیت میں تر کھجور کا ذکر ہے اسی لیے یہاں اسے نقل کیا گیا۔ آیت میں اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت مریم علیہا السلام حالت زچگی میں کھجور کے درخت کے نیچے غمگین بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلایا اور تازہ کھجوروں سے ان کی ضیافت فرمائی۔

٥٤٤٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ

(۵۴۴۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا اور وہ مجھے قرض

اللهِ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ، وَكَانَ يُسْلِفُنِي فِي تَمْرِي إِلَى الْجِذَاذِ، وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلاَ عَامًا، فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجِذَاذِ وَلَمْ أَجِدْ مِنْهَا شَيْئًا، فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ، فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لأَصْحَابِهِ ((امْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ)). فَجَاؤُونِي فِي نَخْلِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ، فَيَقُولُ: أَبَا الْقَاسِمِ لاَ أُنْظِرُهُ. فَلَمَّا رَآهُ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ. فَأَبَى. فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جَابِرُ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((افْرُشْ لِي فِيهِ)). فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ، فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا جَابِرُ، جُذَّ وَاقْضِ)). فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِنْهُ. فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ: بِنَاءٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَعْرُوشَاتٍ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرُ

اس شرط پر دیا کرتا تھا کہ میری کھجوریں تیار ہونے کے وقت لے لے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک زمین بئر رومہ کے راستہ میں تھی۔ ایک سال کھجور کے باغ میں پھل نہیں آئے۔ پھل چنے جانے کا جب وقت آیا تو وہ یہودی میرے پاس آیا لیکن میں نے تو باغ سے کچھ بھی نہیں توڑا تھا۔ اس لیے میں آئندہ سال کے لیے مہلت مانگنے لگا لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اس کی خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ چلو' یہودی سے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے ہم مہلت مانگیں گے۔ چنانچہ یہ سب میرے پاس میرے باغ میں تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی سے گفتگو فرماتے رہے لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ ابوالقاسمؑ میں مہلت نہیں دے سکتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کھجور کے باغ میں چاروں طرف پھرے پھر تشریف لائے اور اس سے گفتگو کی لیکن اس نے اب بھی انکار کیا پھر میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تازہ کھجور لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تناول فرمایا پھر فرمایا جابر! تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے لیے کچھ فرش بچھا دو۔ میں نے بچھا دیا تو آپ داخل ہوئے اور آرام فرمایا پھر بیدار ہوئے تو میں ایک مٹھی اور کھجور لایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے بھی تناول فرمایا پھر آپ کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی۔ اس نے اب بھی انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ باغ میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ جابر! جاؤ اب پھل توڑو اور قرض ادا کردو۔ آپ کھجوروں کے توڑے جانے کی جگہ کھڑے ہو گئے اور میں نے باغ میں سے اتنی کھجوریں توڑ لیں جن سے میں نے قرض ادا کردیا اور اس میں سے کھجوریں بچ بھی گئیں پھر میں وہاں سے نکلا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خوشخبری سنائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں جو عروش کا لفظ ہے۔ عروش "اور عریش" عمارت کی

ذَلِكَ، يُقَالُ عُرُوشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

چھت کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (سورۂ انعام میں لفظ) معروشات سے مراد انگور وغیرہ کی ٹٹیاں ہیں۔ دوسری آیت (سورۂ بقرہ) میں خاوية على عروشها یعنی اپنی چھتوں پر گرے ہوئے۔

حدیث میں خشک و تر کھجوروں کا ذکر ہے۔ یہی وجہ مطابقت ہے آپ کی دعا کی برکت سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا ہو گیا۔

٤٢- باب أَكْلِ الْجُمَّارِ

باب کھجور کے درخت کا گوند کھانا جائز ہے

(الجمار والجامور) درخت خرما کا گوند جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے (مصباح)

٥٤٤٤- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسٌ، إِذْ أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ))، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ، فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ٦١]

(۵۴۴۴) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے مجاہد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کھجور کے درخت کا گابھہ لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بعض درخت ایسے ہوتے ہیں جن کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ کا اشارہ کھجور کے درخت کی طرف ہے۔ میں نے سوچا کہ کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہوتا ہے یارسول اللہ! لیکن پھر جو میں نے مڑ کر دیکھا تو مجلس میں میرے علاوہ نو آدمی اور تھے اور میں ان میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اس لیے میں خاموش رہا پھر آپ نے فرمایا کہ وہ درخت کھجور کا ہے۔

تشریح کھجور کا درخت آدمی سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے گابھہ میں ایسی بو ہوتی ہے جیسی آدمی کے نطفہ میں اور اس کا سر کاٹ ڈالو تو وہ آدمی کی طرح مرجاتا ہے اور درخت نہیں مرتے بلکہ پھر ہرے بھرے ہو جاتے ہیں مگر کھجور کا سر آدمی کے سر کی مثال ہے۔ اسی لیے حکماء نے کھجور کو ایسی آخری نباتات سے قرار دیا ہے کہ وہاں سے حیوانات اور نباتات میں اتصال بہت قریب ہوتا ہے۔

٤٣- باب الْعَجْوَةِ

باب عجوہ کھجور کا بیان

٥٤٤٥- حَدَّثَنَا جُمْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرُّهُ فِي ذَلِكَ

(۵۴۴۵) ہم سے جمعہ بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مروان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں'

الْيَوْمَ سَمٌّ وَلاَ سِحْرٌ)). اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔

تشریح سند میں جمعہ بن عبداللہ راوی کی کنیت ابوبکر بلخی ہے اور نام ہے یحیٰ' جمعہ ان کا لقب ہے' ابوخاقان بھی ان کی کنیت ہے۔ ان سے ایک یہی حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور باقی کتب ستہ کی کتابوں میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ عجوہ مدینہ میں ایک عمدہ قسم کی کھجور کا نام ہے۔

٤٤- باب الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

باب دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانا

منع ہے جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھا رہا ہو۔

٥٤٤٦- حدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ : أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، رِزِقْنَا تَمْرًا، فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُولُ : لاَ تُقَارِنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِلاَّ أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ.

قَالَ شُعْبَةُ : الإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ.

[راجع: ٢٤٥٥]

(۵۴۴۶) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جبلہ بن سحیم نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (جب وہ حجاز کے خلیفہ تھے) ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے راشن میں ہمیں کھانے کے لیے کھجوریں دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم کھجور کھاتے ہوتے تو وہ فرماتے کہ دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے' پھر فرمایا سوا اس صورت کے جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اجازت والا ٹکڑا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔

٤٥- باب الْقِثَّاءِ

باب ککڑی کھانے کا بیان

٥٤٤٧- حدثني إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

[راجع: ٥٤٤٠]

(۵۴۴۷) مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔

٤٦- باب بَرَكَةِ النَّخْلِ

باب کھجور کے درخت کی برکت کا بیان

٥٤٤٨- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنَ

(۵۴۴۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا' ان سے زبید نے بیان کیا' ان سے مجاہد نے بیان کیا' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم

الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُونُ مِثْلُ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ٦١]

ﷺ نے فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت مثل مسلمان کے ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔

جس کا پھل بے حد مقوی اور بہترین لذت والا شیریں ہوتا ہے۔ مسلمان کو بھی ایسا ہی بن کر رہنا چاہیئے اور اپنی ذات سے خلق اللہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہیئے۔ کسی کو ناحق ایذا رسانی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ کھجور مدینہ منورہ کی خاص پیداوار ہے۔ یہ اس لیے بھی مسلمانوں کو زیادہ محبوب ہے۔

٤٧- باب جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

باب ایک وقت میں دو طرح کے (پھل) یا دو قسم کے کھانے جمع کر کے کھانا

٥٤٤٩- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [راجع: ٥٤٤٠]

(۵۴۴۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو ککڑی کے ساتھ کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

٤٨- باب مَنْ أَدْخَلَ الضِّيفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً، وَالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

باب دس دس مہمانوں کو ایک ایک بار بلا کر کھانے پر بٹھانا

٥٤٥٠- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ سِنَانٍ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمَدَتْ إِلَى مُدٍّ مِنْ شَعِيرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا، ثُمَّ بَعَثَتْنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ، قَالَ: ((وَمَنْ مَعِي)). فَجِئْتُ فَقُلْتُ: إِنَّهُ يَقُولُ وَمَنْ مَعِي فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا هُوَ

(۵۴۵۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے جعد ابو عثمان نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور (اس کی روایت حماد نے) ہشام سے بھی کی' ان سے محمد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور سنان ابو ربیعہ سے (بھی کی) اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مد جو لیا اور اسے پیس کر اس کا خلیفہ (آٹے کو دودھ میں ملا کر پکاتے ہیں) پکایا اور ان کے پاس جو گھی کا ڈبہ تھا اس میں اس پر سے گھی نچوڑا' پھر مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (بلانے کے لیے) بھیجا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کو کھانا کھانے کے لیے بلایا۔ آپ نے دریافت فرمایا اور وہ لوگ بھی جو میرے ساتھ ہیں؟ چنانچہ میں واپس آیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ تو

شَيْءٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَدَخَلَ فَجِيءَ بِهِ وَقَالَ : ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)). فَدَخَلُوا، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ: ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)). فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ قَالَ : ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)). حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ؟.

فرماتے ہیں کہ جو میرے ساتھ موجود ہیں وہ بھی چلیں گے۔ اس پر ابو طلحہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ تو ایک چیز ہے جو ام سلیم نے آپ کے لیے پکائی ہے۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو میرے پاس اندر بلالو۔ چنانچہ دس صحابہ داخل ہوئے اور کھانا پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا دس آدمیوں کو میرے پاس اور بلا لو۔ یہ دس بھی اندر آئے اور پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلالو۔ اس طرح انہوں نے چالیس آدمیوں کا شمار کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے کھانا کھایا پھر آپ کھڑے ہوئے تو میں دیکھنے لگا کہ کھانے میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔

٤٩- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُولِ.

فِيهِ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب لہسن اور دوسری (بدبودار) ترکاریوں کا بیان۔ (جیسے پیاز مولی وغیرہ) اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے کراہت نقل کی ہے

٥٤٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: قِيلَ لأَنَسٍ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الثُّومِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا)).
[راجع: ٨٥٦]

(۵۴۵۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو لہسن کے بارے میں کچھ کہتے نہیں سنا۔ البتہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص (لہسن) کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

یعنی ہمارے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو کیونکہ ان کی بو سے فرشتوں کو اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں اگر خوب صاف کرکے یا کچھ کھا کر بو کو دور کیا جاسکے تو امر دیگر ہے۔ آج کل بیڑی سگریٹ پینے والوں کے لیے بھی منہ کی صفائی کا یہی حکم ہے۔

٥٤٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا)).
[راجع: ٨٥٤]

(۵۴۵۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو صفوان عبداللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو تو اسے چاہئے کہ ہم سے دور رہے۔ یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے۔

تشریح: اگر لسن یا پیاز پکا کر کھائی جائے جبکہ اس میں بو نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

٥٠- باب الْكَبَاثِ، وَهُوَ ثَمَرُ الإِرَاكِ

باب کباث کا بیان اور وہ پیلو کے درخت کا پھل ہے

٥٤٥٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ)) فَقَالَ: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ. قَالَ: ((وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ رَعَاهَا؟)). [راجع: ٣٤٠٦]

(۵۴۵۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ نے خبر دی' کہا کہ مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام مرالظہران پر تھے' ہم پیلو توڑ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خوب کالا ہو وہ توڑو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

تشریح: اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں' جیسے پیغمبری کی وجہ سے غرور نہ آنا' دل میں شفقت پیدا ہونا' بکریاں چرا کر آدمیوں کی قیادت کرنے کی لیاقت پیدا کرنا۔ درحقیقت ہر نبی و رسول اپنی امت کا راعی ہوتا ہے اور امت بمنزلہ بکریوں کے ان کی رعیت ہوتی ہے۔ اس لیے یہ تمثیل بیان کی گئی۔

٥١- باب الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

باب کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کا بیان

٥٤٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلاَّ بِسَوِيقٍ، فَأَكَلْنَا، فَقَامَ إِلَى الصَّلاَةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا. [راجع: ٢٠٩]

(۵۴۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' انہوں نے یحییٰ بن سعید سے سنا' انہوں نے بشیر بن یسار سے' ان سے سوید بن نعمان نے' کہا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام صہبا پر پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔ کھانے میں ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی' پھر ہم نے کھانا کھایا اور آنحضور ﷺ کلی کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے بھی کلی کی۔

٥٤٥٥- قَالَ يَحْيَى : سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُولُ : أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا

(۵۴۵۵) یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے بشیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا ہم سے سوید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے جب ہم مقام صہبا پر پہنچے۔ یحییٰ نے کہا کہ یہ جگہ خیبر سے ایک منزل کی دوری پر ہے تو آنحضرت صلی اللہ

بطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلاَّ بِسَوِيقٍ، فَلُكْنَاهُ فأكلنا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ. ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَقَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيَى.

[راجع: ۲۰۹]

علیہ و سلم نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ ہم نے اسے آپ کے ساتھ کھایا پھر آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا اور سفیان نے کہا گویا کہ تم یہ حدیث یحییٰ ہی سے سن رہے ہو۔

۵۲- باب لَعْقِ الأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيلِ

باب رومال سے صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا

۵٤٥٦- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)).

(۵۴۵۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

تشریح: یہاں رومال سے مراد وہ کپڑا ہے جو کھانے کے بعد ہاتھ کی چکنائی دور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ نے انگلیاں چاٹ کر اس رومال سے ہاتھ صاف کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ حدیث میں صاف طور پر لفظ رومال نہیں ہے مگر حضرت امام نے حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے مسلم نے نکالا ہے۔ جس کے الفاظ ہیں کہ فلا یمسح یدہ بالمندیل یعنی ہاتھوں کو رومال سے پونچھنے سے پہلے چاٹ کر صاف کر لے۔

۵۳- باب الْمِنْدِيلِ

جس سے کھانا کھا کر ہاتھ پونچھتے ہیں۔

باب رومال کا بیان

۵٤٥٧- حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لاَ قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلاَّ قَلِيلاً، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلاَّ أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامِنَا. ثُمَّ نُصَلِّي وَلاَ نَتَوَضَّأُ.

(۵۴۵۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے' ان سے سعید بن الحارث نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ سعید بن الحارث نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز کے (کھانے کے بعد) جو آگ پر رکھی ہو وضو کے متعلق پوچھا (کہ کیا ایسی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا (جو پکا ہوا ہوتا) بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر آ بھی جاتا تھا تو سوا ہماری ہتھیلیوں بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہیں سے اپنے ہاتھ صاف کر کے) نماز پڑھ لیتے تھے اور وضو۔

اگر پہلے سے ہوتا تو نیا وضو نہیں کرتے تھے۔

٥٤- باب مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ؟

باب کھانا کھانے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہیئے؟

٥٤٥٨- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)).[طرفه في : ٥٤٥٩].

(۵۴۵۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ثور نے' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے' بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی' ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہو' اے ہمارے رب!"

٥٤٥٩- حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مَكْفُورٍ)). وَقَالَ مَرَّةً : ((لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى رَبَّنَا)).

[راجع: ٥٤٥٨]

(۵۴۵۹) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' ان سے ثور بن یزید نے بیان کیا' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک مرتبہ بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دسترخوان اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا۔ ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے ورنہ ہم اس نعمت کے منکر نہیں ہیں۔ اور ایک مرتبہ فرمایا "تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اے ہمارے رب! اس کا ہم حق ادا نہیں کر سکے اور نہ یہ ہمیشہ کے لیے رخصت کیا گیا ہے۔ (یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے نیازی کا خیال نہ ہو۔ اے ہمارے رب!"

تشریح: دوسری روایات کی بنا پر یہ دعا بھی مسنون ہے الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين دوسرے کے گھر کھانے کے بعد ان لفظوں میں ان کو دعا دینی چاہیئے۔ اللهم بارک لهم فيما رزقتهم واغفرلهم وارحمهم۔

٥٥- باب الأَكْلُ مَعَ الْخَادِمِ

باب خادم کو بھی ساتھ میں کھانا کھلانا مناسب ہے

٥٤٦٠- حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

(۵۴۶۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد نے' وہ زیاد کے صاحبزادے ہیں' کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلاَجَهُ)). ﷺ[راجع: ٢٥٥٧]

میں کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے (کیونکہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔

٥٦- باب الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ، مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ.

فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب شکر گزار کھانے والا (ثواب میں) صابر روزہ دار کی طرح ہے

اس مسئلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

٥٧- باب الرَّجُلَ يُدْعَى إِلَى طَعَامٍ فَيَقُولُ: وَهَذَا مَعِي. وَقَالَ أَنَسٌ : إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مُسْلِمٍ لاَ يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ

باب کسی شخص کی کھانے کی دعوت ہو

اور دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ طفیلی ہو جائے تو اجازت لینے کے لیے وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ آ گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم کسی ایسے مسلمان کے گھر جاؤ (جو اپنے دین و مال میں) غلط کاموں سے بدنام نہ ہو تو اس کا کھانا کھاؤ اور اس کا پانی پیو۔

٥٤٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلاَمٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ، فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ إِلَى غُلاَمِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ. فَصَنَعَ لِي طُعَيْمًا، ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا شُعَيْبٍ، إِنَّ رَجُلاً تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ)). قَالَ لاَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ.

(٥٤٦١) ہم سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے، اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ جماعت انصار کے ایک صحابی ابو شعیب رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک سے فاقہ کا اندازہ لگا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گئے اور کہا کہ میرے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو۔ میں حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ دعوت دوں گا۔ غلام نے کھانا تیار کر دیا۔ اس کے بعد ابو شعیب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ ان کے ساتھ ایک اور صاحب بھی چلنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو شعیب! یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں، اگر تم چاہو تو انہیں بھی اجازت دے دو اور اگر چاہو تو

[راجع: ٢٠٨١]

چھوڑ دو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

مگر اس طرح ہر سی کے گھر چلے جانا یا کسی کو اپنے ساتھ میں لے جانا جائز نہیں ہے' کوئی مخلص دوست ہو تو بات الگ ہے۔

٥٨- باب إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلاَ يَعْجَلْ عَنْ عِشَائِهِ

باب شام کا کھانا حاضر ہو تو نماز کے لیے جلدی نہ کرے

بلکہ پہلے کھانے سے فارغ ہو جانا بہتر ہے۔

٥٤٦٢- حدَّثنَا أَبُو الْيَمَان أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلاَةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٨]

(٥٤٦٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے اور لیث نے بیان کیا' کہا انہوں نے کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ نے خبر دی کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے' پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ گوشت اور چھری جس سے آپ کاٹ رہے تھے' چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی اور اس نماز کے لیے نیا وضو نہیں کیا۔

٥٤٦٣- حدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ)).

(٥٤٦٣) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔

وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

اور ایوب سے روایت ہے' ان سے نافع نے' ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے مطابق۔

٥٤٦٤- وعن أَيُّوبَ عَنْ نافعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الإِمَامِ. [راجع: ٦٧٣]

(٥٤٦٤) اور ایوب سے روایت ہے' ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ رات کا کھانا کھایا اور اس وقت آپ امام کی قرأت سن رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ کھانا اور جماعت ہر دو حاضر ہوں تو کھانا کھا لینا مقدم ہے ورنہ دل اس کی طرف لٹکا رہے گا۔

٥٤٦٥- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

(٥٤٦٥) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ)). قَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ.

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو چکے اور رات کا کھانا بھی سامنے ہو تو کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے ہشام نے کہ "جب رات کا کھانا رکھا جا چکے۔"

یعنی کھانا سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے تاکہ پھر نماز سکون سے ادا کی جاسکے۔

٥٩- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا﴾

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پھر جب تم کھانا کھا چکو تو دعوت والے کے گھر سے اٹھ کر چلے جاؤ

کیونکہ صاحب خانہ کو دیگر امور بھی انجام دینے ہو سکتے ہیں کھانا کھانے کے بعد ان کا وقت لینا خلاف ادب ہے۔ ہاں وہ اگر بخوشی دوستانہ گفتگو کے لیے ازخود روکنا چاہے تو امر دیگر ہے۔

٥٤٦٦- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ، كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ، فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

(٥٤٦٦) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقع تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہو کر) جا چکے تھے۔ آخر آپ بھی کھڑے ہو گئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (بھی جو کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہ گئے تھے) جا چکے ہوں گے (اس لیے آپ واپس تشریف لائے) میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پھر واپس آگئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اب وہ لوگ جا چکے تھے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے اور میرے

[راجع: ٤٧٩١] درمیان پردہ لٹکایا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح سورۂ احزاب کا بیشتر حصہ ایسے ہی آداب سے متعلق نازل ہوا ہے جن کا ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اس میں نقل کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کا ادب بیان فرمایا کہ جب کھانے سے فارغ ہوں تو اٹھ کر چلا جانا چاہیے' وہیں جمے رہنا اور صاحب خانہ کو ایذا دینا گناہ ہے۔ (فتح الباری)

۷۱۔ کتاب العقیقة

کتاب مسائل عقیقہ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح عقیقہ وہ قربانی جو ساتویں دن بچے کا سر منڈانے کے وقت کی جاتی ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ بچہ کا نام رکھنا' سر منڈانا اور اس کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنا مستحب ہے۔ العقیقة نوزائیدہ بچے کے بال نیز وہ بکری جو پیدائش کے ساتویں دن بال مونڈتے وقت ذبح کی جائے۔ (مصباح اللغات' ص: ۵۶۵)

١ - باب تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ، وَتَحْنِيكِهِ

باب اگر بچے کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدائش کے دن ہی اس کا نام رکھنا اور اس کی تحنیک کرنا جائز ہے

ثابت ہوا کہ عقیقہ کرنا سنت ہے فرض نہیں ہے۔ باب منعقد کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مقصد ہے کہ عقیقہ واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ لفظ تحنیک حنک اور حنک سے ہے۔ جس کے معنی چبا کر نرم بنانا ہے۔ حنک الصبی بچے کو مہذب بنانا (مصباح اللغات' ص: ۱۸۰)

٥٤٦٧ - حدثني إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى.

(۵۴۶۷) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر مجھے دے دیا۔ یہ

[طرفه في : ٦١٩٨]. ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

پیدائش کے بعد ہی بچہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ امام ابن حبان نے ان کا نام بھی صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مگر آپ سے روایت نہیں کی۔

٥٤٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ.
[راجع: ٢٢٢]

(۵۴۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی تحنیک کر دیں اس بچہ نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا' آپ نے اس پر پانی بہادیا۔

تشریح: بچہ بعد ولادت فوراً ہی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے تحنیک فرمائی یعنی کھجور کا ٹکڑا اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے بچے کو چٹا دیا۔ اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدا ہوتے ہی ختنہ و تحنیک کرنا جائز ہے۔ عقیقہ کرنا ہو تو یہ اعمال بروز عقیقہ ہی کئے جائیں۔

٥٤٦٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ : فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلَامِ، فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا، لأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ : إِنَّ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلاَ يُولَدُ لَكُمْ.
[راجع: ٣٩٠٩]

(۵۴۶۹) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں ان کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں (جب ہجرت کے لیے) نکلی تو وقت ولادت قریب تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے پہلی منزل قبا میں کی اور یہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہو گئے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچہ کو لے کر حاضر ہوئی اور اسے آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور طلب فرمائی اور اسے چبایا اور بچہ کے منہ میں اپنا تھوک ڈال دیا۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس بچہ کے پیٹ میں گئی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک مبارک تھا پھر آپ نے کھجور سے تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ سب سے پہلا بچہ تھا جو اسلام میں (ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں) پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ افواہ پھیلائی جا رہی تھی کہ یہودیوں نے تم (مسلمانوں) پر جادو کر دیا ہے۔ اس لیے تمہارے یہاں اب کوئی بچہ پیدا نہیں ہو گا۔

پہلی حدیث مجمل تھی وہی واقعہ اس میں مفصل بیان کیا گیا ہے وہ بچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے جو بعد میں ایک نہایت ہی جلیل القدر بزرگ ثابت ہوئے۔ یہودیوں کی اس بکواس سے کچھ مسلمانوں کو رنج بھی تھا جب یہ بچہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے خوشی میں

اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ (دیکھو شرح وحیدی)

٥٤٧٠- حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ ابْنٌ لأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ. فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ : مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارِ الصَّبِيَّ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَ)). فَوَلَدَتْ غُلاَمًا. قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْفَظِيهِ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : ((أَمَعَهُ شَيْءٌ؟)) قَالُوا نَعَمْ. تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ.

[راجع: ١٣٠١]

(۵۴۷۰) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ہارون نے' انہیں عبداللہ بن عون نے خبر دی' انہیں انس بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ ابوطلحہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے پھر بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بچہ کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی "اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔" پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچہ کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں' آنحضرت ﷺ نے بچہ کو لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں۔ آپ نے اسے لے کر چبایا اور پھر اسے اپنے منہ میں سے نکال کر بچہ کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچہ کی تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

اس حدیث سے بھی باب کا مضمون بخوبی ثابت ہو گیا۔ نیز صبر و شکر کا بہترین ثمرہ بھی ثابت ہوا۔ تحنیک کے معنی پیچھے گزر چکے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ مرنے والا بچہ ابو عمیر نامی تھا جس سے آنحضرت ﷺ مزاحاً فرمایا کرتے تھے یا ابا عمیر مافعل النغیر اے ابو عمیر! تو نے جو چڑیا پال رکھی ہے وہ کس حال میں ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ابوطلحہ نے بچہ کا عقیقہ نہیں کیا اور بچے کا اسی دن نام رکھ لیا۔ معلوم ہوا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے' کچھ واجب نہیں۔ (مترجم وحیدی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا' انہوں نے ابن عون سے' انہوں نے محمد بن سیرین سے' وہ حضرت

وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو (مثل سابق) پورے طور پر بیان کیا۔

٢- باب إِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ

باب عقیقہ کے دن بچہ کے بال مونڈنا (یا ختنہ کرنا)

٥٤٧١- حدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: مَعَ الْغُلاَمِ عَقِيقَةٌ. وَقَالَ حَجَّاجُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ.

[طرفه في : ٥٤٧٢].

(۵۴۷۱) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے محمد بن سیرین نے' ان سے سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (صحابی) نے بیان کیا کہ بچہ کا عقیقہ کرنا چاہیئے۔ اور حجاج بن منہال نے کہا' ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ایوب سختیانی' قتادہ' ہشام بن حسان اور حبیب بن شہید ان چاروں نے خبردی' انہیں محمد بن سیرین نے اور انہیں حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور کئی لوگوں نے بیان کیا' ان سے عاصم بن سلیمان اور ہشام بن حسان نے' ان سے حفصہ بنت سیرین نے' ان سے رباب بنت صلیع نے' ان سے سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس کی روایت یزید بن ابراہیم تستری نے کی' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا قول موقوفاً (غیر مرفوع) ذکر کیا۔

٥٤٧٢- وقال أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جُرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَعَ الْغُلاَمِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى)).

(۵۴۷۲) اور اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبردی' انہیں جریر بن حازم نے' انہیں حضرت ایوب سختیانی نے' انہیں محمد بن سیرین نے کہ ہم سے حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے اس لیے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے بال دور کرو۔ (سر منڈا دو یا ختنہ کرو)

تشریح مختلف سندوں کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ سلمان بن عامر کی روایت کو جسے حماد بن زید نے موقوفاً نقل کیا ہے اسے حماد بن سلمہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حماد بن سلمہ میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے۔ مگر اکثر نے ان کو ثقہ بھی کہا ہے۔ حسن اور قتادہ نے اس حدیث کی رو سے یہ کہا ہے کہ لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہیئے اور لڑکی کا عقیقہ ضروری نہیں۔ (مگر ان کا یہ قول ضعیف ہے لڑکی کا بھی عقیقہ سنت ہے۔ اگر عقیقہ میں اونٹ گائے وغیرہ ذبح کرے تو جمہور کے نزدیک یہ درست ہے۔ (شرح وحیدی)

حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا

مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے قریش بن انس

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ: أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ: مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. [راجع: ٥٤٧١]

نے بیان کیا' کہا کہ ان سے حبیب بن شہید نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حضرت امام حسن بصری سے پوچھوں کہ انہوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

تشریح عقیقہ سنت ہے جو بچہ کی ولادت کے ساتویں دن ہونا چاہیئے بچہ ہو تو دو بکرے اور اگر بچی ہو تو ایک بکرا مسنون ہے۔ ساتویں دن نہ ہو سکے تو بطور قضا جب توفیق ہو کرنا درست ہے۔ عقیقہ کا گوشت تقسیم کرنا یا پکا کر خود کھانا' دوست احباب اور غرباء کو کھلانا مناسب ہے۔ باقی اور باتیں جو اس سلسلہ کی مشہور ہیں سب بے ثبوت ہیں۔ عقیقہ کے جانور کے لیے قربانی جیسی شرائط نہیں ہیں' واللہ اعلم۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے اس کا سر منڈایا جائے اس کا نام رکھا جائے۔

٣- باب الفرع

باب فرع کے بیان میں

تشریح فرع اونٹنی کا پہلا بچہ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ اس کو اپنے بتوں کے سامنے کاٹتے۔ اسلام کے زمانہ میں یہ رسم اسی طرح قائم رہی مگر اسے اللہ کے نام پر ذبح کرنے لگے پھر یہ رسم موقوف اور منسوخ کر دی گئی۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ سند میں حضرت عبداللہ بن مبارک ایک عجیب مبارک شخص گزرے ہیں۔ اہلحدیث کے پیشوا ادھر فقہاء کے بھی امام ہیں اور کہتے ہیں کہ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد بھی ہیں ادھر حضرات صوفیہ کے راہ نما بڑے اولیاء اللہ میں بھی گنے جاتے ہیں۔ ایسی جامعیت کے شخص اس امت میں بہت کم گزرے ہیں جو اہلحدیث اور فقہاء اور صوفیاء تینوں میں مقتداء اور پیشوا گنے جائیں۔ ایک یہ عبداللہ بن مبارک دوسرے سفیان ثوری تیسرے وکیع بن جراح چوتھے امام حسن بصری

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع (راز)

٥٤٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ فَرَعَ وَلاَ عَتِيرَةَ)) وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ. وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ.

[أطرافه في : ٥٤٧٤].

(٥٤٧٣) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے خبر دی' انہیں ابن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلام میں) فرع اور عتیرہ نہیں ہیں۔ "فرع" (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچہ کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے اور "عتیرہ" کو رجب میں ذبح کیا جاتا تھا۔

تشریح عوام جہلاء مسلمانوں میں اب تک یہ رسم ماہ رجب میں کونڈے بھرنے کی رسم کے نام سے جاری ہے۔ رجب کے آخری عشرہ میں بعض جگہ بڑے ہی اہتمام سے یہ کونڈے بھرنے کا تہوار منایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے کھڑے پیر کی نیاز بتلاتے اور اسے کھڑے ہی کھڑے کھاتے ہیں۔ یہ جملہ محدثات بدعات ضلالہ ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسی خرافات سے بچنے کی ہدایت بخشے' آمین۔

٤- باب الْعَتِيْرَةِ
باب عتیرہ کے بیان میں

ماہ رجب میں جاہلیت والے قربانی کیا کرتے تھے' اسی کا نام انہوں نے عتیرہ رکھا تھا۔ اسلام نے ایسی غلط رسوم کو جن کا تعلق شرک سے تھا یکسر ختم کر دیا۔ لفظ عتیرہ باب ضرب یضرب سے ہے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ (مصباح اللغات)

٥٤٧٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ فَرَعَ وَلاَ عَتِيرَةَ)). قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ. وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ.

[راجع: ٥٤٧٣]

(۵۴۷۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع اور عتیرہ (اسلام میں) نہیں ہیں۔ بیان کیا کہ "فرع" سب سے پہلے بچہ کو کہتے تھے جو ان کے یہاں (اونٹنی سے) پیدا ہوتا تھا' اسے وہ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور عتیرہ وہ قربانی جسے وہ رجب میں کرتے تھے (اور اس کی کھال درخت پر ڈال دیتے)

تشریح: یوں للہ صدقہ خیرات' قربانی ہر وقت جائز ہے مگر ذی الحجہ کے علاوہ کسی اور مہینہ کی قید لگا کر کوئی قربانی یا خیرات کرنا ایسے کاموں کی اسلام میں کوئی اصل نہیں ہے جیسے ایصال ثواب میت کے لیے جائز ہے مگر تیجہ یا دہم یا چہلم کی تخصیص ناجائز اور بدعت ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ تمت بالخیر۔

خاتمہ

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات!

حمد و صلوٰۃ کے بعد محض اللہ پاک کے فضل و کرم اور فدائیان اسلام کی پر خلوص دعاؤں کے نتیجہ میں آج اس پارے کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ میری قلمی لغزشوں کو معاف فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو قبول فرما کر جملہ معاونین کرام و شائقین عظام اور برادران اسلام کے لیے ذریعہ برکات دارین بنائے۔ جو دور و نزدیک علاقوں سے تکمیل صحیح بخاری شریف مترجم اردو کے لیے پر خلوص دعاؤں سے مجھ ناچیز کی ہمت افزائی فرما رہے ہیں۔ یااللہ! جس طرح تو نے یہاں تک کی منزلیں میرے لیے آسان فرمائی ہیں اسی طرح بقایا آٹھ پاروں کی اشاعت بھی آسان فرمائیو اور مجھ کو توفیق دیجئے کہ تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عین رضا کے مطابق میں اس خدمت کو انجام دے سکوں۔ یااللہ! میرے اساتذہ کرام و جملہ معاونین عظام اور آل اولاد کے حق میں یہ خدمت قبول فرما اور ہم سب کو قیامت کے دن دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرمائیو' آپ کے دست مبارک سے آب کوثر نصیب فرمائیو اور اس خدمت عظمیٰ کو ہم سب کے لیے باعث نجات بنائیو۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

برحمتک یاارحم الراحمین وصل علی حبیبک خیر المرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین آمین یارب العالمین۔

راقم محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی مسجد اہلحدیث نمبر ۴۱۲۱ اجمیری گیٹ دہلی نمبر ۶ بھارت

(ربیع الاول سنہ ۱۳۹۵ھ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تیئسواں پارہ

٧٢۔ کتاب الذبائح والصید

ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

١- بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ وَقَوْلِ اللهِ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾

إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ الآيَةَ. وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الأَنْعَامِ إِلاَّ مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْعُقُودُ: الْعُهُودُ، مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ. إِلاَّ مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ : الْخِنْزِيرُ، يَجْرِمَنَّكُمْ: يَحْمِلَنَّكُمْ. شَنَآنُ : عَدَاوَةُ. الْمُنْخَنِقَةُ تُخْنَقُ فَتَمُوتُ. الْمَوْقُوذَةُ: تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ، يُوقِذُهَا فَتَمُوتُ. وَالْمُتَرَدِّيَةُ: تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ.

باب شکار پر بسم اللہ پڑھنا اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا کہ تم پر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ہے

پس تم اعتراض کرنے والے کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔" اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورۂ مائدہ میں فرمان کہ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں کچھ شکار دکھلا کر آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے۔" الآیۃ اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورۂ مائدہ میں فرمان کہ "تمہارے لیے چوپائے مویشی حلال کئے گئے سوا ان کے جن کا ذکر تم سے کیا جاتا ہے (مردار اور سور وغیرہ) اور اللہ کا فرمان کہ پس تم (ان کافروں) سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔" اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ العقود سے مراد۔۔۔ حلال و حرام سے متعلق عہدوپیمان ۔۔۔ الا مایتلی علیکم سے سور' مردار' خون وغیرہ مراد ہے۔ یجرمنکم باعث بنے' شنان کے معنی عداوت دشمنی' المنخنقة جس جانور کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو اور اس سے وہ مر گیا ہو

وَالنَّطِيحَةُ: تَنْطِحُ الشَّاةُ، فَمَا أَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ أَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

الموقوذۃ' جسے لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اور اس سے وہ مرجائے۔ المتردیۃ' جو پہاڑ سے پھسل کر گر پڑے اور مرجائے۔ النطیحۃ' جس کو کسی جانور نے سینگ سے مار دیا ہو۔ پس اگر تم اسے دم ہلاتے ہوئے یا آنکھ گھماتے ہوئے پاؤ تو ذبح کر کے کھالو کیونکہ یہ اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

تشریح: اصل میں لفظ ذبائح ذبیحہ کی جمع ہے ذبیحہ وہ جانور جو ذبح کیا جائے اور صید اس جانور کو جو شکار کیا جائے آیت الا ماذ کیتم میں ذبیحہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ العقود سورۂ مائدہ میں ہے یعنی اوفوا بالعقود' اللہ کے عہد و پیمان پورے کرو۔ آیت و احادیث کی بناء پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا حلت کی شرط ہے اگر عمداً بسم اللہ نہ پڑھا تو وہ جانور مردار ہو گا۔ دوسرے کتے سے غیر مسلم کا چھوڑا ہوا کتا یا غیر سدھایا ہوا کتا مراد ہے۔

٥٤٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ، فَكُلْهُ. وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ. وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ، أَوْ كِلاَبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلاَ تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ)).

[راجع: ١٧٥]

(۵۴۷۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے عامر شعبی نے' ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پر کے تیر یا لکڑی یا گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھالو لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے تو وہ نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے اور میں نے آپ سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسے وہ تمہارے لیے رکھے (یعنی وہ خود نہ کھائے) اسے کھالو کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہو گا اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ پڑھ کر) اپنے کتے پر لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔

تشریح: یہ عدی عرب کے مشہور سخی حاتم کے بیٹے ہیں جو مسلمان ہو گئے تو یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو بسم اللہ پڑھنے کو حلت کی دلیل کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ باز اور شکرے اور جملہ شکاری پرندوں کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا حکم ہے ان کا بھی شکار کھانا درست ہے جب بسم اللہ پڑھ کر ان کو شکار پر چھوڑا جائے۔ عدی اپنے باپ کی طرح سخی تھے کافی طویل عمر پائی۔

٢- باب صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

باب بے پر کے تیر یعنی لکڑی گز وغیرہ سے شکار کرنے کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُولَةِ بِالْبُنْدُقَةِ: تِلْكَ

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غلے سے مرجانے والے شکار کے متعلق

الْمَوْقُوذَةُ. وَكَرِهَ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرَى وَالأَمْصَارِ، وَلَا يَرَى بَأْسًا فِيمَا سِوَاهُ.

کہا کہ وہ بھی موقوذہ (بوجھ کے دباؤ سے مرا ہوا ہے جو حرام ہے) اور سالم، قاسم، مجاہد، ابراہیم، عطاء اور امام حسن بصری رحمہم اللہ اجمعین نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور امام حسن بصری رحمہ اللہ گاؤں اور شہروں میں غلے چلانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور ان کے سوا دوسری جگہوں (میدان، جنگل وغیرہ) میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

غلہ بازی شکار کرنے کا پرانا طریقہ ہے مگر اس سے اگر بستی میں غلہ بازی کی جائے تو بہت سے نقصانات کا بھی خطرہ ہے۔ لہٰذا بستی کے اندر غلیل بازی کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے ہاں جنگلوں میں اس سے شکار کرنا معیوب نہیں ہے۔

٥٤٧٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، فَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ)). فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ)). قُلْتُ فَإِنْ أَكَلَ؟ قَالَ: ((فَلَا تَأْكُلْ. فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى آخَرَ)).

[راجع: ١٧٥]

(۵۴۷۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی سفر نے، ان سے شعبی نے کہا کہ میں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اس کی نوک سے شکار کو مار لو تو اسے کھاؤ لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے اور اس سے وہ مر جائے تو وہ موقوذہ (مردار) ہے اسے نہ کھاؤ۔ میں نے سوال کیا کہ میں اپنا کتا بھی (شکار کے لیے) دوڑاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھ کر شکار کے پیچھے دوڑاؤ تو وہ شکار کھا سکتے ہو۔ میں نے پوچھا اور اگر وہ کتا شکار میں سے کھا لے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر نہ کھاؤ کیونکہ وہ شکار اس نے تمہارے لیے نہیں پکڑا تھا، صرف اپنے لیے پکڑا تھا۔ میں نے پوچھا میں بعض وقت اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور بعد میں اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی پاتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ پھر (اس کا شکار) نہ کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ صرف اپنے کتے پر پڑھی ہے، دوسرے پر نہیں پڑھی ہے۔

تشریح: غلہ وہ ہے جو غلیل میں رکھ کر پھینکا جاتا ہے جو اپنے بوجھ سے جانور کو مارتا اور وہ گوشت کو چیرتا نہیں ہے۔ مولانا وحید الزماں مرحوم نے بندوق کا مارا ہوا شکار حلال کہا ہے کیونکہ بندوق کی گولی گوشت کو چیر کر اندر گھس جاتی ہے۔ جمہور علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ جب دوسرا کتا اس میں شریک ہو جائے تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بہت سے علماء بندوق کا شکار، جبکہ وہ ذبح سے پہلے مر جائے اسے حلال نہیں جانتے۔ احتیاط اسی میں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

٣- بابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ

باب جب بے پر کے تیر سے یا لکڑی کے عرض سے شکار مارا

بِعَرْضِهِ

جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٤٧٧- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ. قَالَ: ((كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ)). قُلْتُ : وَإِنْ قَتَلْنَ. قَالَ : ((وَإِنْ قَتَلْنَ)). قُلْتُ: وَإِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ: ((كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلاَ تَأْكُلْ)).

[راجع: ١٧٥]

(۵۴۷۷) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے ہمام بن حارث نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو شکار وہ صرف تمہارے لیے رکھے اسے کھاؤ۔ میں نے عرض کیا اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) اگرچہ مار ڈالیں! میں نے عرض کیا کہ ہم بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی دھار اس کو زخمی کر کے پھاڑ ڈالے تو کھاؤ لیکن اگر ان کے عرض سے شکار مارا جائے تو اسے نہ کھاؤ (وہ مردار ہے)

تشریح: جمہور علماء کا فتویٰ اس حدیث پر ہے اور ابو شعبہ والی حدیث جسے ابوداؤد نے روایت کیا' وہ ضعیف ہے اور یہ عدی رضی اللہ عنہ کی حدیث قوی ہے۔ اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ حاتم کی طرح سخاوت میں مشہور ہیں۔ یہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور یہ اپنی قوم سمیت اسلام پر ثابت قدم رہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۶۸ سال کی عمر پائی (فتح الباری)

٤- باب صَيْدِ الْقَوْسِ

باب تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ لاَ تَأْكُلُهُ الَّذِي بَانَ، وَتَأْكُلُ سَائِرَهُ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ، وَقَالَ الأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ: اسْتَعْصَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللهِ حِمَارٌ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ، دَعُوا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوهُ.

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب کسی شخص نے بسم اللہ کہہ کر تیر یا تلوار سے شکار کو مارا اور اس کی وجہ سے شکار کا ہاتھ یا پاؤں جدا ہو گیا تو جو حصہ جدا ہو گیا وہ نہ کھاؤ اور باقی کھالو اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب شکار کی گردن پر یا اس کے درمیان میں مارو تو کھا سکتے ہو اور اعمش نے زید سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک شخص سے ایک نیل گائے بھڑک گئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ جہاں ممکن ہو سکے وہیں اسے زخم لگائیں (اور کہا کہ) گورخر کا جو حصہ (مارتے وقت) کٹ کر گر گیا ہو اسے تم چھوڑ دو اور باقی کھا سکتے ہو۔

اس لیے کہ وہ کٹ کر گرنے والا حصہ زندہ جانور سے جدا کر دیا گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو عضو زندہ جانور سے کاٹ لیا جائے وہ عضو مردار ہے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

٥٤٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلاَ تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ. فَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)). [طرفاه في : ٥٤٨٨، ٥٤٩٦].

(۵۴۷۸) ہم سے عبداللہ بن یزید مقبری نے بیان کیا' کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ربیعہ بن یزید دمشقی نے خبر دی' انہیں ابو ادریس عائذ اللہ خولانی نے' انہیں حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔

تشریح: اگر بغیر سکھلایا ہوا کتا کوئی شکار تمہارے پاس لائے بشرطیکہ وہ شکار زندہ تم کو مل جائے اور تم اسے خود ذبح کرو تو وہ تمہارے لیے حلال ہے ورنہ حلال نہیں اور غیر مسلموں کے برتنوں میں اگر کھانا ہی پڑے تو ان کو خوب دھو کر پاک صاف کر لینا ضروری ہے تب وہ برتن مسلمانوں کے استعمال کے لیے جائز ہو سکتا ہے ورنہ ان کے برتنوں کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

٥- باب الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

باب انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے اور غلے مارنا

٥٤٧٩- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: لاَ تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ. وَقَالَ: إِنَّهُ لاَ يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ، وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ

(۵۴۷۹) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع اور یزید بن ہارون نے بیان کیا اور الفاظ حدیث یزید کے ہیں' ان سے کہمس بن حسن نے' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے' حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور

السِنَّ، وَتَفقَأُ الْعَيْنَ. ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ، أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ؟ لاَ أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٤٨٤١]

آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو' میں تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

تشریح: اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حدیث پر چلنا اور حدیث کے سامنے اپنی رائے قیاس کو چھوڑنا ایمان کا تقاضا ہے اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ اسی پر قائم و دائم رکھے اور اسی راہ حدیث پر موت نصیب کرے۔ آمین۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وفی الحدیث جواز هجر ان من خالف السنة وترک کلامه ولا یدخل ذالک فی النهی عن الهجر فوق ثلاث فانه یتعلق بمن هجر بحظ نفسه یعنی اس سے ان لوگوں سے ترک سلام و کلام جائز ثابت ہوا جو سنت کی مخالفت کریں اور یہ عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہو گا جس میں تین دن سے زیادہ ترک کلام کی مخالفت آئی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے نفس کے لیے ہے اور یہ محبت سنت نبوی فداہ روحی کے لیے۔ سچ ہے یہی وہ صراط مستقیم ہے جس سے خدا ملے گا جیسا کہ علامہ طحطاوی نے مفصل بیان فرمایا ہے۔ فان قلت ما وقوفک علٰی انک علٰی صراط مستقیم وکل واحد من هذه الفرق یدعی انه علیه قلت لیس ذالک للادعاء والتثبت باستعما لهم الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحدیث الذین جمعوا صحاح الحدیث فی امور رسول الله صلی الله علیه وسلم واحواله وافعاله وحرکاته وسکناته واحوال الصحابة والمهاجرین والانصار الذین ابتعوهم باحسان مثل الامام البخاری و مسلم وغیرهما من الثقات المشهورین الذین اتفق اهل الشرق والغرب علٰی صحة ما اوردوه فی کتبهم من امور النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه رضی الله تعالٰی عنهم ثم بعد النقل ینظر الی الذی تمسک بهدیهم واقتفٰی اثرهم واهتدی بسیرهم فی الاصول والفروع فیحکم بانه من الذین هم هم وهذا هو الفارق بین الحق والباطل الممیز بین من هو علٰی الصراط المستقیم وبین من هو علی السبیل الذی علی یمینه وشماله (طحطاوی حاشیة درمختار مطبوعة بولاق قاهرة' جلد : ۴' کتاب الذبائح' ص : ۱۳۵)

اگر تو کہے کہ تجھے اپنا صراط مستقیم پر ہونا کیسے معلوم ہو حالانکہ ان تمام فرقوں میں ہر ایک یہی دعویٰ کرتا ہے تو میں جواب دوں گا کہ یہ صرف دعویٰ کر لینے اور اپنے وہم و گمان کو سند بنا لینے سے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس پر وہ ہے جو علم منقول حاصل کرے اس فن کے ماہر علمائے اہلحدیث سے جن بزرگوں نے آنحضرت ﷺ کی صحیح احادیث جمع کیں جو آنحضرت ﷺ کے امور اور احوال اور حرکات و سکنات میں مروی ہیں اور جن بزرگوں نے صحابہ کرام انصار و مہاجرین کے حالات جمع کئے جنھوں نے ان کی احسان کے ساتھ پیروی کی جیسے کہ حضرت امام بخاری و حضرت امام مسلم وغیرہ ہیں جو ثقہ لوگ تھے اور مشہور تھے' جن بزرگوں کی وارد کی ہوئی مرفوع و موقوف احادیث کی صحت پر کل علماء مشرق و مغرب متفق ہیں۔ اس نقل کے بعد دیکھا جائے گا کہ ان محدثین کرام کے طریقہ کو مضبوط تھامنے والا اور ان کی پوری پوری اتباع کرنے والا اور تمام کلی و جزئی چھوٹے بڑے کاموں میں ان کی روش پر چلنے والا کون ہے۔ اب جو فرقہ اس طریقہ پر ہو گا (یعنی احادیث رسول پر بطریق صحابہ بلا قید مذہب عمل کرنے والا) اس کی نسبت حکم کیا جائے گا کہ یہی جماعت وہ ہے جو صراط مستقیم پر ہے بس یہی وہ اصول ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہی وہ کسوٹی ہے جو صراط مستقیم پر ہیں ان میں اور ان میں جو اس کے دائیں بائیں ہیں' تمیز کر دیتی ہے۔

٦- باب مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ

باب اس کے بیان میں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے

صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

لیے ہو اور نہ مویشی کی حفاظت کے لیے

٥٤٨٠- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ)).

[طرفاه في : ٥٤٨١، ٥٤٨٢].

(۵۴۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لیے ہے اور نہ شکار کرنے کے لیے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

٥٤٨١- حدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا، إِلاَّ كَلْبَ ضَارٍ لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)). [راجع: ٥٤٨٠]

(۵۴۸۱) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے سالم سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ شکاریوں اور مویشی کی حفاظت کی غرض کے سوا جس نے کتا پالا تو اس کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا بھی اسی میں داخل ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ہے۔

٥٤٨٢- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلاَّ كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)).

[راجع: ٥٤٨٠]

(۵۴۸۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مویشی کی حفاظت یا شکار کی غرض کے سوا کسی اور وجہ سے کتا پالا اس کے ثواب سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

٧- باب إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ. وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ﴾: الصَّوَائِدُ. الْكَوَاسِبُ اجْتَرَحُوا:

باب جب کتا شکار میں سے خود کھا لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اور اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا کہ "آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز کھانی ہمارے لیے حلال کی گئی ہے' آپ کہہ دیں کہ تم پر کل پاکیزہ جانور کھانے حلال ہیں اور تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتوں اور

اكْتَسَبُوا ﴿تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ، فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ- إِلَى قَوْلِهِ - سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتَّى يَتْرُكَ. وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ. وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

جانوروں کا شکار بھی جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں۔ تم انہیں اس طریقہ پر سکھاتے ہو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا ہے سو کھاؤ اس شکار کو جسے (شکاری جانور یا کتا) تمہارے لیے پکڑ کر رکھیں' اللہ کے قول "بیشک اللہ حساب جلد کر دیتا ہے۔" تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر کتے نے شکار کا گوشت خود بھی کھالیا تو اس نے شکار کو ناپاک کر دیا کیونکہ اس صورت میں اس نے خود اپنے لیے شکار کو روکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورہ میں فرمانا کہ تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے" اس لیے ایسے کتے کو پیٹا جائے گا اور سکھایا جاتا رہے گا' یہاں تک کہ شکار میں سے وہ کھانے کی عادت چھوڑ دے۔ ایسے شکار کو ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ سمجھتے تھے اور عطاء نے کہا کہ اگر صرف شکار کا خون پی لیا ہو اور اس کا گوشت نہ کھایا ہو تو تم کھا سکتے ہو۔

عطاء کا قول بھی احتیاط کے خلاف ہے لہٰذا ایسے شکار سے بھی پرہیز مناسب ہے۔

٥٤٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلاَبِ، فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلاَبَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ، مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلاَّ أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلاَبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلاَ تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥]

(۵۴۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے بیان بن بشر نے' ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ کر لائیں اسے کھاؤ خواہ وہ شکار کو مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود بھی کھالے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لیے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔

یہ سدھائے ہوئے کتوں سے متعلق ہے اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالیں مگر خود کھانے کو منہ نہ ڈالیں تو وہ جانور کھایا جا سکتا ہے مگر ایسے سدھائے ہوئے کتے آج کل عنقا ہیں الا ماشاء اللہ۔

٨- باب الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً

باب جب شکار کیا ہوا جانور شکاری کو دو یا تین دن کے بعد ملے تو وہ کیا کرے؟

٥٤٨٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ. وَإِذَا خَالَطَ كِلاَبًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ. وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلاَّ أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ. وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلاَ تَأْكُلْ)).

[راجع: ١٧٥]

(۵۴۸۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ثابت بن یزید نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے شعبی نے' ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور بسم اللہ بھی پڑھی اور کتے نے شکار پکڑا اور اسے مار ڈالا تو اسے کھاؤ اور اگر اس نے خود بھی کھالیا ہو تو تم نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں اور شکار پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن بعد ملا اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا اور کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو ایسا شکار کھاؤ لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔

٥٤٨٥- وقال عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِرُ أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ والثلاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ قَالَ: ((يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ)).

[راجع: ١٧٥]

(۵۴۸۵) اور عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' ان سے داؤد بن ابی یاسر نے' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ وہ شکار تیر سے مارتے ہیں پھر دو یا تین دن پر اسے تلاش کرتے ہیں' تب وہ مردہ حالت میں ملتا ہے اور اس کے اندر ان کا تیر گھسا ہوا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو کھا سکتا ہے۔

یہ اسی صورت میں کہ شکار بدبودار نہ ہوا ہو ورنہ پھر وہ کھانا مناسب نہیں ہے۔

٩- باب إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ

باب شکاری جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا پائے تو وہ کیا کرے؟

٥٤٨٦- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا أَرْسَلْتَ

(۵۴۸۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی السفر نے' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں (شکار کے لیے) اپنا کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا ہو

كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ لاَ أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ، فَقَالَ: ((لاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلاَ تَأْكُلْ)). [راجع: ۱۷۵]

اور پھر وہ کتا شکار پکڑ کے مار ڈالے اور خود بھی کھا لے تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے خود اپنے لیے پکڑا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کتا شکار پر چھوڑتا ہوں لیکن انؓ کے ساتھ دوسرا کتا بھی مجھے ملتا ہے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر نہیں پڑھی اور میں نے آپ سے بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر شکار نوک کی دھار سے مرا ہو تو کھا لیکن اگر تو نے اس کی چوڑائی سے اسے مارا ہے تو ایسا شکار بوجھ سے مرا ہے پس اسے نہ کھا۔

تشریح وہ موقوذ' مردار ہے۔ مزید تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں وفیه تحريم اكل الصيد الذى اكل الكلب منه ولوكان الكلب معلما (فتح) اگر سدھایا ہوا کتا ہی کیوں نہ ہو جب وہ شکار سے کھا لے تو وہ شکار کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ لفظ کلبک کی اضافت سے سدھایا ہوا کتا خریدنا بیچنا جائز ثابت ہوتا ہے (فتح)

۱۰- باب مَا جَاءَ فِي التَّصَيُّدِ

باب شکار کرنے کو بطور مشغلہ اختیار کرنا

تشریح اس باب کو لا کر حضرت امام المجتہدین نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے اور اس پر اتفاق ہے مگر جو محض کھیل و تفریح کے لیے شکار کرے اور فرائض اسلامیہ سے غافل ہو جائے وہ مذموم ہے۔ اخرج الترمذی من حديث ابن عباس رفعه من سكن البادية جفا ومن اتبع الصيد غفل یعنی جو جنگل میں رہا اس میں سختی آجاتی ہے وہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف بھی ہوتا ہے پس فرائض کار ہے احساس عالم کے مظاہر میں یہی صوفی کا مقصد ہے یہی شارع کا ایما ہے۔

۵٤٨٧- حدثني مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهَذِهِ الْكِلاَبِ. فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلاَبَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مِمَّا امْسَكْنَ عَلَيْكَ، إِلاَّ أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلاَ تَأْكُلْ)). [راجع: ۱۷۵]

(۵۴۸۷) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد ابن فضیل نے خبر دی' ان سے بیان بن بشر نے' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اس قوم میں سکونت رکھتے ہیں جو ان کتوں سے شکار کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنا سکھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لے لو تو اگر وہ کتا تمہارے لیے شکار لایا ہو تو تم اسے کھا سکتے ہو لیکن اگر کتے نے خود بھی کھا لیا ہو تو وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس نے وہ شکار خود اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر اس کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی شکار میں شریک ہو جائے تو پھر شکار نہ کھاؤ۔

٥٤٨٨- حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا، فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)). [راجع: ٥٤٧٨]

(۵۴۸۸) ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا' ان سے حیوہ بن شریح نے (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا' ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا کہ میں نے ربیعہ بن یزید دمشقی سے سنا' کہا کہ مجھے ابوادریس عائذ اللہ نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتن میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں' جہاں میں اپنے تیر سے شکار کرتا ہوں اور اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتوں سے بھی جو سدھائے ہوئے نہیں ہوتے تو اس میں سے کیا چیز ہمارے لیے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو اور ان کے برتن میں بھی کھاتے ہو تو اگر تمہیں ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ لیکن ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن نہ ملیں تو انہیں دھو کر پھر ان میں کھاؤ اور تم نے شکار کی سرزمین کا ذکر کیا ہے تو جو شکار تم اپنے تیر سے مارو اور تیر چلاتے وقت اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھا اور جو شکار تم نے اپنے بلا سدھائے کتے سے کیا ہو اور اسے ذبح بھی خود ہی کیا ہو تو اسے بھی کھاؤ۔

٥٤٨٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتَّى لَغِبُوا، فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتَّى أَخَذْتُهَا، فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ، فَبَعَثَ إِلَى

(۵۴۸۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرالظہران (مکہ کے قریب ایک مقام) میں ہم نے ایک خرگوش کو ابھارا لوگ اس کے پیچھے دوڑے مگر نہ پایا پھر میں اس کے پیچھے لگا اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا' انہوں نے نبی

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا وَ فَخِذَيْهَا، فَقَبِلَهُ.

کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا کولھا اور دونوں رانیں بھیجیں تو آپ نے انہیں قبول فرمالیا۔

معلوم ہوا کہ خرگوش کھانا درست ہے اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔

٥٤٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ، وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًا، فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطًا فَأَبَوْا، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ)).

[راجع: ١٨٢١]

(۵۴۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام ابوالنضر نے' ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پھر وہ مکہ کے راستہ میں ایک جگہ پر اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے پیچھے رہ گئے خود ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام سے نہیں تھے اسی عرصہ میں انہوں نے ایک گورخر دیکھا اور (اسے شکار کرنے کے ارادہ سے) اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے (جو محرم تھے) کوڑا مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کیا پھر اپنا نیزہ مانگا لیکن اسے بھی اٹھانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوئے تو انہوں نے وہ خود اٹھایا اور گورخر پر حملہ کیا اور اسے شکار کر لیا پھر بعض نے تو اس کا گوشت کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا حکم پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانا تھا جو اللہ نے تمہارے لیے مہیا کیا تھا۔

حالت احرام میں کسی دوسرے کا شکار کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے۔

٥٤٩١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)).

[راجع: ١٨٢١]

(۵۴۹۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کیا البتہ اس روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت بچا ہوا ہے یا نہیں۔

تشریح ان جملہ احادیث کے لانے کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ شکار کو مشغلہ کے طور پر اختیار کرنا جائز ہے مگر یہ مشغلہ ایسا نہ ہو کہ فرائض اسلامیہ کی ادائیگی میں سستی کرنے کا سبب بن جائے۔ اس صورت میں یہ مشغلہ بہتر نہ ہو گا۔

١١- باب التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ

باب اس بیان میں کہ پہاڑوں پر شکار کرنا جائز ہے۔

اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ شکار کے لیے پہاڑوں پر چڑھنا محنت اٹھانا یا گھوڑے کو ہانک

لے جانا جائز درست ہے

٥٤٩٢- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَنَا رَجُلٌ حِلٌّ عَلَى فَرَسٍ، وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ، فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِينَ لِشَيْءٍ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ، فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: لاَ نَدْرِي، قُلْتُ: هُوَ حِمَارٌ وَحْشِيٌّ، فَقَالُوا: هُوَ مَا رَأَيْتَ. وَكُنْتُ نَسِيتُ سَوْطِي، فَقُلْتُ لَهُمْ : نَاوِلُونِي سَوْطِي فَقَالُوا: لاَ نُعِينُكَ عَلَيْهِ، فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ، ثُمَّ ضَرَبْتُ فِي أَثَرِهِ، فَلَمْ يَكُنْ إِلاَّ ذَاكَ حَتَّى عَقَرْتُهُ، فَأَتَيْتُ إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: قُومُوا فَاحْتَمِلُوا قَالُوا : لاَ نَمَسُّهُ، حَتَّى جِئْتُهُمْ بِهِ فَأَبَى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ، فَقُلْتُ : أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَدْرَكْتُهُ، فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ لِي ((أَبَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ مِنْهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((كُلُوا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ)).

[راجع: ١٥٢١]

(۵۴۹۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا' انہیں عمرو نے خبر دی' ان سے ابوالنضر نے بیان کیا' ان سے ابو قتادہ کے غلام نافع اور توامہ کے غلام ابوصالح نے کہ انہوں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوسرے لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا اور ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں پہاڑوں پر چڑھنے کا بڑا عادی تھا پھر اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ للچائی ہوئی نظروں سے کوئی چیز دیکھ رہے ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو ایک گورخر تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں! میں نے کہا کہ یہ تو گورخر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے وہی ہے۔ میں اپنا کوڑا بھول گیا تھا اس لیے ان سے کہا کہ مجھے میرا کوڑا دے دو لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں نے اتر کر خود کوڑا اٹھایا اور اس کے پیچھے سے اسے مارا' وہ وہیں گر گیا پھر میں نے اسے ذبح کیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اسے لے کر آیا۔ میں نے کہا کہ اب اٹھو اور اسے اٹھاؤ' انہوں نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوئیں گے۔ چنانچہ میں ہی اسے اٹھا کر ان کے پاس لایا۔ بعض نے تو اس کا گوشت کھایا لیکن بعض نے انکار کر دیا پھر میں نے ان سے کہا کہ اچھا میں اب تمہارے لیے آنحضرت ﷺ سے رکنے کی درخواست کروں گا۔ میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کھاؤ کیونکہ یہ ایک کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا ہے۔

تشریح: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو شکار کے لیے پہاڑوں پر چڑھنے کا مشاق بتایا ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ توامہ وہ لڑکی جو جڑواں پیدا ہو۔ یہ امیہ بن خلف کی بیٹی تھی جو اپنے بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔ اس لیے اس کا یہی نام پڑ گیا۔

١٢- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿أُحِلَّ

باب سورۂ مائدہ کی اس آیت کی تفسیر کہ ”حلال کیا گیا ہے

لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ تمہارے لیے دریا کا شکار کھانا"

وَقَالَ عُمَرُ: صَيْدُهُ مَا اصْطِيدَ، وَطَعَامُهُ مَا رُمِيَ بِهِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الطَّافِي حَلَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ، إِلاَّ مَا قَذِرْتَ مِنْهَا وَالْجِرِيُّ لاَ تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ، وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ وَقَالَ شُرَيْحٌ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ : أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الأَنْهَارِ وَقِلاَتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ : ثُمَّ تَلاَ ﴿هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ. وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ، وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلَى سَرْجٍ مِنْ جُلُودِ كِلاَبِ الْمَاءِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ : لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لأَطْعَمْتُهُمْ. وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ، وَ إِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ. وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرْيِ: ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّينَانُ وَالشَّمْسُ.

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دریا کا شکار وہ ہے جو تدبیر یعنی جال وغیرہ سے شکار کیا جائے اور "اس کا کھانا" وہ ہے جسے پانی نے باہر پھینک دیا ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو دریا کا جانور مر کر پانی کے اوپر تیر کر آئے وہ حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "اس کا کھانا" سے مراد دریا کا مردار ہے' سوا اس کے جو بگڑ گیا ہو۔ بام' جھینگے مچھلی کو یہودی نہیں کھاتے' لیکن ہم (فراغت سے) کھاتے ہیں' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شریح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر دریائی جانور مذبوحہ ہے' اسے ذبح کی ضرورت نہیں۔ عطاء نے کہا کہ دریائی پرندے کے متعلق میری رائے ہے کہ اسے ذبح کرے۔ ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا' کیا نہروں کا شکار اور سیلاب کے گڑھوں کا شکار بھی دریائی شکار ہے (کہ اس کا کھانا بلا ذبح جائز ہو) کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) سورۂ نحل کی اس آیت کی تلاوت کی کہ "یہ دریا بہت زیادہ میٹھا ہے اور یہ دوسرا دریا بہت زیادہ کھارا ہے اور تم ان میں سے ہر ایک سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاتے ہو اور حسن رضی اللہ عنہ دریائی کتے کے چمڑے سے بنی ہوئی زین پر سوار ہوئے اور شعبی نے کہا کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کھائیں تو میں بھی ان کو کھلاؤں گا اور حسن بصری کچھوا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دریائی شکار کھاؤ خواہ نصرانی نے کیا ہو یا کسی یہودی نے کیا ہو یا مجوسی نے کیا ہو اور ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شراب میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ اس پر پڑے تو پھر وہ شراب نہیں رہتی۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس اثر کو اس لیے لائے کہ مچھلی کے شراب میں ڈالنے سے وہی اثر ہوتا ہے جو شراب میں نمک ڈالنے سے کیونکہ پھر شراب کی صفت اس میں باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ ان لوگوں کے مذہب پر مبنی ہے جو شراب کا سرکہ بنانا درست جانتے ہیں۔ بعضوں نے مری کو مکروہ رکھا ہے۔ مری اس کو کہتے ہیں کہ شراب میں نمک اور مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں۔ قسطلانی نے کہا کہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے شافعیہ کا خلاف کیا ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی خاص مجتہد کے پیرو نہیں ہیں بلکہ جس قول کی دلیل قوی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں۔ آج کل اکثر مقلدین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی کہہ کر گراتے ہیں۔ ان کی یہ ہفوات ہرگز لائق توجہ نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ پختہ اہلحدیث اور کتاب و سنت کے متبع' تقلید جامد سے کوسوں دور خود فقیہ اعظم و

مجتہد معظم تھے۔

حضرت امام شعبی کا نام عامر بن شرحبیل بن عبدابو عمرو شعبی حمیری ہے۔ مثبت و ثقہ و امام بزرگ مرتبہ تابعی ہیں۔ پانچ سو صحابہ کرام کو دیکھا۔ اڑتالیس صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ سنہ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷ھ کے لگ بھگ میں وفات پائی۔ امام شعبی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے استاد اور ابراہیم نخعی کے ہم عصر ہیں۔ امام شعبی احکام شرعیہ میں قیاس کے قائل نہ تھے۔ ان کے حلم و کرم کا یہ عالم تھا کہ رشتہ داری میں جس کے متعلق ان کو معلوم ہو جاتا کہ وہ قرض دار ہو کر مرے ہیں تو ان کا قرض خود ادا کر دیتے۔ امام شعبی نے کبھی اپنے کسی غلام و لونڈی کو زدوکوب نہیں کیا۔ کوفہ کے اکثر علماء کے برخلاف حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھتے تھے۔ فتویٰ دینے میں نہایت محتاط تھے۔ ان سے جو مسئلہ پوچھا جاتا اگر اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی تو لا ادری میں نہیں جانتا کہہ دیا کرتے۔ اعمش کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام شعبی سے پوچھا کہ ابلیس کی بیوی کا کیا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ ذاک عرس ماشهدته مجھے اس شادی میں شرکت کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ایک مرتبہ خراسان کی مہم پر قتیبہ بن مسلم باہلی امیر المجاہدین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ عبدالملک نے امام شعبی کو شاہ روم کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ' ج:۱/ ص:۴۵ ط م)

٥٤٩٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، أَبُو عُبَيْدَةَ، فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا، فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ. [راجع: ٢٤٨٣]

(۵۴۹۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوہ خبط میں شریک تھے' ہمارے امیر الجیش حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم سب بھوک سے بیتاب تھے کہ سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی۔ ایسی مچھلی دیکھی نہیں گئی تھی۔ اسے عنبر کہتے تھے' ہم نے وہ مچھلی پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لے کر (کھڑی کر دی) تو وہ اتنی اونچی تھی کہ ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔

یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں کیا گیا تھا۔ جس میں بھوک کی وجہ سے لوگوں نے پتے کھائے۔ اسی لیے اسے جیش الخبط کہا گیا۔

٥٤٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَقَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ، وَأَمِيرُنَا أَبُوعُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ : فَأَكَلْنَا نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهِ حَتَّى صَلَحَتْ

(۵۴۹۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سوار روانہ کئے۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں قریش کے تجارتی قافلہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنی تھی پھر (کھانا ختم ہو جانے کی وجہ سے) ہم سخت بھوک اور فاقہ کی حالت میں تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ہم سلم کے پتے (خبط) کھا کر وقت گزارتے تھے۔ اسی لیے اس مہم کا نام "جیش الخبط" پڑ گیا اور سمندر نے ایک مچھلی باہر ڈال دی۔ جس کا

أَجْسَامُنَا، قال فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلاَعِهِ فَنَصَبَهُ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ. وَكَانَ فِينَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوعُ نَحَرَ ثَلاَثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلاَثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ.
[راجع: ٢٤٨٣]

نام عنبر تھا۔ ہم نے اسے آدھے مہینہ تک کھایا اور اس کی چربی تیل کے طور پر اپنے جسم پر ملی جس سے ہمارے جسم تندرست ہو گئے۔ بیان کیا کہ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کی ہڈی لے کر کھڑی کی تو ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہمارے ساتھ ایک صاحب (قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما) تھے جب ہم بہت زیادہ بھوکے ہوئے تو انہوں نے یکے بعد دیگر تین اونٹ ذبح کر دیئے۔ بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے منع کر دیا۔

کیونکہ سواریوں کے کم ہونے کا خطرہ تھا اور سفر میں سواریوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

١٣- باب أَكْلِ الْجَرَادِ

باب ٹڈی کھانا جائز ہے

٥٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. قَالَ سُفْيَانُ: وَأَبُو عَوَانَةَ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

(٥٤٩٥) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے ابو یعفور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات یا چھ غزووں میں شریک ہوئے۔ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان' ابو عوانہ اور اسرائیل نے ابو یعفور سے بیان کیا اور ان سے ابن ابی اوفیٰ نے "سات غزوہ" کے لفظ روایت کئے۔

ٹڈی کھانا بلا تردد جائز ہے۔ یہ عطیہ بھی ہے اور عذاب بھی کیونکہ جہاں ان کا حملہ ہو جائے کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

١٤- باب آنِيَةِ الْمَجُوسِ وَالْمَيْتَةِ

باب مجوسیوں کا برتن استعمال کرنا اور مردار کا کھانا کیسا ہے؟

٥٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ،

(٥٤٩٦) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا' ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ربیعہ بن یزید دمشقی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں اپنے تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے کتے سے اور بے سدھائے کتے سے بھی؟ آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل

أَنْكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلاَ تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ إِلاَّ أَنْ لاَتَجِدُوا بُدًّا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ، أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ)).

کتاب کے ملک میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو۔ البتہ اگر ضرورت ہو اور کھانا ہی پڑ جائے تو انہیں خوب دھولیا کرو اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو شکار تم اپنے تیر کمان سے کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو وہ بھی کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے بلا سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اسے خود ذبح کیا ہو اسے کھاؤ۔

[راجع: ٥٤٧٨]

اس آخری جملہ سے معلوم ہوا کہ مردار کا کھانا جائز نہیں ہے۔

تشریح: اہل کتاب کے برتنوں سے وہ برتن مراد ہے جن میں وہ لوگ حرام جانوروں کا گوشت پکاتے تھے اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے تھے اس لیے ان کے استعمال سے منع کیا گیا اور سخت ضرورت کے وقت مجبوری میں ان کو خوب صاف کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی (فتح الباری)

٥٤٩٧- حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ : لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيرَانَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى مَا أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النِّيرَانَ؟)) قَالُوا: لُحُومَ الْحُمُرِ الأَنْسِيَّةِ قَالَ: ((أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا، وَاكْسِرُوا قُدُورَهَا)). فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَوْ ذَاكَ)).

(۵۴۹۷) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی عبیدہ نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح خیبر کی شام کو لوگوں نے آگ روشن کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ آگ تم لوگوں نے کس لیے روشن کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گدھے کا گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہانڈیوں میں جو کچھ (گدھے کا گوشت) ہے اسے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ہانڈی میں جو کچھ (گوشت وغیرہ) ہے اسے ہم پھینک دیں اور برتن دھولیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی کر سکتے ہو۔

[راجع: ٢٤٧٧]

تشریح: اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ گدھا چونکہ حرام تھا تو ذبح سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ مردار ہی رہا اور مردار کا حکم ہوا کہ جس ہانڈی میں مردار پکایا جائے وہ ہانڈی بھی توڑ دی جائے یا دھو ڈالے۔

١٥- باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ، وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

باب ذبح پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے اسے قصداً چھوڑ دیا ہو اس کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ نَسِيَ فَلاَ بَأْسَ وَقَالَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کوئی حرج

اللہ تعالی ﴿وَلاَ تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ وَالنَّاسِي لاَ يُسَمَّى فَاسِقًا. وَقَوْلِهِ ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾.

نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور نہ کھاؤ اس جانور کو جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بلاشبہ یہ نافرمانی ہے اور (کوئی نیک کام) بھول جانے والے کو فاسق نہیں کہا جا سکتا" اور اللہ تعالیٰ کا قرآن میں فرمان اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو پٹی پڑھاتے ہیں تاکہ وہ تم سے کٹ حجتی کریں اور اگر تم ان کا کہا مانو گے تو البتہ تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

تشریح: گویا یہ آیت لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کو قوت دی کہ اگر بھول سے بسم اللہ ترک کرے تو جانور حلال ہی رہے گا کیونکہ بھول سے ترک کرنے والا نہ شیطان کا دوست ہو سکتا ہے نہ مشرک ہو سکتا ہے۔

٥٤٩٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ، فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: وَقَالَ جَدِّي إِنَّا لَنَرْجُوا أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ

(۵۴۹۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسروق نے' ان سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام ذی الحلیفہ میں تھے کہ (ہم) لوگ بھوک اور فاقہ میں مبتلا ہو گئے پھر ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں۔ آنحضرت ﷺ سب سے پیچھے تھے۔ لوگوں نے جلدی کی بھوک کی شدت کی وجہ سے (اور آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی غنیمت کے جانوروں کو ذبح کر لیا) اور ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں پھر جب آنحضرت ﷺ وہاں پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر آنحضرت ﷺ نے غنیمت کی تقسیم کی اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ قوم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی لوگ اس اونٹ کے پیچھے دوڑے لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک شخص نے اس پر تیر کا نشانہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں جنگلیوں کی طرح وحشت ہوتی ہے۔ اس لیے جب کوئی جانور بھڑک کر بھاگ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ عبایہ نے بیان کیا کہ میرے دادا (رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ) نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں کیا ہم (دھاردار) لکڑی سے ذبح کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیز بھی خون بہا دے اور (ذبح کرتے وقت) جانور

وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)).

[راجع: ٢٤٨٨]

پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ البتہ (ذبح کرنے والا آلہ) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیئے۔ دانت اس لیے نہیں کہ یہ ہڈی ہے (اور ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے) اور ناخن اس لیے نہیں کہ حبشی لوگ ان کو چھری کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

اس باب کا مطلب اس لفظ سے نکلتا ہے وذکر اسم اللہ علیہ۔ حنفیہ نے اس ناخون اور دانت سے ذبح جائز رکھا ہے جو آدمی کے بدن سے جدا ہو مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

١٦- باب مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالأَصْنَامِ

باب وہ جانور جن کو تھانوں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ان کا کھانا حرام ہے

٥٤٩٩- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو ابْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لاَ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلاَ آكُلُ إِلاَّ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ)).

(٥٤٩٩) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز یعنی ابن المختار نے بیان کیا' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی' کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ آنحضور ﷺ کی زید بن عمرو بن نوفل سے مقام بلدح کے نشیبی حصہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ آپ نے وہ دسترخوان جس میں گوشت تھا جسے ان لوگوں نے آپ کی ضیافت کے لیے پیش کیا تھا مگر ان پر ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا گیا تھا' آپ نے اسے زید بن عمرو کے سامنے واپس فرما دیا اور آپ نے فرمایا کہ تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں نہیں کھاتا' میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

تشریح: نص قرآن ﴿ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ ﴾ (المائدة : ٣) سے ان تمام جانوروں کا گوشت حرام ہو جاتا ہے جو جانور غیر اللہ کے نام پر تقرب کے لیے نذر کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی میں مدار کا بکرا اور سید سالار کے نام پر چھوڑا ہوا جانور بھی داخل ہے جیسا کہ اہل بدعت کا معمول ہے۔ بلدح حجاز میں مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ روایت میں مذکورہ زید بن عمرو سعید بن زید کے والد ہیں اور سعید عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم۔

١٧- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ))

باب اس بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جانور کو اللہ ہی کے نام پر ذبح کرنا چاہیئے

٥٥٠٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ

(٥٥٠٠) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے' ان سے اسود بن قیس نے' ان سے جندب بن سفیان بجلی نے بیان کیا کہ ہم

سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أُضْحِيَةً ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا أُنَاسٌ قَدْ ذَبَحُوا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلاَةِ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ)).

[راجع: ۹۸۵]

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ قربانی کی۔ کچھ لوگوں نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کرلی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ (نماز پڑھ کر) واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنی قربانیاں نماز سے پہلے ہی ذبح کرلی ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہو' اسے چاہیئے کہ اس کی جگہ دوسری ذبح کرے اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے نہ ذبح کی ہو اسے چاہیئے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ قربانی کا جانور نماز سے پہلے ادھر ادھر لے جا کر ذبح کر دیتے ہیں وہ قربانی نہیں صرف ایک معمولی گوشت بن کر رہ جاتا ہے۔ قربانی وہی ہے جو نماز عید کے بعد ذبح کی جائے اور بس۔

۱۸- باب مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيدِ

باب بانس' سفید دھاردار پتھر اور لوہا جو خون بہادے اس کا حکم کیا ہے؟

۵۵۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا. فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا. فَقَالَ لأَهْلِهِ: لاَ تَأْكُلُوا حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ، أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَسْأَلُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

[راجع: ۲۳۰۴]

(۵۵۰۱) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے' انہوں نے ابن کعب بن مالک سے سنا' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان کے گھر کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی (چراتے وقت ایک مرتبہ) اس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے والی ہے۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری ذبح کر دی تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس وقت تک نہ کھانا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم نہ پوچھ آؤں یا (انہوں نے یہ کہا کہ) میں کسی کو بھیجوں جو آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھ آئے پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا کسی کو بھیجا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت بخشی۔

۵۵۰۲- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِالْجَبَلِ الَّذِي بِالسُّوقِ وَهُوَ

(۵۵۰۲) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے بنی سلمہ کے ایک صاحب (ابن کعب بن مالک) نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر دی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی اس پہاڑی پر جو سوق مدنی میں ہے

بِسَلْعٍ، فَأُصِيبَتْ شَاةٌ، فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا، فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

[راجع: ٢٣٠٤]

اور جس کا نام سلع ہے' بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک بکری مرنے کے قریب ہو گئی تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبح کر لیا' پھر لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔

٥٥٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لَنَا مُدًى فَقَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ، لَيْسَ الظُّفُرَ وَالسِّنَّ، أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ، وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ. وَنَدَّ بَعِيرٌ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِهَذِهِ الإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا هَكَذَا)).

[راجع: ٢٤٨٨]

(۵۵۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں سعید بن مسروق نے' انہیں عبایہ بن رافع نے اور انہیں ان کے دادا (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ) نے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس چھری نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو (دھاردار) چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو تو (اس سے ذبح کیا ہوا جانور) کھا سکتے ہو لیکن ناخن اور دانت سے ذبح نہ کیا گیا ہو کیونکہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھاگ گیا تو (تیر مار کر) اسے روک لیا گیا۔ آپ نے اس پر فرمایا یہ اونٹ بھی جنگلی جانوروں کی طرح بھڑک اٹھتے ہیں اس لیے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔

١٩- باب ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ وَالأَمَةِ

باب (مسلمان) عورت اور لونڈی کا ذبیحہ بھی جائز ہے

٥٥٠٤- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ بِهَذَا.

[راجع: ٢٣٠٤]

(۵۵۰۴) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں عبیداللہ نے' انہیں نافع نے' انہیں کعب بن مالک کے ایک بیٹے نے اور انہیں ان کے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے بکری پتھر سے ذبح کر لی تھی تو نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔ اور لیث نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا' انہوں نے قبیلہ انصار کے ایک شخص کو سنا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی نبی کریم ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی پھر اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

٥٥٠٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

(۵۵۰۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے کہ حضرت معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ نے انہیں خبر دی کہ کعب بن

جَارِيَةٌ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا، فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُوهَا)).

مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ریوڑ میں سے ایک بکری مرنے لگی تو اس نے اسے مرنے سے پہلے پتھر سے ذبح کر دیا پھر نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔

باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٢٠- باب لاَ يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

باب اس بارے میں کہ جانور کو دانت' ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

٥٥٠٦- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلْ يَعْنِي - مَا أَنْهَرَ الدَّمَ - إِلاَّ السِّنَّ وَالظُّفُرَ)). [راجع: ٢٤٨٨]

(۵۵۰۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ یعنی (ایسے جانور کو جسے ایسی دھاردار چیز سے ذبح کیا گیا ہو) جو خون بہادے۔ سوا دانت اور ناخن کے (یعنی ان سے ذبح کرنا درست نہیں ہے)

تشریح: باب کی حدیث میں صرف دانت اور ناخن کا ذکر ہے ہڈی امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق سے نکالی جس میں دانت سے ذبح جائز نہ ہونے کی یہ وجہ مذکور ہے کہ وہ ہڈی ہے۔

٢١- باب ذَبِيحَةِ الأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

باب دیہاتیوں یا ان کے جیسے (احکام دین سے بے خبر لوگوں) کا ذبیحہ کیسا ہے؟

٥٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ لاَ نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ، فَقَالَ: ((سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ)). قَالَتْ: وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ. [راجع: ٢٠٥٧]

(۵۵۰۷) ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسامہ بن حفص مدنی نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (گاؤں کے) کچھ لوگ ہمارے یہاں گوشت (بیچنے) لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام بھی (ذبح کرتے وقت) لیا تھا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان پر کھاتے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور کھا لیا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ لوگ ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس کی متابعت علی نے دراوردی سے کی اور اس کی متابعت ابو خالد اور طفاوی نے کی۔

٢٢- باب ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب اہل کتاب کے ذبیحے اور ان ذبیحوں کی چربی کا بیان

وَشُحُومِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لاَ بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ، وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللهِ فَلاَ تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللهُ لَكُمْ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ. وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ : لاَ بَأْسَ بِذَبِيحَةِ الأَقْلَفِ.

خواہ وہ حربیوں میں سے ہوں یا غیر حربیوں میں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا کہ آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی جنہیں کتاب دی گئی ہے تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔ زہری نے کہا کہ نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم سن لو کہ وہ (ذبح کرتے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیتا ہے تو اسے نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کے کفر کا علم تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی جاتی ہے۔ حسن اور ابراہیم نے کہا کہ غیر مختون (اہل کتاب) کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آج کل کے اہل کتاب یا مجوسی سراسر مشرک ہیں اور اپنے معبودان باطل ہی کا نام لیتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ حربی وہ کافر جو مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں غیر حربی جن سے لڑائی نہ ہو۔

٥٥٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لآخُذَهُ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ. [راجع: ٣١٥٣]

(٥٥٠٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ایک تھیلا پھینکا جس میں (یہودیوں کے ذبیحہ کی) چربی تھی۔ میں اس پر جھپٹا کہ اٹھا لوں لیکن مڑ کے جو دیکھا تو پیچھے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں آپ کو دیکھ کر شرما گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (آیت میں) طعامھم سے مراد اہل کتاب کا ذبح کردہ جانور ہے۔

تشریح: قال الزهری لا باس بذبیحة نصاری العرب وان سمعته یهل لغیر الله فلا تاکل وان لم تسمعه فقد احله الله لکم وعلم کفرهم (فتح) یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے ہاں اگر تم سنو کہ اس نے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا ہے تو پھر اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ ہاں اگر نہ سنا ہو تو اس کا ذبیحہ باوجود ان کے کافر ہونے کے حلال کیا ہے۔

٢٣- باب مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

باب اس بیان میں کہ جو پالتو جانور بدک جائے وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہے

وَأَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِي يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِي بَعِيرٍ تَرَدَّى فِي بِئْرٍ مِنْ حَيْثُ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو جانور تمہارے قابو میں ہونے کے باوجود تمہیں عاجز کر دے (اور ذبح نہ کرنے دے) وہ بھی شکار ہی کے حکم میں ہے اور (فرمایا کہ)

قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَذَكِّهِ. وَرَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ

اونٹ اگر کنوئیں میں گر جائیں تو جس طرف سے ممکن ہو اسے ذبح کر لو۔ علی' ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی فتویٰ ہے۔

٥٥٠٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا لاَقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى. فَقَالَ: ((اعْجَلْ - أَوْ أَرِنْ - مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)). وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا)). [راجع: ٢٤٨٨]

(٥٥٠٩) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے اور ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر جلدی کر لو یا (اس کے بجائے) "ارن" کہا یعنی جلدی کر لو جو آلہ خون بہا دے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیئے اور اس کی وجہ بھی بتا دوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ اور ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں ان میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا تو ایک صاحب نے تیر سے اسے مار کر گرا لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں' اس لیے اگر ان میں سے بھی کوئی تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

تشریح ایسا اونٹ یا کوئی اور حلال جانور اگر قابو سے باہر ہو جائے تو اسے تیر وغیرہ سے بسم اللہ پڑھ کر گرا لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ روایت میں مذکورہ لفظ ارن راء کے کسرہ اور نون کے جزم کے ساتھ ہے۔ فراجع النووی ان ارن بمعنی اعجل یعنی ذبح کرتے وقت جلدی کرو تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (فتح)

٢٤- باب النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

باب نحر اور ذبح کے بیان میں

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ : عَنْ عَطَاءٍ، لاَ ذَبْحَ وَلاَ نَحْرَ إِلاَّ فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ. قُلْتُ: أَيَجْزِي مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. ذَكَرَ اللهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ، فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ، وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَالذَّبْحُ قَطْعُ الأَوْدَاجِ. قُلْتُ فَيُخَلِّفُ الأَوْدَاجَ حَتَّى يَقْطَعَ النُّخَاعَ؟ قَالَ : لاَ إِخَالُ. وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهَى عَنِ

اور ابن جریج نے عطاء سے بیان کیا کہ ذبح اور نحر' صرف ذبح کرنے کی جگہ یعنی (حلق پر) اور نحر کرنے کی جگہ یعنی (سینہ کے اوپر کے حصہ) میں ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے (حلق پر چھری پھیر کر) انہیں نحر کرنا (سینہ کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر ذبح کرنا) کافی ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ نے (قرآن مجید میں) گائے کو ذبح کرنے کا ذکر کیا ہے پس اگر تم کسی جانور کو ذبح کرو جسے نحر کیا جاتا ہے (جیسے اونٹ) تو جائز ہے لیکن میری رائے میں اسے نحر کرنا ہی بہتر ہے "ذبح" گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کہ

النَّخعِ يَقُولُ يَقْطَعُ مَا دُونَ الْعَظْمِ، ثُمَّ يَدَعُ حَتَّى تَمُوْتَ. وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ وَقَالَ ﴿فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ﴾ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الزَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ : إِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَا بَأْسَ.

گردن کی رگیں کاٹتے ہوئے کیا حرام مغز بھی کاٹ دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں اسے ضروری نہیں سمجھتا اور مجھے نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا صرف گردن کی ہڈی تک (رگوں کو) کاٹا جائے گا اور چھوڑ دیا جائے گا تاکہ جانور مر جائے اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں فرمان اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو اور فرمایا' پھر انہوں نے ذبح کیا اور وہ کرنے والے نہیں تھے۔ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ذبح حلق میں بھی کیا جا سکتا ہے اور سینہ کے اوپر کے حصہ میں بھی۔ ابن عمر' ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر سر کٹ جائے گا تو کوئی حرج نہیں۔

تشریح: نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے دوسرے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ حافظ نے کہا اونٹ کا ذبح بھی کئی احادیث سے ثابت ہے۔ گائے کا ذبح قرآن مجید میں مذکور ہے اور نحر حدیث میں مذکور ہے اور جمہور علماء کے نزدیک نحر اور ذبح دونوں جائز ہے۔

٥٥١٠- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.

(٥٥١٠) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میری بیوی فاطمہ بنت منذر نے خبر دی' ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

٥٥١١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

[راجع: ٥٥١٠]

(٥٥١١) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے عبدہ سے سنا' انہوں نے ہشام سے' انہوں نے فاطمہ سے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا اس وقت ہم مدینہ میں تھے۔

٥٥١٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ: قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهُ وَكِيعٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ.

(٥٥١٢) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے فاطمہ بنت منذر نے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑے کو نحر کیا (اس کے سینے کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر) پھر اسے کھایا۔ اس کی متابعت وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے "نحر" کے

[راجع: ٥٥١٠] ذکر کے ساتھ کی۔

گھوڑے کا نحر اور ذبیحہ دونوں جائز ہے اور اس کا گوشت حلال ہے مگر چونکہ جہاد میں اس کی زیادہ ضرورت ہے اس لیے اس کو کھانے کا عام معمول نہیں ہے۔

٢٥- باب يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُورَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

باب زندہ جانور کے پاؤں وغیرہ کاٹنا یا اسے بند کر کے تیر مارنا یا باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنانا جائز نہیں ہے

المثلة بضم الميم وسكون الثاء هي قطع اطراف الحيوان او بعضها وهو حي والصبورة والمجثمة التي تربط وتجعل غرضا للرمي فاذا مانت من ذالك لم يحل أكلها مطلب وہی ہے جو بیان ہوا روایت میں مذکورہ حکم بن ایوب ابن ابی عقیل ثقفی حجاج بن یوسف کے چچا کے بیٹے ہیں جو بصرہ میں ان کے نائب مقرر ہوئے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

٥٥١٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَقَالَ أَنَسٌ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

(٥٥١٣) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے ہشام بن زید نے' کہا کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے یہاں گیا' انہوں نے وہاں چند لڑکوں کو یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٥١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي يَحْيَى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيهَا، فَمَشَى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتَّى حَلَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ : ازْجُرُوا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَصْبِرَ هَذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

(٥٥١٤) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو اسحاق بن سعید بن عمرو نے خبر دی' انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے یہاں تشریف لے گئے۔ یحییٰ کی اولاد میں سے ایک بچہ ایک مرغی باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول لیا پھر مرغی کو اور بچے کو اپنے ساتھ لائے اور یحییٰ سے کہا کہ اپنے بچہ کو منع کر دو کہ اس جانور کو باندھ کر نہ مارے کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے کسی جنگلی جانور یا کسی بھی جانور کو باندھ کر جان سے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٥١٥- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَمَرُّوا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوْا

(٥٥١٥) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے' ان سے ابوبشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ چند جوانوں یا (یہ کہا کہ) چند آدمیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے

ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ.

تھے جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ اس کی متابعت سلیمان نے شعبہ سے کی ہے۔

مرغی یا اور ایسے ہی زندہ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کرنا ایسا جرم ہے جن کا ارتکاب کرنے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

- حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيدٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے منہال نے بیان کیا' ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی زندہ جانور کے پاؤں یا دوسرے ٹکڑے کاٹ ڈالے۔ اور عدی نے بیان کیا' ان سے سعید نے' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

٥٥١٦- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. [راجع: ٢٤٧٤]

(۵۵۱۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آنحضرت ﷺ نے رہزنی کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: یہ جملہ احادیث اسلام کی رحم و کرم کی پاکیزہ ہدایات پر بین دلیل ہیں جن کے خلاف عمل کرنے والے اسلام کے نزدیک ملعون ہیں جو معاندین اسلامی رحم و کرم کے منکر ہیں ان کو ایسی پاکیزہ تعلیمات پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔ صاف ہدایت ہے ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا سچ ہے ۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

٢٦- باب الدَّجَاجِ

باب مرغی کھانے کا بیان

٥٥١٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ دَجَاجًا. [راجع: ٣١٣٣]

(۵۵۱۷) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابو قلابہ نے' ان سے زہدم جرمی نے' ان سے ابو موسیٰ یعنی الاشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

مرغی کے حلال ہونے پر سب کا اتفاق ہے یہ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر ہیں بنوطے کے آزاد کردہ ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے اور ان سے عکرمہ اور اوزاعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

٥٥١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ عَنِ

(۵۵۱۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب بن ابی تمیمہ نے بیان کیا' ان سے قاسم نے' ان

الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: أُدْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ. قَالَ : إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ آكُلَهُ. فَقَالَ ادْنُ، أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ، فَوَافَقْتُهُ وَهْوَ غَضْبَانُ، وَهْوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ: فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لاَ يَحْمِلَنَا قَالَ : مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ. ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ، فَقَالَ: أَيْنَ الأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ الأَشْعَرِيُّونَ؟ قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ، فَقُلْتُ لأَصْحَابِي : نَسِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ، فَوَاللهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لاَ نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا، فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ. فَقَالَ: ((إِنَّ اللهَ هُوَ حَمَلَكُمْ، إِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا

سے زہدم نے بیان کیا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ہم میں اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارہ تھا پھر کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا' حاضرین میں ایک شخص سرخ رنگ کا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ کھانے میں شریک نہیں ہوا' ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا اسی وقت سے مجھے اس سے گھن آنے لگی ہے اور میں نے قسم کھا لی ہے کہ اب اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شریک ہو جاؤ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یا انہوں نے کہا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر حاضر ہوا' میں آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو آپ خفا تھے آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی وقت ہم نے آنحضرت ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ کا سوال کیا آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ہمیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تمہارے لیے سواری کا کوئی جانور نہیں ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس مال غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اشعری کہاں ہیں' اشعری کہاں ہیں؟ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں پانچ سفید کوہان والے اونٹ دے دیئے۔ تھوڑی دیر تک تو ہم خاموش رہے لیکن پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں اور اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہیں پا سکیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ سے سواری کے اونٹ ایک مرتبہ مانگے تھے تو آپ نے ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہ دینے کی قسم کھالی تھی ہمارے خیال میں آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جس نے تمہیں سواری کے لیے جانور عطا فرمایا۔ اللہ کی قسم

مِنْهَا إِلاَّ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)).
[راجع: ٣١٣٣]

اگر خدا نے چاہا تو کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں کوئی قسم کھالوں اور پھر بعد میں مجھ پر واضح ہو جائے کہ اس کے سوا دوسری چیز اس سے بہتر ہے اور پھر وہی میں نہ کروں جو بہتر ہے' میں قسم توڑ دوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہو گا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا دلی مطلب یہ تھا کہ تم بھی اپنی قسم توڑ کر مرغی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ مرغی ایسا جانور نہیں ہے جس کی مطلق غذا گندگی ہو وہ اگر گندگی کھاتی ہے تو پاکیزہ اشیاء بھی بکثرت کھاتی ہے پس اس کی حلت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

٢٧- باب لُحُومِ الْخَيْلِ

باب گھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان

٥٥١٩- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ٥٥١٠]

(۵۵۱۹) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' ان سے فاطمہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور اسے کھایا۔

٥٥٢٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.
[راجع: ٤٢١٩]

(۵۵۲۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمادی تھی اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی رخصت دی تھی۔

تشریح: از حضرت الاستاذ مولانا ابوالحسن عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری مدظلہ العالی گھوڑے کی بلا کراہیت حلت کے قائل' امام شافعی اور امام احمد کے علاوہ صاحبین اور طحاوی حنفی بھی ہیں۔ امام مالک سے کراہیت تنزیہی اور تحریمی دونوں منقول ہیں۔ امام ابوحنیفہ سے تین قول منقول ہیں کراہت تنزیہی و تحریمی' رجوع عن القول بالتحریم۔ حنفیہ کے ہاں اصح اور ارجح قول تحریم کا ہے۔ طرفین کے دلائل اور جوابات شروح بخاری (فتح الباری' عینی) شرح مؤطا امام مالک للزرقانی و شرح معانی الآثار للطحاوی میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ حلت کے دلائل واضحہ قویہ آجانے کے بعد تعامل یا عمل امت کی طرف التفات بے معنی اور لغو کام ہے۔ حجت شرعی کتاب و سنت اور اجماع پھر قیاس صحیح ہے۔ گھوڑے کا عام اور بڑا مصرف شروع ہی سے سواری رہا ہے۔ اس لیے اس کے کھانے کا رواج نہیں ہے۔ علاوہ بریں عطاء بن ابی رباح سے تمام صحابہ کی طرف سے بلا استثناء احدے اکل لحم خیل کی نسبت ثابت ہے کان السلف (ای الصحابة) کانوا یاکلونه (ابن ابی شیبة) (عبیداللہ رحمانی مبارک پوری)

٢٨- باب لُحُومِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ.

فِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب پالتو گدھوں کا گوشت کھانا منع ہے اس باب میں

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

۵۵۲۱- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَالِمٍ وَ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

[راجع: ۸۵۳]

(۵۵۲۱) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں عبیداللہ نے' انہیں سالم اور نافع نے اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کردی تھی۔

۵۵۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَالِمٍ.

[راجع: ۸۵۳]

(۵۵۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔ اس روایت کی متابعت ابن المبارک نے کی تھی' ان سے نافع نے اور ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے اور ان سے سالم نے اسی طرح سے بیان کیا۔

تشریح: حضرت مسدد بن مسرہد بصرہ کے باشندے ہیں۔ حضرت امام بخاری اور ابوداؤد وغیرہ کے استاد ہیں۔ سنہ ۲۲۸ھ میں انتقال فرمایا' رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۵۵۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ، وَلُحُومِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [راجع: ۴۲۱۶]

(۵۵۲۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں محمد بن علی کے بیٹے عبداللہ اور حسن نے اور انہیں ان کے والد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

تشریح: حرمت متعہ کے متعلق امت کا اجماع ہے مگر شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں اور بعض شاذ آثار سے استدلال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس بارے میں علامہ ابن حزم کو بھی متہم کرتے ہیں حالانکہ حافظ صاحب نے صاف لکھا ہے وقد اعترف ابن حزم مع ذالک بتحریمها لثبوت قوله صلی الله علیه وسلم انها حرام الٰی یوم القیامة قال فآمنا بهذا القول والله اعلم (فتح الباری پارہ: ۲۱/ ص: ۱۴۳) یعنی اس کے باوجود علامہ ابن حزم نے متعہ کی حرمت کا اقرار کیا ہے کیونکہ یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے پس اسی فرمان نبوی پر ہمارا ایمان ہے۔

۵۵۲۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِي

(۵۵۲۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا اور گھوڑوں کے

لُحُومِ الْخَيْلِ. [راجع: ٤٢١٩]

٥٥٢٥، ٥٥٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

[راجع: ٣١٥٥، ٤٢٢١، ٤٢٢٢]

٥٥٢٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُونُ وَيُونُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

٥٥٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ، وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ. [راجع: ٣٧١]

٥٥٢٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ حُمُرِ

لیے رخصت فرمادی تھی۔

(۵۵۲۵-۵۵۲۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی نے بیان کیا اور ان سے براء اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

(۵۵۲۷) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں ابو ادریس نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام قرار دیا تھا۔ اس روایت کی متابعت زبیدی اور عقیل نے ابن شہاب سے کی ہے۔ مالک' معمر' ماجشون' یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۵۲۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے پھر دوسرے صاحب آئے اور کہا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے پھر تیسرے صاحب آئے اور کہا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک منادی کے ذریعہ لوگوں میں اعلان کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہیں چنانچہ اسی وقت ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ (گدھے کے) گوشت سے جوش مار رہی تھیں۔

(۵۵۲۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا

الأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ يَقُولُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ. وَلَكِنْ أَبَى ذَاكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ ﴿قُلْ لاَ أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾.

گوشت کھانے سے منع کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ نے ہمیں بصرہ میں یہی بتایا تھا لیکن علم کے سمندر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا اور (استدلال میں) اس آیت کی تلاوت کی "قل لا اجد فیما اوحی الی محرما"

تشریح: اس آیت میں حرام ماکولات کا ذکر ہے جس میں مذکورہ گدھے کا ذکر نہیں ہے۔ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان احادیث کا علم نہ ہوا ہو ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتے یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس خیال سے بعد میں رجوع کر لیا ہو' واللہ اعلم بالصواب۔

۲۹- باب أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

باب ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے (و پرندے) کے گوشت کھانے کے بارے میں

۵۵۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. تَابَعَهُ يُونُسُ وَ مَعْمَرٌ وَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُونُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ۵۷۸۰، ۵۷۸۱]

(۵۵۳۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں ابو ادریس خولانی نے اور وہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ اس روایت کی متابعت یونس' معمر' ابن عیینہ اور ماجشون نے زہری کی سند سے کی ہے۔

ذی ناب سے مراد ایسے دانت ہیں جن سے درندہ جانور یا پرندہ اپنے شکار کو زخمی کر کے پھاڑ دیتا ہے۔

۳۰- باب جُلُودِ الْمَيْتَةِ

باب مردار جانور کی کھال کا کیا حکم ہے؟

۵۵۳۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: ((هَلاَّ اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا؟)) قَالُوا: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ. قَالَ: ((إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا)). [راجع: ۱۴۹۲]

(۵۵۳۱) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مری ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔

چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

۵۵۳۲- حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلاَنَ

(۵۵۳۲) ہم سے خطاب بن عثمان نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا' ان سے ثابت بن عجلان نے بیان کیا' انہوں نے سعید بن

قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: ((مَا عَلَى أَهْلِهَا لَوْ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا)). [راجع: ۱۴۹۲]

جبیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرے ہوئے بکرے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اس کے مالکوں کو کیا ہو گیا ہے اگر وہ اس کے چمڑے کو کام میں لاتے (تو بہتر ہوتا)

۳۱- باب الْمِسْكِ

باب مشک کا استعمال جائز ہے

۵۵۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكْلَمُ فِي اللهِ إِلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يُدْمِي، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ)). [راجع: ۲۳۷]

(۵۵۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے بیان کیا' کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے بیان کیا' ان سے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زخمی بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہو گیا ہو اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے جو خون جاری ہو گا اس کا رنگ تو خون ہی جیسا ہو گا مگر اس میں مشک جیسی خوشبو ہو گی۔

تشریح مشک کے ذکر کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ جیسے کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ایسے ہی مشک بھی پہلے ایک گندہ' خون ہوتی ہے پھر سوکھ کر پاک ہو جاتی ہے مشک کا باجماع اہل اسلام پاک ہونا متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ مشک کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور آپ نے جنت کی مٹی کے لیے فرمایا کہ وہ مشک جیسی خوشبودار ہے اور قرآن مجید میں ہے ختامہ مسک اور مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مشک سب خوشبوؤں سے بڑھ کر عمدہ خوشبو ہے الغرض مشک پاک ہے۔

۵۵۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً. وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً)). [راجع: ۲۱۰۱]

(۵۵۳۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ نے' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

تشریح مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے بھی مشک کا پاک اور بہتر ہونا ثابت فرمایا ہے اور اسے اچھے اور صالح دوست سے تشبیہ دی ہے بے شک

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالع ترا طالع کند

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ حافظ قرآن اور سنت رسول کے حامل تھے۔ کلام الٰہی خاص انداز اور لحن داؤد علیہ السلام سے پڑھا کرتے تھے۔ تمام سامعین محو رہتے تھے۔ ان کی تلاوت پر خوش ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۳۲- باب الأَرْنَبِ

باب خرگوش کا گوشت حلال ہے

۵۵۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَتَعِبُوا، فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا، أَوْ قَالَ: بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَهَا.

(۵۵۳۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ ہم مرالظہران میں تھے۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور تھک گئے پھر میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دونوں کولہے یا (راوی نے بیان کیا کہ) اس کی دونوں رانیں نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجیں اور آنحضرت ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

بعض لوگ اس جانور کو اس لیے نہیں کھاتے کہ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خیال کی تردید فرماتے ہوئے خرگوش کا کھانا حلال ثابت فرمایا ہے۔

۳۳- باب الضَّبِّ

باب ساہنہ کھانا جائز ہے

۵۵۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلاَ أُحَرِّمُهُ)).

(۵۵۳۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ساہنہ میں خود نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔

ساہنہ ایک مشہور جنگلی جانور ہے جو حلال ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اسے نہیں کھایا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

۵۵۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ، فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ

(۵۵۳۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابوامامہ بن سہل نے' ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا ساہنہ لایا گیا آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن بعض

فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَخْبِرُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ، فَقَالُوا. هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ((لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)). قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُه فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ.[راجع: ٥٣٩١]

عورتوں نے کہا کہ آپ جو کھانا دیکھ رہے ہیں اس کے متعلق آپ کو بتا دو۔ عورتوں نے کہا کہ یہ ساہنہ ہے یا رسول اللہ! چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن چونکہ یہ ہمارے ملک میں نہیں پایا جاتا اس لیے طبیعت اس سے انکار کرتی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھایا اور آنحضرت ﷺ دیکھ رہے تھے۔

تشریح: کوئی کھائے یا نہ کھائے یہ امر اختیاری ہے مگر ساہنہ کا کھانا بلا تردد جائز و حلال ہے۔ جیسا کہ یہاں احادیث میں مذکور ہے۔ امام احمد اور امام طحاوی نے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے ساہنہ کے گوشت کی ہانڈیاں الٹ دی تھیں۔ یہ اس پر محمول ہے کہ پہلے آپ کو اس کے مسخ ہونے کا گمان تھا پھر یہ گمان جاتا رہا اور آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے کی اجازت دی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اللہ کی تلوار سے ملقب ہیں جو سنہ ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٣٤- بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ

باب جب جمے ہوئے یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا پڑ جائے تو کیا حکم ہے

٥٥٣٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ)). قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا. [راجع: ٢٣٥]

(۵۵۳۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک چوہا گھی میں پڑ کر مر گیا تو نبی کریم ﷺ سے اس کا حکم پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو اور باقی گھی کو کھاؤ۔ سفیان سے کہا گیا کہ معمر اس حدیث کو زہری سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے سعید بن مسیب اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث زہری سے صرف عبیداللہ سے بیان کرتے سنی ہے کہ ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے یہ حدیث ان سے بارہا سنی ہے۔

تشریح: معمر کی روایت کو ابوداؤد نے نکالا۔ اسماعیلی نے سفیان سے نقل کیا' انہوں نے کہا میں نے زہری سے یہ حدیث کئی باریوں ہی سنی ہے عن عبداللہ عن ابن عباس عن میمونۃ کی حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آس پاس کا گھی کتنی دور تک

نکالیں۔ یہ ہر آدمی کی رائے پر منحصر ہے اگر پتلا گھی یا تیل ہو تو ایک روایت میں یوں ہے کہ اسے تین چلو نکال دیں مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اب جو تیل یا گھی کھانے کے کام کا نہ رہا اس کا جلانا درست ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر گھی پتلا ہو تو اسے اور کام میں لائے مگر کھانے میں اسے استعمال نہ کرو۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین میں سے ہیں جو سنہ ۷ھ عمرۃ القضاء کے موقع پر نکاح نبوی میں آئیں اور اتفاق دیکھئے کہ اسی جگہ بعد میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ آپ کی آخری بیوی ہیں جن سے یہ منقول ہے۔

٥٥٣٩- حدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ، وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ، الْفَأْرَةُ أَوْ غَيْرُهَا، قَالَ : بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ، ثُمَّ أُكِلَ. عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. [راجع: ٢٣٥]

(۵۵۳۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں محمد بن عبداللہ بن شہاب زہری نے کہ اگر کوئی جانور چوپایا کوئی اور جمے ہوئے یا غیر جمے ہوئے گھی یا تیل میں پڑ جائے تو اس کے متعلق کہا کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہے کے متعلق جو گھی میں مر گیا تھا، حکم دیا کہ اسے اور اس کے چاروں طرف سے گھی نکال کر پھینک دیا جائے اور پھر باقی گھی کھایا گیا۔ ہمیں یہ حدیث عبیداللہ بن عبداللہ کی سند سے پہنچی ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن شہاب زہری زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ بہت بڑے فقیہ اور زبردست محدث ہیں۔ بماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ۔

٥٥٤٠- حدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ، فَقَالَ: ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ)). [راجع: ٢٣٥]

(۵۵۴۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ ابن عبداللہ نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چوہے کا حکم پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو پھر باقی گھی کھالو۔

٣٥- باب الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّورَةِ

باب جانوروں کے چہروں پر داغ دینا یا نشان کرنا کیسا ہے؟

٥٥٤١- حدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّورَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ. تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ

(۵۵۴۱) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حنظلہ نے، ان سے سالم نے، ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ چہرے پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔ عبیداللہ بن موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی روایت کیا، کہا ہم کو

تُضْرَبُ الصُّورَةُ.

عمرو بن محمد عنقزی نے خبر دی' انہوں نے حنظلہ سے۔

اس روایت میں صراحت ہے کہ منہ پر مارنے سے منع فرمایا بعض جاہل معلموں کی عادت ہے کہ بچوں کے منہ پر مارا کرتے ہیں۔ ان کو اس حدیث سے نصیحت لینی چاہئے۔

٥٥٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِي يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ : فِي آذَانِهَا.

[راجع: ١٥٠٢]

(۵۵۴۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس بناٹنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ملتی ہیں کی خدمت میں اپنے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ نومولود) کو لایا تاکہ آپ اس کی تحنیک فرمادیں۔ آنحضرت ملتی ہیں اس وقت اونٹوں کے باڑے میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایک بکری کو داغ رہے تھے (شعبہ نے کہا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ (ہشام نے) کہا کہ اس کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ بکری کے کانوں کو داغنا جائز ہے۔ کسی بزرگ کا منہ میں کھجور نرم کر کے بچہ کے حلق میں ڈال دینے کو تحنیک کہا جاتا ہے۔

٣٦- باب إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيمَةً، فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلاً بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ، لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبِيحَةِ السَّارِقِ اطْرَحُوهُ.

باب اگر مجاہدین کی کسی جماعت کو غنیمت ملے اور ان میں

سے کچھ لوگ اپنے دوسرے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر (تقسیم سے پہلے) غنیمت کی بکری یا اونٹ میں سے کچھ ذبح کر لیں تو ایسا گوشت کھانا حلال نہیں ہے بوجہ رافع بن خدیج بناٹنہ کی حدیث کے جو انہوں نے نبی کریم ملتی ہیں سے نقل کی ہے۔ طاؤس اور عکرمہ نے چور کے ذبیحہ کے متعلق کہا کہ اسے پھینک دو (معلوم ہوا کہ وہ کھانا حرام ہے)

٥٥٤٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّنَا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، فَقَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلاَ ظُفُرٌ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ))، وَتَقَدَّمَ

(۵۵۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسروق نے بیان کیا' ان سے عبایہ بن رفاعہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبایہ کے دادا رافع بن خدیج بناٹنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ملتی ہیں سے عرض کیا کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو گا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آنحضرت ملتی ہیں نے فرمایا کہ جو آلہ خون بہادے اور (جانوروں کو ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ بشرطیکہ ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو اور میں اس کی وجہ تمہیں بتاؤں گا' دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور جلدی کرنے والے لوگ

سَرَعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ النَّاسِ، فَنَصَبُوا قُدُورًا. فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ، وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ. ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فَقَالَ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ. فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَافْعَلُوا مِثْلَ هَذَا)).
[راجع: ٢٤٨٨]

آگے بڑھ گئے تھے اور غنیمت پر قبضہ کر لیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ پیچھے کے صحابہ کے ساتھ تھے چنانچہ (آگے پہنچنے والوں نے جانور ذبح کر کے) ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں الٹ دینے کا حکم فرمایا پھر آپ نے غنیمت لوگوں کے درمیان تقسیم کی۔ اس تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر آپ نے قرار دیا تھا پھر آگے کے لوگوں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا۔ لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے پھر ایک شخص نے اس اونٹ پر تیر مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جانور بھی کبھی وحشی جانوروں کی طرح بدکنے لگتے ہیں۔ اس لیے جب ان میں سے کوئی ایسا کرے تو تم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

تشریح حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ حارثی انصاری ہے۔ جنگ احد میں ان کو تیر لگا جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمہارے اس تیر کا گواہ ہوں۔ ان کا زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک باقی رہا۔ ۸۶ سال کی عمر میں سنہ ۷۳ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

٣٧- باب إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ، فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ لِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جب کسی قوم کا کوئی اونٹ بدک جائے اور ان میں سے کوئی شخص خیر خواہی کی نیت سے اسے تیر سے نشانہ لگا کر مار ڈالے تو جائز ہے؟ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

جو آگے آ رہی ہے۔

٥٥٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطُّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بن رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنَ الإِبِلِ قَالَ: فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ. قَالَ : ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ:

(۵۵۴۴) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر بن عبید الطنافسی نے خبر دی، انہیں سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا، پھر ایک آدمی نے تیر سے اسے مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا، بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں، اس لیے ان میں سے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائیں، ان کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ رافع نے

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي وَالأَسْفَارِ، فَنُرِيدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلاَ يَكُونُ مُدًى قَالَ: ((أَرِنْ مَا أَنْهَرَ أَوْ نَهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ. غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ. فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ)). [راجع: ٢٤٨٨]

بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اکثر غزوات اور دوسرے سفروں میں رہتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں۔ فرمایا کہ دیکھ لیا کرو جو آلہ خون بہا دے یا (آپ نے بجائے نہر کے) انہر فرمایا اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبش والوں کی چھری ہے۔

چھری نہ ہونے پر بوقت ضرورت دانت اور ناخون کے سوا ہر ایسے آلہ سے ذبح جائز ہے جو خون بہا سکے۔

٣٨- باب أَكْلِ الْمُضْطَرِّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

باب جو شخص بھوک سے بے قرار ہو (صبر نہ کر سکے) وہ مردار کھا سکتا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا للهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ وَقَالَ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَوْلِهِ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ. وَمَالَكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلاَّ مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ، وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَلاَ: ﴿قُلْ لاَ أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ فَمَنِ

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا "مسلمانو! ہم نے جو پاکیزہ روزیاں تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اگر تم خاص کر اللہ کو پوجنے والے ہو (تو ان نعمتوں پر) اس کا شکر ادا کرو اللہ نے تو تم پر بس مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے حرام کیا ہے پھر جو کوئی بھوک سے بے قرار ہو جائے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے" اور اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا "پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو گیا ہو اس کو گناہ کی خواہش نہ ہو" اور سورۂ انعام میں فرمایا "جن جانوروں پر اللہ کا نام لیا جائے ان کو کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ان جانوروں کو نہیں کھاتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور اللہ نے تو صاف صاف ان چیزوں کو بیان کر دیا جن کا کھانا تم پر حرام ہے وہ بھی جب تم لاچار نہ ہو جاؤ (لاچار ہو جاؤ تو ان کو بھی کھا سکتے ہو) اور بہت لوگ ایسے ہیں جو بغیر کھانے بوجھے اپنے من مانے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور تیرا مالک ایسے حد سے بڑھ جانے والوں کو خوب جانتا ہے" اور اللہ نے سورۂ انعام میں فرمایا "اے پیغمبر! کہہ دے کہ جو مجھ پر وحی بھیجی گئی اس میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں جانتا البتہ اگر مردار ہو یا بہتا خون یا سور کا گوشت

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ وَقَالَ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

تو وہ حرام ہے کیونکہ وہ پلید ہے یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا ہو پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو جائے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے نہ زیادتی تو تیرا مالک بخشنے والا مہربان ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسفوحا کے معنی بہتا ہوا خون اور سورۂ نحل میں فرمایا اللہ نے جو تم کو پاکیزہ روزی دی ہے حلال اس کو کھاؤ اور جو تم خالص اللہ کو پوجنے والے ہو تو اس کی نعمت کا شکر ادا کرو' اللہ نے تو بس تم پر مردار حرام کیا ہے اور بہتا ہوا خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے پھر جو کوئی بے حکمی اور زیادتی کی نیت نہ رکھتا ہو لیکن بھوک سے مجبور ہو جائے (وہ ان چیزوں کو بھی کھالے) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح: مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ایک جماعت علماء کا فتویٰ ہے کہ جس جانور پر تقریب لغیراللہ کی نیت سے اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو گیا گو ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیں آیت قرآنی کا بھی مفہوم یہی ہے۔

١ - باب سُنَّةِ الأُضْحِيَةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ

باب قربانی کرنا سنت ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے

تشریح: جمہور کا یہی مذہب ہے کہ قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ قربانی کرنا وسعت والے پر واجب ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا کہ قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہوا۔

٥٥٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الأَيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا نُصَلِّي، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً فَقَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). قَالَ مُطَرِّفٌ: عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)).

[راجع: ٩٥١]

(۵۵۴۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے زبید ایامی نے' ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج (عیدالاضحیٰ کے دن) کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق کرے گا لیکن جو شخص (نماز عید سے) پہلے ذبح کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی ہو گی جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کر لیا ہے قربانی وہ قطعاً بھی نہیں۔ اس پر ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے (نماز عید سے پہلے ہی) ذبح کر لیا تھا اور عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال سے کم کا بکرا ہے (کیا اس کی دوبارہ قربانی اب نماز کے بعد کر لوں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قربانی کر لو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ مطرف نے عامر سے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہو گی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کے مطابق عمل کیا۔

تشریح: سنت سے اس حدیث میں طریق مراد ہے۔ حافظ نے کہا کہ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ لفظ سنت یہاں طریق کے معنی میں ہے مگر طریق واجب اور سنت دونوں کو شامل ہے۔ جب وجوب کی کوئی دلیل نہیں تو معلوم ہوا کہ طریق سے سنت اصطلاحی مراد ہے' وھو المطلوب۔

٥٥٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٩٥٤]

(۵۵۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اس نے اپنی ذات کے لیے جانور ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔

معلوم ہوا کہ نماز سے پہلے قربانی کے جانور پر ہاتھ ڈالنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

٢- باب قِسْمَةِ الإِمَامِ الأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

باب امام کا قربانی کے جانور لوگوں میں تقسیم کرنا

٥٥٤٧- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، صَارَتْ جَذَعَةٌ، قَالَ: ((ضَحِّ بِهَا)).

[راجع: ٢٣٠٠]

(۵۵۴۷) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے اور ان سے بعجہ الجهنی نے اور ان سے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کئے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حصہ میں تو ایک سال سے کم کا بچہ آیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی کر لو۔

تشریح: یہ حکم خاص حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی کے لیے تھا۔ اب حکم یہی ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا ہونا چاہئیے۔ حضرت ہشام بن عروہ مدینہ کے مشہور تابعین اور بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ہیں' سنہ ۱۴۶ھ میں بمقام بغداد انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ۔

٣- باب الأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

باب مسافروں اور عورتوں کی طرف سے قربانی ہونا جائز ہے

تشریح: یہ باب لا کر حضرت امام بخاری نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے کہ عورت کو اپنی قربانی علیحدہ کرنی چاہئیے۔ یہ مسئلہ بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ ایک بکرے کی قربانی صاحب خانہ اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے چاہے گھر کے افراد کتنے ہی ہوں۔

٥٥٤٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا لَكِ أَنَفِسْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)). فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ. فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ.

[راجع: ٢٩٤]

(۵۵۴۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) ان کے پاس آئے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں حائضہ ہو گئی تھیں۔ اس وقت آپ رو رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے کیا تمہیں حیض کا خون آنے لگا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج ادا کر لو بس بیت اللہ کا طواف نہ کرو' پھر جب ہم منیٰ میں تھے تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

تشریح: اور ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو الگ الگ قربانی کرنے کا حکم نہیں فرمایا' تو جمہور کا مذہب ثابت ہو گیا۔ امام مالک

اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا کیا دستور تھا؟ انہوں نے کہا آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا قربانی کرتا اور کھاتا اور کھلاتا پھر لوگوں نے فخر کی راہ سے وہ عمل شروع کر دیا جو تم دیکھتے ہو جو خلاف سنت ہے۔

٤- باب مَا يُشْتَهَى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا جائز ہے

٥٥٤٩- حدَّثنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيُعِدْ))، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إنَّ هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهى فيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جيرَانَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَلاَ أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لاَ. ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، وَقَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا. أَوْ قَالَ: فَتجَزَّعُوهَا.

[راجع: ٩٥٤]

(۵۵۴۹) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ دوبارہ قربانی کرے اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کھانے کی خواہش ہوتی ہے پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا اور (کہا کہ) میرے پاس ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ ہے جس کا گوشت دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ اجازت دوسروں کو بھی ہے یا نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مڑے اور انہیں ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف بڑھے اور انہیں تقسیم کر کے (ذبح کیا)

تشریح: حضرت محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ یہ فقیہ عالم عابد و زاہد و متقی و مشہور محدث تھے۔ لوگ ان کو دیکھتے تو اللہ یاد آجاتا تھا۔ موت کے ذکر سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ مشہور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ سنہ ۱۱۰ھ میں بعمر ۷۷ سال وفات پائی۔

٥- باب مَنْ قَالَ : الأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ

باب جس نے کہا کہ قربانی صرف دسویں تاریخ تک ہی درست ہے

تشریح: حمید بن عبدالرحمن اور محمد بن سیرین اور امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر جمہور امت کے نزدیک ۱۱۔۱۲۔۱۳ تک قربانی کرنا درست ہے۔

٥٥٥٠- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ

(۵۵۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے' ان سے ابن ابی بکرہ نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم

اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَهُ جُمَادَى وَشَعْبَانَ. أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّه سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ)). قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا))، قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ. أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)). وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ

ﷺ نے فرمایا زمانہ پھر کر اسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے تھے۔ سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے ان میں چار حرمت کے مہینے ہیں' تین پے در پے ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم اور ایک مضر کا رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے' ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ شاید آنحضرت ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا ذی الحجہ ہی ہے۔ پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اس کا زیادہ علم ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ بلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام تجویز کریں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا پس تمہارا خون' تمہارے اموال۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ (ابن ابی بکرہ نے) یہ بھی کہا کہ "اور تمہاری عزت تم پر (ایک کی دوسرے پر) اس طرح باحرمت ہیں جس طرح اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے اور تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے اس وقت وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا آگاہ ہو جاؤ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض دوسرے کی گردن مارنے لگے۔ ہاں جو یہاں موجود ہیں وہ (میرا یہ پیغام) غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں۔ ممکن ہے کہ بعض وہ جنہیں یہ پیغام پہنچایا جائے بعض ان سے زیادہ اسے محفوظ کرنے والے ہوں جو اسے سن رہے ہیں۔ اس پر محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا

بَلَّغْتُ)).

[راجع: ٦٧]

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے (اس کا پیغام تم کو) پہنچا دیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟

تشریح: یوم النحر صرف دسویں ذی الحجہ ہی کو کہا جاتا ہے اس کے بعد قربانی ۱۱۔۱۲۔۱۳ تک جائز ہے۔ یہ ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ عربوں نے تاریخ کو سب الٹ پلٹ کر دیا تھا ایک مہینہ کو پیچھے ڈال کر دوسرا مہینہ آگے کر دیتے کبھی سال تیرہ ماہ کا کرتے۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ نے حجۃ الوداع میں بتلا دیا کہ یہ مہینہ حقیقت میں ذی الحجہ کا ہے۔ اب سے حساب درست رکھو مضر ایک عربی قبیلہ تھا جو ماہ رجب کا بہت ادب کرتا تھا اسی لیے رجب اس کی طرف منسوب ہو گیا۔

٦- باب الْأَضْحَى وَالنَّحْرِ بِالْمُصَلَّى

باب عید گاہ میں قربانی کرنے کا بیان

٥٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٩٨٢]

(۵۵۵۱) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربان گاہ میں نحر کیا کرتے تھے اور عبیداللہ نے بیان کیا کہ مراد وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ قربانی کرتے تھے۔

مزید وضاحت حدیث ذیل میں ہے۔

٥٥٥٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى.

[راجع: ٩٨٢]

(۵۵۵۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے کثیر بن فرقد نے' ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت نافع بن سرجس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے بارے میں شہرت یافتہ بزرگوں میں سے ہیں۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ میں جب نافع کے واسطہ سے حدیث سن لیتا ہوں تو کسی اور راوی سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ امام مالک کی کتاب مؤطا میں زیادہ تر ان ہی کی روایات ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ نافع سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث مراد ہے۔

٧- باب فِي أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ. وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ

باب نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مینڈھے خوب موٹے تازہ تھے

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ. وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ.

اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم مدینہ منورہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر فربہ کیا کرتے تھے اور عام مسلمان بھی قربانی کے جانور کو اسی

طرح فربہ کیا کرتے تھے

٥٥٥٣- حدَّثنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ. [أطرافه في: ٥٥٥٤، ٥٥٥٨، ٥٥٦٤، ٥٥٦٥، ٧٣٩٩].

(۵۵۵۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔

٥٥٥٤- حدَّثنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ. تَابَعَهُ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ : عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ٥٥٥٣]

(۵۵۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس کی متابعت وہیب نے کی' ان سے ایوب نے اور اسماعیل اور حاتم بن وردان نے بیان کیا کہ ان سے ایوب نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

٥٥٥٥- حدَّثنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((ضَحِّ أَنْتَ بِهِ)).[راجع: ٢٣٠٠]

(۵۵۵۵) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یزید نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں تقسیم کرنے کے لیے آپ کو کچھ قربانی کی بکریاں دیں انہوں نے انہیں تقسیم کیا پھر ایک سال سے کم کا ایک بچہ بچ گیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی تم کرلو۔

مگر ایسا کرنا کسی اور کے لیے کفایت نہیں کرے گا۔

٨- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِأَبِي بُرْدَةَ: ((ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ وَلَمْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان ابوبردہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہ بکری کے ایک سال سے کم عمر کے بچے ہی کی قربانی کرلے لیکن تمہارے بعد اس کی قربانی کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی

٥٥٥٦- حدَّثنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

(۵۵۵۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے مطرف نے بیان کیا' ان سے عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے' انہوں نے بیان کیا کہ میرے ماموں ابوبردہ

ضَحَّى خَالٌ لِي، يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ)). ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ. وَتَابَعَهُ وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ. وَقَالَ عَاصِمٌ : وَدَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ: عِنْدِي جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٍ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: عَنَاقٌ جَذَعٌ، عَنَاقُ لَبَنٍ.[راجع: ٩٥١]

جملہ روایتوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کرلی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اسے ہی ذبح کرلو لیکن تمہارے بعد (اس کی قربانی) کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی پھر فرمایا جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرلیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کو جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔ اس روایت کی متابعت عبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے کی اور اس کی متابعت وکیع نے کی' ان سے حریث نے اور ان سے شعبی نے (بیان کیا) اور عاصم اور داؤد نے شعبی سے بیان کیا کہ "میرے پاس ایک دودھ پیتی پٹھیا ہے۔" اور زبید اور فراس نے شعبی سے بیان کیا کہ "میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا بچہ ہے۔" اور ابوالاحوص نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا کہ "ایک سال سے کم کی پٹھیا۔" اور ابن العون نے بیان کیا کہ "ایک سال سے کم عمر کی دودھ پیتی پٹھیا ہے۔"

٥٥٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبْدِلْهَا)) قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي إِلاَّ جَذَعَةٌ قَالَ: شُعْبَةُ : وَأَحْسِبُهُ قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)) وَقَالَ حَاتِمٌ: بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((عَنَاقٌ جَذَعَةٌ)).

(٥٥٥٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلمہ نے' ان سے ابوجحیفہ نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کرلی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کے بدلے میں دوسری قربانی کرلو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال سے کم عمر کے بچے کے سوا اور کوئی جانور نہیں۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ایک سال کی بکری سے بھی عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسی کی اس کے بدلے میں قربانی کردو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لیے کافی نہیں ہوگی اور حاتم بن وردان نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس

[راجع: ٩٥١]

رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر حدیث تک (اس روایت میں یہ لفظ ہیں) کہ "ایک سال سے کم عمر کی بچی ہے۔"

٩- باب مَنْ ذَبَحَ الأَضَاحِيَ بِيَدِهِ

باب اس بارے میں جس نے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کئے

٥٥٥٨- حدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.

[راجع: ٥٥٥٣]

(۵۵۵۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں جانور کے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

بہتر یہی ہے کہ قربانی کرنے والے خود ذبح کریں اور جانور کو ہاتھ لگائیں۔

١٠- باب مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ.

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهِ. وَأَمَرَ أَبُو مُوسَى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيهِنَّ

باب جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی۔ ایک صاحب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ کی قربانی میں مدد کی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں سے کہا کہ اپنی قربانی وہ اپنے ہاتھ ہی سے ذبح کریں۔

اگر ذبح نہ کر سکیں تو کم از کم وہاں حاضر رہ کر اس جانور کو ہاتھ لگائیں اور دعائے مسنونہ پڑھیں۔

٥٥٥٩- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سفيَان عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا لَكِ أَنفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ اقْضِي مَا يَقْضِي الْحاجُّ. غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)). وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ٢٩٤]

(۵۵۵۹) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مقام سرف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے' کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اس لیے حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج انجام دے صرف کعبہ کا طواب نہ کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

١١- باب الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

باب قربانی کا جانور نماز عیدالاضحیٰ کے بعد ذبح کرنا چاہیئے

٥٥٦٠- حدَّثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ : يَا رَسُولَ اللهِ، ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ. فَقَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَمْ تَجْزِيَ أَوْ تُوفِّيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

[راجع: ٩٥١]

(۵۵۶۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے زبید نے خبر دی' کہا کہ میں نے شعبی سے سنا' ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ میں آپ نے فرمایا آج کے دن کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جو شخص اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کو پالے گا لیکن جس نے (عید کی نماز سے پہلے) جانور ذبح کر لیا تو وہ ایسا گوشت ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے تیار کیا ہے وہ قربانی کسی درجہ میں بھی نہیں۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی ہے البتہ میرے پاس ابھی ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے اور سال بھر کی بکری سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی اس کے بدلہ میں کرو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لئے جائز نہ ہو گا۔

١٢- باب مَنْ ذَبَحَ قَبلَ الصَّلاةِ أَعَادَ

باب اس کے متعلق جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اور پھر اسے لوٹایا

٥٥٦١- حدَّثنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيُعِدْ))، فَقَالَ رَجُلٌ: هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ، فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهُ، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلاَ أَدْرِي بَلَغَتِ الرُّخْصَةَ أَمْ لاَ. ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ، يَعْنِي فَذَبَحَهُمَا، ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوهَا.

(۵۵۶۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ دوبارہ قربانی کرے۔ اس پر ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا اس دن گوشت کی لوگوں کو خواہش زیادہ ہوتی ہے پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا ذکر کیا جیسے آنحضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کر لیا ہو (انہوں نے یہ بھی کہا کہ) میرے پاس ایک سال کا ایک بچہ ہے اور دو بکریوں سے بھی اچھا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کے قربانی کی اجازت دے دی لیکن مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کو بھی تھی یا نہیں پھر آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ انہیں آنحضرت ﷺ

[راجع: ٩٥٤]

نے ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ذبح کیا۔

تشریح: جذعة پانچویں سال میں جو اونٹ لگا ہو اور دوسرے برس میں جو گائے بکری لگی ہو بھیڑ جو برس بھر کی ہو گئی ہو آٹھ ماہ کی بھیڑ بھی جذعة ہے۔ (لغات الحدیث)

٥٥٦٢- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ : شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ)). [راجع: ٩٥٤]

(۵۵۶۲) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسود بن قیس نے بیان کیا' کہا میں نے حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ قربانی کے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ اس کی جگہ دوبارہ کرے اور جس نے قربانی ابھی نہ کی ہو وہ کر دے۔

٥٥٦٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلاَ يَذْبَحْ حَتَّى يَنْصَرِفَ)). فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَعَلْتُ فَقَالَ : ((هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ)). قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ أَذْبَحُهَا؟. قَالَ: ((نَعَمْ ثُمَّ لاَ تَجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). قَالَ عَامِرٌ: هِيَ خَيْرُ نَسِيكَتِهِ. [راجع: ٩٥١]

(۵۵۶۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' ان سے فراس نے' ان سے عامر نے' ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عید پڑھی اور فرمایا جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہو اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بناتا ہو وہ نماز عید سے فارغ ہونے سے پہلے قربانی نہ کرے۔ اس پر ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو قربانی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر وہ ایک ایسی چیز ہوئی جسے تم نے وقت سے پہلے ہی کر لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بچہ ہے جو ایک سال کی دو بکریوں سے عمدہ ہے کیا میں اسے ذبح کر لوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کر لو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔ عامر نے بیان کیا کہ یہ ان کی بہترین قربانی تھی۔

تشریح: تعجب ہے ان فقہاء احناف پر جو ان واضح احادیث کے ہوتے ہوئے لوگوں کو اجازت دیں کہ اپنی قربانیاں صبح سویرے فجر کے وقت جنگلوں میں یا ایسی جگہ جہاں نماز عید نہ پڑھی جاتی ہو وہاں ذبح کر کے لے آویں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ لوگوں کی قربانیاں ضائع کر کے ان کا بوجھ اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ ھداھم اللہ آمین۔

١٣- باب وَضْعِ الْقَدَمِ عَلَى صَفْحِ الذَّبِيحَةِ

باب ذبح کئے جانے والے جانور کی گردن پر پاؤں رکھنا جائز ہے

٥٥٦٤- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(۵۵۶۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتِهِمَا، وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ٥٥٥٣]

نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اپنا پاؤں ان کی گردنوں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے۔

١٤- باب التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

باب ذبح کرنے کے وقت اللہ اکبر کہنا

عام طور سے ہر ذبیحہ پر بسم اللہ واللہ اکبر بآواز بلند پڑھ کر جانور کو ذبح کرنا چاہیئے۔

٥٥٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا. [راجع: ٥٥٥٣]

(۵۵۶۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے اوپر رکھ کر ذبح کیا۔

تشریح: قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔ انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتی ونسكی ومحیای ومماتی لله رب العلمين○ لاشريک له وبذالک امرت وانا اول من المسلمين اللهم تقبل عنی بسم الله والله اكبر. اگر دوسرے کی قربانی کرنا ہے تو اس طرح کہے اللهم تقبل عن (فلان بن فلان) کی جگہ ان کا نام لے۔ یہ دعا پڑھ کر تیز چھری سے جانور ذبح کر دیا جائے۔

١٥- باب إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ

باب اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا جانور حرم میں کسی کے ساتھ ذبح کرنے کیلئے بھیجے تو اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی

٥٥٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ رَجُلاً يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوصِي أَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ، فَلاَ يَزَالُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتَّى يَحِلَّ النَّاسُ. قَالَ: فَسَمِعْتُ تَصْفِيقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ، فَقَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلاَئِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَبْعَثُ هَدْيَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ

(۵۵۶۶) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہیں اسماعیل نے خبر دی' انہیں شعبی نے' انہیں مسروق نے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ام المؤمنین! اگر کوئی شخص قربانی کا جانور کعبہ میں بھیج دے اور خود اپنے شہر میں مقیم ہو اور جس کے ذریعے بھیجے اسے اس کی وصیت کر دے کہ اس کے جانور کے گلے میں (نشانی کے طور پر) ایک قلادہ پہنا دیا جائے تو کیا اس دن سے وہ اس وقت تک کے لیے محرم ہو جائے گا جب تک حاجی اپنا احرام نہ کھول لیں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے پردے کے پیچھے ام المؤمنین کے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مارنے کی آواز سنی اور انہوں نے کہا میں خود نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے باندھتی تھی' آنحضرت ﷺ اسے کعبہ بھیجتے تھے

مِنْ أَهْلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ النَّاسُ. [راجع: ١٦٩٦]

لیکن لوگوں کے واپس ہونے تک آنحضرت ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تھی جو ان کے گھر کے دوسرے لوگوں کے لیے حلال ہو۔

کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا ایک کار ثواب ہے مگر اس کا بھیجنے والا کسی ایسے امر کا پابند نہیں ہوتا جس کی پابندی ایک محرم حاجی کو کرنا لازم ہوتا ہے۔

١٦- باب مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ، وَمَا يَتَزَوَّدُ مِنْهَا

باب قربانی کا کتنا گوشت کھایا جائے اور کتنا جمع کر کے رکھا جائے

٥٥٦٧- حدَّثنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الأَضَاحِي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ: لُحُومَ الْهَدْيِ. [راجع: ١٧١٩]

(۵۵۶۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے بیان کیا' انہیں عطاء نے خبر دی' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ پہنچنے تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں قربانی کا گوشت جمع کرتے تھے اور کئی مرتبہ (بجائے لحوم الاضاحی کے) لحوم الهدی کا لفظ استعمال کیا۔

٥٥٦٨- حدَّثنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ: وَهَذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا، فَقَالَ: أَخِّرُوهُ، لاَ أَذُوقُهُ، قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتَّى آتِيَ أَخِي أَبَا قَتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ. [راجع: ٣٩٩٧]

(۵۵۶۸) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے قاسم نے' انہیں ابن خزیمہ نے خبر دی' انہوں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ وہ سفر میں تھے جب واپس آئے تو ان کے سامنے گوشت لایا گیا۔ کہا گیا کہ یہ ہماری قربانی کا گوشت ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے ہٹاؤ میں اسے نہیں چکھوں گا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں اٹھ گیا اور گھر سے باہر نکل کر اپنے بھائی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ ماں کی طرف سے ان کے بھائی تھے اور بدر کی لڑائی میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے۔ میں نے ان سے اس کا ذکر کیا اور انہوں نے کہا کہ تمہارے بعد حکم بدل گیا ہے۔

جس کی تفصیل حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

٥٥٦٩- حدَّثنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ، فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

(۵۵۶۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی

فلمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِي قَالَ: ((كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا)).

نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا۔ (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کھاؤ' کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے' اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔

معلوم ہوا کہ ایام قحط میں غلہ وغیرہ روک کر رکھ لینا گناہ ہے۔

٥٥٧٠- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: الضَّحِيَّةُ، كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ فَنقْدَمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ : ((لاَ تَأْكُلُوا إِلاَّ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ)). وَلَيْسَتْ بِعَزِيمَةٍ. وَلَكِنْ أَرَادَ أَنْ نُطْعِمَ مِنْهُ وَاللهُ أَعْلَمُ.

[راجع: ٥٤٢٣]

(۵۵۷۰) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم قربانی کے گوشت میں نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھایا کرو۔ یہ حکم ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ ہم قربانی کا گوشت (ان لوگوں کو بھی جن کے یہاں قربانی نہ ہوئی ہو) کھلائیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

٥٥٧١- حدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ نُسُكَكُمْ. [راجع: ١٩٩٠]

(۵۵۷۱) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ازہر کے غلام ابوعبید نے بیان کیا کہ وہ بقر عید کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو وہ دن ہے جس دن تم (رمضان کے) روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو (عید الفطر) اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے۔

٥٥٧٢- قال أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ

(۵۵۷۲) ابوعبید نے بیان کیا کہ پھر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کی خلافت کے زمانہ میں عید گاہ میں) حاضر تھا۔ اس دن جمعہ

الْجُمُعَةِ، فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

بھی تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں۔ (عید اور جمعہ) پس اطراف کے رہنے والوں میں سے جو شخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے (نماز عید کے بعد ہی) تو وہ واپس جا سکتا ہے' میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔

٥٥٧٣- قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ. وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

(۵۵۷۳) حضرت ابو عبید نے بیان کیا کہ پھر میں عید کی نماز میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا۔ انہوں نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی ہے اور معمر نے زہری سے اور ان سے ابو عبیدہ نے اسی طرح بیان کیا۔

یہ ممانعت ایک وقتی چیز تھی جبکہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے بعد میں اس ممانعت کو اٹھا لیا گیا۔

٥٥٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُوا مِنَ الْأَضَاحِي ثَلَاثًا)). وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى مِنْ أَجْلِ لُحُومِ الْهَدْيِ.

(۵۵۷۴) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے خبر دی' انہیں ابن شہاب کے بھتیجے نے' انہیں ان کے چچا ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے' انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ سے کوچ کرتے وقت روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے کیونکہ وہ قربانی کے گوشت سے (تین دن کے بعد) پرہیز کرتے تھے۔

تشریح قربانی کرنے میں مالی اور جانی ایثار کے ساتھ ساتھ محتاجوں اور غریبوں کی ہمدردی اور مدد بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ والبدن جعلناها لكم من شعآئر الله لكم فيها خير فاذكروا اسم الله عليها صوآف فاذا وجبت جنوبها فكلوا منها واطعموا القانع والمعتر كذالك سخرناها لكم لعلكم تشكرون (الحج) اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کے نشانات مقرر کر دیئے ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے نام اللہ پڑھ کر نحر کرو۔ پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو اسے خود بھی کھاؤ' مسکینوں' سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔ اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو خود بھی کھاؤ اور غریبوں' محتاجوں' سوالیوں کو بھی کھلاؤ۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہیئے۔ ایک حصہ اپنے لیے' ایک حصہ دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ غرباء اور مساکین کے لیے۔ (ابن کثیر)

الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

باب اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (در سورۂ مائدہ) کی تفسیر ''بلاشبہ شراب' جوا' بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے کاموں سے پس تم ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

لفظ از لام زلم کی جمع ہے جس سے وہ تیر مراد ہیں جو مشرکین مکہ نے کعبہ میں رکھے ہوئے تھے جن پر لفظ کر اور نہ کر لکھے ہوئے تھے۔ اگر کرنے کا تیر ہاتھ میں آتا تو ارادہ کا کام کرتے اور نہ کر لکھا نکلتا تو نہ کرتے اسی لیے ان سے منع کیا گیا۔ آیت میں شراب اور جوا وغیرہ کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو ان کاموں کی انتہائی برائی پر اشارہ ہے۔ ------ یہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے دن نازل ہوئی۔

٥٥٧٥- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ)).

(۵۵۷۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا۔

یعنی جنت میں جانے ہی نہ پائے گا تو وہاں کی شراب اسے کیسے نصیب ہو سکے گی۔

٥٥٧٦- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ : الْحَمْدُ للهِ

(۵۵۷۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا مجھ کو حضرت سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ کو (بیت المقدس کے شہر) ایلیاء میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا پھر آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا

الَّذِي هَدَاكَ لِلفِطْرَةِ، وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ: تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[راجع: ٣٣٩٤]

اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ کو دین فطرت کی طرف چلنے کی ہدایت فرمائی۔ اگر آپ نے شراب کا پیالہ لے لیا ہوتا تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو معمر' ابن الہاد' عثمان بن عمر اور زبیدی نے زہری سے نقل کیا ہے۔

تشریح: دودھ انسان کی فطری غذا ہے اور شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس کی حرمت کی یہی وجہ ہے کہ اسے پی کر عقل زائل ہو جاتی ہے اور جرائم اور برے کام کر بیٹھتا ہے۔ اسی لیے اسے قلیل یا کثیر ہر طرح حرام کر دیا گیا۔

٥٥٧٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا لاَ يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِي، قَالَ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَقِلَّ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ)).

[راجع: ٨٠]

(۵۵۷۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے جو تم سے اب میرے سوا کوئی اور نہیں بیان کرے گا۔ (کیونکہ اب میرے سوا کوئی صحابی زندہ موجود نہیں رہا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہو جائے گی اور علم کم ہو جائے گا' زناکاری بڑھ جائے گی' شراب کثرت سے پی جانے لگے گی' عورتیں بہت ہو جائیں گی' یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتوں کی نگرانی کرنے والا صرف ایک ہی مرد رہ جائے گا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مبلغ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ان کی وفات بصرہ ہی میں سنہ ۹۱ھ ہوئی۔ بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے۔ ایک سو سال کی عمر پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٥٥٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولاَنِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَزْنِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، لاَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ))، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

(۵۵۷۸) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابن مسیب سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے خبر دی' ان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پھر انہوں

الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ : كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلاَ يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيهَا حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ. [راجع: ٢٤٧٥]

نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امور مذکورہ کے ساتھ اتنا اور زیادہ کرتے تھے کہ کوئی شخص (دن دھاڑے) اگر کسی بڑی پونجی پر اس طور ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن رہتے ہوئے یہ لوٹ مار نہیں کرتا۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ایمان سے بالکل محروم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ گناہ ایمان کی ضد ہیں پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے دل میں ایمان لوٹ آتا ہے اور اگر یہی کام کرتا رہے تو وہ بے ایمان بن کر مرتا ہے۔ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس میں فرمایا کہ المومن من امنه الناس علی دمآئهم واموالهم مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور اپنے مالوں کے لیے امین سمجھیں' سچ ہے۔ لا ایمان لمن لا امانه له ولا دین لمن لا عهد له او کما قال صلی الله علیه و سلم

٢- باب الْخَمْرِ مِنَ الْعِنَبِ وَغَيْرِهِ

باب شراب انگور وغیرہ سے بھی بنتی ہے

جیسے کھجور اور شہد وغیرہ سے۔ امام بخاری نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا جو شراب کو انگور سے خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انگور کے سوا اور چیزوں کی شراب اتنی پینی درست ہے کہ نشہ نہ پیدا ہو لیکن امام محمد نے اس باب میں اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے اور وہ اہلحدیث اور امام احمد اور امام مالک اور امام شافعی اور جمہور کے موافق ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز سے نشہ پیدا ہو وہ شراب ہے۔ تھوڑی ہو یا زیادہ بالکل حرام ہے۔

٥٥٧٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ. [راجع: ٤٦١٦]

(۵۵۷۹) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے جو مغول کے صاحبزادے ہیں' بیان کیا ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو انگور کی شراب مدینہ منورہ میں نہیں ملتی تھی۔

٥٥٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ، حِينَ حُرِّمَتْ، وَمَا نَجِدُ - يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ - خَمْرَ الأَعْنَابِ إِلاَّ قَلِيلاً، وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

[راجع: ٢٤٦٤]

(۵۵۸۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو شہاب عبد ربہ بن نافع نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے' ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب ہم پر حرام کی گئی تو مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت کم ملتی تھی۔ عام استعمال کی شراب کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٨١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

(۵۵۸۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ان سے ابوحیان نے' کہا ہم سے عامر نے بیان کیا اور ان سے حضرت

اللہ عَنْهُمَا قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهْيَ مِنْ خَمْسَةٍ: الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ. وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

[راجع: ٢٦١٩]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر کھڑے ہوئے اور کہا امابعد! جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو اور شراب (خمر) وہ ہے جو عقل کو زائل کردے۔

تشریح: اس حدیث سے مسائل پیش آمدہ کی تفصیلات کا ممبر پر بیان کرنا بھی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ سامعین کی مادری زبان میں مناسب ہے نیز حمد و نعت کے بعد لفظ امابعد! کا استعمال کرنا بھی اس سے ثابت ہوا۔ (فتح الباری) سامعین کی مادری زبان میں عربی خطبہ پڑھ کر اس کا ترجمہ سنانا ضروری ہے ورنہ خطبہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

٣- باب نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهْيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

باب شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تو وہ کچی اور پکی کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی

٥٥٨٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللہ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللہ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ. فَقَالَ: أَبُو طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا، فَأَهْرَقْتُهَا. [راجع: ٢٤٦٤]

(۵۵۸۲) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے آکر بتایا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انس اٹھو اور شراب کو بہا دو۔ چنانچہ میں نے اسے بہا دیا۔

تشریح: تعمیل ارشاد کے لیے مدینہ کا یہ حال تھا کہ شراب بارش کے پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی قال القرطبی الاحادیث الواردة عن انس وغیرہ علی صحتها وکثرتها تبطل مذهب الکوفیین القائلین بان الخمر لا یکون الا من العنب وما کان من غیرہ لا یسمی خمرا ولا یتناوله اسم الخمر وهو قول مخالف للغة العرب وللسنة الصحیحة وللصحابة (فتح الباری) یعنی قرطبی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے جو صحیح روایات حضرت سے نقل ہوئی ہیں وہ کوفیوں کے مذہب کو باطل ٹھہراتی ہیں جو کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور ہی سے کشید کردہ شراب کو کہا جاتا ہے اور جو اس کے علاوہ اشیاء سے تیار کی جائے وہ خمر نہیں ہے۔ اہل کوفہ کا یہ قول لغت عرب اور سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔

٥٥٨٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي، وَأَنَا

(۵۵۸۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک قبیلہ میں کھڑا میں اپنے چچاؤں کو کھجور کی شراب پلا رہا

أَصْغَرُهُمْ. الْفَضِيخَ، فَقِيلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالُوا : اكْفِئْهَا، فَكَفَأْنَا. قُلْتُ لأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ : رُطَبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ. فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ. وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ٢٤٦٤]

تھا میں ان میں سب سے کم عمر تھا۔ کسی نے کہا کہ شراب حرام کر دی گئی۔ ان حضرات نے کہا کہ اب اسے پھینک دو۔ چنانچہ ہم نے شراب پھینک دی۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کس چیز کی شراب بنتی تھی؟ فرمایا کہ تازہ پکی ہوئی اور کچی کھجوروں کی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کہ ان کی شراب (کھجور کی) ہوتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار نہیں کیا اور مجھ سے میرے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں ان کی شراب اکثر کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

جیسا کہ حدیث ذیل میں موجود ہے۔

٥٥٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَاءُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.[راجع: ٢٤٦٤]

(۵۵۸۴) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یوسف ابو معشر براء نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن عبداللہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے بکر بن عبداللہ نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو وہ کچی اور پختہ کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی۔

ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ عرب زمانۂ جاہلیت میں خام اور پختہ کھجوروں کی شراب کو بہت زیادہ مرغوب رکھتے تھے اور یہ کھجور بکثرت پائی جاتی تھی جس کی شراب بڑی عمدہ ہوتی تھی جس کو اللہ نے حرام کر دیا۔

٤- باب الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ، وَهُوَ الْبِتْعُ

وَ قَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ: إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلاَ بَأْسَ. وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيُّ : سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا: لا يُسْكِرُ لاَ بَأْسَ بِهِ.

باب شہد کی شراب جسے "بتع" کہتے تھے

اور معن بن عیسیٰ نے کہا کہ میں نے حضرت امام مالک بن انس سے "فقاع" (جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور ابن الدراوردی نے بیان کیا کہ ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو کہا کہ اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

تشریح بتع شہد کی وہ شراب ہے جو ملک یمن میں بہت زیادہ رائج تھی۔ اس کا پینا بھی حرام کر دیا گیا۔ فقاع وہ شراب ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٨٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي

(۵۵۸۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے

سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)).

[راجع: ٢٤٢]

اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے "بتع" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی پینے والی چیز نشہ لاوے وہ حرام ہے۔

٥٥٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)). [راجع: ٢٤٢]

(۵۵۸۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے "بتع" کے متعلق سوال کیا گیا۔ یہ مشروب شہد سے تیار کیا جاتا تھا اور یمن میں اس کا عام رواج تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جو چیز بھی نشہ لانے والی ہو وہ حرام ہے۔

٥٥٨٧- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَلاَ فِي الْمُزَفَّتِ)). وكان أبوهريرة يُلحقُ معها الحنتم والنقير

(۵۵۸۷) اور زہری سے روایت ہے' کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "دباء" اور "مزفت" میں نبیذ نہ بنایا کرو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ "حنتم" اور "نقیر" کا بھی اضافہ کیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار ایسے برتن ہیں جن کے استعمال سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ "دباء" یعنی کدو کے تونبے سے۔ مزفت یعنی روغن دار رال کے برتن سے۔ حنتم یعنی لاکھی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان سے۔ نقیر، یعنی لکڑی کے بنے ہوئے برتن سے۔ یہی وہ چار برتن ہیں جن میں نبیذ بنانے سے روکا گیا ہے۔

٥- باب مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

باب اس بارے میں کہ جو بھی پینے والی چیز عقل کو مدہوش کردے وہ "خمر" ہے۔

٥٥٨٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ. وَالْخَمْرُ مَا

(۵۵۸۸) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے ابوحیان تیمی نے' ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور سے' کھجور سے' گیہوں سے' جو اور شہد سے اور "خمر" (شراب) وہ ہے جو عقل کو مخمور کردے اور تین مسائل ایسے ہیں کہ میری تمنا

خَامَرَ الْعَقْلَ. وَثَلاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا: الْجَدُّ، وَالْكَلالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا، قَالَ قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ، فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الأُرْزِ؟ قَالَ: ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ. أَوْ قَالَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ. وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيبَ.

تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا ہونے سے پہلے ہمیں ان کا حکم بتا جاتے' دادا کا مسئلہ' کلالہ کا مسئلہ اور سود کے چند مسائل۔ ابوحیان نے بیان کیا کہ میں نے شعبی سے پوچھا اے ابو عمرو! ایک شربت سندھ میں چاول سے بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں پائی جاتی تھی یا کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ تھی اور فرج ابن منہال نے بھی اس حدیث کو حماد بن سلمہ سے بیان کیا اور ان سے ابوحیان نے اس میں "انگور" کے بجائے "کشمش" ہے۔

تشریح دادا کا مسئلہ یہ کہ دادا بھائی کو محروم کرے گا یا بھائی سے محروم ہو جائے گا یا مقاسمہ ہو گا۔ سود کا مسئلہ یہ کہ ان چھ چیزوں کے سوا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور چیزوں کا بھی کم و بیش لینا حرام ہے یا نہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں لم یکن ھذا علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان نھی عنہ الا انہ قد عم الا شربۃ کلھا فقال الخمر ما مر العقل (فتح) یعنی اگر یہ چاولوں کی شراب کشید ہوئی ہوتی تو آپ اس کو بھی صاف منع فرما دیتے اس لیے کہ آپ نے تمام شرابوں کے بارے میں عام طور پر فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو عقل کو زائل کر دے وہ خمر شراب ہے اور وہ حرام ہے۔

٥٥٨٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عن عمر قَالَ: الْخَمْرُ تُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْعَسَلِ.

[راجع: ٤٦١٩]

(۵۵۸۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی السفر نے بیان کیا' ان سے شعبی نے ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا شراب پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ کشمش' کھجور اور گیہوں' جو اور شہد سے۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسوں تمام صحابہ کے سامنے یہ بیان کیا اور سب نے سکوت کیا گویا اجماع ہو گیا اب اس اجماع کے خلاف ایک ابراہیم نخعی کا قول کیا حجت ہو سکتا ہے اور ان حنفیہ پر تعجب ہوتا ہے جو صحیح حدیث کو چھوڑ کر غلط مسئلہ پر جمے رہتے ہیں۔ وقال اھل المدینۃ وسائر الحجازیین واھل الحدیث کلھم کل مسکر خمر وحکمہ حکم مااتخذ من العنب الخ (فتح) صاحب ہدایہ کا یہ قول ہے کہ خمر وہی ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی ہے اس کے جواب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ بلکہ سارے حجازی اور جملہ اہل حدیث سب کا قول یہ ہے کہ ہر نشہ لانے والی چیز شراب ہے اور سب کا حکم وہی ہے جو کشمش سے تیار کردہ شراب کا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فتح الباری جزء الثانی عشر' ص: ۱۴۶ کا مطالعہ کیا جائے۔

٦- باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

باب اس شخص کی برائی کے بیان میں جو شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرے

٥٥٩٠- وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا

(۵۵۹۰) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ان سے صدقہ بن خالد نے

صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلاَبِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ وَاللهِ مَا كَذَبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ يعني الفقير لِحَاجَةٍ فَيَقُولُوا: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے' ان سے عطیہ بن قیس کلابی نے' ان سے عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اللہ کی قسم انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زناکاری' ریشم کا پہننا' شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنا لیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔

تشریح یہ ساری برائیاں آج عام ہو رہی ہیں گانا بجانا' ریڈیو نے گھر گھر عام کر دیا ہے۔ شراب نوشی عام ہے' زناکاری کی حکومتیں سرپرستی کرتی ہیں۔ ان کے نتیجہ میں وادی سوات پاکستان میں زلزلہ اور ہماچل پردیش کا زلزلہ ہندوستان میں عبرت کے لیے کافی ہے۔ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل میں تبدیل ہونا اور لڑکیوں کو لڑکوں جیسا حلیہ بنانا بھی عام ہو رہا ہے۔ اسی لیے صورتیں مسخ ہوتی جا رہی ہیں اور عذاب مختلف صورتوں میں بدل کر ہم پر نازل ہو رہا ہے۔

٧- باب الاِنْتِبَاذِ فِي الأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

باب برتنوں اور پتھر کے پیالوں میں نبیذ بھگونا جائز ہے

کھجور کو پانی میں بھگو کر اسے مل چھان کر شربت بنانا نبیذ کہلاتا ہے۔ یہ ایک مقوی فرحت بخش مشروب ہے اوعیۃ میں تور بھی داخل ہے وہ برتن جو پتھر یا پیتل یا لکڑی سے بنایا جائے اوعیہ وعاء کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

٥٥٩١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلاً يَقُولُ: أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي عُرُسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

(٥٥٩١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی سے سنا' انہوں نے کہا کہ ابو اسید مالک بن ربیع آئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے ولیمہ کی دعوت دی' ان کی بیوی ہی سب کام کر رہی تھیں حالانکہ وہ نئی دلہن تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کیا پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے لیے انہوں نے پتھر کے کونڈے میں رات کے

[راجع: ٥١٧٦]

ان ہی کا شربت آپ کو پلایا۔

وقت کھجور بھگودی تھی۔

٨- باب تَرْخِيصِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الأَوْعِيَةِ وَالظُرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب ممانعت کے بعد ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بھگونے کے لیے نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت کا ہونا

٥٥٩٢- حدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو أَحْمَدُ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: إِنَّهُ لاَ بُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ فَلاَ إِذَن. وَقَالَ خَلِيفَةُ. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ بِهَذَا.

(۵۵۹۲) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن عبداللہ ابو احمد زبیری نے' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند برتنوں میں نبیذ بھگونے کی (جن میں شراب بنتی تھی) ممانعت کردی تھی پھر انصار نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو دوسرے برتن نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو خیر پھر اجازت ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے منصور بن معتمر نے اور ان سے سالم بن ابی الجعد نے پھر یہی حدیث روایت کی تھی۔

معلوم ہوا کہ جن برتنوں میں شراب بنتی تھی ان برتنوں کے استعمال سے اور ان میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا تاکہ شراب کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔

٥٥٩٣- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلم الأحول عَنْ مُجَاهِد عَنْ أَبِي عَيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الأَسْقِيَةِ قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرَ الْمُزَفَّتِ.

(۵۵۹۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' وہ سلیمان بن ابی مسلم احول سے' وہ مجاہد سے' وہ ابو عیاض عمرو بن اسود سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ! ہر کسی کو مشک کہاں سے مل سکتی ہے؟ اس وقت آپ نے بن لاکھ لگے گھڑے میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

تشریح: لفظی ترجمہ تو یوں ہے آپ نے مشکوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا مگر یہ مطلب صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ آگے یہ مذکور ہے کہ ہر شخص کو مشکیں کیسے مل سکتی ہیں؟ اس روایت میں غلطی ہوئی ہے اور صحیح یوں ہے۔ نهى عن الانتباذ الا في الاسقية۔ بعض علماء نے ان ہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے تونبے میں اب بھی نبیذ بھگونا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب کی حرمت نئی نئی نازل ہوئی تھی کہ کہیں شراب کے برتنوں

میں نبیذ بھگوتے بھگوتے لوگ پھر شراب کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ جب شراب کی حرمت دلوں پر جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھا دی۔ ہر برتن میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔ (وحیدی)

- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا وَقَالَ : فِيهِ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے یہی بیان کیا اور اس میں یوں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے چند برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا۔

یہ بھی اسی وقت کا ذکر ہے جبکہ شراب حرام کی گئی تھی اور شراب کے برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا تھا۔ بعد میں یہ ممانعت اٹھا دی گئی تھی۔

٥٥٩٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا.

(۵۵۹۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے' کہ ان سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے دباء اور مزفت (خاص قسم کے برتن جن میں شراب بنتی تھی) کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی تھی۔ ہم سے عثمان نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' کہا ان سے اعمش نے یہی حدیث بیان کی۔

٥٥٩٥- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ : قُلْتُ لِلأَسْوَدِ : هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَهَانَا فِي ذَلِكَ أَهْلَ الْبَيْتِ، أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ: أَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ؟ قَالَتْ: إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ، أُحَدِّثُ مَا لَمْ أَسْمَعْ؟

(۵۵۹۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے ابراہیم نخعی نے کہ میں نے اسود بن یزید سے پوچھا کیا تم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ کس برتن میں نبیذ (کھجور کا میٹھا شربت) بنانا مکروہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے عرض کیا ام المؤمنین! کس برتن میں آنحضرت ﷺ نے نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ خاص گھر والوں کو کدو کی تونبی اور لاکھی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ (ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ) میں نے اسود سے پوچھا انہوں نے گھڑے اور سبز مرتبان کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا وہ بھی بیان کر دوں جو میں نے نہ سنا ہو۔

تشریح بعض علماء نے انہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے تونبے میں اب بھی نبیذ بھگونا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب شروع میں حرام ہو گئی تھی۔ جب ایک مدت بعد شراب کی حرمت دلوں میں جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھا دی اور ہر برتن میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

٥٥٩٦- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجَرِّ الأَخْضَرِ، قُلْتُ: أَنَشْرَبُ فِي الأَبْيَضِ؟ قَالَ : ((لاَ)).

(۵۵۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا تھا' میں نے پوچھا کیا ہم سفید گھڑوں میں پی لیا کریں کہا کہ نہیں۔

اس قسم کے برتن اکثر شراب رکھنے کے لیے مستعمل تھے۔ اس لیے شراب کی بندش کے لیے ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا۔ برتنوں کے متعلق بندش ایک وقتی چیز تھی۔

٩- باب نَقِيعِ التَّمْرِ مَا لَمْ يُسْكِرْ

باب کھجور کا شربت یعنی نبیذ جب تک نشہ آور نہ ہو پینا جائز ہے

٥٥٩٧- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ : أَتَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

[راجع: ٥١٧٦]

(۵۵۹۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے' انہوں نے حضرت سہل بن سعد سے سنا کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمہ کی دعوت نبی کریم ﷺ کو دی' اس دن ان کی بیوی (ام اسید سلامہ) ہی مہمانوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ زوجہ ابو اسید نے کہا تم جانتے ہو میں نے رسول کریم ﷺ کے لیے کس چیز کا شربت تیار کیا تھا پتھر کے کونڈے میں رات کے وقت کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں اور دوسرے دن صبح کو آپؐ کو پلا دی تھیں۔

١٠- باب الْبَاذَقِ وَمَنْ نَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الأَشْرِبَةِ،

باب باذق (انگور کے شیرہ کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب)

وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلاَءِ عَلَى الثُّلُثِ، وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا دَامَ طَرِيًّا، وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللهِ رِيحَ شَرَابٍ. وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ.

کے بارے میں اور اس کے بارے میں جس نے کہا کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور عمرؓ' ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ جب کوئی ایسا شربت (طلا) پک کر ایک مثلث تہائی رہ جائے تو اس کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے (پک کر) آدھا رہ جانے پر بھی پیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شیرہ جب تک تازہ ہو اسے پی سکتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عبیداللہ (ان کے لڑکے) کے منہ میں ایک مشروب کی بو کے

متعلق سنا ہے میں اس سے پوچھوں گا اگر وہ پینے کی چیز نشہ آور ثابت ہوئی تو میں اس پر حد شرعی جاری کروں گا۔

تشریح: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ شراب آور مشروب ہے۔ آپ نے اس کو پوری حد لگائی۔ اسے امام مالک نے وصل کیا ہے۔ جب کسی پھل وغیرہ کا شیرہ اتنا پکا لیا جائے کہ اس کا ایک تہائی حصہ صرف باقی رہ جائے تو وہ بگڑتا بھی نہیں اور نہ اس میں نشہ پیدا ہوتا ہے۔ روایت میں بھی یہی مراد ہے۔

٥٥٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذِقِ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاذَقَ، فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ، قَالَ: الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ. قَالَ: لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلاَّ الْحَرَامُ الْخَبِيثُ.

(۵۵۹۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں ابو الجویریہ نے' کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق (انگور کا شیرہ ہلکی آنچ دیا ہوا) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم باذق کے وجود سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے جو چیز بھی نشہ لائے وہ حرام ہے۔ ابوالجویریہ نے کہا کہ باذق تو حلال وطیب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انگور حلال طیب تھا جب اس کی شراب بن گئی تو وہ حرام خبیث ہے۔ (نہ کہ حلال وطیب)

تشریح: بعض قدماء شاعر نے سچ کہا ہے

واشربها وازعمها حراما　　　وارجو عفو ربی ذی امتنان

یعنی میں شراب پیتا ہوں اور اسے حرام بھی جانتا ہوں مگر مجھے اپنے رب کی طرف سے معافی کی امید ہے کہ وہ بہت ہی احسان کرنے والا ہے۔

و یشربها و یزعمها حلالا　　　و تلک علی المسمٰی خطیئتان

اور شرابی جو اسے پیئے اور حلال جانے یہ ایسے گنہگار کے حق میں دوگنا گناہ ہے۔

بہرحال حرام چیز حرام ہے اسے حلال جاننا کفر ہے۔ باذق بادہ کا معرب ہے وہ شراب جو انگور کا شیرہ نکال کر پکالی جائے یعنی تھوڑا سا پکائیں کہ وہ رقیق اور صاف رہے۔ اگر اسے اتنا پکائیں کہ آدھا جل جائے تو اسے منصف کہیں گے اور اگر دو تہائی جل جائے تو اسے مثلث کہیں گے۔ اسے طلاء بھی کہتے ہیں کہ وہ گاڑھا ہو کر اس لیپ کی طرح ہو جاتا ہے جو خارش والے اونٹوں پر لگاتے ہیں۔ منصف کا پینا درست ہے اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو وہ بالاتفاق حرام ہے۔

٥٥٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. [راجع: ٤٩١٢]

(۵۵۹۹) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

تشریح: اس حدیث کی ترجمہ باب سے مطابقت مشکل ہے۔ شاید مطلب یہ ہو کہ انگور کا شیرہ جب اتنا پکایا جائے تو وہ حلوا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلوا کو پسند فرماتے تھے۔ (وحیدی) مگر یہ شرط ضروری ہے کہ اس میں مطلق نشہ نہ ہو ورنہ وہ حرام ہو گا۔

١١- باب مَنْ رَأَى أَنْ لاَ يُخْلَطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا، وَأَنْ لاَ يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِي إِدَامٍ

باب اس بیان میں کہ گدری اور پختہ کھجور ملا کر بھگونے سے جس نے منع کیا ہے نشہ کی وجہ سے اسی وجہ سے دو سالن ملانا منع ہے

٥٦٠٠- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : إِنِّي لأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ خَلِيطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ، وَإِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا.

[راجع: ٢٤٦٤]

(٥٦٠٠) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوطلحہ' حضرت ابودجانہ اور سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور کی ملی ہوئی نبیذ پلا رہا تھا کہ شراب حرام کردی گئی اور میں نے موجودہ شراب پھینک دی۔ میں ہی انہیں پلا رہا تھا میں سب سے کم عمر تھا۔ ہم اس نبیذ کو اس وقت شراب ہی سمجھتے تھے اور عمرو بن حارث راوی نے بیان کیا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا' انہوں نے انس رضی اللہ سے سنا۔

٥٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، وَالْبُسْرِ، وَالرُّطَبِ.

(٥٦٠١) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کشمش اور کھجور (کے شیرہ) کو اور کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ اس طور اس میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔

٥٦٠٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ.

(٥٦٠٢) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم کو یحییٰ بن ابی کثیر نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی ممانعت کی تھی کہ پختہ اور گدرائی ہوئی کھجور' پختہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنایا جائے۔ آپ نے ہر ایک کو جدا جدا بھگونے کا حکم دیا۔

١٢- باب شُرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ﴾

باب دودھ پینا اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا کہ اللہ پاک لید اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پیدا کرتا ہے جو پینے والوں کو خوب رچتا پچتا ہے۔

تشریح قال ابن التین الحال التفنن فی هذه الترجمة یرد قول من زعم ان اللبن یسکر فرد ذالک بالنصوص (ماجه) یعنی ابن تین نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں کے خیال کی تردید کی ہے جو کہتے ہیں کہ دودھ اگر کثرت سے پیا جائے تو نشہ لے آتا ہے۔ (فتح الباری) وهذه الایة صریحة فی احلال شراب لبن الانعام بجمیع افرادهم موقع الامتنان به یعم جمیع البان الانعام فی حال حیاتها (فتح) یعنی یہ آیت صاف دلیل ہے اس امر پر کہ جملہ انعام حلال جانوروں کا دودھ پینا حلال ہے اور بحالت زندگی تمام انعام چوپائے حلال جانور اس میں داخل ہیں۔

٥٦٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ. [راجع: ٣٣٩٤]

(۵۶۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کئے گئے۔

آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا یہ آپ کے دین فطرت پر ہونے کی دلیل تھی۔

٥٦٠٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: شَكَّ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ، فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: شَكَّ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِّفَ عَلَيْهِ: قَالَ: هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ.

[راجع: ١٦٥٨]

(۵۶۰۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' انہوں نے سفیان بن عیینہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم کو سالم ابوالنضر نے خبردی' انہوں نے ام الفضل (والدہ عبداللہ بن عباس) کے غلام عمیر سے سنا' وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا۔ اس لیے میں نے آپ کے لیے ایک برتن میں دودھ بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا۔ حمیدی کہتے ہیں کبھی سفیان اس حدیث کو یوں بیان کرتے تھے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا اس لیے ام الفضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (دودھ) بھیجا۔ کبھی سفیان اس حدیث کو مرسلاً ام الفضل سے روایت کرتے تھے سالم اور عمیر کا نام نہ لیتے۔ جب ان سے پوچھتے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا مرفوع متصل تو وہ اس وقت کہتے (مرفوع متصل ہے) ام فضل سے مروی ہے (جو صحابیہ تھیں)

٥٦٠٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ

(۵۶۰۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابوصالح (ذکوان) اور ابوسفیان (طلحہ بن نافع قرشی) نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان

بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ خَمَّرْتَهُ وَلَو أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُودًا)). [طرفه في : ٥٦٠٦].

کیا کہ ابو حمید ساعدی مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ (کھلا ہوا) لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

آڑی لکڑی رکھ دینا گویا بسم اللہ کی برکت ہے تو شیطان اس سے دور رہے گا۔ دودھ یا پانی کھلا لانے میں یہ خرابی ہے کہ اس میں خاک پڑتی ہے کیڑے اڑ کر گرتے ہیں۔

٥٦٠٦- حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، مِنَ النَّقِيعِ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلاَ خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُودًا)). وَحَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.
[راجع: ٥٦٠٥]

(٥٦٠٦) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا میں نے ابوصالح سے سنا' جیسا کہ مجھے یاد ہے وہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے ایک برتن میں دودھ نبی کریم ﷺ کے لیے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے' اس پر لکڑی ہی رکھ دیتے۔ اور اعمش نے کہا کہ مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا' ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح ادب کا تقاضا ہے کہ دودھ یا پانی کے برتن کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھا جائے کبھی کھلا ہوا نہ چھوڑا جائے اس طرح کرنے سے حفاظت ہوگی۔

٥٦٠٧- حدثني مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِي قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لاَ يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَرْجِعَ، فَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ.
[راجع: ٢٤٣٩]

(٥٦٠٧) مجھ سے محمود نے بیان کیا' کہا ہم کو ابوالنضر نے خبر دی' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (راستہ میں) ہم ایک چرواہے کے قریب سے گزرے۔ حضور اکرم ﷺ پیاسے تھے پھر میں نے ایک پیالے میں (چرواہے سے پوچھ کر) کچھ دودھ دوہا۔ آپ نے وہ دودھ پیا اور اس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی اور سراقہ بن جعشم گھوڑے پر سوار ہمارے پاس (تعاقب کرتے ہوئے) پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔ آخر اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس کے حق میں بددعا نہ کریں اور وہ واپس ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

تشریح سراقہ بن جعشم آنحضرت ﷺ کے تعاقب میں آیا تھا آخر آنحضرت ﷺ کی بددعا سے اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا' گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس نے پختہ عہد کیا کہ اب میں واپس لوٹ جاؤں گا بلکہ جو کوئی آپ کی تلاش میں ملے گا اسے بھی واپس لوٹا دوں گا آخر سراقہ مسلمان ہو گیا تھا۔

٥٦٠٨- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، تَغْدُوا بِإِنَاءٍ وَتَرُوحُ بِآخَرَ)). [راجع: ٢٦٢٩]

(٥٦٠٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہی عمدہ صدقہ ہے خوب دودھ دینے والی اونٹنی جو کچھ دنوں کے لیے کسی کو عطیہ کے طور پر دی گئی ہو اور خوب دودھ دینے والی بکری جو کچھ دنوں کے لیے عطیہ کے طور پر دی گئی ہو جس سے صبح و شام دودھ برتن بھر بھر کر نکالا جائے۔

٥٦٠٩- حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا)). [راجع: ٢١١]

(٥٦٠٩) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' ان سے امام اوزاعی نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

٥٦١٠- وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ، فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيلُ وَالْفُرَاتُ، وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، فَأُتِيتُ بِثَلاَثَةِ أَقْدَاحٍ: قَدَحٌ فِيهِ لَبَنٌ، وَقَدَحٌ فِيهِ عَسَلٌ، وَقَدَحٌ فِيهِ خَمْرٌ. فَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ، فَقِيلَ لِي: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ)) وَقَالَ هِشَامٌ وَسَعِيدٌ وَهَمَّامٌ: عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ

(٥٦١٠) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ دو ظاہری نہریں اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں تو نیل اور فرات ہیں اور باطنی نہریں جنت کی دو نہریں ہیں۔ پھر میرے پاس تین پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا' دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور پیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ تم نے اور تمہاری امت نے اصل فطرت کو پالیا۔ ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ندیوں کا ذکر تو ایسا ہی ہے لیکن تین

ﷺفِي الأَنْهَارِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا ثَلاَثَةَ أَقْدَاحٍ. [راجع: ٣٥٧٠]

پیالوں کاذکر نہیں ہے۔

تشریح: ان روایتوں کو امام بخاری نے کتاب بدء الخلق میں وصل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے دودھ لایا گیا اور اس کے پینے کے بعد آپ کو عالم ملکوت السماوات کی سیر کرائی گئی۔ سدرۃ المنتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتوں کا علم وہاں جاکر ختم ہو جاتا ہے اور وہ آگے جا بھی نہیں سکتے۔

١٣- باب اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

٥٦١١- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ. وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ للهِ أَرْجُوا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ)) شَكَّ عَبْدُ اللهِ ((وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ)) فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى رَايِحٌ. [راجع: ١٤٦١]

باب میٹھا پانی ڈھونڈنا

(۵۶۱۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ کے تمام انصار میں سب سے زیادہ کھجور کے باغات تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب آیت "تم ہرگز نیکی نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔" نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم ہرگز نیکی کو نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔" اور مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ عزیز بیرحاء کا باغ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ ہے' اس کا ثواب اور اجر میں اللہ کے یہاں پانے کی امید رکھتا ہوں' اس لیے یارسول اللہ! آپ جہاں اسے مناسب خیال فرمائیں خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب یہ بہت ہی فائدہ بخش مال ہے یا (اس کے بجائے آپ نے) رایح (یاء کے ساتھ فرمایا) راوی حدیث عبداللہ کو اس میں شک تھا (آنحضرت ﷺ نے ان سے مزید فرمایا کہ) جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا۔ میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی کروں گا یا رسول اللہ! چنانچہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ اور اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے "رایح" کا لفظ نقل کیا

ہے۔

تشریح بیرحاء کے میٹھے پانی والے باغ میں پانی پینے کے لیے آنحضرت ﷺ کا تشریف لے جانا یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے بیرحی یا بیرحاء یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ کا نام تھا۔ (لغات الحدیث' کتاب' ص : ۴۲) میٹھا پانی اللہ کی بڑی بھاری نعمت ہے۔ جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ اول مایحاسب به العبد یوم القیمة الم اصح جسمک وارویک من المآء البارد یعنی قیامت کے روز اللہ پہلے ہی حساب میں فرمائے گا کہ اے بندے! کیا میں نے تجھ کو تندرستی نہیں دی تھی اور کیا میں نے تجھے ٹھنڈے میٹھے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا﴿ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾ (الضحیٰ : ۱۱) کی تعمیل میں یہ نوٹ لکھا گیا والله علیم بذات الصدور) الحمدللہ خادم نے اپنے کھیتوں واقع موضع رہپواہ میں دو کنوئیں تعمیر کرائے ہیں جس میں بہترین میٹھا پانی ہے۔ پہلا کنواں حضرت ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کوٹہ رجستان کا تعمیر کردہ ہے جس کا پانی بہت ہی میٹھا ہے جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین (خادم راز عفی عنہ)

١٤- باب شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

باب دودھ میں پانی ملانا (بشرطیکہ دھوکے سے بیچا نہ جائے) جائز ہے

٥٦١٢- حدَّثنا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشُبْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ: ((الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ)). [راجع: ٢٣٥٢]

(۵۶۱۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پیتے دیکھا اور آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تھے (بیان کیا کہ) میں نے بکری کا دودھ نکالا اور اس میں کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر (آنحضور ﷺ کو) پیش کیا آپ نے پیالہ لے کر پیا۔ آپ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا آپ نے اپنا باقی دودھ اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ پہلے دائیں طرف سے ہاں دائیں طرف والے کا حق ہے۔

معلوم ہوا کہ کھانا کھلاتے اور شربت یا دودھ پلاتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے اگرچہ بائیں جانب بڑے بزرگ ہی کیوں نہ ہوں۔

٥٦١٣- حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ

(۵۶۱۳) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعامر نے' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے یہاں اسی رات کا باسی پانی کسی مشکیزے میں رکھا ہوا ہو (تو

بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَإِلاَّ كَرَعْنَا)). قَالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ، عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيشِ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ: فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ.

[طرفه في : ٥٦٢١].

ہمیں پلاؤ) ورنہ ہم منہ لگا کے پانی پی لیں گے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ صاحب (جن کے یہاں آپ تشریف لے گئے تھے) اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ بیان کیا کہ ان صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس رات کا باسی پانی موجود ہے' آپ چھپر میں تشریف لے چلیں۔ بیان کیا کہ پھر وہ ان دونوں حضرات کو ساتھ لے کر گئے پھر انہوں نے ایک پیالہ میں پانی لیا اور اپنی ایک دودھ دینے والی بکری' اس میں دودھ نکالا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اسے پیا' اس کے بعد آپ کے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا۔

١٥- باب شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

باب کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت بنانا جائز ہے

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لاَ يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ، لأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي السَّكَرِ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور زہری نے کہا اگر پیاس کی شدت ہو اور پانی نہ ملے تو بھی انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں کیونکہ وہ نجاست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ لانے والی چیزوں کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حرام چیزوں میں شفا نہیں رکھی ہے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا نمبر ان کا ہے۔ بعمر کچھ اوپر ساٹھ سال سنہ ۳۲ھ مدینہ میں وفات پائی اور بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔

٥٦١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ.

[راجع: ٤٩١٢]

(۵۶۱۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ہشام نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ شیرینی اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

تشریح: وفیه جواز اکل لذیذ الاطعمة والطیبات من الرزق وان ذالک لا ینافی الزهد والمراقبة لاسیما ان حصل اتفاقًا (فتح الباری) یعنی اس حدیث میں جواز ہے لذیذ اور طیبات رزق کھانے کے لیے اور یہ زہد اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے خاص کر جبکہ اتفاقی طور پر حاصل ہو جائے۔

١٦- باب الشُّرْبِ قَائِمًا

باب کھڑے کھڑے پانی پینا

٥٦١٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ

(۵۶۱۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن میسرہ نے' ان سے نزال نے بیان کیا کہ وہ حضرت

قَالَ أَتَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ.

[طرفه في : ٥٦١٦].

علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسجد کوفہ کے صحن میں حاضر ہوئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اس وقت کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے۔

٥٦١٦- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. [راجع: ٥٦١٥]

(۵۶۱۶) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا' انہوں نے نزال بن سبرہ سے سنا' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے۔ اس عرصہ میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے پانی پیا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' ان کے سر اور پاؤں (کے دھونے کا بھی) ذکر کیا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی پیا' اس کے بعد کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو برا سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے یونہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

تشریح جمہور علماء کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے میں جبکہ کوئی عذر بیٹھنے سے مانع ہو۔ بروایت مسلم آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پانی پینے پر جھڑکا۔ جمہور کہتے ہیں یہ نہی تنزیہی ہے اور بیٹھ کر پانی پینا بہتر ہے۔ جو لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ جانتے ہیں وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ وضو سے بچا ہوا پانی اور اسی طرح زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ وفی حدیث علی من الفوائد ان علی العالم اذا رای الناس اجتنبوا شیئا وھو یعلم جوازہ ان یوضح لھم وجہ الصواب فیہ خشیۃ ان یطول الامر فیظن تحریمہ الخ' یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے یہ فائدہ ظاہر ہوا کہ کوئی عالم جب دیکھے کہ لوگ ایک جائز چیز کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں تو ان کے ظن فاسد کے مٹانے کو اس چیز کے کھانے کے جواز کو واضح کر دے ورنہ ایک دن عوام اسے بالکل ہی حرام سمجھنے لگ جائیں گے۔

٥٦١٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [راجع: ١٦٣٧]

(۵۶۱۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عاصم احول نے' ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

آداب زمزم سے ہے کہ کعبہ رخ کھڑے ہو کر اسے پیا جائے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ دعا پڑھی جائے اللھم انی اسئلک علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من کل داء (مستدرک حاکم)

۱۷- باب مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ

باب جس نے اونٹ پر بیٹھ کر (پانی یا دودھ) پیا

٥٦١٨- حدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَشَرِبَهُ. زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلَى بَعِيرِهِ. [راجع: ١٦٥٨]

(۵۶۱۸) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابوالنضر نے خبر دی' انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عمیر نے اور انہیں ام فضل بنت حارث نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا میدان عرفات میں۔ وہ عرفہ کے دن کی شام کا وقت تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی سواری پر) سوار تھے' آپ نے اپنے ہاتھ میں وہ پیالہ لیا اور اسے پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے اپنے اونٹ پر کے الفاظ زیادہ کئے۔

تشریح بعضوں نے حضرت امام بخاری پر یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ اونٹ پر تو آدمی بیٹھا ہوتا ہے نہ کہ کھڑا' پھر اس باب کے لانے سے یہ کہاں نکلا کہ پانی کھڑے کھڑے پینا درست ہے مگر یہ اعتراض لغو ہے۔ حضرت امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ اونٹ پر سوار رہ کر کھانا پینا درست ہے اور یہ ایک الگ مطلب ہے اور یہ باب اس لیے لائے کہ اونٹ پر سوار ہونا کھڑے رہنے سے بھی زیادہ ہے کہ شاید کوئی خیال کرے کہ سوار رہ کر بھی کھانا پینا مکروہ ہو گا۔

۱۸- باب الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ فِي الشُّرْبِ

باب پینے میں تقسیم کا دور داہنی طرف پس داہنی طرف سے شروع ہو

٥٦١٩- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: ((الأَيْمَنَ الأَيْمَنَ)).[راجع: ٢٣٥٢]

(۵۶۱۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر باقی دیہاتی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف سے پس دائیں طرف سے۔

۱۹- باب هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الأَكْبَرَ؟

باب اگر آدمی داہنی طرف والے سے اجازت لے کر پہلے بائیں طرف والے کو دے جو عمر میں بڑا ہو

٥٦٢٠- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ

(۵۶۲۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوحازم بن دینار نے اور ان سے حضرت

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ. [راجع: ۲۳۵۱]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا' آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے بیٹھے ہوئے) تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان (شیوخ) کو (پہلے) دے دوں۔ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہ! آپ کے جھوٹے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

لفظ تلہ بتلاتا ہے کہ آپ نے وہ پیالہ بادل ناخواستہ اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا' آپ کی خواہش تھی کہ وہ اپنے بڑوں کے لیے ایثار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اس کے حوالے کر دیا۔

۲۰- بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

باب حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے

۵۶۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَهْيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ، وَهُوَ يُحَوِّلُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَعْنِي الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ)). وَإِلاَّ كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرْشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ.

[راجع: ۵۶۱۳]

(۵۶۲۱) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہء انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک رفیق بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ بڑی گرمی کا وقت ہے وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہے (تو وہ پلا دو) ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) وہ صاحب اس وقت بھی باغ میں پانی دے رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا باسی پانی ہے پھر وہ چھپر میں گئے اور ایک پیالے میں باسی پانی لیا پھر اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا دودھ اس میں نکالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیا پھر وہ دوبارہ لائے اور اس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیا۔

تشریح: حدیث میں حوض کا ذکر نہیں ہے مگر دستور یہ ہے کہ باغ میں جب پانی کنویں سے نکالا جائے تو ایک حوض میں جمع ہو کر آگے درختوں میں جاتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہو گا کیونکہ وہ باغ والا اپنے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔

٢١- باب خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

باب بچوں کا بڑوں بوڑھوں کی خدمت کرنا ضروری ہے

٥٦٢٢- حدَّثنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ، فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالَ: أَكْفِئْهَا، فَكَفَأْنَا، قُلْتُ لأَنَسٍ: مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ. فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ : كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

[راجع : ٢٤٦٤]

(٥٦٢٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے' ان سے ان کے والد نے' کہ میں نے انس بناتھ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں کھڑا ہوا اپنے قبیلہ میں اپنے چچاؤں کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا۔ میں ان میں سے سب سے چھوٹا تھا' اتنے میں کسی نے کہا کہ شراب حرام کر دی گئی (ابو طلحہ بناتھ نے) کہا کہ شراب پھینک دو۔ چنانچہ ہم نے پھینک دی۔ سلیمان نے کہا کہ میں نے انس بناتھ سے پوچھا اس وقت لوگ کس چیز کی شراب پیتے تھے کہا کہ پکی اور کچی کھجور کی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کہ یہی ان کی شراب ہوتی تھی انس بناتھ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ بکر بن عبداللہ مزنی یا قتادہ نے کہا اور مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بناتھ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ "ان کی ان دنوں یہی (فضیح) ان کی شراب تھی۔

تشریح: جو کچی اور پکی کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ ہر ممکن خدمت میں کوتاہی نہ کریں' بڑوں بوڑھوں کی خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کریں' یہ عین سعادت مندی ہو گی۔ ہر کہ خدمت می کند مخدوم شد۔

٢٢- باب تَغْطِيَةِ الإِنَاءِ

باب رات کو برتن کا ڈھکنا ضروری ہے

٥٦٢٣- حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوهُمْ، وَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ،

(٥٦٢٣) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ رات کی جب ابتدا ہو یا (آپ نے فرمایا) جب شام ہو تو اپنے بچوں کو روک لو (اور گھر سے باہر نہ نکلنے دو) کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو اور اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا منہ باندھ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھک

وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ)). [راجع: ٣٢٨٠]

دو' خواہ کسی چیز کو چوڑائی میں رکھ کر ہی ڈھک سکو اور اپنے چراغ (سونے سے پہلے) بجھا دیا کرو۔

تشریح: سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا فائدہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ چوہا بتی منہ میں دبا کر کھینچ لے جاتا ہے اکثر گھروں میں آگ لگ جاتی ہے لہٰذا ہر حال میں ضروری ہے کہ سوتے وقت چراغ بجھا دیئے جائیں روشنی گل کر دی جائے۔

٥٦٢٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَغَلِّقُوا الأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ، وَأَحْسِبُهُ، قَالَ: وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرُضُهُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٢٨٠]

(۵۶۲۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو' دروازے بند کر دو' مشکوں کے منہ باندھ دو اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا خواہ لکڑی ہی کے ذریعہ سے ڈھک سکو جو اس کی چوڑائی میں بسم اللہ کہہ کر رکھ دی جائے۔

لفظ خمروا ڈھانکنے کے معنی میں ہے کہ کھانے پینے کے برتنوں کا ڈھانکنا کسی قدر ضروری ہے۔ دروازے کو بند کرنے کی تاکید بھی ہے۔

٢٣- باب اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ

باب مشک میں منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں ہے

تشریح: اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ اگر کوئی مشک کا منہ نہ مروڑے بلکہ یوں ہی اس کا منہ کھول کر پانی پینے لگے تو بھی منع ہے اور پچھلے باب میں اس کی صراحت نہ تھی بلکہ اس میں مشک کا منہ موڑ کر پانی پینے کا ذکر تھا۔

٥٦٢٥- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ، يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

[أطرافه في : ٥٦٢٦].

(۵۶۲۵) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشکوں میں اختناث سے منع فرمایا یعنی مشک کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا۔

٥٦٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ. قَالَ عَبْدُ

(۵۶۲۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے مشکوں میں (اختناث) سے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ نے بیان

اللہ: قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا. [راجع: ٥٦٢٥]

کیا کہ معمر نے بیان کیا یا ان کے غیر نے کہ "اختناث" مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کو کہتے ہیں۔

تشریح: وقد جزم الخطابی ان تفسیر الاختناث من کلام الزهری۔ یعنی بقول خطابی لفظ اختناث کی تفسیر زہری کا کلام ہے۔ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ ایک شخص نے مشک سے منہ لگا کر پانی پیا اس کے پیٹ میں مشک سے ایک چھوٹا سانپ داخل ہو گیا' اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس عمل سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ جن روایتوں سے جواز ثابت ہوتا ہے ان کو اس واقعہ نے منسوخ قرار دے دیا ہے۔ (فتح الباری) یہ تشریح گذشتہ حدیث سے متعلق ہے۔

٢٤- باب الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

باب مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا

٥٦٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ؟ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ، أَوِ السِّقَاءِ. وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ. [راجع: ٢٤٦٣]

(٥٦٢٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے کہا' تمہیں میں چند چھوٹی چھوٹی باتیں نہ بتا دوں جنہیں ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تھی اور (اس سے بھی آپ نے منع فرمایا تھا کہ) کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔

تشریح: ہمارے زمانے میں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی لڑ جھگڑ کر عدالت تک نوبت لے جاتے اور دنیا و دین برباد کرتے ہیں۔

٥٦٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ. [راجع: ٢٤٦٣]

(٥٦٢٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم کو ایوب نے خبر دی' انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرما دی تھی۔

٥٦٢٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ

(٥٦٢٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا تھا۔

تشریح: مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا خطرناک کام ہے ممکن ہے کہ مشک سے اتنا پانی بلا قصد پیٹ میں چلا جائے کہ جان کے لالے پڑ جائیں لہٰذا چرا کارے کند عاقل کہ بعد آید پشیمانی۔ صراحی کا بھی یہی حکم ہے۔

٢٥- باب النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي

باب برتن میں سانس نہیں

الإِنَاء

لینا چاہیے

٥٦٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ)).

[راجع: ١٥٣]

(۵۶۳۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیئے تو (پینے کے) برتن میں (پانی پیتے ہوئے) سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ کو ذکر پر نہ پھیرے اور جب استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ کرے۔

ان خدمات کے لیے اللہ نے بایاں ہاتھ بنایا ہے اور سیدھا ہاتھ کھانے پینے اور جملہ ضروری کاموں کے لیے ہے' اس لیے ہر ہاتھ سے اس کی حیثیت کا کام لینا چاہیے برتن میں سانس لینا طب کی رو سے بھی ناجائز ہے۔ اس طرح معدہ کے بخارات اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ (فتح الباری)

٢٦- باب الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

باب پانی دو یا تین سانس میں پینا چاہیے

٥٦٣١- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

(۵۶۳۱) ہم سے ابو عاصم اور ابو نعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عزرہ بن ثابت نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے ثمامہ بن عبداللہ نے خبر دی' بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیتے تھے اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

تشریح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ کے پاس پانی کا پیالہ آتا تو پہلے آپ بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع فرماتے' درمیان میں تین سانس لیتے آخر میں الحمدللہ پڑھتے اور فرمایا کہ پینے کے ابتدا میں بسم اللہ پڑھو آخر میں الحمدللہ کہو (فتح الباری)

٢٧- باب الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ

باب سونے کے برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے

٥٦٣٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ، فَاسْتَسْقَى، فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ

(۵۶۳۲) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکیم بن ابی لیلیٰ نے' انہوں نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نے ان کو چاندی کے برتن میں پانی لا کر دیا' انہوں نے برتن کو اس پر پھینک مارا پھر کہا میں نے برتن صرف اس وجہ سے پھینکا ہے کہ اس شخص کو میں اس سے منع کر چکا تھا لیکن یہ باز نہ آیا اور رسول کریم ﷺ نے ہمیں ریشم و دیبا کے پہننے سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے

فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الآخِرَةِ)). [راجع: ٥٤٢٦]

پینے سے منع کیا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ چیزیں ان کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہیں آخرت میں ملیں گی۔

تشریح چاندی سونے کے برتنوں میں مسلمانوں کو کھانا پینا قطعاً حرام ہے مگر اکثر ہوا پر دوڑنے لگے جو ایسے محرمات کا فخریہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے کاموں کا انجام برا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد آخرت میں یہ دولت دوزخ کا انگارا بن کر سامنے آئے گی۔ لفذا فی الغور ایسے سرمایہ داروں کو ایسی حرکتوں سے باز رہنا ضروری ہے۔ روایت میں شہرمدائن کا ذکر ہے جو دجلہ کے کنارے بغداد سے سات فرسخ کی دوری پر آباد تھا۔ ایران کے بادشاہوں کی راجدھانی کا شہر تھا اور اس جگہ ایوان کسریٰ کی مشہور عمارت تھی اسے خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ لفظ دھقان دال کے کسرہ اور ضمہ دونوں طرح سے ہے۔ ایران میں یہ لفظ سردار قریہ کے لیے مستعمل ہوتا تھا بعد میں بطور محاورہ دیہاتیوں پر بولا جانے لگا۔

٢٨- باب آنِيَةِ الْفِضَّةِ

باب چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے

٥٦٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلاَ تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ)). [راجع: ٥٤٢٦]

(٥٦٣٣) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے بیان کیا' ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سونے اور چاندی کے پیالہ میں نہ پیا کرو اور نہ ریشم و دیبا پہنا کرو کیونکہ یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار سونے اور چاندی کے برتنوں کو بڑے فخر اور تکبر کے انداز میں مالداروں کے سامنے اس میں کھانے پینے کی چیزیں پیش کرتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو بچنے کا حکم دیا گیا۔

٥٦٣٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)).

(٥٦٣٤) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے زید بن عبداللہ بن عمر نے' ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

تشریح لفظ یجرجر کا مصدر جرجرۃ ہے جو اونٹ کی آواز پر بولا جاتا ہے۔ جب اونٹ ہیجان میں چلاتا ہے پس معلوم ہوا کہ چاندی کے برتن میں پانی پینے والے کے پیٹ میں دوزخ کی آگ اونٹ جیسی آواز پیدا کرے گی۔ اللھم اعذنا منھا آمین

٥٦٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

(٥٦٣٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْم عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ السَّلاَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالإِسْتَبْرَقِ.

[راجع: ١٢٣٩]

نے بیان کیا' ان سے اشعث بن سلیم نے' ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے' جنازے کے پیچھے چلنے' چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے' دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے' سلام پھیلانے' مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے کے بعد کفارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے' چاندی میں پینے یا (فرمایا) چاندی کے برتن میں پینے سے' میثر (زین یا کجاوہ کے اوپر ریشم کا گدا) کے استعمال کرنے سے اور قسی (اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے) کے استعمال کرنے سے اور ریشم و دیبا اور استبرق پہننے سے منع فرمایا تھا۔

٢٩- باب الشُّرْبِ فِي الأَقْدَاحِ

باب کٹوروں میں پینا درست ہے

٥٦٣٦- حدثني عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبُعِثَ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ [راجع: ١٦٥٨]

(٥٦٣٦) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے سالم ابی النضر نے' ان سے ام فضل کے غلام عمیر نے اور ان سے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق شبہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک کٹورا پیش کیا گیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا۔

معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے علاوہ کٹوروں اور پیالوں میں پانی و شربت پینا درست ہے۔

٣٠- باب الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ ﷺ وَآنِيَتِهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے اور آپ کے برتن میں پینا

وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ: أَلاَ أَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں ای تبرکا به قال ابن المنیر کانه اراد بهذه الترجمة وضع توهم من یقع فی خیاله ان اشرب فی قدح النبی صلی الله علیه وسلم بعد وفاته تصرف فی ملک الغیر بغیر اذن فبین ان السلف کانوا یفعلون ذالک، لان النبی صلی الله

علیه وسلم لا یورث وما ترکه فهو صدقة والذی یظهر ان الصدقة المذکورة من جنس الاوقاف المطلقة ینتفع بها من یحتاج الیها وتقر تحت ید من یوتمن علیها الخ (فتح الباری)

باب سے مراد یہ ہے کہ تبرک کے لیے آنحضرت ﷺ کے پیالے میں پانی پینا۔ ابن منیر نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے یہ باب منعقد کر کے اس وہم کو دفع فرمایا ہے جو بعض لوگوں کے خیال میں واقع ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے پیالے میں آپ کی وفات کے بعد پانی پینا جبکہ آپ کی اجازت بھی حاصل نہیں ہے' یہ غیر کے مال میں تصرف کرنا ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس وہم کا دفعیہ فرمایا ہے اور بیان کیا ہے کہ سلف صالحین آپ کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ترکہ کسی کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ وہ سب صدقہ ہے اور ظاہر بات یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ سابقہ اوقاف کی قسم سے ہے اس سے ہر ضرورت مند فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ ایک دیندار شخص کی حفاظت میں بطور امانت قائم رہے گا جیسا کہ حضرت سہل اور حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس ایسے پیالے محفوظ تھے اور آپ کا جبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھا۔ یہ جملہ تاریخی یادگار ہیں جن کو دیکھنے اور استعمال کر لینے سے آنحضرت ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور خوشی بھی حاصل ہوتی ہے برکت سے یہی مراد ہے ورنہ اصل برکت تو صرف اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے ﴿ تبارک الذی بیده الملک وهو علی کل شئی قدیر ﴾ (الملک: ۱)

۵۶۳۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو قَالَ غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ. فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ: ((قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي))، فَقَالُوا لَهَا : أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ قَالَتْ : لاَ. قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ. قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: اسْقِنَا يَا سَهْلُ، فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ. فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ

(۵۶۳۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی! لوگوں نے بعد میں ان سے پوچھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون تھے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے تم سے نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ پھر تو میں بڑی بدبخت ہوں (کہ آنحضور ﷺ کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا سہل! پانی پلاؤ۔ میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے

الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ. [راجع: ٥٢٦٦]

اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

تشریح: خود روایت سے ظاہر ہے کہ اس عورت نے لاعلمی میں یہ لفظ کہے جن کو سن کر آنحضرت ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ بعد میں جب اسے علم ہوا تو اس نے اپنی بدبختی پر اظہار افسوس کیا۔ حضرت سہل بن سعد کے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک پیالہ جس سے آپ پیا کرتے تھے محفوظ تھا جملہ فاخرج لنا سھل میں قائل حضرت ابوحازم راوی ہیں جیسا کہ مسلم میں صراحت موجود ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں والی مدینہ تھے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ آپ کے حوالہ کر دیا تھا۔ یہ تاریخی آثار ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے۔

تلک آثارنا تدل علینا   فانظروا بعدنا الی الاثار

٥٦٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ : وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ أَنَسٌ : لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي هَذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ : وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ : إِنَّهُ كَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْفِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَرَكَهُ. [راجع: ٣١٠٩]

(٥٦٣٨) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابوعوانہ نے خبر دی' ان سے عاصم احول نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے چاندی سے جوڑ دیا۔ پھر حضرت عاصم نے بیان کیا کہ وہ عمدہ چوڑا پیالہ ہے۔ چمکدار لکڑی کا بنا ہوا۔ بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے اس پیالہ سے حضور اکرم ﷺ کو بارہا پلایا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن سیرین نے کہا کہ اس پیالہ میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ جڑوا دیں لیکن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے اس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ کر۔ چنانچہ انہوں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

تشریح: حضرت عاصم احول اور حضرت علی بن حسن اور حضرت امام بخاری نے بصرہ میں وہ پیالہ دیکھا ہے اور ان جملہ حضرات نے اس میں پیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو فتح الباری۔

٣١- باب شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

باب متبرک پانی پینا

٥٦٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ

(٥٦٣٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان

أبي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فُضْلَةٍ فَجُعِلَ فِي إِنَاءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ : ((حَيَّ عَلَى أَهْلِ الْوَضُوءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ. فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوا. فَجَعَلْتُ لاَ آلُو مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ. قُلْتُ لِجَابِرٍ : كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ. تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ.[راجع: ٣٥٧٦]

سے حضرت جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا ہمارے پاس اور کوئی پانی نہیں تھا اسے ایک برتن میں رکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آنحضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں پھر فرمایا آؤ وضو کر لو یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا چنانچہ سب لوگوں نے اس سے وضو کیا اور پیا بھی۔ میں نے اس کی پرواہ کئے بغیر کہ پیٹ میں کتنا پانی جا رہا ہے خوب پانی پیا کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ برکت کا پانی ہے۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگ اس وقت کتنی تعداد میں تھے؟ بتلایا کہ ایک ہزار چار سو۔ اس روایت کی متابعت عمرو نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور حسین اور عمرو بن مرہ نے سالم سے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کی اس وقت تعداد پندرہ سو تھی۔ اس کی متابعت سعید بن مسیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے متبرک پانی پینا ثابت ہوا۔ معجزہ نبوی کی برکت سے یہ پانی اس قدر بڑھا کہ پندرہ سو اصحاب کرام کو سیراب کر گیا۔ اور حصین کی روایت کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مغازی میں اور عمرو بن مرہ کی روایت کو مسلم اور امام احمد بن حنبل نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ اس مقام پر صحیح بخاری کے تین ربع ختم ہو گئے اور آخری چوتھا ربع باقی رہ گیا ہے۔ یااللہ! جس طرح تو نے یہ تین ربع پورے کرائے ہیں اس چوتھے ربع کو بھی میری قلم سے پورا کرا دے تیرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ یااللہ! میری دعا قبول فرما لے اور جن جن بھائیوں نے تیرے پیارے نبی کے کلام کی خدمت کی ہے ان کو دنیا و آخرت میں بے شمار برکتیں عطا فرما اور ہم سب کو بخش دیجیو۔ آمین یارب العالمین (راز)

١ - باب مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةَ الْمَرَضِ
وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: ١٢٣]

باب بیماری کے کفارہ ہونے کا بیان
اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا
جو کوئی برا کرے گا اس کو بدلہ ملے گا۔

تشریح: حضرت امام بخاری نے یہ آیت اس مقام پر لا کر گویا معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں ہر گناہ کے بدلے اگر توبہ نہ کرے تو آخرت کا عذاب لازمی ہے اور اسی آیت سے دلیل لیتے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بدلہ سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ دنیا ہی میں گناہ کے بدلے بیماری' مصیبت یا تکلیف پہنچ جائے گی تو گناہ کا بدلہ ہو گیا۔ اس صورت میں آخرت کا عذاب ہونا لازمی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور عبد بن حمید اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب تو عذاب سے چھٹنے کی کوئی شکل نہ رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تیری بخشش کرے کیا تجھ پر بیماری نہیں آتی' تکلیف نہیں آتی' رنج نہیں آتا' مصیبت نہیں آتی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ بس یہی بدلہ ہے۔

٥٦٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلاَّ كَفَّرَ اللهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا)).

(۵۶۴۰) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے۔

تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

٥٦٤١، ٥٦٤٢- حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنُ حَلْحَلَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا إِلاَّ كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)).

(۵۶۴۱-۴۲) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن محمد نے بیان کیا' ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی' بیماری' رنج و ملال' تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

٥٦٤٣- حدَّثنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وتَعْدِلُهَا مَرَّةً، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالأَرْزَةِ لاَ تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً)) وَقَالَ زَكَرِيَّا حَدَّثَنِي سَعْدٌ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۶۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے' ان سے سعد نے' ان سے عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا ہی کھڑا رہتا ہے اور آخر ایک جھوکے میں کبھی اکھڑ ہی جاتا ہے۔ اور زکریا نے بیان کیا کہ ہم سے سعد نے بیان کیا' ان سے ابن کعب نے بیان کیا' ان سے ان کے والد ماجد محترم المقام کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی بیان کیا۔

٥٦٤٤- حدَّثنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلاَءِ، وَالْفَاجِرُ كَالأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللهُ إِذَا شَاءَ)).

(۵۶۴۴) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے بنی عامر بن لوی کے ایک مرد ہلال بن علی نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

٥٦٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)).

(۵۶۴۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن یسار ابوالحباب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیرو بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری کی تکالیف اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

تشریح ان جملہ احادیث کے لانے کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان پر طرح طرح کی تکالیف اور تفکرات آتی ہی رہتی ہیں لیکن وہ صبر کر کے جھیلتا ہے ناشکری کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتا گو کتنی ہی تکلیف ہو مگر صبرو شکر کو نہیں چھوڑتا' ان سب سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور درجات بڑھتے رہتے ہیں گویا یہ سب آیت ﴿ مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يجز به ﴾ (النساء: ۱۱۰)۔

٢- باب شِدَّةِ الْمَرَضِ

باب بیماری کی سختی (کوئی چیز نہیں ہے)

٥٦٤٦- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ. عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

(۵۶۴۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اعمش نے (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابووائل نے' انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے (مرض وفات کی تکلیف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھی۔

آپ کو اس قدر شدید بخار تھا کہ چادر مبارک بھی بہت سخت گرم ہو گئی تھی' بار بار غشی طاری ہوتی اور آپ بے ہوش ہو کر ہوش میں ہو جاتے پھر غشی طاری ہو جاتی اور بوقت ہوش زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے اللهم الحقنی بالرفیق الاعلٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔

٥٦٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، قُلْتُ: إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ

(۵۶۴۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے مرض کے زمانہ میں حاضر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بڑے تیز بخار میں تھے۔ میں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا تیز بخار ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ بخار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے اتنا تیز ہے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے

أَذًى إِلاَّ حَاتَّ اللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)).

[أطرافه في : ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧].

آپ نے فرمایا کہ ہاں جو مسلمان کسی بھی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

اور نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اللہ پاک مجھ کو اور جملہ قارئین بخاری شریف کو بوقت نزع آسانی عطا کرے اور خاتمہ بالخیر نصیب ہو۔ یااللہ میری بھی یہی دعا ہے رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین امین اللھم الحقنی بالرفیق الاعلی برحمتک یاارحم الراحمین۔

٣- باب أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ

باب بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے بندگان خدا کی ہوتی رہتی ہے۔

٥٦٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ)) قُلْتُ: ذَلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ : ((أَجَلْ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلاَّ كَفَّرَ اللهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). [راجع: ٥٦٤٧]

(۵۶۴۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تیز بخار ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں کے دو آدمی کو ہوتا ہے میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے' مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

تشریح: باب کا مطلب اس طرح پر نکلا کہ اور پیغمبروں کو آنحضرت ﷺ پر قیاس کیا اور جب پیغمبروں پر بوجہ ازدیاد قرب الٰہی کے مصائب زیادہ ہوئے تو اولیاء اللہ میں بھی یہی نسبت رہے گی جتنا قرب الٰہی زیادہ ہو گا تکالیف و مصائب زیادہ آئیں گی حضرت امام بخاری کا یہ قائم کردہ ترجمہ خود ایک حدیث ہے جسے دارمی نے نکالا ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی هذه الاحادیث بشارة عظیمة لکل مومن لان الادمی لا ینفک غالبا من الم بسبب مرض اوھم اونحو ذالک مماذکر یعنی ان احادیث میں مومنوں کے لیے بڑی بشارتیں ہیں اس لیے کہ تکالیف و مصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ پاک ان سب پر ان کو اجروثواب اور درجات عالیہ عطا کرتا ہے۔ راقم الحروف محمد داؤد راز کی زندگی بھی بیشتر آلام و تفکرات میں ہی گزری ہے اور امید قوی ہے کہ ان سب

کا اجر کفارۂ ذنوب ہو گا وکذا ارجو من رحمة ربی آمین۔

٤- باب وُجُوبِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ
باب بیمار کی مزاج پرسی کا واجب ہونا

٥٦٤٩- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ)).[راجع: ٣٠٤٦]

(٥٦٤٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت یعنی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

یہ مسلمانوں کے دوسرے مسلمانوں پر نہایت اہم اور بہت ہی بڑے حقوق ہیں جن کی ادائیگی واجب و لازمی ہے۔

٥٦٥٠- حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُودَ الْمَرِيضَ وَنُفْشِيَ السَّلاَمَ.
[راجع: ١٢٣٩]

(٥٦٥٠) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی' کہا کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا' ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات باتوں سے منع فرمایا تھا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی' ریشم' دیبا' استبرق (ریشمی کپڑے) پہننے سے اور قسی اور میثرہ (ریشمی) کپڑوں کی دیگر جملہ قسمیں پہننے سے منع فرمایا تھا اور آپؐ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم جنازہ کے پیچھے چلیں' مریض کی مزاج پرسی کریں اور سلام کو پھیلائیں۔

تشریح اس روایت میں راوی نے بہت سی باتیں چھوڑ دی ہیں ساتویں بات جو منع ہے وہ چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مراد ہے۔ مریض کی مزاج پرسی کرنا بہت بڑا کار ثواب ہے جیسا کہ مسلم میں ہے۔ ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفة الجنة مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اس اثنا میں وہ ہمیشہ گویا جنت کے باغوں کی سیر کر رہا اور وہاں میوے کھا رہا ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضی آمین۔

٥- باب عِيَادَةِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ
باب بے ہوش کی عیادت کرنا

٥٦٥١- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي

(٥٦٥١) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن المنکدر نے' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے ان

وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أُغْمِي عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ. [راجع. ١٩٤]

بزرگوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی غالب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا' اس سے مجھے ہوش ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

یعنی ﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ﴾ الخ (النساء : ۱۱) یہ آیت اتری جس نے اولاد کے حقوق متعین کر دیئے اور کسی کو اس بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی' کوتاہی کرنے والوں کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔

٦- باب فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

باب ریاح رک جانے سے جسے مرگی کا عارضہ ہو اس کی فضیلت کا بیان

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں احباس الریح قدیکون سببا للصرع وھی علة تمنع الاعضاء الرئیسه من انفعالها منعا غیر تام یعنی مرگی کبھی ریاح کے رک جانے سے ہوتی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے کہ اعضاء رئیسہ کو ان کے کام سے بالکل روک دیتی ہے' اسی لیے اس میں آدمی اکثر بے ہوش ہو جاتا ہے بعض دفعہ دماغ میں ردی بخارات چڑھ کر اسے متاثر کر دیتے ہیں کبھی یہ بیماری جنات اور نفوس خبیثہ کے عمل سے ہی وجود میں آجاتی ہے۔ (فتح الباری)

٥٦٥٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلَى! قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ لِي قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)) فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ : إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا.

(۵۶۵۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے عمران ابوبکر نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں' کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

تشریح بزار کی روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی میں شیطان خبیث سے ڈرتی ہوں کہیں مجھ کو ننگا نہ کرے۔ آپ نے

فرمایا کہ تجھ کو یہ ڈر ہو تو کعبے کے پردے کو آن کر پکڑ لیا کر۔ وہ جب ڈرتی تو کعبے کے پردے سے لٹک جاتی مگر یہ لاعلاج رہی۔ امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جب پچیس سال کی عمر میں مرگی کا عارضہ ہو تو وہ لاعلاج ہو جاتی ہے۔ مولانا عبدالحیٔ مرحوم فرنگی محلی جو مشہور عالم ہیں بعارضہ مرگی ۳۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں وفیہ دلیل علی جواز ترک التداوین وفیہ ان علاج الامراض کلھا بالدعاء والالتجاء الی اللہ وانحج وانفخ من العلاج بالعقاقیر وان تاثیر ذالک وانفعال البدن عنه اعظم من تاثیر الادویة البدنیة الخافرة (فتح الباری) یعنی اس حدیث میں اس امر پر بھی دلیل ہے کہ دواؤں سے علاج ترک کر دینا بھی جائز ہے اور یہ کہ تمام بیماریوں کا علاج دعاؤں سے اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ادویات سے زیادہ نفع بخش علاج ہے اور بدن ادویات سے زیادہ دعاؤں کا اثر قبول کرتا ہے اور اس میں شک و شبہ کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اس لیے دعائیں مومن کا آخری ہتھیار ہیں۔ یااللہ! بصمیم قلب دعا ہے کہ مجھ کو جملہ امراض قلبی و قالبی سے شفائے کاملہ عطا فرما آمین ثم آمین۔

حدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ سَوْدَاءُ عَنْ سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے' کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ام زفر رضی اللہ عنہا ان لمبی اور سیاہ خاتون کو کعبہ کے پردہ پر دیکھا۔ (حدیث بالا میں اس کا ذکر ہے)

٧- باب فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

باب اس کا ثواب جس کی بینائی جاتی رہے

٥٦٥٣- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: ((إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ. تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظِلاَلٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۵۶۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بیان کیا' ان سے مطلب بن عبداللہ بن حذب کے غلام عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں (یعنی نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔

٨- باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ

باب عورتیں مردوں کی بیماری میں پوچھنے کے لیے جا سکتی ہیں۔

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الأَنْصَارِ

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا مسجد والوں میں سے ایک انصاری کی عیادت کو آئی تھیں۔

یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جو مسجد نبوی میں اپنے خاوند کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئی تھیں۔ یہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے نام سے موسوم تھیں۔ باپ کا نام ابوحدرد قبیلہ اسلم سے ہیں بڑی عقلمند متبع سنت عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ ان کا انتقال حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں بعہد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ ہو گیا تھا۔

٥٦٥٤- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ :

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطُفَيلٌ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)). [راجع: ١٨٨٩]

(۵۶۵۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (عیادت کے لیے) گئی اور پوچھا' محترم والد بزرگوار آپ کا مزاج کیسا ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے "ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔" اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب افاقہ ہوتا تو یہ شعر پڑھتے تھے "کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں پھر ایک رات وادی میں گزار سکوں گا اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (مکہ مکرمہ کی گھاس) کے جنگل ہوں گے اور کیا میں کبھی مجنہ (مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک بازار) کے پانی پر اتروں گا اور کیا پھر کبھی شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑوں) کو میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع دی آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی محبت بھی اتنی ہی کر دے جتنی مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے موافق کر دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما' اللہ اس کا بخار کہیں اور جگہ منتقل کر دے اسے مقام جحفہ میں بھیج دے۔

تشریح: حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مشہور بزرگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ اسلام قبول کرنے پر ان کو اہل مکہ نے بے حد دکھ دیا۔ امیہ بن خلف ان کا آقا بہت ہی زیادہ ستاتا تھا اللہ کی شان یہی امیہ ملعون جنگ بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخری زمانہ مین ملک شام میں مقیم ہو گئے تھے اور ۶۳ سال کی عمر میں سنہ ۲۰ھ میں دمشق یا حلب میں انتقال فرمایا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٩- باب عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

باب بچوں کی عیادت بھی جائز ہے

٥٦٥٥- حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ:

(۵۶۵۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عاصم نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابوعثمان سے سنا

سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلاَمَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ)) فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((هَذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلاَ يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلاَّ الرُّحَمَاءَ)).

[راجع: ١٢٨٤]

اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو کہلوا بھیجا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ہمارا خیال ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے کہ میری بچی بستر مرگ پر پڑی ہے اس لیے آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کہلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے دے اور جو چاہے لے لے ہر چیز اس کے یہاں متعین و معلوم ہے۔ اس لیے اللہ سے اس مصیبت پر اجر کی امیدوار رہو اور صبر کرو۔ صاحبزادی نے پھر دوبارہ قسم دے کر ایک آدمی بلانے کو بھیجا۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر بچی آنحضرت ﷺ کی گود میں اٹھا کر رکھی گئی اور وہ جانکنی کے عالم میں پریشان تھی۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود بھی رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

تشریح: حدیث اس باب میں مطابقت ظاہر ہے آنحضرت ﷺ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بچی کی عیادت کو تشریف لے گئے جو جانکنی کے عالم میں تھی جسے دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان کو آپ نے رحم سے تعبیر فرمایا۔

١٠- باب عِيَادَةِ الأَعْرَابِ

باب گاؤں میں رہنے والوں کی عیادت کے لیے جانا

٥٦٥٦- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَهُ: ((لاَ بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى)). قَالَ قُلْتُ: طَهُورٌ! كَلاَّ بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ - أَوْ تَثُورُ - عَلَى

(٥٦٥٦) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دیہاتی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کسی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو مریض سے فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے لیکن اس دیہاتی نے آپ کے ان مبارک کلمات کے جواب میں کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ پاک کرنے والا ہے ہرگز

شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَنَعَمْ إِذًا)). [راجع: ٣٦١٨]

نہیں بلکہ یہ بخار ایک بوڑھے پر غالب آگیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا ہی ہوگا۔

تشریح: بوڑھے کے منہ سے بجائے کلمات شکر کے ناشکری کا لفظ نکلا تو آپ نے بھی ایسا ہی فرمایا اور جو آپ نے فرمایا وہی ہوا۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کی خوش اخلاقی دیکھئے کہ آپ ایک دیہاتی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی پاکیزہ دعاؤں سے اسے نوازا۔ سچ ہے انک لعلی خلق عظیم۔

١١- باب عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

باب مشرک کی عیادت بھی جائز ہے

٥٦٥٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ غُلَامًا لِيَهُودَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ ((أَسْلِمْ)) فَأَسْلَمَ. وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُو طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ١٣٥٦]

(٥٦٥٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو حضور اکرم ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام قبول کر لے چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اپنے والد سے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا کہ بیٹا ابوالقاسم ﷺ جو فرما رہے ہیں وہ مان لے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے حضرت امام بخاری نے اس باب میں ان احادیث کو لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اپنے نوکروں اور غلاموں تک کی اگر وہ بیمار ہوں عیادت کرنا سنت ہے۔

١٢- باب إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً

باب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے گیا اور وہیں نماز کا وقت ہو گیا تو وہیں لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے

٥٦٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُودُونَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يُصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((إِنَّ الإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا

(٥٦٥٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ صحابہ نبی کریم ﷺ کی آپ کے ایک مرض کے دوران مزاج پرسی کرنے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن صحابہ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ لأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ.

[راجع: ٦٨٨]

امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو' جب وہ سر اٹھائے تو تم (مقتدی) بھی سر اٹھاؤ اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔ ابو عبداللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ مطابق قول حضرت حمیدی یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے آخر (مرض الوفات) میں نماز بیٹھ کر پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے۔

تشریح آنحضرت ﷺ کی مزاج پرسی کے لیے بہت صحابہ حاضر ہو گئے اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا' اس لیے آپ نے بحالت مرض ہی ان کو باجماعت نماز پڑھائی اور امام کی اقتدا کے تحت بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ خود امام بخاری نے وضاحت فرما دی ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٣- باب وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ

باب مریض کے اوپر ہاتھ رکھنا

٥٦٥٩- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شديدا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أَتْرُكُ مَالاً وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلاَّ بِنْتًا وَاحِدَةً فَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ: ((لاَ))، فَقُلْتُ فَأُوصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ، قَالَ: ((لاَ)). قُلْتُ فَأُوصِي بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِي وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)) فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

(٥٦٥٩) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو جعید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' انہیں عائشہ بنت سعد نے کہ ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! (اگر وفات ہو گئی تو) میں مال چھوڑوں گا اور میرے پاس سوا ایک لڑکی کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں اور ایک تہائی چھوڑ دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا پھر آدھے کی وصیت کر دوں اور آدھا (اپنی بچی کے لیے) چھوڑ دوں فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ ایک تہائی کی وصیت کر دوں اور باقی دو تہائی لڑکی کے لیے چھوڑ دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اور میرے چہرے اور پیٹ پر آپ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل کر۔ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر کے حصہ پر میں اب تک پا رہا ہوں۔

تشریح حضرت سعد بن ابی وقاص قریشی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک رہے'

بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے قبولیت دعا کی دعا کی تھی۔ اس کی برکت سے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔ یہی ہیں جن کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا تھا (ارم یاسعد فداک ابی وامی) سنہ ۵۵ھ میں مقام عقیق میں وفات پائی۔ ستر سال کی عمر تھی مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینے کے قبرستان بقیع الغرقد میں دفن ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین۔

٥٦٦٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ ذَلِكَ إِنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَجَلْ))، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلاَّ حَطَّ اللهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).

[راجع: ٥٦٤٧]

(۵۶۶۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا' ان سے حارث بن سوید نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار آیا ہوا تھا میں نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کا جسم چھوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے تم میں کے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مصیبت پہنچنے سے بیماریوں میں مبتلا ہونے سے اور آفتوں کے آنے سے انسان کے گناہ دور ہوتے ہیں اگر انسان صبر و شکر کے ساتھ ساری تکالیف سہ لیتا ہے۔

١٤- باب مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ، وَمَا يُجِيبُ

باب عیادت کے وقت مریض سے کیا کہا جائے اور مریض کیا جواب دے

٥٦٦١- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ

(۵۶۶۱) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب آپ بیمار تھے حاضر ہوا۔ میں نے آپ کا جسم چھوا' آپ کو تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے یہ اس لیے ہو گا کہ آپ کو دگنا ثواب ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کسی مسلمان کو بھی جب کوئی

أَذًى إِلاَّ حَاتَتْ خَطَايَاهُ عَنْهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [راجع: ٥٦٤٧]

تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے مریض کی ہمت افزائی کے لیے اسے صحت مند ہونے اور رحمت اور بخشش اور ثواب کی بشارت دینا مناسب ہے۔

٥٦٦٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ فَقَالَ ﷺ: ((لاَبَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ)) فَقَالَ: كَلاَّ بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ كَيْمَا تُزِيرُهُ الْقُبُورُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذًا)). [راجع: ٣٦١٦]

(۵۶۶۲) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ کوئی فکر نہیں اگر اللہ نے چاہا۔ (یہ مرض) گناہوں سے پاک کرنے والا ہو گا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں یہ تو ایسا بخار ہے جو ایک بوڑھے پر غالب آچکا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کر ہی رہے گا، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایسا ہی ہو گا۔

تشریح: بوڑھے کو رسول کریم ﷺ کی بشارت پر یقین کرنا ضروری تھا مگر اس کی زبان سے برعکس لفظ نکلا آنحضرت ﷺ نے اس کی مایوسی دیکھ کر فرما دیا کہ پھر تیرے خیال کے مطابق ہی ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کی موت آگئی، ناامیدی ہر حال میں کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ناامیدی سے بچائے، آمین۔

١٥- باب عِيَادَةِ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ

باب مریض کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا ہر طرح جائز درست ہے

٥٦٦٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ، وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ،

(۵۶۶۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ گدھے کی پالان پر فدک کی چادر ڈال کر اس پر سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کیا۔ آنحضرت ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ روانہ ہوئے اور ایک مجلس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبداللہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اس مجلس میں ہر گروہ کے لوگ تھے مسلمان بھی، مشرکین بھی یعنی بت پرست اور یہودی بھی۔ مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی

فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ: لاَ تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لاَ أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلاَ تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ: ((أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ)) يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ، قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ فَلَمَّا رُدَّ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللهُ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ.

[راجع: ۲۹۸۷]

گرد جب مجلس تک پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر اپنی ناک پر رکھ لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کیا اور سواری روک کر وہاں اتر گئے پھر آپ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا میاں تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اگر حق ہیں تو ہماری مجلس میں انہیں بیان کر کے ہم کو تکلیف نہ پہنچایا کرو' اپنے گھر جاؤ وہاں جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں ضرور تشریف لائیں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمانوں' مشرکوں اور یہودیوں میں جھگڑے بازی ہو گئی اور قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھتے لیکن آپ انہیں خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا سعد! تم نے سنا نہیں ابو حباب نے کیا کہا۔ آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور اس سے درگزر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ نعمت عطا فرما دی جو عطا فرمائی تھی (آپ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے) اس بستی کے لوگ اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور اپنا سردار بنا لیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا فرمایا ہے ختم کر دیا تو وہ اس پر بگڑ گیا یہ جو کچھ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے۔

تشریح اس موقع پر آنحضرت ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مذکورہ صورت میں تشریف لے گئے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ اس میں عبداللہ بن ابی منافق کا ذکر ضمنی طور پر آیا ہے۔ یہ منافق آپ کے مدینہ آنے سے پہلے اپنی بادشاہی کا خواب دیکھ رہا تھا جو آپ کی تشریف آوری سے غلط ہو گیا' اسی لیے یہ بظاہر مسلمان ہو کر بھی آخر وقت تک اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہا۔

٥٦٦٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(۵۶۶۴) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے محمد نے جو منکدر کے بیٹے ہیں اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلاَ بِرْذَوْنٍ. [راجع: ١٩٤]

نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ نہ کسی خچر پر سوار تھے نہ کسی گھوڑے پر۔ (بلکہ آپ پیدل تشریف لائے تھے۔)

١٦- باب مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ : إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَارَأْسَاهُ أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ وَقَوْلِ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلاَم : ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

باب مریض کایوں کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یا یوں کہنا کہ "ہائے میرا سر دکھ رہا ہے یا میری تکلیف بہت بڑھ گئی" اور حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ کہنا بھی اسی قبیل سے ہے کہ "اے میرے رب! مجھے سراسر تکالیف نے گھیر لیا ہے اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

٥٦٦٥- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَدَعَا الْحَلاَّقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ.

[راجع: ١٨١٤]

(٥٦٦٥) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن ابی نجیح اور ایوب نے' ان سے مجاہد نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے سر کی جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں پھر آپ نے حجام بلوایا اور اس نے میرا سر مونڈ دیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھے فدیہ ادا کر دینے کا حکم فرمایا۔

٥٦٦٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبُو زَكَرِيَّاء أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ : وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ : وَاثُكْلِيَاهُ وَاللهِ أَنِّي لأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ

(٥٦٦٦) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ ابو زکریا نے بیان کیا' کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی' ان سے یحییٰ بن سعید نے' کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ (سر کے شدید درد کی وجہ سے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے رے سر! اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایسا میری زندگی میں ہو گیا (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) تو میں تمہارے لیے استغفار اور دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا افسوس' اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپ میرا مرجانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ تو اسی دن رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں خود درد سر میں مبتلا ہوں۔ میرا ارادہ ہوتا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کر دوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ

الْقَائِلُونَ، أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ)). ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ. [طرفه في : ٧٢١٧].

خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں (کہ ہم خلیفہ ہو جائیں) پھر میں نے اپنے جی میں کہا (اس کی ضرورت ہی کیا ہے) خود اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ ہونے دے گا نہ مسلمان اور کسی کی خلافت ہی قبول کریں گے۔

تشریح جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف و صریح سب لوگوں کے سامنے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا تھا مگر منشائے خداوندی بھی یہی تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ' منشائے ایزدی پورا ہوا۔

٥٦٦٧- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ: ((أَجَلْ كَمَا يُوعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ)) قَالَ: لَكَ أَجْرَانِ قَالَ: ((نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلاَّ حَطَّ اللهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).

[راجع: ٥٦٤٧]

(۵۶۶۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا' ان سے ابراہیم تیمی نے' ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار آیا ہوا تھا میں نے آپ کا جسم چھو کر عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم میں کے دو آدمیوں کے برابر ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر بھی دوگنا ہے۔ کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو بھی جب کسی مرض کی تکلیف یا اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے گناہ کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو جھاڑتا ہے۔

٥٦٦٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ : بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلاَ يَرِثُنِي إِلاَّ ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ : ((لاَ)). قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ: ((لاَ)). قُلْتُ

(۵۶۶۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا' کہا ہم کو زہری نے خبر دی' انہیں عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے کہ ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا میں نے عرض کیا کہ میری بیماری جس حد کو پہنچ چکی ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں' میں صاحب دولت ہوں اور میری وارث میری صرف ایک لڑکی کے سوا اور کوئی نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھا

الثُّلُثُ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلاَّ أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ)).

کر دوں' آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی بہت کافی ہے اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو گا اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

تشریح مسلمان کا ہر کام جو نیک ہو ثواب ہی ثواب ہے اس کا کاروبار کرنا بھی ثواب ہے اور بیوی و بچوں کو کھلانا پلانا بھی ثواب ہے ﴿ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴾ (الانعام: ۱۶۲) کا یہی مطلب ہے۔

١٧- باب قَوْلِ الْمَرِيضِ: قُومُوا عَنِّي

باب مریض لوگوں سے کہے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ

٥٦٦٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ)) فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا، فَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالاخْتِلاَفَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُومُوا)) قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَكَانَ ابْنُ

(۵۶۶۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے معمر نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں کئی صحابہ موجود تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم غلط راہ پر نہ چلو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور تمہارے پاس قرآن مجید تو موجود ہی ہے ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس مسئلہ پر گھر میں موجود صحابہ کا اختلاف ہو گیا اور بحث کرنے لگے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو (لکھنے کی چیزیں) دے دو تاکہ آنحضور ﷺ ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو اور بعض صحابہ وہ کہتے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس اختلاف اور بحث بڑھ گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت عبیداللہ نے

عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ. [راجع: ١١٤]

بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ افسوس یہی ہے کہ ان کے اختلاف اور بحث کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے وہ تحریر نہیں لکھی جو آپ مسلمانوں کے لیے لکھنا چاہتے تھے۔

تشریح: الخیر فیما وقع مرضی الٰہی یہی تھی اس واقعہ کے تین روز بعد آپ باحیات رہے اگر آپ کو یہی منظور ہوتا کہ وصیت نامہ لکھنا چاہیے تو اس کے بعد کسی وقت لکھوا دیتے مگر بعد میں آپ نے اشارہ تک نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ وہ ایک وقتی بات تھی اسی لیے بعد میں آپ نے بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ حافظ صاحب نے آداب عیادت تحریر فرمائے ہیں کہ عیادت کو جانے والا اجازت مانگتے وقت دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہو اور نرمی کے ساتھ کنڈی کو کھڑکھڑائے اور صاف لفظوں میں نام لے کر اپنا تعارف کرائے اور ایسے وقت میں عیادت نہ کرے جب مریض دوا پی رہا ہو اور یہ کہ عیادت میں کم وقت صرف کرے اور نگاہ نیچی رکھے اور سوالات کم کرے اور رقت و رافت ظاہر کرتا ہوا مریض کے لیے بہ خلوص دعا کرے اور مریض کو صحت کی امید دلائے اور صبر و شکر کے فضائل اسے سنائے اور جزع فزع سے اسے روکنے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ (فتح الباری)

١٨- باب مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

باب مریض بچے کو کسی بزرگ کے پاس لے جانا کہ اس کی صحت کے لیے دعا کریں

٥٦٧٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ١٩٠]

(٥٦٧٠) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے میری خالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچپن میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھانجے کو درد ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اور میں نے آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو کر نبوت کی مہر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دیکھی۔ یہ مہر نبوت حجلہ عروس کی گھنڈی جیسی تھی۔

تشریح: یا جیسے حجلہ ایک پرندہ ہوتا ہے اس کا انڈا ہوتا ہے یہ مہر نبوت آپ کی خاص علامت نبوت تھی۔ (ﷺ)

١٩- باب تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

باب مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے

٥٦٧١- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ

(٥٦٧١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی تکلیف میں اگر کوئی

أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ فَاعِلاً فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). [طرفاه في: ٦٣٥١، ٧٢٣٣].

شخص مبتلا ہو تو اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہیئے' اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھالے۔

معلوم ہوا کہ جب تک دنیا میں رہے اپنی بہتری اور بھلائی کی دعا کرتا رہے اور بہترین وفات کی دعا مانگے۔

٥٦٧٢- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلاَّ التُّرَابَ وَلَوْ لاَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلاَّ فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ

[أطرافه في: ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤].

(۵۶۷۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کو گئے انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وفات پا چکے وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر و ثواب کچھ نہ گھٹا سکی اور انکے عمل میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور ہم نے (مال و دولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کرنے کے لیے ہم نے مٹی کے سوا اور کوئی محل نہیں پایا (لگے عمارتیں بنوانے) اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اسکی دعا کرتا پھر ہم ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے انہوں نے کہا مسلمان کو ہر اس چیز پر ثواب ملتا ہے جسے وہ خرچ کرتا ہے مگر اس (کم بخت) عمارت میں خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔

بے فائدہ عمارت بنوانا اور ان پر پیسہ خرچ کرنا بدترین فضول خرچی ہے مگر آج اکثر اسی میں مبتلا ہیں۔ اس سے جہاں تک ہو سکے محفوظ رہنے کی کوشش کرے یہی بہتر ہے۔

٥٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ)) قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ

(۵۶۷۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا ہمیں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ابو عبید نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں' میرا بھی نہیں' سوا اس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے اس لیے

بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ)). [راجع: ٣٩]

(عمل میں) میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب چلو اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا وہ نیک ہو گا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اور اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ ہی کر لے۔

٥٦٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٤٠]

(۵۶۷۴) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا سہارا لیے ہوئے تھے (مرض الموت میں) اور فرما رہے تھے اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرما مجھ پر رحم کر اور مجھ کو اچھے رفیقوں (فرشتوں اور پیغمبروں) کے ساتھ ملا دے۔

تشریح حضرت امام بخاری اس حدیث کو باب کے آخر میں اس لیے لائے کہ موت کی آرزو کرنا اس وقت تک نہیں ہے جب تک موت کی نشانیاں نہ پیدا ہوئی ہوں لیکن جب موت بالکل سر پر آن کھڑی ہو اس وقت دعا کرنا منع نہیں ہے۔

٢٠- باب دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب جو شخص بیمار کی عیادت کو جائے وہ کیا دعا کرے اور

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهَا: ((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا)). قاله النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عائشہ نے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یوں دعا کی کہ یا اللہ! سعد کو تندرست کر دے۔

٥٦٧٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ إِلَيْهِ قَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)).

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الضُّحَى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيضِ.

(۵۶۷۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے' اے پروردگار لوگوں کے! بیماری دور کر دے' اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما' تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں' ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔ اور عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم بن طہمان نے منصور سے بیان کیا' انہوں نے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے کہ "جب کوئی مریض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا"

[أطرافه في: ٥٧٤٣، ٥٧٤٤، ٥٧٥٠].

وَقَالَ جَرِيرٌ: عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى وَحْدَهُ وَقَالَ: إِذَا أَتَى مَرِيضًا.

اور جریر بن عبدالحمید نے منصور سے' انہوں نے ابوالضحیٰ اکیلے سے یوں روایت کیا کہ "آپ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے۔"

٢١- باب وُضُوءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا

٥٦٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ: ((صُبُّوا عَلَيْهِ)) فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لاَ يَرِثُنِي إِلاَّ كَلاَلَةٌ فَكَيْفَ الْمِيرَاثُ؟ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

[راجع: ١٩٤]

(٥٦٧٦) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے' کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے میں بیمار تھا آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا یا فرمایا کہ اس پر یہ پانی ڈال دو اس سے مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو کلالہ ہوں (جس کے والد اور اولاد نہ ہو) میرے ترکہ میں تقسیم کیسے ہو گی اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح ﴿ یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکلالة ﴾ (النساء: ١٧٦) اے پیغمبر! لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو کہ اللہ کا اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے۔ آنحضور ﷺ کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ سخت بیماری کی حالت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے' علاج کے طریقہ پر حضور اکرم ﷺ نے وضو کے بقیہ پانی کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالتے ہی شفایابی ہو گئی' معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی موجب شفا ہے۔ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ سامنے سے گزرے یہ دوڑ کر ساتھ ہو لیے ادب کے خیال سے پیچھے چل رہے تھے فرمایا پاس آجاؤ۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ اقدس کی طرف لائے اور پردہ گرا کر اندر بلایا۔ اندر سے تین ٹکیا اور سرکہ ایک صاف کپڑے پر رکھ کر آیا آپ نے ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی تقسیم کی اور فرمایا کہ سرکہ بہت عمدہ سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن سے سرکہ کو میں بہت محبوب رکھتا ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری سال بہت ہی ضعیف و ناتواں اور آنکھوں سے نابینا ہو گئے تھے۔ بعمر ٩٤ سال سنہ ٧٤ھ میں مدینہ میں وفات پائی' (رضی اللہ عنہ)۔

٢٢- باب مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

باب جو شخص وبا اور بخار کے دور کرنے کے لیے دعا کرے

٥٦٧٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ

(٥٦٧٧) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا مجھ سے امام مالک نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ : وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ
وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)).

[راجع: ۱۸۸۹]

تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (بیمار پرسی کے لیے) گئی اور پوچھا کہ محترم والد بزرگوار! آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال رضی اللہ عنہ! آپ کا کیا حال ہے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

"ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے
اور موت اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے"

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے وہ یہ اشعار پڑھتے۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات وادی (مکہ) میں اس طرح گزار سکوں گا کہ میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (نامی گھاس کے جنگل) ہوں گے اور کیا کبھی پھر میں مجنہ کے گھاٹ پر اتر سکوں گا اور کیا کبھی شامہ اور طفیل میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔

راوی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق کہا تو آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر جیسا کہ ہمیں (اپنے وطن) مکہ کی محبت تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت عطا کر اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اور ہمارے لیے اس کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو کہیں اور جگہ منتقل کر دے اسے جحفہ نامی گاؤں میں بھیج دے۔

تشریح: یہ دعا آپ کی قبول ہوئی مدینہ کی ہوا نہایت عمدہ ہو گئی اور مقام جحفہ اپنی آب و ہوا کی خرابی میں اب تک مشہور ہے۔ وطن کی محبت انسان کے لیے ایک فطری چیز ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اشعار سے اسے سمجھا جا سکتا ہے آپ نے مدینہ سے بخار کے دفع ہونے کی دعا فرمائی یہی باب سے مطابقت ہے۔ شامہ اور طفیل مکہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ اذخر و جلیل مکہ کے جنگلوں میں پیدا ہونے والی دو بوٹیاں ہیں اور جحفہ ایک پانی کے گھاٹ کا نام تھا۔ جہاں عرب اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے اور وہاں تفریحات کرتے تھے۔ وطن کی محبت انسان کا فطری جذبہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت مشہور ہے کہ اکثر اپنے وطن کنعان کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے وطن کو بھی امن و عافیت کا گہوارہ بنا دے آمین۔

٧٦ - كتاب الطب

کتاب دوا و علاج کے بیان میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- باب مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلاَّ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

باب اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو

٥٦٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلاَّ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً)).

(۵۶۷۸) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا' ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو۔

ہاں بڑھاپا اور موت دو ایسی بیماریاں ہیں جن کی کوئی دوا نہیں اتاری گئی۔ لفظ انزل میں باریک اشارہ اس طرف ہے کہ بارش جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اس سے بھی بہت بیماریوں کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور اس کے دفعیہ کے اثرات بھی نازل ہوتے رہتے ہیں سچ فرمایا ﴿ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ﴾ (الانبیاء: ۳۰)

٢- باب هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، أَوِالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ؟

باب کیا مرد کبھی عورت کا یا کبھی عورت مرد کا علاج کر سکتی ہے

٥٦٧٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرحَى إِلَى

(۵۶۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مسلمان مجاہدوں کو پانی پلاتی' ان کی خدمت کرتی اور مقتولین

الْمَدِينَةِ. [راجع: ٢٨٨٢]

اور مجروحین کو مدینہ منورہ لایا کرتی تھیں۔

تشریح باب کا مطلب اس سے نکلا کہ مستورات جنگ و جہاد میں شریک ہو کر مجروحین کی تیمار داری اور مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات انجام دیتی تھیں پس باب کا مدعا ثابت ہو گیا مگر دریں حالات بھی اعضائے پردہ کا ستر ضروری ہے۔

مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں مسلمانو! دیکھو تم وہ قوم ہو کہ تمہاری عورتیں بھی جہاد میں جایا کرتی تھیں۔ مجاہدین کے کام کاج خدمت وغیرہ علاج و معالجہ میں نرس کا کام کیا کرتی تھیں۔ ضرورت ہوتی تو ہتھیار لے کر کافروں سے مقابلہ بھی کرتی تھیں حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی بہادری مشہور ہے کہ کس قدر نصاریٰ کو انہوں نے تیر اور تلوار سے مارا' شیر نیستان کی طرح حملہ کرتیں۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب گرز لے کر بنی قریظہ کے یہود کو مارنے کے لیے مستعد ہو گئیں یا اب تمہارے مردوں کا یہ حال ہے کہ توپ بندوق کی آواز سنتے ہی یا تلوار کی چمک دیکھتے ہی ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شرعی پردہ صرف اس قدر ہے کہ عورت اپنے اعضا جن کا چھپانا غیر محرم سے فرض ہے وہ چھپائے رکھے نہ یہ کہ گھر سے باہر نہ نکلے۔ ترجمہ باب کا ایک جزو یعنی مرد عورت کی تیمارداری کرے گو حدیث میں بصراحت مذکور نہیں ہے لیکن دوسرے جزء پر قیاس کیا گیا ہے قسطلانی نے کہا عورت جب مرد کا علاج کرے گی تو اگر مرد محرم ہے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے اگر غیر محرم ہے تو جب بھی اسے ضرورت کے وقت بقدر احتیاج چھونا یا دیکھنا درست ہے۔

٣- باب الشِّفَاءُ فِي ثَلاَثٍ

٥٦٨٠- حدّثنا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: الشِّفَاءُ فِي ثَلاَثٍ : شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ. رَفَعَ الْحَدِيثَ. وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ. [طرفه في : ٥٦٨١].

٥٦٨١- حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشِّفَاءُ فِي ثَلاَثَةٍ : فِي شَرْطَةِ

باب (اللہ نے) شفا تین چیزوں میں (رکھی) ہے

(٥٦٨٠) ہم سے حسین نے بیان کیا' کہا ہم سے احمد بن منیع نے بیان کیا' کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا' ان سے سالم افطس نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد کے شربت میں' پچھنا لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں لیکن میں امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور القمی نے روایت کیا' ان سے لیث نے' ان سے مجاہد نے' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد اور پچھنا لگوانے کے بارے میں بیان کیا۔

(٥٦٨١) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سریج بن یونس ابو حارث نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا' ان سے سالم افطس نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفا تین چیزوں میں ہے پچھنا لگوانے میں' شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو آگ

مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ، وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ)). [راجع: ٥٦٨٠]

سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

تشریح: یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی بے ضرورت شدید داغ نہ دینا چاہیئے کیونکہ اس میں مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے آگ کا استعمال ہے اور آگ سے عذاب دینا منع آیا ہے۔ حقیقت میں داغ دینا آخری علاج ہے۔ جب کسی دعا سے فائدہ نہ ہو اس وقت داغ دیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ آخری دوا داغ دینا ہے۔ کہتے ہیں کہ طاعون کی بیماری میں بھی داغ دینا بے حد مفید ہے جہاں دانہ نمودار ہو اس کو فوراً آگ سے جلا دینا چاہیئے۔ عرب میں اکثر یہ علاج مروج رہا ہے۔ شہد دوا اور غذا دونوں کے لیے کام دیتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے اور اس کا استعمال امراض باردہ میں بہت مفید ہے۔ خالص شہد آنکھوں میں لگانا بھی بہت نفع بخش ہے۔ خصوصاً سوتے وقت اسی طرح اس میں سینکڑوں فائدہ ہیں۔

٤- باب الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾

باب شہد کے ذریعہ علاج کرنا اور فضائل شہد میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اس میں (ہر مرض سے) لوگوں کیلئے شفا ہے۔

٥٦٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ. [راجع: ٤٩١٢]

(۵۶۸۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ہشام نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو شیرینی اور شہد پسند تھا۔

شہد بڑی عمدہ غذا اور دوا بھی ہے باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ پسند آنا عام ہے شامل ہے دوا اور غذا دونوں کو۔ شہد بلغم نکالتا ہے اور اس کا شربت امراض باردہ میں بہت ہی مفید ہے۔ خالص شہد آنکھوں میں لگانا خصوصاً سوتے وقت بہت فائدہ مند ہے۔

٥٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ، تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)).

[أطرافه في : ٥٦٩٧، ٥٧٠٢، ٥٧٠٤].

(۵۶۸۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا' ان سے عاصم بن عمیر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آپ نے فرمایا اگر تمہاری دواؤں میں کسی میں بھلائی ہے یا یہ کہا کہ تمہاری (ان) دواؤں میں بھلائی ہے۔ تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے اگر وہ مرض کے مطابق ہو اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

٥٦٨٤- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

(۵۶۸۴) ہم سے عیاش بن الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ

عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخِي يَشْتَكِي بَطْنُهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلاً)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلاً)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: فَعَلْتُ فَقَالَ: ((صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلاً)) فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

[طرفه في : ٥٧١٦].

نے' کہا ہم سے سعید نے' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالمتوکل نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شہد پلا پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے' انہیں پھر شہد پلا۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔

تشریح اس صورت میں اس کا مواد فاسدہ نکل گیا اور وہ تندرست ہو گیا۔ شہد کے بے شمار فوائد میں سے پیٹ کا صاف کرنا اور ہاضمہ کا درست کرنا بھی ہے جو صحت کے لیے بنیادی چیز ہے۔ مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہومیو پیتھک طبابت کی اصل اصول ہے اس میں ہمیشہ علاج بالموافق ہوا کرتا ہے یعنی مثلاً کسی کو دست آرہا ہے تو اور مسہل دوا دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر بخار آرہا ہو تو وہ دوا دیتے ہیں جس سے بخار پیدا ہو ایسی دوا کاری ایکشن یعنی دوسرا اثر مریض کے موافق پڑتا ہے تو ابتدا میں مرض کو بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ادویہ میں عجب تاثیر رکھی ہے۔ ارنڈی کا تیل اسی طرح شہد مسہل ہے پر جب کسی کو دست آرہے ہوں تو یہی دوائیں دونوں آخر میں قبض کر دیتی ہیں یونانی اور ڈاکٹری میں علاج بالضد کیا جاتا ہے الیٰ آخرہ (وحیدی)

٥- باب الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الإِبِلِ

باب اونٹ کے دودھ سے علاج کرنے کا بیان

٥٦٨٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَلاَّمُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو رَوْحٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا: إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ فَقَالَ: اِشْرَبُوا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ. قَالَ سَلاَّمٌ

(٥٦٨٥) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سلام بن مسکین ابوالروح بصری نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ثابت نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ نے کہ کچھ لوگوں کو بیماری تھی' انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہمیں قیام کی جگہ عنایت فرمادیں اور ہمارے کھانے کا انتظام کر دیں پھر جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مقام حرہ میں اونٹوں کے ساتھ ان کے قیام کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور وہ پکڑے گئے (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) آپ نے بھی ویسا ہی کیا ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی

فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ: حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَهُ بِهَذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهَذَا.

[راجع: ۲۳۳]

آنکھوں میں سلائی پھروادی۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ زبان سے زمین چاٹتا تھا اور اسی حالت میں وہ مرگیا۔ سلام نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا تم مجھ سے وہ سب سے سخت سزا بیان کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی ہو تو انہوں نے یہی واقعہ بیان کیا جب حضرت امام حسن بصری تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا کاش وہ یہ حدیث حجاج سے نہ بیان کرتے۔

تشریح: ان ڈاکوؤں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ظلم کیا تھا۔ لہٰذا العین بالعین کے تحت ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ حضرت حسن بصری نے حجاج کے متعلق یہ اس لیے کہا کہ وہ اپنے مظالم کے لیے ایسی سند بنانا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس کے مظالم صراحتاً ناجائز تھے یہ سخت ترین سزا ان کو قصاص میں دی گئی تھی۔ چرواہا کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہٰذا ان کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا۔

٦- باب الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الإِبِلِ

باب اونٹ کے پیشاب سے علاج جائز ہے

٥٦٨٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوا بِرَاعِيهِ يَعْنِي الإِبِلَ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ. [راجع: ۲۳۳]

(۵۶۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (عرینہ کے) کچھ لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ وہ آپ کے چرواہے کے یہاں چلے جائیں یعنی اونٹوں میں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں چنانچہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کے پاس چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا جب انہیں لایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) قتادہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

تشریح: یہ لوگ اصل میں ڈاکو اور رہزن تھے گو مدینہ میں آکر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان کی اصل خصلت کہاں جانے والی تھی۔ موقع پایا تو پھر ڈاکہ مارا خون کیا اونٹوں کو لے گئے اور بطور قصاص یہ سزا مذکور دی گئی۔

٧- باب الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

باب کلونجی کا بیان

تشریح: کلونجی کی تاثیر گرم خشک ہے رطوبت خشک کرتی ہے مادہ کو تیار معتدل القوام بناتی ہے۔ قولنج ریاحی درد سینہ جلندر اور

کھانسی میں مفید ہے' اختلاط کو چھانٹتی ہے' مانع بول و حیض ہے۔

٥٦٨٧- حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ فَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوهَا ثُمَّ اقْطُرُوهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِي هَذَا الْجَانِبِ وَفِي هَذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلاَّ مِنَ السَّامِ)) قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: ((الْمَوْتُ)).

(٥٦٨٧) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' انہوں نے ان سے ر نے بیان کیا' ان سے خالد بن سعد نے بیان کیا کہ ہم باہر گئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ راستہ میں بیمار پڑ گئے پھر جب ہم مدینہ واپس آئے اس وقت بھی وہ بیمار ہی تھی۔ حضرت ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ انہیں یہ کالے دانے (کلونجی) استعمال کراؤ' اس کے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر (ناک کے) اس طرف اور اس طرف اسے قطرہ قطرہ کر کے ٹپکاؤ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوا سام کے۔ میں نے عرض کیا سام کیا ہے؟ فرمایا کہ موت ہے۔

تشریح موت اپنے وقت مقررہ پر آنی ضرور ہے اس لیے اس کی کوئی دوا نہیں۔ کلونجی یعنی کالا زیرہ پھوڑا پھنسیوں میں بھی بہت مفید ہے۔ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کی انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی تو آنحضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس زیرہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ زیرہ اس پر رکھ۔

٥٦٨٨- حدَّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلاَّ السَّامَ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

(٥٦٨٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ سیاہ دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے سوا سام کے۔

ابن شہاب نے کہا کہ سام موت ہے اور "سیاہ دانہ" کلونجی کو کہتے ہیں۔

تشریح فی الواقع موت وقت مقررہ پر آ کر ہی رہتی ہے خواہ کوئی انسان کچھ تدبیر کرے لاکھ دوائیاں استعمال کرے کتنا ہی سرمایہ دار

کثیر الوسائل ہو مگر ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو موت کو ٹال سکے سچ ہے۔ کل نفس ذائقة الموت۔

٨- باب التَّلْبِينَةِ لِلْمَرِيضِ

باب مریض کے لیے حریرہ پکانا

٥٦٨٩- حدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينِ لِلْمَرِيضِ وَلِلْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ، وَكَانَتْ تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ التَّلْبِينَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)).

[راجع: ٥٤١٧]

(۵۶۸۹) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس بن یزید نے خبر دی' انہیں عقیل نے' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عروہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار کے لیے اور میت کے سوگواروں کے لیے تلبینہ (روا' دودھ اور شہد ملا کر دلیہ) پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے (کیونکہ اسے پینے کے بعد عموماً نیند آجاتی ہے یہ زود ہضم بھی ہے۔)

٥٦٩٠- حدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

[راجع: ٥٤١٧]

(۵۶۹۰) ہم سے فروہ بن ابی مغراء نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگرچہ وہ (مریض کو) ناپسند ہوتا ہے لیکن وہ اس کو فائدہ دیتا ہے۔

تلبینہ میٹھا دلیہ جو روا گھی میٹھا ملا کر پکایا جائے جسے حریرہ بھی کہتے ہیں۔

٩- باب السَّعُوطِ

باب ناک میں دواڈالنادرست ہے

ناس لینا بھی مراد ہے اور دیگر دوائیں ناک میں ٹپکانا بھی۔

٥٦٩١- حدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

[راجع: ١٨٣٥]

(۵۶۹۱) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے عبداللہ ابن طاؤس نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دواڈلوائی۔

مزدوری دینے کا مطلب یہ کہ پچھنا لگانے والے کا یہ پیشہ جائز درست ہے اس کو اس خدمت پر مزدوری حاصل کرنا جائز ہے۔

١٠- باب السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ

باب قسط ہندی اور قسط بحری یعنی کوٹ جو سمندر سے نکلتا

الْهِنْدِيُّ وَالْبَحْرِيُّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ. مِثْلُ كُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ : قُشِطَتْ

ہے اس کا ناس لینا اسے کست بھی کہتے ہیں جیسے کافور کو قافور اور قرآن میں بھی سورۃ التکویر میں کشطت اور قشطت دونوں قرأت ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قشطت سے پڑھا ہے

٥٦٩٢- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)). [أطرافه في : ٥٧١٣، ٥٧١٥، ٥٧١٨].

(٥٦٩٢) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبردی' کہا میں نے زہری سے سنا' انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے کہ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تم لوگ اس عود ہندی (کست) کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے' پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔

٥٦٩٣- وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٢٣]

(٥٦٩٣) اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک شیر خوار لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی پھر آنحضرت ﷺ کے اوپر اس نے پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر پیشاب کی جگہ پر چھینٹا دیا۔

تشریح بچہ بہت چھوٹا شیر خوار تھا اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس کے پیشاب پر صرف چھینٹا دینا کافی قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سینے میں غلیظ اور فاسد ریاح کے جمع ہو جانے سے جو تکلیف ہوتی ہے عود ہندی اس میں مفید ہے۔ صاحب خواص الادویہ لکھتے ہیں کہ قسط بحری شیریں گرم خشک ہے۔ دماغ کو قوت بخشتی ہے اعضائے رئیسہ کو اور باہ اور جگر اور پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ دماغی بیماریوں فالج اور لقوہ اور رعشہ کو مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے' پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے۔ باب میں قسط ہندی اور بحری ہر دو کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں سونگھنا مراد ہے۔ یہ ایک بوٹی کی جڑ ہوتی ہے ہندی میں اسے کوٹ کہتے ہیں۔

١١- بَابُ أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ؟ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلاً

باب کس وقت پچھنا لگوایا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت پچھنا لگوایا تھا

تشریح حضرت امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں صحیح نہیں ہے اور رات دن میں ہر وقت پچھنا لگوانا درست ہے۔

٥٦٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

(٥٦٩٤) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ)

[راجع: ۱۸۳۵]

روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

معلوم ہوا کہ بحالت روزہ پچھنا لگوانا جائز ہے اور رات و دن کی اس میں کوئی تعیین نہیں ہے۔

۱۲- باب الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالإِحْرَامِ، قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب سفر میں پچھنا لگوانا اور حالت احرام میں بھی' اسے ابن بحینہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے

۵۶۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[راجع: ۱۸۳۵]

(۵۶۹۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے طاؤس اور عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا جبکہ آپ احرام سے تھے۔

بوقت ضرورت شدید حالت احرام میں پچھنا لگوانا جائز ہے اس پر انجکشن لگوانے کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ روزہ نہ ہو۔

۱۳- باب الْحَجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

باب بیماری کی وجہ سے پچھنا لگوانا جائز ہے

۵۶۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوا عَنْهُ وَقَالَ: ((إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ: لاَ تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ)).

[راجع: ۲۱۰۲]

(۵۶۹۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو حمید الطویل نے خبر دی اور انہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان سے پچھنا لگوانے والے کی مزدوری کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا تھا آپ کو ابو طیبہ (نافع یا میسرہ) نے پچھنا لگایا تھا آپ نے انہیں دو صاع کھجور مزدوری میں دی تھی اور آپ نے ان کے مالکوں (بنو حارثہ) سے گفتگو کی تو انہوں نے ان سے وصول کئے جانے والے لگان میں کمی کر دی تھی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (خون کے دباؤ کا) بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا عود ہندی کا استعمال کرنا ہے اور فرمایا اپنے بچوں کو عذرہ (حلق کی بیماری) میں بچوں کو ان کا تالو دبا کر تکلیف مت دو بلکہ قسط لگا دو اس سے ورم جاتا رہے گا۔

۵۶۹۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ : لاَ أَبْرَحُ حَتَّى

(۵۶۹۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو وغیرہ نے خبر دی' ان سے بکیر نے بیان کیا' ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ مقنع بن سنان تابعی کی عیادت کے لیے تشریف لائے پھر ان سے کہا کہ جب تک تم پچھنا نہ لگوا لو گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا'

تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ فِيهِ شِفَاءً)).

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں شفا ہے۔

[راجع: ٥٦٨٣]

تشریح: ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہر ارشاد پر آمنا وصدقنا کہا جائے اور بلا چون و چرا اسے تسلیم کرلیا جائے اس لیے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور وہ بالکل سچ ہے پچھنا لگوانے میں شفا ہونا ایسی حقیقت ہے جسے آج کی ڈاکٹری و حکمت نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ اس سے فاسد خون نکل کر صالح خون جگہ لے لیتا ہے جو صحت کے لیے ایک طرح کی ضمانت ہے صدق اللہ ورسولہ۔

١٤- بابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ

باب سر میں پچھنا لگوانا درست ہے

٥٦٩٨- حدَّثنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ.

(۵۶۹۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے علقمہ نے' انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سنا' انہوں نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے راستے میں مقام لحی جمل میں اپنے سر کے بیچ میں پچھنا لگوایا آنحضرت ﷺ اس وقت محرم تھے۔

٥٦٩٩- وقال الأنصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ. [راجع: ١٨٣٥]

(۵۶۹۹) اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر دی' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر میں پچھنا لگوایا۔

١٥- بابُ الْحَجْمِ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ

باب آدھے سر کے درد یا پورے سر کے درد میں پچھنا لگوانا جائز ہے

٥٧٠٠- حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: احْتَجَمَ النبي صلى الله عليه وسلم فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ : لَحْيُ جَمَلٍ.

[راجع: ١٨٣٥]

(۵۷۰۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ہشام بن حسان نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں اپنے سر میں پچھنا لگوایا (یہ پچھنا آپ نے سر کے) درد کی وجہ سے لگوایا تھا جو لحی جمل نامی پانی کے گھاٹ پر آپ کو ہو گیا تھا۔

٥٧٠١- وقال مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ : أَخْبَرَنَا

(۵۷۰۱) اور محمد بن سواء نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر

هشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

[راجع: ١٨٣٥]

دی' انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اپنے سر میں پچھنا لگوایا۔ آدھے سر کے درد کی وجہ سے جو آپ کو ہو گیا تھا۔

تشریح: آدھے سر کے درد کو آدھا سیسی کہتے ہیں یہ بہت ہی تکلیف دہ درد ہوتا ہے' اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر میں پچھنا لگوایا معلوم ہوا کہ اس درد کا علاج یہی ہے جو آپ نے کیا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

٥٧٠٢- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَوْدِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). [راجع: ٥٦٨٣]

(۵۷۰۲) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر نے بیان کیا' ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو شہد کے شربت میں ہے اور پچھنا لگوانے میں ہے اور آگ سے داغنے میں ہے لیکن میں آگ سے داغ کر علاج کو پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ جب پچھنا لگوانا بہترین علاج ٹھہرا تو سر کے درد میں لگانا بھی مفید ہو گا۔ آگ سے داغنے کے متعلق نہی تنزیہی ہے کیونکہ دوسری روایت میں بعض صحابہ کا یہ علاج مذکور ہے (دیکھو حدیث ص۔۱۶۷)

١٦- باب الْحَلْقِ مِنَ الأَذَى

باب (محرم کا) تکلیف کی وجہ سے سر منڈانا (مثلاً پچھنا لگوانے میں بالوں سے تکلیف ہو)

٥٧٠٣- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقُمْلُ يَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ: لاَ أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

[راجع: ١٨١٤]

(۵۷۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوویں میرے سر سے گر رہی تھی (اور میں احرام باندھے ہوئے تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا سر کی یہ جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر سر منڈوا لے اور (کفارہ کے طور پر) تین دن کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی کر دے۔ ایوب نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ (ان تین چیزوں میں سے) کس

کا ذکر سب سے پہلے کیا تھا۔

تشریح حالت احرام میں سر منڈانا جائز نہیں ہے مگر اس تکلیف دہ حالت میں آپ نے کعب بن عجرہ کو سر منڈانے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی کفارہ دینے کا حکم فرمایا جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

١٧- باب مَنْ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ، وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

باب داغ لگوانا یا لگانا اور جو شخص داغ نہ لگوائے اس کی فضیلت کا بیان

٥٧٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنُ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). [راجع: ٥٦٨٣]

(۵۷۰۴) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو پچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے لیکن آگ سے داغ کر علاج کو میں پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جسے پسند نہ کریں اسے کسی مسلمان کو پسند نہ کرنا تقاضائے محبت ہے۔

٥٧٠٥- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لاَ رُقْيَةَ إِلاَّ مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ أُمَّتِي هَذِهِ؟ قِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، قِيلَ: انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلأُ الأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ هَهُنَا هَهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلأَ الأُفُقَ قِيلَ هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلاَءِ

(۵۷۰۵) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹ کھانے کے سوا اور کسی چیز پر جھاڑ پھونک صحیح نہیں۔ (حصین نے بیان کیا کہ) پھر میں نے اس کا ذکر سعید بن جبیر سے کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں ایک ایک دو دو نبی اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے گزرتے رہے اور بعض نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں' کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے پھر کہا گیا کہ کناروں کی طرف دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عظیم جماعت ہے جو کناروں پر چھائی ہوئی ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو ادھر دیکھو آسمان کے

سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ، وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلاَدُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الإِسْلاَمِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ، فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

[راجع: ٣٤١٠]

مختلف کناروں میں۔ میں نے دیکھا کہ جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم ہی اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے' اس لیے ہم ہی (صحابہ) وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوئیں تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے' فال نہیں دیکھتے اور داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس پر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔

خالص اللہ پر توکل رکھنا اور اسی عقیدہ کے تحت جائز علاج کرانا بھی توکل کے منافی نہیں ہے پھر جو لوگ خالص توکل پر قائم رہ کر کوئی جائز علاج ہی نہ کرائیں وہ یقیناً اس فضیلت کے مستحق ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم آمین۔

١٨- باب الإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ، فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

باب اثمد اور سرمہ لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے

اثمد اصفہانی سرمے کا پتھر ہوتا ہے۔

٥٧٠٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ

(٥٧٠٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید بن نافع نے بیان کیا' ان سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا (زمانہ عدت میں) اس عورت کی آنکھ دکھنے لگی تو لوگوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سرمہ کا ذکر کیا اور یہ کہ (اگر سرمہ آنکھ میں نہ لگایا تو) ان کی آنکھ کے متعلق خطرہ ہے۔

تمكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلاَسِهَا -أَوْ فِي أَحْلاَسِهَا- فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعَرَةً، فَلاَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).
[راجع: ٥٣٣٦]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (زمانۂ جاہلیت میں) عدت گزارنے والی تم عورتوں کو اپنے گھر میں سب سے بدتر کپڑے میں پڑا رہنا پڑتا تھا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اپنے کپڑوں میں گھر کے سب سے بدتر حصہ میں پڑا رہنا پڑتا تھا پھر جب کوئی کتا گزرتا تو اس پر وہ مینگنی پھینک کر مارتی (تب عدت سے باہر ہوتی) پس چار مہینے دس دن تک سرمہ نہ لگاؤ۔

تشریح: باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے عدت کی وجہ سے آشوب چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ اگر عدت نہ ہو تو آپ درد چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے۔ باب کا یہی مطلب ہے زمانہ جاہلیت میں عورت خاوند کے مرجانے پر پھٹے پرانے خراب کپڑے پہن کر سال بھر ایک سڑے بدبو دار گھر میں پڑی رہتی۔ سال کے بعد جب کتا سامنے سے نکلتا تو اونٹ کی مینگنی اس پر پھینکتی اس وقت کہیں عدت سے باہر آتی۔ اتفاق سے اگر کتا نہ نکلتا تو اس کے انتظار میں اور پڑی سڑتی رہتی۔ اسلام نے اس غلط رسم کو مٹا کر صرف چار مہینے اور دس دن کی عدت قرار دی اور ان دنوں میں سرمہ لگانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی۔

١٩- باب الْجُذَامِ

باب جذام کا بیان

٥٧٠٧- وقال عفّانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: ((لاَ عَدْوَى، وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ، وَلاَ صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ)).
[أطرافه في: ٥٧١٧، ٥٧٥٧، ٥٧٧٠، ٥٧٧٣، ٥٧٧٥].

(٥٧٠٧) اور عفان بن مسلم (امام بخاری کے شیخ) نے کہا (ان کو ابونعیم نے وصل کیا) ہے کہ ہم سے سلیم بن حیان نے بیان کیا' ان سے سعید بن میناء نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگنا' بدشگونی لینا' الو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں البتہ جذامی شخص سے ایسا بھاگتا رہ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔

تشریح: جذام ایک خراب مشہور بیماری ہے جس میں خون بگڑ کر سارا جسم گلنے لگ جاتا ہے۔ آخر میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جھڑ جاتی ہیں۔ ہرچند مرض کا پورا ہونا بہ حکم الٰہی ہے مگر جذامی کے ساتھ خلط ملط اور یکجائی اس کا سبب ہے اور سبب سے پرہیز کرنا مقتضائے دانشمندی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں ہے' جب یہ اعتقاد ہو کہ سبب اس وقت اثر کرتا ہے جب مسبب الاسباب یعنی پروردگار اس میں اثر دے۔ بعضوں نے کہا آپ نے پہلے فرمایا جذامی سے بھاگتا رہ یہ اس کے خلاف نہیں ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اکثر شرسے ڈرنے والے کمزور لوگ ہوتے ہیں ان کو جذامی سے الگ رہنا ہی بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی عارضہ ہو جائے تو علت اس کی جذامی کا قرب قرار دیں اور شرک میں گرفتار ہوں گویا یہ حکم عوام کے لیے ہے اور خواص کو اجازت ہے وہ جذامی سے قرب رکھیں تو بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا کل بسم الله ثقة بالله و توکلا علیه طاعون زدہ شہروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

علامہ ابن قیم نے "زادالمعاد" میں لکھا ہے کہ احادیث میں تعدیہ کی نفی اوہام پرستی کو ختم کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ یعنی یہ سمجھنا کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے یہ غلط ہے اور بیماریوں میں تعدیہ اس حیثیت سے قطعاً نہیں ہے۔ اصلاً تعدیہ کا انکار مقصود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں میں تعدیہ پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس باب میں اوہام پرستی نہ کرنی چاہیے۔

"ھامہ" کا اعتقاد عرب میں اس طرح تھا کہ وہ بعض پرندوں کے متعلق سمجھتے تھے کہ اگر وہ کسی جگہ بیٹھ کر بولنے لگے تو وہ جگہ اجاڑ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے اس کی تردید کی کہ بننا اور بگڑنا کسی پرندے کی آواز سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ الو کے متعلق آج تک عوام جہلاء کا یہی خیال ہے۔ بعض شہد کی مکھیوں کے چھتہ کے بارے میں ایسا وہم رکھتے ہیں یہ سب خیالات فاسدہ ہیں مسلمان کو ایسے خیالات باطلہ سے بچنا ضروری ہے۔

٢٠- باب الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

باب من آنکھ کے لیے شفا ہے

من وہ حلوہ جو بغیر محنت کے بنی اسرائیل کو ملتا تھا ایسے ہی کھنبی بھی خود بخود اگتی ہے جو ایک جنگلی بوٹی ہے اس کی خاصیت بیان ہو رہی ہے آنکھ میں اس کا عرق ٹپکانا مفید ہے' اسے عوام سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں عموماً گندم کے کھیتوں میں ہوتی ہے۔

٥٧٠٨- حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). قَالَ شُعْبَةُ : وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ : لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ.

[راجع: ٤٤٧٨]

(٥٧٠٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے کہا کہ میں نے عمرو بن حریث سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔ اسی سند سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھے حکم بن عتیبہ نے خبر دی' انہیں حسن بن عبداللہ عرنی نے' انہیں عمرو بن حریث نے اور انہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حدیث بیان کی۔ شعبہ نے کہا کہ جب حکم نے بھی مجھ سے یہ حدیث بیان کر دی تو پھر عبدالملک بن عمیر کی روایت پر مجھ کو اعتماد ہو گیا کیونکہ عبدالملک کا حافظہ آخر میں بگڑ گیا تھا شعبہ کو صرف اس کی روایت پر بھروسہ نہ رہا۔

٢١- باب اللَّدُودِ

باب مریض کے حلق میں دوا ڈالنا

اس طرح کہ بیمار کے منہ میں ایک طرف لگا دیں۔

٥٧٠٩، ٥٧١٠، ٥٧١١- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ مَيِّتٌ.

(٥٧٠٩-١٠-١١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک کو بوسہ دیا۔

[راجع: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۴۴۵٦]

٥٧١٢- قال : وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لاَ تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي)) قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ : ((لاَ يَبْقَى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلاَّ لُدَّ)) وَأَنَا أَنْظُرُ إِلاَّ الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

[راجع: ٤٤٥٨]

(۵۷۱۲) (عبید اللہ نے) بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض (وفات) میں دوا آپ کے منہ میں ڈالی تو آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ دوا منہ میں نہ ڈالو ہم نے خیال کیا کہ مریض کو دوا سے جو نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما رہے ہیں پھر جب آپ کو ہوش ہوا تو آپ نے فرمایا کیوں میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ دوا میرے منہ میں نہ ڈالو۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ شاید آپ نے مریض کی دوا سے طبعی نفرت کی وجہ سے فرمایا ہو گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب گھر میں جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا رہوں گا' البتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ میرے منہ میں ڈالتے وقت موجود نہ تھے' بعد میں آئے۔

تشریح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ازراہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک کو بوسہ دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ بزرگ باخدا انسان کو ازراہ محبت بوسہ دیا جا سکتا ہے مگر کوئی شرکیہ پہلو نہ ہونا چاہیے کہ بوسہ دینے والا سمجھے کہ اس بوسہ سے میری حاجت پوری ہو گئی یا میرا فلاں کام ہو جائے گا۔ یہ شرکیہ تصورات ہیں جن میں اکثر ناواقف لوگ گرفتار ہیں آج کل نام نہاد پیروں مرشدوں کا یہی حال ہے۔

٥٧١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلاَدَكُنَّ بِهَذَا الْعِلاَقِ؟ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)). فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً، قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا

(۵۷۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے زہری نے' کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ام قیس رضی اللہ عنہا نے کہ میں اپنے ایک لڑکے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے اس کی ناک میں بتی ڈالی تھی' اس کا حلق دبایا تھا چونکہ اس کو گلے کی بیماری ہو گئی تھی آپ نے فرمایا تم اپنے بچوں کو انگلی سے حلق دبا کر کیوں تکلیف دیتی ہو یہ عود ہندی لو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے ان میں ایک ذات الجنب (پسلی کا ورم بھی ہے) اگر حلق کی بیماری ہو تو اس کو ناک میں ڈالو اگر ذات الجنب ہو تو حلق میں ڈالو (لدود کرو) سفیان کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیماریوں کو تو بیان کیا باقی پانچ بیماریوں کو بیان نہیں فرمایا۔ علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا میں

يَقُولُ: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ: لَمْ يَحْفَظْ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حِفَظْتُهُ، مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلاَمَ يُحَنَّكُ بِالإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِي حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا.
[راجع: ٥٦٩٢]

نے سفیان سے کہا معمر تو زہری سے یوں نقل کرتا ہے اعلقت عنه انہوں نے کہا کہ معمر نے یاد نہیں رکھا۔ مجھے یاد ہے زہری نے یوں کہا تھا اعلقت علیه اور سفیان نے اس تحنیک کو بیان کیا جو بچہ کو پیدائش کے وقت کی جاتی ہے سفیان نے انگلی حلق میں ڈال کر اپنے کوے کو انگلی سے اٹھایا تو سفیان نے اعلاق کا معنی بچے کے حلق میں انگلی ڈال کر تالو کو اٹھایا انہوں نے یہ نہیں کہا اعلقوا عنه شیئا۔

٢٢- باب

باب

اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا باب سابق کا تتمہ ہے۔

٥٧١٤- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلاَهُ فِي الأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ لاَ. قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ، بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ : ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)) قَالَتْ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ: وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ.

(۵۷۱۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو معمر اور یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (مرض الموت میں) رسول اللہ ﷺ کے لیے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے بیماری کے دن میرے گھر میں گزارنے کی اجازت اپنی دوسری بیویوں سے مانگی جب اجازت مل گئی تو آنحضرت ﷺ دو اشخاص حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان ان کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے' آپ کے مبارک قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کے حجرے میں داخل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کا مرض بڑھ گیا تھا کہ مجھ پر سات مشک ڈالو جو پانی سے لبریز ہوں۔ شاید میں لوگوں کو کچھ نصیحت کر سکوں۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ کو ہم نے ایک لگن میں بٹھایا جو آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور آپ پر حکم کے مطابق مشکوں سے پانی ڈالنے لگے آخر آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ بس ہو چکا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ صحابہ کے

[راجع: ١٩٨]

مجمع میں گئے' انہیں نماز پڑھائی اور انہیں خطاب فرمایا۔

٢٣- باب الْعُذْرَةِ

باب عذرہ یعنی حلق کے کوا کے گر جانے کا علاج جسے عربی میں سقوط اللہاۃ کہتے ہیں۔

٥٧١٥- حدَّثنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الأَسَدِيَّةَ - أَسَدَ خُزَيْمَةَ- وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ اللاَّتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَهْيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلاَدَكُنَّ بِهَذَا الْعِلاَقِ؟ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)). يُرِيدُ الْكُسْتَ وَهْوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ. وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ((عَلَّقَتْ عَلَيْهِ)).

[راجع: ٥٦٩٢]

(۵۷۱۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبردی کہ ام قیس بنت محصن اسدیہ نے انہیں خبردی' ان کا تعلق قبیلہ خزیمہ کی شاخ بنی اسد سے تھا وہ ان ابتدائی مہاجرات میں سے تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں (انہوں نے بیان کیا کہ) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر آئیں۔ انہوں نے اپنے لڑکے کے عذرہ کا علاج تالو دبا کر کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخر تم عورتیں کیوں اپنی اولاد کو یوں تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ اس مرض میں عود ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ ان میں ایک ذات الجنب کی بیماری بھی ہے (عود ہندی سے) آنحضرت ﷺ کی مراد کست تھی یہی عود ہندی ہے۔ اور یونس اور اسحاق بن راشد نے بیان کیا اور ان سے زہری نے اس روایت میں بجائے اعلقت علیہ کے علقت علیہ نقل کیا ہے

اور لغت کی رو سے اعلقت صحیح ہے ماخوذ اعلاق سے اور اعلاق کہتے ہیں بچے کے حلق کو دبانا اور ملنا۔ یونس کی روایت کو امام مسلم نے اور اسحاق کی روایت کو آگے چل کر خود امام بخاری نے وصل کیا ہے۔

٢٤- باب دَوَاءِ الْمَبْطُونِ

باب پیٹ کے عارضہ میں کیا دوا دی جائے؟

٥٧١٦- حدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلاً)) فَسَقَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَقَيْتُهُ

(۵۷۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالمتوکل نے اور ان سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شہد پلاؤ۔ انہوں نے پلایا اور پھر واپس آکر کہا کہ میں نے انہیں شہد پلایا لیکن

فَلَمْ يَزِدْهُ إِلاَّ اسْتِطْلاَقًا فَقَالَ: ((صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ)). تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ٥٦٨٤]

ان کے دستوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (آخر شہد ہی سے اسے شفا ہوئی) محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو نضر بن شمیل نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح شہد کے بارے میں خود ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ﴾ (النحل: ٦٩) یعنی شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے کیونکہ یہ بیشتر نباتات کا قیمتی نچوڑ ہے جسے شہد کی مکھی نباتات کے پھولوں کا رس چوس چوس کر جمع کرتی ہے۔ اس روایت میں جس مریض کا ذکر ہے اسے شہد پلاتے پلاتے از خود دست بند ہو گئے۔ جب پیٹ کا سب فاسد مادہ نکل گیا تو شہد نے مکمل طریقے سے اس شخص پر اپنا اثر کیا۔ یعنی اس کے دست روک دیئے یہی اصل الاصول ہومیو پیتھک علاج کی بنیاد ہے۔

٢٥- باب لاَ صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنُ

باب صفر صرف پیٹ کی ایک بیماری ہے۔

بعضوں نے کہا کہ پیٹ میں کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے زہریلے اثرات سے آدمی کا رنگ زرد کر دیتا ہے اور آدمی اس سے بحکم الٰہی ہلاک ہو جاتا ہے' واللہ اعلم بالصواب۔

٥٧١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ عَدْوَى، وَلاَ صَفَرَ وَلاَ هَامَةَ)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: ((فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟)). رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

[راجع: ٥٧٠٧]

(٥٧١٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات صفر اور الو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں اس پر ایک اعرابی بولا کہ یارسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آجاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟ اس کی روایت زہری نے ابوسلمہ اور حضرت سنان بن سنان کے واسطہ سے کی ہے۔

٢٦- باب ذَاتِ الْجَنْبِ

باب ذات الجنب (نمونیہ) کا بیان

یہ پسلی کا ورم ہوتا ہے جو سل اور دق کی طرح بڑی مہلک بیماری ہے اس کا علاج ضروری ہے۔

٥٧١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ

(٥٧١٨) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے

بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ اللاَّتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا وَقَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللهَ عَلَى مَا تَدْغَرُونَ أَوْلاَدَكُمْ بِهَذِهِ الأَعْلاَقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)). يُرِيدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ: وَهِيَ لُغَةٌ.

خبر دی' انہیں اسحاق نے' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ام قیس بنت محصن جو ان اگلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اس بچے کا کوا گرنے میں تالو دبا کر علاج کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی اولاد کو اس طرح تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو عود ہندی (کوٹ) اس میں استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے جن میں سے ایک نمونیہ بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد عود ہندی سے کست تھی جسے قسط بھی کہتے ہیں یہ بھی ایک لغت ہے۔

[راجع: ٥٦٩٢]

عود ہندی اور عود بحری دونوں جڑیں ہوتی ہیں ان دونوں کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں ڈالنا ایسے امراض کے لیے بے حد مفید ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور یہ دونوں دوائیں پسلی کے ورم میں بھی بہت کام آتی ہیں۔

٥٧١٩، ٥٧٢٠، ٥٧٢١- حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: قُرِىءَ عَلَى أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلاَبَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِىءَ عَلَيْهِ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنُ النَّضْرِ كَوَيَاهُ أَوْكَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ. وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالأُذُنِ. قَالَ أَنَسٌ: كُوِيتُ مِنْ ذَاتَ الْجَنْبِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَيٌّ وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي.

(۲۱-۲۰-۵۷۱۹) ہم سے عارم نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابو قلابہ کی لکھی ہوئی احادیث پڑھی گئیں ان میں وہ احادیث بھی تھیں جنہیں (ایوب نے ابو قلابہ سے) بیان کیا تھا اور وہ بھی تھیں جو ان کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی تھیں۔ ان لکھی ہوئی احادیث کے ذخیرہ میں انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی تھی کہ ابو طلحہ اور انس بن نضر نے انس رضی اللہ عنہم کو داغ لگا کر ان کا علاج کیا تھا یا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خود اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ اور عباد بن منصور نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ انصار کے بعض گھرانوں کو زہریلے جانوروں کے کاٹنے اور کان کی تکلیف میں جھاڑنے کی اجازت دی تھی تو انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذات الجنب کی بیماری میں مجھے داغا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور اس وقت ابو طلحہ' انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم موجود تھے اور

[طرفه في : ٥٧٢١].

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا تھا۔

داغنا اگرچہ رسول کریم ﷺ کو پسند نہیں ہے مگر بحالت مجبوری ایسے مواقع پر حد جواز کی اجازت ہے۔

٢٧- باب حَرْقِ الْحَصِيرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

باب زخموں کا خون روکنے کے لیے بوریا جلا کر زخم پر لگانا

٥٧٢٢- حدَّثَني سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ : لَمَّا كُسِرَتْ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْبَيْضَةُ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَقَأَ الدَّمُ. [راجع: ٢٤٣]

(۵۷۲۲) مجھ سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے بیان کیا' اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے سر پر (احد کے دن) خود ٹوٹ گیا' آپ کا مبارک چہرہ خون آلود ہو گیا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بھر بھر کر پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون پانی سے بھی زیادہ آ رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا جلا کر رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر لگایا اور اس سے خون رکا۔

تشریح: خود لوہے کا سر کو ڈھانکنے والا کن ٹوپ یہ ٹوٹ کر چہرہ مبارک میں گھس گیا تھا اس وجہ سے چہرہ خون آلود ہو گیا تھا اس موقع کا یہ ذکر ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔

٢٨- باب الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

باب بخار دوزخ کی بھاپ سے ہے

٥٧٢٣- حدَّثَني يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ))، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ: اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ. [راجع: ٣٢٦٤]

(۵۷۲۳) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے پس اس کی گرمی کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (کو جب بخار آتا تو) یوں دعا کرتے کہ "اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے۔"

تشریح: حرارت کی بنا پر دوزخ کی بھاپ سے تشبیہ دی گئی ہے وصدق رسول اللہ ﷺ بخار پر صبر کرنا ہی ثواب ہے اور تندرستی کی دعا اتنا ہی درست ہے آنحضرت ﷺ بکثرت دعا فرمایا کرتے تھے اللھم انی اسئلک العفو والعافیة اے اللہ! میں تجھ سے عافیت

کے لیے سوال کرتا ہوں۔

٥٧٢٤- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ.

(۵۷۲۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تھی تو اس کے لیے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

تشریح: ایک روایت میں ہے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو مراد وہ بخار ہے جو صفراء کے جوش سے ہو اس میں ٹھنڈے پانی سے نہانا یا ہاتھ پاؤں کا دھونا بھی مفید ہے۔ اسے آج کی ڈاکٹری نے بھی تسلیم کیا ہے شدید بخار میں برف کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے۔

٥٧٢٥- حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)).

[راجع: ٣٢٦٣]

(۵۷۲۵) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا کہ میرے والد نے مجھ کو خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

٥٧٢٦- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ)).

[راجع: ٣٢٦٢]

(۵۷۲۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن مسروق نے بیان کیا' ان سے عبایہ بن رفاعہ نے' ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

تشریح: مروجہ ڈاکٹری کا ایک شعبہ علاج پانی سے بھی ہے جو کافی ترقی پذیر ہے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اللہ پاک نے جمیع علوم نافعہ کا خزانہ بنا کر مبعوث فرمایا تھا چنانچہ فن طبابت میں آپ کے پیش کردہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان کی تردید نہیں کر سکتا۔ (ﷺ)۔

٢٩- باب مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لاَ تُلاَئِمُهُ

باب جہاں کی آب و ہوا ناموافق ہو وہاں سے نکل کر دوسرے مقام پر جانا درست ہے

٥٧٢٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالاً مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَكَلَّمُوا بِالإِسْلاَمِ وَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَبِدَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلاَمِ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ.

[راجع: ٢٣٣]

(۵۷۲۷) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم مویشی والے ہیں ہم لوگ اہل مدینہ کی طرح کاشتکار نہیں ہیں۔ مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے چند اونٹوں اور ایک چرواہے کا حکم دیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ باہر چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ وہ لوگ چلے گئے لیکن حرہ کے نزدیک پہنچ کر وہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ پڑے جب آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے پھر آپ نے ان کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی' ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور حرہ کے کنارے انہیں چھوڑ دیا گیا' وہ اسی حالت میں مر گئے۔

آب و ہوا کی ناموافقت پر آپ نے ان لوگوں کو مدینہ سے حرہ بھیج دیا تھا بعد میں وہ مرتد ہو کر ڈاکو بن گئے اور انہوں نے ایسی حرکت کی جن کی یہی سزا مناسب تھی جو ان کو دی گئی۔ حدیث سے باب کا مطلب ظاہر ہے حدیث اور باب میں مطابقت واضح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آنے کی وجہ سے باہر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

٣٠- باب مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ

باب طاعون کا بیان

٥٧٢٨- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ فِي أَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا مِنْهَا)) فَقُلْتُ أَنْتَ

(۵۷۲۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا کہ مجھے حبیب بن ابی ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا' کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے نکلو بھی مت (حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے) کہا

سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلاَ يُنْكِرُهُ؟ قَالَ : نَعَمْ. [راجع: ٣٤٧٣]

تم نے خود یہ حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا؟ فرمایا کہ ہاں۔

تشریح طاعون کو پلیگ بھی کہتے ہیں یہ بہت ہی قدیم بیماری ہے اور اکثر کتابوں میں اس کا کچھ نہ کچھ ذکر موجود ہے۔ قسطلانی نے کہا طاعون ایک پھنسی ہے یا ورم جس میں سخت بخار کے ساتھ بہت ہی زیادہ جلن ہوتا ہے اکثر یہ ورم بغل اور گردن میں ہوتا ہے اور کبھی اور مقاموں میں بھی ہو جاتا ہے۔ سورۂ تغابن ہر روز تلاوت کرنے میں طاعون سے محفوظ رہنے کا عمل ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے طاعون کے متعلق اپنے ذاتی مفید تجربات تحریر فرمائے جو شرح وحیدی میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ پہلے یہ مرض بحکم الٰہی اچانک نمودار ہو کر وسیع پیمانے پر پھیل جاتا تھا تاریخ میں ایسی بہت سی تفصیلات موجود ہیں آج کل اللہ کے فضل سے یہ مرض نہیں ہے اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو ایسے امراض سے محفوظ رکھے' آمین۔

٥٧٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَدْ خَرَجْنَا لأَمْرٍ وَلاَ نَرَى أَنْ نَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلاَ نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ، فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي الأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ

(۵۷۲۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے' انہیں عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے امیرالمؤمنین کو بتایا کہ طاعون کی وبا شام میں پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا لاؤ۔ آپ انہیں بلا لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے' مہاجرین اولین کی رائیں مختلف ہو گئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی باقی ماندہ جماعت آپ کے ساتھ ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ انہیں اس وبا میں ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ میں انصار کو بلا کر لایا آپ نے ان سے بھی مشورہ کیا اور انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا کوئی کہنے لگا چلو' کوئی کہنے لگا لوٹ جاؤ۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا کہ اب آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ یہاں پر جو قریش کے بڑے بوڑھے ہیں جو فتح مکہ کے وقت

وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ فَلَمْ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَعَمْ. نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ. إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)). قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ. [أطرافه في: ٥٧٣٠، ٦٩٧٣].

اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے انہیں بلا لاؤ' میں انہیں بلا کر لایا۔ ان لوگوں میں کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوا سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی ملک میں لوگوں کو لے جا کر نہ ڈالیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہو کر واپس مدینہ منورہ لوٹ جاؤں گا تم لوگ بھی واپس چلو۔ صبح کو ایسا ہی ہوا حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کر رہے ہیں لیکن اللہ ہی کی تقدیر کی طرف۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز شاداب اور دوسرا خشک۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہو گا اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہو گا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہیں تھے انہوں نے بتایا کہ میرے پاس مسئلہ سے متعلق ایک "علم" ہے۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی سرزمین میں (وبا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا آ جائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر واپس ہو گئے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا جو بہت ہی لاجواب تھا یعنی بھاگنا بھی بتقدیر الٰہی ہے کیونکہ کوئی کام دنیا میں جب تک تقدیر میں نہ ہو واقع نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کسی ملک یا قصبہ میں وبا واقع ہو تو وہاں نہ جانا بلکہ وہاں سے لوٹ آنا درست ہے اور یہی آنحضرت ﷺ کا بھی ارشاد تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی ان کی رائے ہمیشہ حکم الٰہی کے موافق ہوا کرتی تھی۔ اس مسئلہ میں بھی موافق ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مع ساتھیوں کے مدینہ کی طرف لوٹ کر چلے۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ کلمہ کوئی اور کہتا تو اس کو سزا دیتا۔ یہ قصہ طاعون عمواس سے تعلق رکھتا ہے یہ سنہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے ملک کا سرکاری دورہ کرنے نکلے تھے کہ طاعون عمواس کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اس وقت ملک شام آپ نے کئی مواضعات میں تقسیم کر رکھا تھا ہر جگہ فوج کا ایک ایک سردار تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہ سب گورنر تھے۔

٥٧٣٠- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)). [راجع: ٥٧٢٩]

(۵۷۳۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عبداللہ بن عامر نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے لیے روانہ ہوئے جب مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم وبا کے متعلق سنو کہ وہ کسی جگہ ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وبا پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے بھی مت بھاگو۔ (وبا میں طاعون ہیضہ وغیرہ سب داخل ہیں۔)

٥٧٣١- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمَسِيحُ وَلاَ الطَّاعُونُ)). [راجع: ١٨٨٠]

(۵۷۳۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نعیم مجمر نے اور انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ طاعون آ سکے گا۔

تشریح: دوسری روایت میں مکہ کا بھی ذکر ہے۔ اب یہ نقل "کہ سنہ ۷۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں طاعون آیا تھا صحیح نہیں ہے۔" بعضوں نے کہا کہ کتاب الفتن میں حضرت امام بخاری نے طاعون کے متعلق جو روایت نقل کی ہے اس میں لفظ ان شاء اللہ نقل کیا ہے جس سے مدینہ و مکہ میں مشیت ایزدی پر ان وباؤں کو متعلق کیا ہے۔

٥٧٣٢- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْيَى بِمَا مَاتَ؟ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُونِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ٢٨٣٠]

(۵۷۳۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا' کہا مجھ سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یحییٰ بن سیرین کا کس بیماری میں انتقال ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ طاعون میں۔ بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔

تشریح: امام احمد نے روایت کیا کہ طاعون سے مرنے والے اور شہید قیامت کے دن جھگڑیں گے طاعون والے کہیں گے ہم بھی شہیدوں کی طرح مارے گئے اللہ پاک فرمائے گا اچھا ان کے زخموں کو دیکھو پھر دیکھیں گے تو ان کا زخم بھی شہیدوں کی طرح ہو گا اور ان کو شہیدوں جیسا ثواب ملے گا۔ امام نسائی نے بھی عقبہ بن عبد سے مرفوعاً ایسی ہی حدیث روایت کی ہے مگر صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الجنائز میں اس سے مختلف روایت بھی نقل کی ہے' واللہ اعلم۔

٥٧٣٣- حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ

(۵۷۳۳) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان

سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ)). [راجع: ٦٥٣]

سے سمی نے ' ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیٹ کی بیماری میں یعنی ہیضہ سے مرنے والا شہید ہے اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

تشریح طاعون ایک بڑی خطرناک وبائی بیماری ہے جس نے بارہا نوع انسانی کو سخت ترین نقصان پہنچایا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کے بارہا حملے ہوئے اور لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے۔ اسلام میں طاعون زدہ مسلمان کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے طاعون عذاب الٰہی ہے جو کثرت معاصی سے دنیا پر مسلط کیا جاتا ہے' اللھم احفظنا منه۔

٣١- باب أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُونِ

باب جو شخص طاعون میں صبر کرکے وہیں رہے گو اس کو طاعون نہ ہو' اس کی فضیلت کا بیان

٥٧٣٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ أَنَّهَا أَخْبَرَتْنَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللهِ صلى الله عليه وسلم: ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهَا اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ)). تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ. [راجع: ٣٤٧٤]

(۵۷۳۴) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو حبان نے خبر دی' کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے' ان سے یحییٰ بن عمر نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اس کو بھیجتا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین (امت محمدیہ کے لیے) رحمت بنا دیا اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑی ہو اور یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوا اس کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔ حبان بن ہلال کے ساتھ اس حدیث کو نضر بن شمیل نے بھی داؤد سے روایت کیا ہے۔

تشریح ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ طاعون اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی ملک میں بدکاری عام طور پر پھیل جاتی ہے۔ مولانا روم نے سچ کہا ہے۔ وز زنا خیزد وبا اندر جہات۔ مسلمان کے لیے طاعون کی موت مرنا شہادت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں ذکر ہے۔

٣٢- بَابُ الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

باب قرآن مجید اور معوذات پڑھ کر مریض پر دم کرنا

تشریح قسطلانی نے کہا کہ روایت ذیل سے دم جھاڑ کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اللہ کے کلام اور اس کے اسماء یا صفات سے ہو اور عربی زبان میں ہو اس کے معانی معلوم ہوں اور بشرطیکہ یہ اعتقاد نہ رہے کہ دم جھاڑ کرنا بذاتہ مؤثر ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے

مؤثر ہو سکتے ہیں۔ جیسے دوا اللہ کے حکم سے مؤثر ہوتی ہے۔

٥٧٣٥- حدَّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفُثُ؟ قَالَ: كَانَ يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ٤٤٣٩]

(٥٧٣٥) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الوفات میں اپنے اوپر معوذات (سورۃ الفلق والناس اور سورۃ الاخلاص) کا دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کے لیے دشوار ہو گیا تو میں ان کا دم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر بھی پھیر لیتی تھی۔ پھر میں نے اس کے متعلق پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح دم کرتے تھے' انہوں نے بتایا کہ اپنے ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے۔

٣٣- بَابُ الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب سورۂ فاتحہ سے دم کرنا' اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت کی ہے

٥٧٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ فَقَالُوا هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا : إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلاَ نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلاً فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوا : لاَ نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي

(٥٧٣٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' ان سے شعبہ نے' ان سے ابوبشر نے' ان سے ابوالمتوکل نے' ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ در حالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی کچھ دیر بعد اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا' اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ تم لوگوں نے ہمیں مہمان نہیں بنایا اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں دینی منظور کر لیں پھر (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) سورۂ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا کہ جب تک ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ مسکرائے اور

بِسَهْمٍ)).
[راجع: ۲۲۷٦]

فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ سورۂ فاتحہ سے دم بھی کیا جا سکتا ہے' ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔

تشریح: بہت سے مسائل اور سورۂ فاتحہ کے فضائل کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے مگر نیت وقت صرف کرنے کی اجرت ہونا چاہیئے کیونکہ تعلیم قرآن اتنا بڑا عمل ہے کہ اس کی اجرت نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ جاننے والوں سے معلوم کر لینا ضروری ہے بلکہ تحقیق کرنا لازم ہے اور اندھی تقلید بالکل ناجائز ہے۔

٣٤- باب الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب سورۂ فاتحہ سے دم جھاڑا کرنے میں (بکریاں لینے کی) شرط لگانا

٥٧٣٧- حدَّثني سَيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ بصر هُوَ صَدوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلاً لَدِيغًا أَوْ سَلِيماً فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا؟ حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ)).

(۵۷۳۷) ہم سے سیدان بن مضارب ابو محمد باہلی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو معشر یوسف بن یزید البراء نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن اخنس ابو مالک نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلہ میں ایک بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم جھاڑا کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا ہے چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھی' اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کر لینا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لے لی۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آپ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احتیاط کو ملاحظہ کیا جائے کہ جب تک آنحضرت ﷺ سے تحقیق نہ کی بکریوں کو ہاتھ نہیں لگایا ہر مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیئے خاص طور پر دین و ایمان کے لیے جس قدر احتیاط سے کام لیا جائے کم ہے مگر ایسا احتیاط کرنے والے آج عنقا ہیں الا ماشاء اللہ۔ حضرت مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے

اور آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کا مہر تعلیم قرآن پر کر دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

٣٥- باب رُقْيَةِ الْعَيْنِ

باب نظر بد لگ جانے کی صورت میں دم کرنا

٥٧٣٨- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

(٥٧٣٨) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبردی' کہا کہ مجھ سے معبد بن خالد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبداللہ بن شداد سے سنا' ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا یا (آپ نے اس طرح بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے) حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر معوذتین سے دم کر لیا جائے۔

معوذتین اور سورۂ فاتحہ پڑھنا بہترین مجرب دم ہیں نیز دعاؤں میں اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ماخلق مجرب دعا ہے۔

٥٧٣٩- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْب بن عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ)). وَقَالَ عُقَيْلٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ.

(٥٧٣٩) ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ولید زبیدی نے بیان کیا' کہا ہم کو زہری نے خبردی' انہیں عروہ بن زبیر نے' انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر دم کرا دو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔ اور عقیل نے کہا ان سے زہری نے' انہیں عروہ نے خبردی اور انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ محمد بن حرب کے ساتھ اس حدیث کو عبداللہ بن سالم نے بھی زبیدی سے روایت کیا ہے۔

تشریح: اسے ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نظر بد کا لگ جانا حق ہے جیسے کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔ مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں کہ نظر بد والے پر آیت ﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ (القلم: ٥١) پڑھ کر پھونکے یہ عمل مجرب ہے۔ شرکیہ دم جھاڑ کرنا قطعاً حرام بلکہ شرک ہے' اعوذنا اللہ عنہم آمین۔

٣٦- باب الْعَيْنُ حَقٌّ

باب نظر بد کا لگنا حق ہے

٥٧٤٠- حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

(٥٧٤٠) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نظر بد لگنا حق ہے اور آنحضرت ﷺ نے جسم پر گودنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو نظر بد کا انکار کرتے ہیں اللہ نے انسانی نظر میں بڑی تاثیر رکھی ہے جیسا کہ مشاہدات سے ثابت ہو رہا ہے علم مسمریزم کی بنیاد بھی صرف انسانی نظر کی تاثیر پر ہے۔

٣٧- باب رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

٥٧٤١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.

باب سانپ اور بچھو کے کاٹے پر دم کرنا جائز ہے

(۵۷۴۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن اسود نے اور ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چوبیسواں پارہ

۳۸- باب رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۷۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ: أَلا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَلَى، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لاَ شَافِيَ إِلاَّ أَنْتَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا.

باب رسول کریم ﷺ نے بیماری سے شفا کے لیے کیا دعا پڑھی ہے؟

(۵۷۴۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں اور ثابت بنانی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ثابت نے کہا ابو حمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کر دوں جسے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ ثابت نے کہا کہ ضرور کیجئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ دعا پڑھ کر دم کیا۔ "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفا عطا فرما' تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں' ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

تشریح: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کی طبیعت اس وقت کچھ ناساز تھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان لفظوں سے آپ پر دم کیا۔ بسم الله ارقيک من کل شئی یوذیک من شر کل نفس او عین حاسد الله یشفیک (رواہ مسلم) دم جھاڑ کرنے والوں کو ایسی مسنون وماثور دعاؤں سے دم کرنا چاہئے اور خود ساختہ دعاؤں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسنون دعاؤں سے دم کرنا کرانا بھی سنت ہے اور یقیناً مسنون دعاؤں سے دم کرنے کرانے کا بڑا زبردست اثر ہوتا ہے۔

۵۷۴۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

(۵۷۴۳) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے سلیمان اعمش نے' ان سے مسلم بن صبیح نے' ان سے مسروق نے

عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ إِلاَّ شِفَاءُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا)). قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا، فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

[راجع: ٥٦٧٥]

اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بعض (بیماروں) پر یہ دعا پڑھ کر دم کرتے اور اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔ ''اے اللہ! لوگوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور کر دے اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا (دے) کہ کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہ جائے۔'' سفیان ثوری نے بیان کیا کہ میں نے یہ دعا منصور بن معتمر کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے یہ ابراہیم نخعی سے بیان کی' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح بیان کی۔

٥٧٤٤- حدَّثني أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ: ((امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لاَ كَاشِفَ لَهُ إِلاَّ أَنْتَ)). [راجع: ٥٦٧٥]

(۵۷۴۴) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ دم کیا کرتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے ''تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پالنہار! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے' تیرے سوا تکلیف کو دور کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔''

یہ فرما کر آپ نے شرک کی جڑ بنیاد اکھیڑ دی۔ جب اس کے سوا کوئی درد دکھ تکلیف دفع نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کسی بت دیوتا یا پیر کو پکارنا محض نادانی و حماقت ہے۔ اس سے قبوریوں کو سبق لینا چاہئے جو دن رات اہل قبور سے استمداد کرتے رہتے ہیں اور مزارات بزرگوں کو قبلۂ حاجات سمجھے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن پاک کا بیان ہے ﴿ ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولواجتمعوا له ﴾ (الحج : ۷۳) حاجات کے لیے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اس آیت میں سارے دیوی دیوتا پیروں ولیوں کے متعلق کہا گیا ہے جن کو لوگ پوجتے ہیں۔

٥٧٤٥- حدَّثنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: ((بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)). [طرفه في : ٥٧٤٦].

(۵۷۴۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبد ربہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ مریض کے لیے (کلمے کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے۔ ''اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔''

٥٧٤٦- حدَّثني صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ

(۵۷۴۶) مجھ سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن سعید نے' انہیں عمرہ نے اور ان سے

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي الرُّقْيَةِ: ((تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)).

[راجع: ٥٧٤٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دم کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے "ہماری زمین کی مٹی اور ہمارا بعض تھوک ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا ہو۔"

تشریح نووی نے کہا آنحضرت ﷺ اپنا تھوک کلمے کی انگلی پر لگا کر اس کو زمین پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے پھر وہ مٹی زخم یا درد کے مقام پر لگواتے اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی تھی۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وان هذا من باب التبرک باسماء الله تعالى واثار رسوله واما وضع الاصبع بالارض فلعله خاصيته فى ذالک او بحكمة اخفاء آثار القدرة بمبا شرة الاسباب المعتاد (فتح) یعنی یہ اللہ پاک کے مبارک ناموں کے ساتھ برکت حاصل کرنا اور اس کے رسول کے آثار کے ساتھ اس پر انگلی رکھنا پس یہ شاید اس کی خاصیت کی وجہ سے ہو یا آثار قدرت کی کوئی پوشیدہ حکمت اس میں ہو جو اسباب ظاہری کے ساتھ میل رکھتی ہو آثار رسول سے وہ انگلی مراد ہے جو آپ زمین پر رکھ کر مٹی لگا کر دعا پڑھتے تھے۔ بناوٹی آثار مراد نہیں ہیں۔

٣٩- باب النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

باب دعا پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا اس طرح کہ منہ سے ذرا سا تھوک بھی نکلے

٥٧٤٧- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ)). وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَإِنْ كُنْتُ لأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلاَّ أَنْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا أُبَالِيهَا.

[راجع: ٣٢٩٢]

(۵۷۴۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے' اور حلم (برا خواب جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو برا ہو تو جاگتے ہی تین مرتبہ بائیں طرف تھوتھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے' اس طرح خواب کا اسے نقصان نہیں ہو گا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پہلے بعض خواب مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتا تھا جب سے میں نے یہ حدیث سنی اور اس پر عمل کرنے لگا' اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اللہ کی پناہ چاہنا یہی منتر ہے منتر میں پھونکنا تھوتھو کرنا بھی ثابت ہوا۔

٥٧٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ

(۵۷۴۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اولیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید ایلی نے' ان

ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ. قَالَ يُونُسُ : كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ.[راجع: ٥٠١٧]

سے ابن شہاب زہری نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لیے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس اور الفلق سب پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر جب آپ بیمار ہوتے تو آپ مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یونس نے بیان کیا کہ میں نے ابن شہاب کو بھی دیکھا کہ وہ جب اپنے بستر پر لیٹتے اسی طرح ان کو پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

ان سورتوں کا پڑھ کر دم کرنا مسنون ہے اللہ پاک جملہ بدعات مروجہ و شرکیہ دم جھاڑوں سے بچا کر سنت ماثورہ دعاؤں کو وظیفہ بنانے کی ہر مسلمان کو سعادت بخشے آمین۔

٥٧٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلاَءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا : يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ. وَاللهِ إِنِّي لَرَاقٍ وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلاً

(۵۷۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے ابوبشر (جعفر) نے ان سے ابوالمتوکل علی بن داؤد نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ (۳۰۰ نفر) ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے جسے انہیں طے کرنا تھا راستے میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ میں پڑاؤ کیا اور چاہا کہ قبیلہ والے ان کی مہمانی کریں لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اسے اچھا کرنے کی ہر طرح کی کوشش انہوں نے کر ڈالی لیکن کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر انہیں میں سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جنہوں نے تمہارے قبیلہ میں پڑاؤ کر رکھا ہے ان کے پاس بھی چلو' ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی منتر ہو۔ چنانچہ وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہا لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے ہم نے ہر طرح کی بہت کوشش اس کے لیے کر ڈالی لیکن کسی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا تم لوگوں میں سے کس کے پاس اس کے لیے کوئی منتر ہے؟ صحابہ میں سے ایک صاحب (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہاں واللہ میں جھاڑنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے کہا تھا کہ تم ہماری مہمانی کرو (ہم مسافر ہیں) تو تم نے انکار کر دیا تھا اس

فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفِلُ، وَيَقْرَأُ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، حَتَّى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ: فَأَوْفُوهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا، حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ؟ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)).

[راجع: ۲۲۷۶]

لیے میں بھی اس وقت تک نہیں جھاڑوں گا جب تک تم میرے لیے اس کی مزدوری نہ ٹھہرا دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں (۳۰) پر معاملہ کر لیا۔ اب یہ صحابی روانہ ہوئے۔ یہ زمین پر تھوکتے جاتے اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتے جاتے اس کی برکت سے وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی رسی کھل گئی ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ بیان کیا کہ پھر وعدہ کے مطابق قبیلہ والوں نے ان صحابی کی مزدوری (۳۰ بکریاں) ادا کر دی بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو تقسیم کر لو لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں پوری صورت حال آپ کے سامنے بیان کر دیں پھر دیکھیں آنحضور ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے دم کیا جا سکتا ہے؟ تم نے بہت اچھا کیا جاؤ ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی اپنے ساتھ ایک حصہ لگاؤ۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر قرآن مجید پڑھنے پڑھانے پر اپنے ایثار وقت کی مناسب اجرت لی جا سکتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مشکوک امور کے لیے شریعت کی روشنی میں علماء سے تحقیق کر لینا ضروری ہے۔ آیت ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳) کا یہی مطلب ہے کہ جو بات نہ جانتے ہو اس کو جاننے والوں سے پوچھ لو جو لوگ اس آیت سے تقلید شخصی نکالتے ہیں وہ انتہائی جرأت کرتے ہیں یہ آیت تو تقلید شخصی کو کاٹ کر ہر مسلمان کو تحقیق کا حکم دے رہی ہے۔

٤٠- باب مَسْحِ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى

باب بیمار پر دم کرتے وقت درد کی جگہ پر داہنا ہاتھ پھیرنا

٥٧٥٠- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِينِهِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُورٍ

(۵۷۵۰) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم بن ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (اپنے گھر کے) بعض لوگوں پر دم کرتے وقت اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے (اور یہ دعا پڑھتے تھے) "تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے رب! اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے شفا وہی ہے جو تیری طرف سے ہو ایسی شفا کہ بیماری ذرا بھی باقی

فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنَحْوِهِ.
[راجع: ٥٦٧٥]

نہ رہ جائے۔" (سفیان نے کہا کہ پھر میں نے یہ منصور سے بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے ابراہیم نخعی سے بیان کیا' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ہی کی طرح بیان کیا۔

اس حدیث کی روشنی میں لفظ دست شفا رائج ہوا ہے۔ بعض ہاتھوں میں اللہ پاک یہ اثر رکھ دیتا ہے کہ وہ دم کریں یا کوئی نسخہ لکھ کر دیں اللہ ان کے ذریعہ سے شفا دیتا ہے ہر حکیم ڈاکٹر وید کو یہ خوبی نہیں ملتی الا ماشاء اللہ۔

٤١- باب فِي الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ

باب عورت مرد پر دم کر سکتی ہے

٥٧٥١- حدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ: يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.
[راجع: ٤٤٣٩]

(۵۷۵۱) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں معوذات پڑھ کر پھونکتے تھے پھر جب آپ کے لیے یہ دشوار ہو گیا تو میں آپ پر دم کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی تھی (معمر نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ابن شہاب سے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ کس طرح دم کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو چہرے پر پھیر لیتے۔

اس طرح معوذات کی تاثیر ہاتھوں میں اثر کر کے پھر چہرے پر بھی تاثرات پیدا کر دیتی ہے جو چہرے سے نمایاں ہونے لگتے ہیں اس لیے معوذات کا دم کرنا اور ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بھی مسنون ہے۔

٤٢- باب مَنْ لَمْ يَرْقِ

باب دم جھاڑ نہ کرانے کی فضیلت

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں قال ابن الاثیر هذا من صفة الاولياء المومنين عن الدنيا واسبابها وعلاء قها وهولاء هم اخص الاولیآء ولا يرد على هذا وقوع ذالک من النبی صلی الله عليه وسلم فعلا وامرا لانه كان فی اعلی مقامات الزمان ودرجات التوكل فكان ذالک منه تشريع وبيان الجواز (فتح) یعنی یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے جو دنیا اور اسباب و علائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لیتے ہیں اور یہ خاص الخاص اولیاء ہوتے ہیں۔ اس سے اس پر کوئی شبہ وارد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دم جھاڑ کرنا کرانا اور اس کے لیے حکم فرمانا ثابت ہے چونکہ آنحضرت ﷺ کو عرفان اور توکل کے اعلیٰ ترین درجات حاصل ہیں پس آپ نے شریعت میں ایسے امور بطور جواز کے خود کئے اور بتلائے۔

٥٧٥٢- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

(۵۷۵۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے حصین بن نمیر نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمن نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول

عَنهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ لِي، انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

[راجع: ٣٤١٠]

اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔ بعض نبی گزرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا۔ بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارہ ڈھک گیا تھا میں سمجھا کہ یہ میری ہی امت ہو گی لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں پھر مجھ سے کہا کہ دیکھو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمانوں کا کنارہ ڈھانپ لیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو' ادھر دیکھو' میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں۔ کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بے حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے پھر صحابہ مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار کون لوگ ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی سے مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں کرتے' نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا کہ ہاں۔ ایک دوسرے صاحب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

تشریح یہ ستر ہزار بڑے بڑے صحابہ اور اولیاء امت ہوں گے ورنہ امت محمدیہ تو کروڑوں اربوں گزر چکی ہے اور ہر وقت دنیا میں کروڑہا کروڑ رہتی ہے۔ ستر ہزار کا ان اربوں میں کیا شمار۔ بہرحال امت محمدی تمام امتوں سے زیادہ ہو گی اور آپ اپنی

امت کی یہ کثرت دیکھ کر فخر کریں گے۔ یااللہ! آپ کی سچی امت میں ہمارا بھی حشر فرمائیو اور آپ کا حوض کوثر پر دیدار نصیب کیجئو آمین یارب العالمین۔

٤٣- باب الطِّيَرَةِ

باب بدشگونی لینے کا بیان

جسے عربی میں طیرۃ کہتے ہیں عرب لوگ جب کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو پرندہ اڑاتے اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو نیک فال سمجھتے۔ اگر بائیں طرف اڑتا تو منحوس جان کر واپس لوٹ آتے۔ جہال آج کل بھی ایسے خیالات فاسدہ میں مبتلا ہیں۔

٥٧٥٣- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ عَدْوَى، وَلاَ طِيَرَةَ، وَالشُّؤْمُ فِي ثَلاَثٍ: فِي الْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ، وَالدَّابَّةِ.[راجع: ٢٠٩٩]

(۵۷۵۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن عمر نے' کہا کہ ہم سے یونس بن یزید ایلی نے' ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امراض میں چھوت چھات کی اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اگر نحوست ہوتی تو یہ صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت میں' گھر میں اور گھوڑے میں۔

تشریح بدشگونی کے لغو ہونے پر سب عقلاء کا اتفاق ہے مگر چھوت کے معاملہ میں بعض اطباء اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں مثلاً جذام اور طاعون وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ تمہارا وہم ہے اگر وہ درحقیقت متعدی ہوتے تو ایک گھر کے یا ایک شہر کے سب لوگ مبتلا ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ ایک گھر میں ہی کچھ لوگ بیمار ہوتے اور کچھ تندرست رہ جاتے ہیں جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

٥٧٥٤- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)) قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)).

[طرفه في : ٥٧٥٥].

(۵۷۵۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا ہم کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نیک فال کیا چیز ہے؟ فرمایا کوئی ایسی بات سننا۔

مثلاً بیمار آدمی سلامتی تندرستی کا سن پائے یا لڑائی پر جانے والا شخص راستے میں کسی ایسے شخص سے ملے جس کا نام فتح خاں ہو اس سے فال نیک لیا جا سکتا ہے کہ لڑائی میں فتح ہماری ہو گی' ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٤- بَابُ الْفَأْلِ

باب نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے

٥٧٥٥- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي

(۵۷۵۵) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لاَ طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)) قَالَ: وَمَا الفأل يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)).

[راجع: ٥٧٥٤]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس میں بہتر فال نیک ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ نیک فال کیا ہے یا رسول اللہ! فرمایا کلمہ صالحہ (نیک بات) جو تم میں سے کوئی سنے۔

٥٧٥٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قال ((لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَيُعجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [طرفه في : ٥٧٧٦].

(۵۷۵۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگ جانے کی کوئی اصل نہیں اور نہ بد شگونی کی کوئی اصل ہے اور مجھے اچھی فال پسند ہے یعنی کوئی کلمہ خیر اور نیک بات جو کسی کے منہ سے سن جائے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بد شگونی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ فاذا رای احدکم شیئا یکرہ فلیقل اللھم لایاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (فتح) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایسی مکروہ چیز دیکھے تو کہے یا اللہ! تمام بھلائیاں لانے والا تو ہی ہے اور برائیوں کا دفع کرنے والا بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اور ان کا سرچشمہ اے اللہ! تو ہی ہے۔

٤٥- باب لاَ هَامَةَ

باب الو کو منحوس سمجھنا لغو ہے

٥٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَاالنَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا أَبُو حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ عَدْوَى، وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ، وَلاَ صَفَرَ)). [راجع: ٥٧٠٧]

(۵۷۵۷) ہم سے محمد بن حکم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابو حصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے خبر دی' انہیں ابو صالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگ جانا یا بد شگونی یا الو یا صفر کی نحوست یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

تشریح الو یعنی بوم ایک شکاری پرندہ ہے اس کو دن میں نہیں سوجھتا تو بیچارہ رات کو نکلا کرتا ہے۔ آدمیوں کے ڈر سے اکثر جنگل اور ویرانہ میں رہتا ہے۔ عرب لوگ الو کو منحوس سمجھتے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد الو کے قالب میں آجاتی ہے اور پکارتی پھرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لغو خیال کا رد کیا۔ صفر پیٹ کا ایک کیڑا ہے جو بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے' کبھی آدمی اس کی وجہ سے مرجاتا ہے عرب لوگ اس بیماری کو متعدی جانتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے یہی معنی نقل کئے ہیں۔ بعضوں نے کہا صفر سے وہ مہینہ مراد ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔ عرب لوگ اسے بھی منحوس سمجھتے تھے اب تک ہندوستان میں بعض لوگ تیرہ تیزی کو منحوس جانتے اور ان دنوں میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔

٤٦- باب الْكَهَانَةِ

باب کہانت کا بیان

تشریح: کہانت کی برائی میں سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ من اتی کاھنا او عرافا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جو کوئی کسی کاہن یا کسی پنڈت کے پاس کسی غیب کی بات کو معلوم کرنے گیا اور پھر اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو چیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ یعنی وہ منکر قرآن ہو گیا۔ کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلایا کرتے تھے اور ہر ایک شخص سے اس کی قسمت کا حال کہتے۔ یونان سے عرب میں کہانت آئی تھی۔ یونان میں کوئی کام بغیر کاہن سے مشورہ لئے نہ کرتے۔ بعض کاہن یہ دعویٰ کرتے کہ جن ان کے تابع ہیں' وہ ان کو آئندہ کی بات بتلا دیتے ہیں۔ ایسے جھوٹے مکار لوگ بعض پنڈتوں اور بعض ملا مشائخ کی شکل میں آج بھی موجود ہیں مگر اب ان کا جھوٹ فریب الم نشرح ہو گیا ہے پھر بھی کچھ سادہ لوح لوگ مرد و زن ان کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔

٥٧٥٨- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ كَيْفَ أَغْرَمُ يارسول الله من لاشَرِبَ ولا أَكَلَ ولا نَطَقَ ولا استهَل فمثل ذَلِكَ بَطَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)).

[أطرافه في : ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠].

(٥٧٥٨) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے جھگڑا کیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت (ام عطیف بنت مروح) نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا (جس کا نام ملیکہ بنت عویمر تھا) وہ پتھر عورت کے پیٹ میں جا کر لگا۔ یہ عورت حاملہ تھی اس لیے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مر گیا۔ یہ معاملہ دونوں فریق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا اس کے ولی (حمل بن مالک بن نابغہ) نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں ایسی چیز کی دیت کیسے دے دوں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی دیت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

تشریح: جب ہی تو کاہنوں کی طرح مسجع اور مقفیٰ فقرے بولتا ہے۔ وانما لم یعاقبه لانه صلی الله علیه وسلم کان مامورا بالصفح من الجاهلین وفی الحدیث منه الفوائد ایضا رفع الجنایة للحاکم ووجب الدیة للجنین ولو خرج میتا (فتح) یعنی حمل بن مالک کے اس کہنے پر آپ نے اس کو کوئی عتاب نہیں فرمایا اس لیے کہ جاہلوں سے درگزر کرنا اسی کے لیے آپ مامور تھے اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جیسے مقدمہ حاکم کے پاس لے جانا اور جنین اگرچہ مردہ پیدا ہوا ہو مگر اس کی دیت کا واجب ہونا یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کا بیان شاعرانہ تخیل تھا حقیقت میں اس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔

٥٧٥٩- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ

(٥٧٥٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے حضرت امام

شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

[راجع: ٥٧٥٨]

مالک نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ دو عورتیں تھیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے اس کے پیٹ کا حمل گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں ایک غلام یا باندی کا دیت میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔

٥٧٦٠- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قضى فِي الْجَنِينَ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ: الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لاَ أَكَلَ وَلاَ شَرِبَ وَلاَ نَطَقَ وَلاَ اسْتَهَلَّ؟ وَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)).

[راجع: ٥٧٥٨]

(۵۷۶۰) اور ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے حضرت سعید بن مسیب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین جسے اس کی ماں کے پیٹ میں مار ڈالا گیا ہو' کی دیت کے طور پر ایک غلام یا ایک باندی دیئے جانے کا فیصلہ کیا تھا جسے دیت دینی تھی اس نے کہا کہ ایسے بچہ کی دیت آخر کیوں دوں جس نے نہ کھایا' نہ پیا' نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت ہی آواز نکالی؟ ایسی صورت میں تو دیت نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

تشریح: جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ فرمایا وہی برحق تھا باقی اس شخص کی ہفوات تھیں جن کو آنحضور ﷺ نے کہانت سے تشبیہ دے کر مثل کہانت کے باطل ٹھہرا دیا (ﷺ)۔

٥٧٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

[راجع: ٢٢٣٧]

(۵۷۶۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت' زنا کی اجرت اور کاہن کی کہانت کی وجہ سے ملنے والے ہدیہ سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: یعنی ایک مومن مسلمان کے لیے ان کا کھانا لینا حرام ہے۔ کتے کی قیمت' زانیہ عورت کی اجرت اور کاہنوں کے تحائف ان کا لینا اور کھانا قطعاً حرام ہے۔

٥٧٦٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

(۵۷۶۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے' انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں

قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: ((لَيْسَ بِشَيْءٍ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُمْ يحدثوننا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ)). قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مُرْسَلٌ. الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدَهُ. [راجع: ۳۲۱۰]

کے متعلق پوچھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بھی بتاتے ہیں جو صحیح ہو جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ حق ہوتا ہے۔ اسے کاہن کسی جنی سے سن لیتا ہے وہ جنی اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈال جاتا ہے اور پھر یہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔ علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ عبدالرزاق اس کلمہ تلک الکلمة من الحق کو مرسلاً روایت کرتے تھے پھر انہوں نے کہا مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ عبدالرزاق نے اس کے بعد اس کو مسنداً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تشریح: قسطلانی نے کہا یہ کہانت یعنی شیطان جو آسمان پر جا کر فرشتوں کی بات اڑا لیتے تھے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے موقوف ہو گئی اب آسمان پر اتنا شدید پہرہ ہے کہ شیطان وہاں پھٹکنے نہیں پاتے نہ اب ویسے کاہن موجود ہیں جو شیطان سے تعلق رکھتے تھے ہمارے زمانے کے کاہن محض اٹکل پچو بات کرتے ہیں۔

۴۷- باب السِّحْرِ

باب جادو کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا "لیکن شیطان کافر ہو گئے وہی لوگوں کو سحر یعنی جادو سکھلاتے ہیں اور اس علم کی بھی تعلیم دیتے ہیں جو مقام بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی اس علم کی باتیں نہیں سکھلاتے تھے۔ جب تک یہ نہ کہہ دیتے دیکھو اللہ نے ہم کو دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے تو جادو سیکھ کر کافر مت بن مگر لوگ ان دونوں کے اس طرح کہہ دینے پر بھی ان سے وہ جادو سیکھ ہی لیتے جس سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں اور یہ جادوگر جادو کی وجہ سے بغیر اللہ کے حکم کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ غرض وہ علم سیکھتے ہیں جس سے فائدہ تو کچھ نہیں الٹا نقصان ہے اور یہودیوں کو بھی معلوم ہے کہ جو کوئی جادو سیکھے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہا۔" اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا کہ "جادوگر جہاں بھی جائے کمبخت بامراد نہیں ہوتا۔" اور سورۂ انبیاء میں فرمایا "کیا تم دیکھ سمجھ کر جادو کی پیروی کرتے ہو" اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں" اور سورۂ فلق میں فرمایا "اور بدی ہے ان عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔" اور سورۂ مومنون میں فرمایا فانی تسحرون "یعنی پھر تم پر کیا جادو کی مار ہے۔"

۵۷۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَحَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ

(۵۷۶۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ اشعری نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنی زریق کے ایک شخص یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ

يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلاَ يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾. وَالنَّفَّاثَاتُ: السَّوَاحِرُ، تُسْحَرُونَ: تُعَمَّوْنَ. طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ)) فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلاَ اسْتَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: ((قَدْ عَافَانِي اللهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا)) فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، يُقَالُ، الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكِتَّانِ. [راجع: ٣١٧٥]

آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے پھر آپ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا' اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل ؑ) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنویں میں۔ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں پھر آنحضرت ﷺ نے اس جادو کا سامان کنگھی بال خرما کا غلاف ہوتے ہیں اسی میں دفن کرا دیا۔ عیسیٰ بن یونس کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ اور ابوضمرہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے روایت کیا اور لیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں روایت کیا ہے فی مشط ومشاقة مشاطة اسے کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں نکلیں سر یا داڑھی کے اور مشاقہ روئی کے تار یعنی سوت کے تار کو کہتے ہیں۔

تشریح قال النووی خشی من اخراجه واشاعته ضررا علی المسلمین من تذکر السحر وتعلمه ونحو ذالک وهو من باب ترک المصلحة خوف المنسرة (فتح) نووی نے کہا کہ آپ نے اس جادو کے نکالنے اور اس کا ذکر پھیلانے سے احتراز فرمایا تا کہ

جادو کے سکھانے اور اس کے ذکر کرنے سے مسلمانوں کو نقصان نہ ہو۔ اسی خوف فساد کی بنا پر مصلحت کے تحت آپ نے اسی وقت اس کا خیال چھوڑ دیا۔

٤٨- باب الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوبِقَاتِ

باب شرک اور جادو ان گناہوں میں سے ہیں جو آدمی کو تباہ کر دیتے ہیں

تشریح: جادو وہ خلاف عادت امر ہے جو شریر اور بدکار شخص سے صادر ہو۔ جمہور کا قول یہی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔ جمہور کا یہ بھی قول ہے کہ جادو کا اثر صرف تغیر مزاج میں ہوتا ہے لیکن حقیقت کا بدلنا کہ جماد حیوانات ہو جائے یا حیوان جمادات بن جائے یہ جادو سے ناممکن ہے۔ معجزہ اور کرامت اور جادو میں یہ فرق ہے کہ جادوگر سفلی اعمال کا محتاج ہوتا ہے اور سامان کا مثلاً ناریل گیرو مردے کی ہڈیاں وغیرہ ان چیزوں کا اور کرامت میں اس سامان کی ضرورت نہیں ہوتی اور معجزہ میں پیغمبری کا دعویٰ ہوتا ہے اور اظہار اور مقابلہ مخالفین سے اور کرامت کو اولیاء اللہ لوگوں سے چھپاتے ہیں دعویٰ اور مقابلہ تو کیسا' چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ الکرامۃ حیض الرجال جادو کی کئی قسمیں ہیں جن کو شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی میں تفصیل سے بیان کیا ہے مسمریزم بھی جادو کی ایک قسم ہے جادو کا توڑ جس عمل سے ہوتا ہے اگر اس میں شرکیہ کفریہ لفظوں کا دخل نہیں ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ سبز بیری کے سات پتے لے کر ان کو دو پتھروں میں کچل دے پھر ان پر پانی ڈالے اور آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھے پھر تین چلو اس کے پانی میں سے لے کر سحر زدہ کو پلا دے اور اس پانی سے اسے غسل دے ان شاء اللہ جادو چلا جائے گا۔ (وحیدی)

٥٧٦٤- حدّثني عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ)). [راجع: ٢٧٦٦]

(٥٧٦٤) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابو الغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔

تشریح: یہ ہر دو گناہ ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ شرک اور جادو ہر دو گناہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی خانہ میں ذکر فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ ہر دو گناہ کس قدر خطرناک ہیں خاص طور پر شرک وہ گناہ ہے جس کا مرتکب اگر توبہ کر کے نہ مرے تو وہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے اور جنت اس پر قطعاً حرام ہے۔ شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے کتاب الدین الخالص وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

٤٩- باب هَلْ يُسْتَخْرَجُ السِّحْرُ؟

باب جادو کا توڑ کرنا

وَقَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنْشَرُ؟ قَالَ: لاَ بَأْسَ بِهِ، إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الإِصْلاَحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا ایک شخص پر اگر جادو ہو یا اس کی بیوی تک پہنچنے سے اسے باندھ دیا گیا ہو اس کا دفعیہ کرنا اور جادو کے باطل کرنے کے لیے منتر کرنا درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں جادو دفع کرنے والوں کی تو نیت بخیر ہوتی ہے اور اللہ پاک نے اس بات سے منع نہیں'

فرمایا جس سے فائدہ ہو۔

(جب تک اس منتر میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔ راز)

٥٧٦٥- حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلاَ يَأْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونَ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ أَتَانِي رَجُلاَنِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلآخَرِ، مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، قَالَ: وَأَيْنَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ)). قَالَتْ: فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ ((هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ، قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ)) قَالَتْ :قُلْتُ أَفَلاَ أَيْ تَنَشَّرْتَ: فَقَالَ: ((أَمَا وَاللهِ فَقَدْ شَفَانِي

(٥٧٦٥) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا' کہا کہ سب سے پہلے یہ حدیث ہم سے ابن جریج نے بیان کی' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے یہ حدیث آل عروہ نے عروہ سے بیان کی' اس لیے میں نے (عروہ کے بیٹے) ہشام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہم سے اپنے والد (عروہ) سے بیان کیا کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی۔ سفیان ثوری نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو پھر آپ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا کہ کس چیز میں ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں۔ پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے میں جو زروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں

وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا)).
[راجع: ٣١٧٥]

نے کہا آپ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا۔ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اب میں لوگوں میں ایک شور ہونا پسند نہیں کرتا۔

٥٠- باب السِّحْرِ

باب جادو کے بیان میں

اکثر نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے حافظ نے کہا وہی ٹھیک ہے کیونکہ یہ باب ایک بار پہلے مذکور ہو چکا ہے پھر دوبارہ اس کا لانا امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے۔

٥٧٦٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟)) قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلاَنِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ: فِيمَا ذَا؟ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ)). قَالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ: ((لاَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي

(٥٧٦٦) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی چیز کر چکے ہیں حالانکہ وہ چیز نہ کی ہوتی ایک دن آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے پھر فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا ہے۔ میں نے عرض کی وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہما السلام) آئے اور ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ فرمایا بنی زریق کے لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا اور وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ذروان کے کنویں میں۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اسے دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے پھر آپ واپس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا اللہ کی قسم اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا (سرخ) ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کنگھی بال وغیرہ غلاف سے نکلوائے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں' سن لے

ا اللهِ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا)) وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.
[راجع: ٣١٧٥]

اللہ نے تو مجھ کو شفا دے دی' تندرست کر دیا اب میں ڈرا کہیں لوگوں میں ایک شور نہ پھیلے اور آنحضرت ﷺ نے اس سامان کے گاڑ دینے کا حکم دیا وہ گاڑ دیا گیا۔

تشریح: ابن سعد کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کو اس کنویں پر بھیجا کہ جا کر یہ جادو کا سامان اٹھا لائیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت جبیر بن یاس زرقی کو بھیجا انہوں نے یہ چیزیں کنویں سے نکالیں ممکن ہے کہ پہلے آپ نے ان لوگوں کو بھیجا ہو اور بعد میں آپ خود بھی تشریف لے گئے ہوں جیسا کہ یہاں مذکور ہے آنحضرت ﷺ پر جو چند روز اس جادو کا اثر رہا اس میں یہ حکمت الٰہی تھی کہ آپ کا جادوگر نہ ہونا سب پر کھل جائے کیونکہ جادوگر کا اثر جادوگر پر نہیں ہوتا۔ (وحیدی)

٥١- باب إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

باب اس بیان میں کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں

٥٧٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلاَنِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا -أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ- سِحْرٌ)). [راجع: ٥١٤٦]

(٥٧٦٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں زید بن اسلم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دو آدمی پورب کی طرف (ملک عراق) سے (سنہ ٩ھ میں) مدینہ آئے اور لوگوں کو خطاب کیا لوگ ان کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں یا یہ فرمایا کہ بعض تقریر جادو ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ جادو کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے مگر اس کا کرنا کرانا اسلام میں قطعاً ناروا قرار دیا گیا۔

٥٢- باب الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

باب عجوہ کھجور بڑی عمدہ جادو کیلئے دوا ہے۔

٥٧٦٨- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ، وَلاَ سِحْرٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ)) وَقَالَ غَيْرُهُ : سَبْعَ تَمَرَاتٍ.
راجع: ٥٤٤٥

(٥٧٦٨) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے مروان بن معاویہ فزاری نے بیان کیا' کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم بن عقبہ نے خبر دی' کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ چند عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے اسے اس دن رات تک زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ علی بن عبداللہ مدینی کے سوا دوسرے راوی نے بیان کیا کہ "سات کھجوریں" کھا لیا کرے۔

٥٧٦٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُو أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ

(٥٧٦٩) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم

قَدْ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ)). [راجع: ٥٤٤٥]

نے بیان کیا کہ میں نے عامر بن سعد سے سنا' انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔

یہ مدینہ شریف کی خاص الخاص کھجور ہے جو وہاں تلاش کرنے سے دستیاب ہو جاتی ہے اللھم ارزقنا آمین ان روایتوں سے بھی جادو کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

٥٣- باب لاَ هَامَةَ

باب الو کا منحوس ہونا محض غلط ہے

٥٧٧٠- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ عَدْوَى، وَلاَ صَفَرَ، وَلاَ هَامَةَ)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا بَالُ الإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟)).

[راجع: ٥٧٠٧]

(٥٧٧٠) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگ جانا' صفر کی نحوست اور الو کی نحوست کوئی چیز نہیں۔ ایک دیہاتی نے کہا کہ یارسول اللہ! پھر اس اونٹ کے متعلق کیا کہا جائے گا جو ریگستان میں ہرن کی طرح صاف چمکدار ہوتا ہے لیکن خارش والا اونٹ اسے مل جاتا ہے اور اسے بھی خارش لگا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟

٥٧٧١- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُولُ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لاَ يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ)) وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لاَ عَدْوَى؟ فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ.

[طرفه في : ٥٧٧٤].

(٥٧٧١) اور ابو سلمہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا کہ آپ ہی نے ہم سے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ چھوت یہ نہیں ہوتا پھر وہ (غصہ میں) حبشی زبان بولنے لگے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ اس حدیث کے سوا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا۔

تشریح: راوی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بھول گئے اس لیے انہوں نے انکار کیا بلکہ انکار کی وجہ شاگرد

کا حدیث کو تعارض کی شکل میں پیش کرنا تھا۔ ان کو اس پر ناراضگی ہوئی کیونکہ یہ دونوں احادیث دو الگ الگ مضامین پر شامل ہیں اور ان میں تعارض کا کوئی سوال نہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان معاملات میں عام لوگوں کے ذہنوں میں جو وہم پیدا ہوتا ہے اسی سے بچنے کے لیے یہ حکم حدیث میں ہے کہ تندرست جانوروں کو بیمار جانوروں سے الگ رکھو کیونکہ اگر ایک ساتھ رکھنے میں تندرست جانور بھی بیمار ہو گئے تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس بیمار جانور کی وجہ سے ہوا ہے اور اس طرح کے خیالات کی شریعت حقہ نے تردید کی ہے۔

٥٤- باب لاَ عَدْوَى

باب امراض میں چھوت لگنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے

٥٧٧٢- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَمْزَةُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ عَدْوَى، وَلاَ طِيَرَةَ، إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلاَثٍ فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ)).

[راجع: ٢٠٩٠]

(۵۷۷۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ اور حمزہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت لگ جانے کی کوئی حقیقت نہیں ہے بدشگونی کی کوئی اصل نہیں۔ (اگر ممکن ہوتی تو) نحوست تین چیزوں میں ہوتی۔ گھوڑے میں' عورت میں اور گھر میں۔

مگر درحقیقت ان میں بھی نہیں ہے۔ الا ان یشآء اللہ۔

٥٧٧٣- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ عَدْوَى)).

[راجع: ٥٧٠٧]

(۵۷۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت کی کوئی حقیقت نہیں۔

٥٧٧٤- قال أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ)).

[راجع: ٥٧٧١]

(۵۷۷۴) ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مریض اونٹوں والا اپنے اونٹ تندرست اونٹوں والے کے اونٹ میں نہ چھوڑے۔

٥٧٧٥- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

(۵۷۷۵) اور زہری سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سنان بن ابی سنان دؤلی نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا عَدْوَى)) فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ الإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟)). [راجع: ٥٧٠٧]

اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر پوچھا آپؐ نے دیکھا ہو گا کہ ایک اونٹ ریگستان میں ہرن جیسا صاف رہتا ہے لیکن جب وہی ایک خارش والے اونٹ کے پاس آجاتا ہے تو اسے بھی خارش ہو جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی۔

تشریح: یہی اس کا ثبوت ہے کہ چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر کہیں کہ اس کو کسی اور اونٹ سے خارش لگی تھی تو اس اونٹ کو کس سے لگی۔ آخر میں تسلسل لازم آئے گا جو محال ہے یا یہ کہنا ہو گا کہ ایک اونٹ کو خود بخود خارش پیدا ہوئی تھی آپ نے ایسی دلیل عقلی منطقی بیان فرمائی کہ اطباء کا لنگڑا ٹٹو اس کے سامنے چل ہی نہیں سکتا۔ اب جو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بیماریاں جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ ایک بستی سے دوسری بستی میں پھیلتی ہیں یا ایک شخص کے بعد دوسرے کو ہو جاتی ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیماری منتقل ہوئی ہے بلکہ بحکم الٰہی اس دوسری بستی یا شخص میں بھی پیدا ہوئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی گھر میں بعض طاعون سے مرتے ہیں بعض نہیں مرتے اور ایک ہی شفاخانہ میں ڈاکٹر نرس وغیرہ طاعون والوں کا علاج کرتے ہیں پھر بعض ڈاکٹروں نرسوں کو طاعون ہو جاتا ہے بعض کو نہیں ہوتا اگر چھوت لگنا ہوتا تو سب ہی کو ہو جاتا لہٰذا وہی حق ہے جو مخبر صادق ﷺ نے فرمایا مگر وہم کی دوا افلاطون کے پاس بھی نہیں ہے (وحیدی)

٥٧٧٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ)) قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ)). [راجع: ٥٧٥٦]

(٥٧٧٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جعفر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا کوئی چیز نہیں ہے اور بدشگونی نہیں ہے البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات منہ سے نکالنا یا کسی سے سن لینا۔

کوئی کلمہ خیر سن پانا جس سے کسی خیر کو مراد لیا جا سکتا ہو یہ نیک فالی ہے جس کی ممانعت نہیں ہے۔

٥٥- باب مَا يُذْكَرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب نبی کریم ﷺ کو زہر دیئے جانے سے متعلق بیان۔ اس قصہ کو عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

٥٧٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

(٥٧٧٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیہ میں پیش کی گئی (ایک یہودی عورت زینب بنت حرث نے

اللهِ ﷺ ((اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنَ الْيَهُودِ)). فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: أَبُونَا فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ))، فَقَالُوا: صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ. فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) فَقَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَنَا فِيهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اخْسَؤُوا، فِيهَا وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا))، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ

پیش کی تھی) جس میں زہر بھرا ہوا تھا' اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں پر جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو۔ چنانچہ سب آنحضرت ﷺ کے پاس جمع کیے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم مجھے صحیح صحیح بات بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابو القاسم! پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارا پردادا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ کہتے ہو تمہارا پردادا تو فلاں ہے۔ اس پر وہ بولے کہ آپ نے سچ فرمایا درست فرمایا پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کیا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابو القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بولیں بھی تو آپ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے جیسا کہ ابھی ہمارے پردادا کے متعلق آپ نے ہمارا جھوٹ پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دوزخ والے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دن کے لیے تو ہم اس میں رہیں گے پھر آپ لوگ ہماری جگہ لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو گے' واللہ! ہم اس میں تمہاری جگہ کبھی نہیں لیں گے۔ آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا کیا اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم مجھے اس کے متعلق صحیح صحیح بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا' انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں اس کام پر کس جذبہ نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہوں گے تو آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح: یہودیوں کا خیال صحیح ہوا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو اس زہر سے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا مگر ذرا سا آپ چکھ چکے تھے جس کا اثر آخر تک رہا۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ نہ لگاتے مگر بعد میں وحی سے معلوم ہوا سچ فرمایا ﴿ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی مجھ کو برائی نہ چھو سکتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے لیے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ بالکل باطل ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی جس نے زہر ملایا تھا کہ آپ نے

میرے بھائی' خاوند اور قوم والوں کو قتل کرایا میں نے چاہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو یہ گوشت خود آپ سے کہہ دے گا اور اگر آپ دنیادار بادشاہ ہیں تو آپ سے ہم کو راحت مل جائے گی۔

٥٦- باب شَرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ

باب زہر پینا یا زہریلی اور خوفناک دوا یا ناپاک دوا کا استعمال کرنا

تشریح: قسطلانی نے کہا شافعیہ نے ناپاک دوا کا استعمال علاج کے لیے درست رکھا ہے۔ باب کی حدیث میں صرف زہر کا ذکر ہے اس لیے ناپاک دوا سے شاید وہی مراد ہے۔ (وحیدی)

٥٧٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)). [راجع: ١٣٦٥]

(٥٧٧٨) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ذکوان سے سنا' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کرلی وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کرلی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کرلی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

تشریح: خودکشی کرنا کسی بھی صورت سے ہو بدترین جرم ہے جس کی سزا حدیث ہذا میں بیان کی گئی ہے۔ کتنے مرد عورتیں اس جرم کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں جو بہت بڑی غلطی ہے۔

٥٧٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ، لَمْ يَضُرُّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ)). [راجع: ٥٤٤٥]

(٥٧٧٩) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو احمد بن بشیر ابو بکر نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی' کہا کہ مجھے عامر بن سعد نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔

زہراور جادو کی حقیقت پر اشارہ ہے زہر ایک ظاہر چیز ہے اور جادو باطنی چیز ہے مگر تاثیر کے لحاظ سے دونوں کو ایک ہی خانہ میں بیان کیا گیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان مرد و عورت کو ان بیماریوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

٥٧- باب أَلْبَانِ الأُتُنِ

باب گدھی کا دودھ پینا کیسا ہے؟

٥٧٨٠- حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّامَ.

[راجع: ٥٥٣٠]

(٥٧٨٠) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے ابو ادریس خولانی نے اور ان سے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر دانت سے کھانے والے درندہ جانور (کے گوشت) سے منع فرمایا۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اس وقت تک نہیں سنی جب تک شام نہیں آیا۔

٥٧٨١- وزاد اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الأُتُنِ أَوْ مِرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الإِبِلِ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلاَ يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلاَ نَهْيٌ وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

[راجع: ٥٥٣٠]

(٥٧٨١) اور لیث نے زیادہ کیا ہے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب زہری نے' کہ میں نے ابو ادریس سے پوچھا کیا ہم (دوا کے طور پر) گدھی کے دودھ سے وضو کر سکتے ہیں یا اسے پی سکتے ہیں یا درندہ جانوروں کے پتے استعمال کر سکتے ہیں یا اونٹ کا پیشاب پی سکتے ہیں۔ ابو ادریس نے کہا کہ مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ البتہ گدھی کے دودھ کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے گوشت سے منع فرمایا تھا۔ اس کے دودھ کے متعلق ہمیں کوئی حکم یا ممانعت آنحضرت ﷺ سے معلوم نہیں ہے۔ البتہ درندوں کے پتے کے متعلق جو ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے ابو ادریس خولانی نے خبر دی اور انہیں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت والے شکاری درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: پتہ بھی اسی میں داخل ہے وہ بھی حرام ہو گا۔ بس جس چیز سے شارح نے سکوت کیا وہ معاف ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ اسی بنا پر عطاء' طاؤس اور زہری اور کئی تابعین نے کہا کہ گدھی کا دودھ حلال ہے۔ جو لوگ حرام کہتے ہیں وہ یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور جب گوشت کھانا حرام ہو تو دودھ بھی حرام ہو گا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ یہ قیاس فاسد ہے آدمی کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا دودھ حلال ہے۔ (وحیدی)

۵۸- باب إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الإِنَاءِ

باب جب مکھی برتن میں پڑ جائے (جس میں کھانا یا پانی ہو)

۵۷۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَمِيمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً، وَفِي الآخَرِ دَاءً)). [راجع: ۳۳۲۰]

(۵۷۸۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے بنی تمیم کے مولیٰ عتبہ بن مسلم نے بیان کیا' ان سے بنی زریق کے مولیٰ عبید بن حنین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

تشریح: بہت سی اشیاء اللہ پاک نے اس کثرت سے پیدا کی ہیں جن کی افزائش نسل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ایسی جملہ اشیاء نسل انسان کی صحت کے لیے مضر بھی ہیں اور دوسرا پہلو ان میں نفع کا بھی ہے۔ ان میں سے ایک مکھی بھی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی بالکل حق اور مبنی بر صداقت ہے جو صادق المصدوق ہیں اس میں مکھی کے ضرر کو دفع کرنے کے لیے علاج بالضد بتلایا گیا ہے۔ موجودہ فن حکمت میں علاج بالضد کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ پس صدق رسول اللہ ﷺ۔

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ، وَلاَ مَخِيلَةٍ)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ

باب اللہ پاک کا سورۂ اعراف میں فرمانا کہ "اے رسول! کہہ دو کہ کس نے وہ زیب و زینت کی چیزیں حرام کیں ہیں جو اس نے بندوں کے لیے (زمین سے) پیدا کی ہیں (یعنی عمدہ عمدہ لباس)" اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور پہنو اور خیرات کرو لیکن اسراف نہ کرو اور نہ تکبر کرو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو تیرا جی چاہے

سِرَفٌ، أَوْ مَخِيلَةٍ

(بشرطیکہ حلال ہو) کھا اور جو تیرا جی چاہے (مباح کپڑوں میں سے) پہن مگر دو باتوں سے ضرور بچو اسراف اور تکبر سے۔

تشریح: کیونکہ یہی دونوں چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ مال میں فضول خرچی نہ کرو یعنی اپنے مال کو ناجائز کاموں میں نہ صرف کرو۔ یہ اسراف ہر اعتبار سے نازیبا ہے۔ لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ اعتدال اور میانہ روی سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الاقتصاد جزء من النبوة میانہ روی نبوت کا ایک حصہ ہے۔ جب انسان لباس میں ملبوس ہو کر اکڑتا ہوا چلے تو یہ تکبر میں شامل ہے کیونکہ ایک شخص چار جوڑے میں تبختر کرتا ہوا چلا جا رہا تھا جو وہیں زمین میں دھنسا دیا گیا جو آج تک دھنستا ہوا چلا جا رہا ہے۔

٥٧٨٣- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُونَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَنْظُرُ اللهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ)).

[راجع: ٣٦٦٥]

(۵۷۸۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے نافع اور عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور کے سبب سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

تشریح: لباس کا اسراف یہ ہے کہ بے فائدہ کپڑا خراب کرے ایک ایک تھان کے عمامے باندھے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کپڑا لٹکانے میں تکبر اور غرور کو بڑا دخل ہے یہ بہت ہی بری عادت ہے تکبر اور غرور کے ساتھ کتنی ہی نیکی ہو لیکن آدمی نجات نہیں پا سکے گا اور عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کتنے بھی گناہ ہوں لیکن مغفرت کی امید ہے۔

٢- باب مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلاَءَ

باب اگر کسی کا کپڑا یوں ہی لٹک جائے تکبر کی نیت نہ ہو تو گنہگار نہ ہو گا

٥٧٨٤- حدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلاَّ أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلاَءَ)).

(۵۷۸۴) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کی وجہ سے تہمد گھسیٹتا ہوا چلے گا تو اللہ پاک اس کی طرف قیامت کے دن نظر بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے تہمد کا ایک حصہ کبھی لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو ایسا تکبر سے کرتے ہیں۔

٥٧٨٥- حدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ

(۵۷۸۵) مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو

الأَعْلَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خُسِفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلاً، حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللهَ حَتَّى يَكْشِفَهَا)).

[راجع: ١٠٤٠]

عبدالاعلیٰ نے خبردی' انہیں یونس نے' انہیں امام حسن بصری نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سورج گرہن ہوا تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ جلدی میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی' گرہن ختم ہو گیا' تب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے جب تم ان نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے اچانک چلنے پر چادر گھسیٹنے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے گاہے بلا قصد ایسا ہو جائے کہ چادر تہ بند زمین پر گھسٹنے لگے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

٣- باب التَّشْمِيرِ فِي الثِّيَابِ

باب کپڑا اوپر اٹھانا

٥٧٨٦- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: فَرَأَيْتُ بِلاَلاً جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلاَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ.

[راجع: ١٨٧]

(٥٧٨٦) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن شمیل نے خبردی' کہا ہم کو عمر بن ابی زائدہ نے خبردی' کہا ہم کو عون بن ابی جحیفہ نے خبردی' ان سے ان کے والد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک نیزہ لے کر آئے اور اسے زمین میں گاڑ دیا پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک جوڑا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے جسے آپ نے سمیٹ رکھا تھا۔ پھر آپ نے نیزہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز عید پڑھائی اور میں نے دیکھا کہ انسان اور جانور آنحضرت ﷺ کے سامنے نیزہ کے باہر کی طرف سے گزر رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے جوڑے کو سمیٹ رکھا تھا تاکہ زمین پر خاک آلود نہ ہو۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ امام کے آگے نیزہ کا سترہ گاڑنا بھی ثابت ہوا۔

٤- باب مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

باب کپڑا جو ٹخنوں سے نیچے ہو (ازار ہو یا کرتہ یا چغہ) وہ اپنے پہننے والے مرد کو دوزخ میں لے جائے گا جبکہ وہ پہننے والا متکبر ہو

٥٧٨٧- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ)).

(٥٧٨٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہمد کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہو گا۔

وہ تہمد والا حصہ جسم کے ساتھ دوزخ میں جلایا جائے گا۔ اور یہ اس تکبر کی سزا ہو گی جس کی وجہ سے اس شخص نے وہ تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکایا اعاذنا اللہ آمین۔

٥- باب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلاَءِ

باب جو کوئی تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا چلے اس کی سزا کا بیان

٥٧٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا)).

(٥٧٨٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابو الزناد نے' انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا تہمد غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

اصل برائی غرور' تکبر' گھمنڈ ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ غرور تکبر گھمنڈ جس طور پر بھی ہو مذموم ہے۔

٥٧٨٩- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

(٥٧٨٩) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی یا (یہ بیان کیا کہ) ابو القاسم ﷺ نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا رہے جائے گا۔

یہ قارون یا ہیزن فارس کا رہنے والا شخص تھا۔

٥٧٩٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

(٥٧٩٠) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص غرور میں اپنا

ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). تَابَعَهُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

تہمد گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔ اس کی متابعت یونس نے زہری سے کی ہے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' اسے مرفوعاً نہیں بیان کیا۔

یہ قارون بدبخت تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے آج کل بھی ایسے قارون گھر گھر موجود ہیں الا ماشاء اللہ۔ تہمد زمین پر گھسیٹنا ایک فیشن بن گیا ہے تو اس فیشن پر لعنت ہو۔

حدثّنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ، جَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

[راجع: ٣٤٨٥]

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی' ان سے ان کے چچا جریر بن زید نے بیان کیا کہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر تھا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

٥٧٩١- حدّثنا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ: أَذَكَرَ إِزَارَهُ؟ قَالَ: مَا خَصَّ إِزَارًا وَلاَ قَمِيصًا. تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

(٥٧٩١) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے محارب بن دثار قاضی سے ملاقات کی' وہ گھوڑے پر سوار تھے اور مکان عدالت میں آ رہے تھے جس میں وہ فیصلہ کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے یہی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آپ اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہوا چلے گا' قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں کرے گا۔ (شعبہ نے کہا کہ) میں نے محارب سے پوچھا کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تہمد کا ذکر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ تہمد یا قمیص کسی کی انہوں نے تخصیص نہیں کی تھی۔ محارب کے ساتھ اس حدیث کو جبلہ بن سحیم اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔ اور لیث نے نافع سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی اور نافع کے ساتھ اس کو موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے'

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ جرَّ ثوْبَهُ)).

انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ جو شخص اپنا کپڑا (از راہ تکبر) لٹکائے۔

تشریح جبلہ بن سحیم کی روایت کو امام نسائی نے اور زید بن اسلم کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا۔ موسیٰ کی روایت خود اسی کتاب میں شروع کتاب اللباس میں اور عمر بن محمد کی صحیح مسلم میں اور قدامہ کی صحیح ابو عوانہ میں موصول ہے۔ تہمد ہو یا قمیص جو بھی از راہ تکبر کپڑا لٹکا کر چلے گا اس کو بالضرور یہ سزا ملے گی صدق رسول اللہ ﷺ۔

٦- باب الإزَارِ الْمُهَدَّبِ وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّهُمْ لَبِسُوا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً

باب حاشیہ دار تہمد پہننا۔ جس کا کنارہ بنا نہیں ہوتا اس میں صرف تانا ہوتا ہے۔ اور زہری' ابو بکر بن محمد' حمزہ بن ابی اسید اور معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے منقول ہے کہ ان بزرگوں نے جھالر دار کپڑے پہنے ہیں۔

٥٧٩٢- حدَّثنَا أبو الْيمان. أخْبرَنا شُعَيْبٌ. عن الزُّهْريِّ. أخْبرني عُرْوةُ بْن الزُّبيْر. أنّ عائشة رضي الله عنْها زوْجِ النَّبيِّ قالتْ: جاءت امْرأةُ رفاعةَ الْقُرظِيِّ رسُول الله ﷺ وأنا جالسةٌ وعنْدهُ أبو بكْر فقالتْ: يا رسُولَ الله إنِّي كُنْتُ تحْت رفاعة فطلَّقني فبتَّ طَلاَقِي فتزوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمنِ بْن الزُّبيْرِ وإنَّهُ والله ما معهُ يا رسُولَ الله إلاَّ مثْلُ هذه الْهُدْبَة وأخذتْ هُدْبَةً منْ جلْبابها فَسمع خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَها وَهُوَ بالْباب، لَمْ يُؤْذنْ لهُ قالَتْ: فقَالَ خَالِدٌ: يا أَبَا بَكْرٍ أَلاَ تَنْهى هذه عمَّا تجْهرُ به عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ؟ فَلاَ والله مَا يَزِيدُ رَسُولُ الله ﷺ على التَّبسُّم فقَالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: ((لعلَّكِ تُريدين أَنْ تَرْجِعي إِلَى رِفاعَة. لا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)). فصَار سُنَّةً بَعْدَهُ.

(٥٧٩٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ میں بھی بیٹھی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاق دے دی ہیں۔ (مغلظہ)۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا اور اللہ کی قسم کہ ان کے ساتھ یا رسول اللہ (ﷺ)! صرف اس جھالر جیسا ہے۔ انہوں نے اپنی چادر کے جھالر کو اپنے ہاتھ میں لے کر اشارہ کیا۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں ابھی اندر آنے کی اجازت نہیں ہوئی تھی' اس نے بھی ان کی بات سنی۔ بیان کیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ (وہیں سے) بولے۔ ابو بکر! آپ اس عورت کو روکتے نہیں کہ کس طرح کی بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھول کر بیان کرتی ہے لیکن اللہ کی قسم اس بات پر حضور اکرم ﷺ کا تبسم اور بڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا غالباً تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ لیکن ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ (تمہارے دوسرے شوہر عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ) تمہارا مزا نہ چکھ

[راجع: ٢٦٣٩] لیں اور تم ان کا مزانہ چکھ لو پھر بعد میں یہی قانون بن گیا۔

تشریح: عورت نے اپنی جھالر دار چادر کی طرف اشارہ کیا۔ باب سے یہی جملہ مطابقت رکھتا ہے باقی دیگر مسائل جو اس حدیث سے نکلتے ہیں وہ بھی واضح ہیں۔ قانون یہ بنا کہ جس عورت کو تین طلاق دے دی جائیں اس کا پہلے خاوند سے پھر نکاح نہیں ہو سکتا جب تک دوسرے خاوند سے صحبت نہ کرائے پھر وہ خاوند خود اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے' یہ شرعی حلالہ ہے۔ پھر خود اس مقصد کے تحت فرضی حلالہ کرانا موجب لعنت ہے اللہ ان علماء پر رحم کرے جو عورتوں کو فرضی حلالہ کرانے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تین طلاق سے تین طہر کی طلاقیں مراد ہیں۔

٧- باب الأَرْدِيَةِ.

وقال أَنسٌ : جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ ﷺ.

باب چادر اوڑھنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک گنوار نے رسول اللہ ﷺ کی چادر کھینچی

یہ حدیث آگے آتی ہے۔

٥٧٩٣- حدَّثنا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنا عَبْدُ اللهِ. أَخْبَرنا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ.

[راجع: ٢٠٨٩]

(٥٧٩٣) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے' انہیں زہری نے' انہیں علی بن حسین نے خبر دی' انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے حرمت شراب سے پہلے شراب کے نشہ میں جب ان کی اونٹنی ذبح کر دی اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آکر اس کی شکات کی تو) آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر تشریف لے چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آخر آپ اس گھر میں پہنچے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے' آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہوں نے آپ حضرات کو اجازت دی۔

آنحضرت ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاں چادر اوڑھ کر چلنے لگے' باب سے یہی مطابقت ہے مفصل حدیث کئی جگہ ذکر میں آچکی ہے۔

٨- باب لُبْسِ الْقَمِيصِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى حِكَايَةً عَنْ يُوسُفَ :

﴿اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا﴾

باب قمیص پہننا (کرتہ قمیص ہر دو ایک ہی ہیں) اور اللہ پاک نے سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل کیا

ہے کہ "اب تم میری اس قمیص کو لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں بفضلہ تعالیٰ روشن ہو جائیں گی۔"

٥٧٩٤- حدَّثنا قُتَيْبَةُ. حدَّثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ. عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ

(٥٧٩٤) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے۔ آنحضرت صلی

((لاَ يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ، وَلاَ السَّرَاوِيلَ، وَلاَ الْبُرْنُسَ وَلاَ الْخُفَّيْنِ، إِلاَّ أَنْ لاَ يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ١٣٤]

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم قمیص' پاجامہ' برنس (ٹوپی یا سر پر پہننے کی کوئی چیز) اور موزے نہیں پہنے گا البتہ اگر اسے چپل نہ ملیں تو موزوں ہی کو ٹخنوں تک کاٹ کر پہن لے۔ وہ ہی جوتی کی طرح ہو جائیں گے۔

٥٧٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو. سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بعْد مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ به فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ على رُكْبَتَيْه وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسهُ قميصَهُ وا للهُ أَعْلَمُ.

(٥٧٩٥) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' انہیں عمرو نے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن ابی (منافق) کے پاس جب اسے قبر میں داخل کیا جاچکا تھا تشریف لائے پھر آپ کے حکم سے اس کی لاش نکالی گئی اور حضور اکرم ﷺ کے گھٹنوں پر اسے رکھا گیا آنحضرت ﷺ نے اس پر دم کرتے ہوئے اپنی قمیص پہنائی اور اللہ ہی خوب جاننے والا ہے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی قمیص ایک موقع پر پہنائی تھی۔ اس لیے اس کے بدلہ کے طور پر آنحضرت ﷺ نے بھی اسے اپنی قمیص ایسے موقع پر دی یہ سب کچھ آپ نے اس کے بیٹے کا دل خوش کرنے کے لیے کیا جو سچا مسلمان تھا' واللہ اعلم بالصواب۔

٥٧٩٦- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ لَهُ: ((إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُ فَآذِنَّا)) فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَلاَ تُصَلِّ

(٥٧٩٦) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا مجھ کو نافع نے خبر دی' ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کے لڑکے (حضرت عبداللہ) جو مخلص اور اکابر صحابہ میں تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اپنی قمیص مجھے عطا فرمایئے تاکہ میں اپنے باپ کو اس کا کفن دوں اور آپؐ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیص انہیں عطا فرمائی اور فرمایا کہ نہلا دھلا کر مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب نہلا دھلا لیا تو آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی آنحضور ﷺ تشریف لائے تاکہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پکڑ لیا اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا ہے؟ اور فرمایا ہے کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا

عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ فَتَرَكَ الصَّلاَةَ عَلَيْهِمْ.

مغفرت کی دعا نہ کرو اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو گے تب بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔" پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اور ان میں سے کسی پر بھی جو مر گیا ہو ہرگز نماز نہ پڑھئے۔" اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنی بھی چھوڑ دی

تشریح: آپ نے فرمایا مجھے اللہ پاک نے اختیار دیا ہے منع نہیں فرمایا اور میں ستر بار سے بھی زیادہ دعا کروں گا جب آنحضرت ﷺ کی دعا بھی ستر بار کافر یا منافق کے لیے فائدہ نہ بخشے تو سمجھ لینا چاہئے کہ کسی اور عالم یا درویش کی دعا سے کافر یا منافق کیونکر بخشا جائے گا اور جو ایسی ویسی حکایتوں پر اعتبار کرے وہ محض بے وقوف اور جاہل ہے۔

٩- باب جَيْبِ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

باب قمیص کا گریبان سینے پر یا اور کہیں مثلاً (کندھے پر) لگانا۔

٥٧٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلاَ تَتَوَسَّعُ. تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ. وَقَالَ حَنْظَلَةُ: سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جُبَّتَانِ. وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ جُنَّتَانِ. [راجع: ١٤٤٣]

(۵۷۹۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا' ان سے امام حسن بصری نے' ان سے طاؤس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی کہ دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے جبے ہاتھ' سینہ اور حلق تک پہنے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ کرتا ہے تو اس کے جبہ میں کشادگی ہو جاتی ہے اور وہ اس کی انگلیوں تک بڑھ جاتا ہے اور قدم کے نشانات کو ڈھک لیتا ہے اور بخیل جب بھی کبھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اسے اور چمٹ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح اپنی مبارک انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر کے بتا رہے تھے کہ تم دیکھو گے کہ وہ اس میں وسعت پیدا کرنا چاہے گا لیکن وسعت پیدا نہیں ہو گی۔ اس کی متابعت ابن طاؤس نے اپنے والد سے کی ہے اور ابو الزناد نے اعرج سے کی۔ "دو جبوں" کے ذکر کے ساتھ اور حنظلہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا "جبتان" اور جعفر نے اعرج کے واسطہ سے "جنتان" کا لفظ بیان کیا ہے۔

تشریح: جبتان سے دو کرتے اور جنتان سے دو زرہیں مراد ہیں اپنے گریبان کی طرف اشارہ کرنے ہی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ آپ کے کرتے کا گریبان سینے پر تھا۔

١٠- باب مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

باب جس نے سفر میں تنگ آستینوں کا جبہ پہنا

٥٧٩٨- حدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حدَّثَنِي أَبُو الضُّحَى قَالَ: حَدَّثَنِي مسْرُوقٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ. قال: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فتلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فمضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فذهبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ جُبَّةٍ فغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.

[راجع: ١٨٢]

(٥٧٩٨) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالضحیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے مسروق نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر حاضر تھا۔ آپ نے وضو کیا آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے' آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ دھویا پھر آپ اپنی آستینیں چڑھانے لگے لیکن وہ تنگ تھی اس لیے آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور انہیں دھویا اور سر پر اور موزوں پر مسح کیا۔

تنگ آستینوں کا جبہ پہننا بھی ثابت ہوا لباس کے متعلق شریعت میں بہت وسعت ہے اس لیے کہ ہر ملک اور ہر قوم کا لباس الگ الگ ہوتا ہے جائز یا ناجائز کے چند حدود بیان کر کے ان کے لباس کو ان کے حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

١١- باب لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ

باب لڑائی میں اون کا جبہ پہننا

٥٧٩٩- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ))؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ. ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ

(٥٧٩٩) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' ان سے عامر نے' ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا آنحضرت

وعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا)). [راجع: ١٨٢]

ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا' ہاتھ دھوئے آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستین چڑھانی آپ کے لیے دشوار تھی چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کہنیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا پھر میں بڑھا کہ آنحضرت ﷺ کے موزے اتار دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے طہارت کے بعد انہیں پہنا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٢- باب الْقَبَاءِ وَفَرُّوجِ حَرِيرٍ.

وهُوَ الْقَبَاءُ وَيُقَالُ : هُوَ الَّذِي لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ.

باب قبا اور ریشمی فروج کے بیان میں۔

فروج بھی قبا ہی کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس میں پیچھے چاک ہوتا ہے

٥٨٠٠- حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سعيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ. عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ : ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)). [راجع: ٥٨٠٠]

(٥٨٠٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں دیا تو حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو چنانچہ میں اپنے والد کو ساتھ لے کر چلا' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اندر جاؤ اور آنحضرت ﷺ سے میرا ذکر کر دو۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ باہر تشریف لائے آنحضرت ﷺ انہیں قباؤں میں سے ایک قبا لئے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے ہی لیے رکھ چھوڑی تھی۔ مسور نے بیان کیا کہ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخرمہ خوش ہو گئے۔

٥٨٠١- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا - كَالْكَارِهِ لَهُ - ثُمَّ

(٥٨٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کی فروج (قبا) ہدیہ میں دی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پہنا (ریشم مردوں کے لیے حرمت کے حکم سے پہلے) اور اسی کو پہنے ہوئے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اسے بڑی تیزی سے ساتھ اتار ڈالا جیسے آپ اس

قَالَ: ((لاَ يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ)). تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ: فَرُّوجُ حَرِيرٌ. [راجع: ٣٧٥]

سے ناگواری محسوس کرتے ہوں پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس روایت کی متابعت عبداللہ بن یوسف نے کی' ان سے لیث نے اور غیر عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ "فروج حریر"۔

تشریح اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قبائیں ریشمی تھیں آپ نے کیونکر پہنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت تک ریشمی کپڑا مردوں کے لیے حرام نہ ہوا ہو گا یا آپ نے اس قبا کو بطور حفاظت اپنے اوپر ڈال لیا ہو گا' یہ پہننا نہیں ہے جیسے کوئی کسی کو دینا چاہتا ہو اس کے بعد ریشمی کپڑا مردوں پر حرام ہو گیا۔

١٣- باب الْبَرَانِسِ

باب برانس یعنی ٹوپی پہننا

٥٨٠٢- وقال لِي مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

(۵۸۰۲) اور کہا مجھ سے مسدد نے اور کہا ہم سے معتمر نے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' کہا انہوں نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشمی زرد ٹوپی کو دیکھا۔

٥٨٠٣- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لاَ تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَلاَ الْعَمَائِمَ، وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ، وَلاَ الْبَرَانِسَ، وَلاَ الْخِفَافَ، إِلاَّ أَحَدٌ لاَ يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلاَ تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلاَ وَرْسٌ)). [راجع: ١٣٤]

(۵۸۰۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا' ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (محرم کے لیے) کہ قمیص نہ پہنو نہ عمامے نہ پاجامے نہ برنس اور نہ موزے البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملے تو وہ (چمڑے کے) موزوں کو ٹخنہ سے نیچے تک کاٹ کر انہیں پہن سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا گیا ہو۔

١٤- باب السَّرَاوِيلِ

باب پاجامہ پہننے کے بارے میں

٥٨٠٤- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ)). [راجع: ١٧٤٠]

(۵۸۰۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (محرم کے بارے میں) فرمایا جسے تہمد نہ ملے وہ پاجامہ پہنے اور جسے چپل نہ ملیں وہ موزے پہنیں۔

٥٨٠٥- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

(۵۸۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیا' انہوں نے کہا ہم

حدثنا جويرية، عن نافع عن عبد الله قال قام رجل فقال: يا رسول الله ما تأمرنا أن نلبس إذا أحرمنا؟ قال: ((لا تلبسوا القميص والسراويل والعمائم والبرانس والخفاف، إلا أن يكون رجل ليس له نعلان فليلبس الخفين أسفل من الكعبين، ولا تلبسوا شيئا من الثياب مسه زعفران ولا ورس)). [راجع: ١٣٤]

سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! احرام باندھنے کے بعد ہمیں کس چیز کے پہننے کا حکم ہے؟ فرمایا کہ قمیص نہ پہنو نہ پاجامے' نہ عمامے' نہ برنس اور نہ موزے پہنو۔ البتہ اگر کسی کے پاس چپل نہ ہوں تو وہ چمڑے کے ایسے موزے پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران اور ورس لگا ہوا ہو۔

١٥- باب العمائم

باب عمامے کے بیان میں

٥٨٠٦- حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا سفيان قال: سمعت الزهري قال: أخبرني سالم عن أبيه، عن النبي ﷺ قال: ((لا يلبس المحرم القميص، ولا العمامة، ولا السراويل، ولا البرنس، ولا ثوبا مسه زعفران ولا ورس ولا الخفين، إلا لمن لم يجد النعلين فإن لم يجدهما فليقطعهما أسفل من الكعبين)).

[راجع: ١٣٤]

(٥٨٠٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا' انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی' انہیں ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ محرم قمیص نہ پہنے نہ عمامہ پہنے نہ پاجامہ نہ برنس اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں زعفران اور ورس لگا ہو اور نہ موزے پہنے البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے۔ (پھر پہنے)

١٦- باب التقنع

باب سر پر کپڑا ڈال کر سر چھپانا۔

وقال ابن عباس: خرج النبي ﷺ وعليه عصابة دسماء، قال أنس: عصب النبي ﷺ على رأسه حاشية برد.

یہ روایت آگے موصولاً ذکر ہو گی۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور سر مبارک پر ایک سیاہ پٹی لگا ہوا عمامہ تھا اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے سر پر چادر کا کونا لپیٹ لیا تھا۔

٥٨٠٧- حدثنا إبراهيم بن موسى، أخبرنا هشام، عن معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله عنها قالت: هاجر إلى الحبشة رجال من

(٥٨٠٧) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بہت سے مسلمان حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے لیکن نبی

الْمُسْلِمِينَ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُقْبِلاً مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُوبَكْرٍ: فِدًا لَهُ بِأَبِي وَأُمِّي وَاللهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلاَّ لأَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لأَبِي بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)). قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ)) قَالَ: فَالصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ)) قَالَتْ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَوَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ، ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: ثَوْرٌ، فَمَكَثَ فِيهِ ثَلاَثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ

کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ کیونکہ مجھے بھی امید ہے کہ مجھے (ہجرت کی) اجازت دی جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ کو بھی امید ہے؟ میرا باپ آپ پر قربان۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہنے کے خیال سے رک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے پتے کھلا کر چار مہینے تک انہیں خوب تیار کرتے رہے۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم ایک دن دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر ڈھکے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت عموماً آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آنحضور ﷺ پر قربان ہوں، آنحضور ﷺ ایسے وقت کسی وجہ ہی سے تشریف لا سکتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے مکان پر پہنچ کر اجازت چاہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دی۔ آنحضور ﷺ اندر تشریف لائے اور اندر داخل ہوتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس اس وقت ہیں انہیں اٹھا دو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرا باپ آپ پر قربان ہو یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ سب آپ کے گھر ہی کے افراد ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر یا رسول اللہ! مجھے رفاقت کا شرف حاصل رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ عرض کی یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے بہت جلدی جلدی سامان سفر تیار کیا اور سفر کا ناشتہ ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ایک ٹکڑے سے تھیلہ کے منہ کو باندھا۔ اسی وجہ سے انہیں "ذات النطاق" (پٹکے والی) کہنے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثور نامی پہاڑ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے اور تین دن تک اسی میں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات آپ حضرات کے پاس ہی گزارتے تھے۔

غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلاَّ وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ. [راجع: ٤٧٦]

وہ نوجوان ذہین اور سمجھدار تھے۔ صبح تڑکے میں وہاں سے چل دیتے تھے اور صبح ہوتے ہوتے مکہ کے قریش میں پہنچ جاتے تھے۔ جیسے رات میں مکہ ہی میں رہے ہوں۔ مکہ مکرمہ میں جو بات بھی ان حضرات کے خلاف ہوتی اسے محفوظ رکھتے اور جوں ہی رات کا اندھیرا چھا جاتا غار ثور میں ان حضرات کے پاس پہنچ کر تمام تفصیلات کی اطلاع دیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دودھ دینے والی بکریاں چراتے تھے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو ان بکریوں کو غار ثور کی طرف ہانک لاتے تھے۔ آپ حضرات بکریوں کے دودھ پر رات گزارتے اور صبح کی پو پھٹتے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو جاتے۔ ان تین راتوں میں انہوں نے ہر رات ایسا ہی کیا۔

تشریح: باب اور حدیث میں یہ مطابقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سر ڈھانک کر تشریف لائے۔ رومال سے سر ڈھانکنے کا یہ رواج عربوں میں آج تک موجود ہے' وہاں کی گرم آب و ہوا کے لیے یہ عمل ضروری ہے۔ اس حدیث میں ہجرت سے متعلق کئی امور بیان کئے گئے ہیں جن کی مزید تفصیلات واقعہ ہجرت میں اس حدیث کے ذیل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

١٧- باب الْمِغْفَرِ

باب خود کا بیان

٥٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ. [راجع: ١٨٤٦]

(٥٨٠٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر حج یا عمرے کی نیت سے نہ ہو اور آدمی کسی کام کاج یا تجارت کے لیے مکہ شریف میں جائے تو بغیر احرام کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔

١٨- باب الْبُرُودِ وَالْحِبَرِ الشَّمْلَةِ

باب دھاری دار چادروں' یمنی چادروں اور کملیوں کا بیان۔

وَقَالَ خَبَّابٌ: شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ.

اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مشرکین مکہ کے مظالم کی) شکایت کی اس وقت آپ اپنی ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر چادروں یا کملیوں وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

٥٨٠٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ،

(٥٨٠٩) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

[راجع: ٣١٤٩]

مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر (یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے مونڈھے پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (ﷺ)! مجھے اس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجئے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

تشریح: آنحضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ ایسے تھے کہ اس گنوار کی اس حرکت کا آپ نے کوئی خیال نہیں فرمایا بلکہ ہنس کر ٹال دیا اور اسے خیرات بھی مرحمت فرما دی۔ فداہ روحی ﷺ۔ اس وقت جسم مبارک پر چادر تھی۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥٨١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا. قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لإِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْسُنِيهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ

(۵۸۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئیں (جو اس نے خود بنی تھی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ بردہ کیا تھا پھر بتلایا کہ یہ ایک اونی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ ہوتا ہے۔ ان خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ چادر میں نے خاص آپ کے اوڑھنے کے لیے بنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ چادر ان سے اس طرح لی گویا آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ اسے تہمد کے طور پر پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ جماعت صحابہ میں سے ایک صاحب (عبدالرحمٰن بن عوف) نے اس چادر کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ مجھے عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ مجلس میں بیٹھے رہے پھر تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر ان

الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لاَ يَرُدُّ سَائِلاً؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلاَّ لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ، قَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

[راجع: ۱۲۷۷]

صاحب کے پاس بھجوا دیا۔ صحابہ نے اس پر ان سے کہا تم نے اچھی بات نہیں کی کہ آنحضرت ﷺ سے وہ چادر مانگ لی۔ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کسی سائل کو محروم نہیں فرماتے۔ ان صاحب نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو صرف آنحضرت ﷺ سے یہ اس لیے مانگی ہے کہ جب میں مروں تو یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ وہ چادر اس صحابی کے کفن ہی میں استعمال ہوئی۔

تشریح یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث سے نکلا کہ کفن کے لیے بزرگوں کا مستعمل لباس لے لینا جائز ہے۔ وہ خاتون کس قدر خوش نصیب تھی جس نے اپنے ہاتھوں سے آنحضرت ﷺ کے لیے وہ اونی چادر بہترین شکل میں تیار کی اور آپ نے اسے بخوشی قبول فرما لیا پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کیسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ چادر کفن کے لیے نصیب ہوئی چونکہ اس حدیث میں آپ کے لیے اونی چادر کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

۵۸۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ: ادْعُ اللهَ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ)).

[طرفه في : ٦٥٤٢].

(۵۸۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جنت میں ستر ہزار کی ایک جماعت داخل ہو گی ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر سنبھالتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! عکاشہ کو بھی انہیں میں سے بنا دے۔ اس کے بعد قبیلہ انصار کے ایک صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ دعا کرا چکا۔

اب اس کا وقت نہیں رہا۔

تشریح اس روایت کا مطلب دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے اس میں یوں ہے کہ پہلے عکاشہ کھڑے ہوئے کہنے لگے یارسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھ کو ان ستر ہزار میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے لیے بھی دعا فرمایئے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے دعا قبول ہو چکی۔ مطلب یہ تھا کہ دعا کی قبولیت کی گھڑی نکل چکی یہ کامیابی عکاشہ کی قسمت میں تھی ان کو حاصل ہو چکی۔

۵۸۱۲- حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ الْحِبَرَةُ. [طرفه في : ۵۸۱۳].

(۵۸۱۲) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح کا کپڑا زیادہ پسند تھا بیان کیا کہ حبرہ کی سبز یمنی چادر۔

کیونکہ وہ میل خوری اور بہت مضبوط ہوتی ہے۔

۵۸۱۳- حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ.[راجع: ۵۸۱۲]

(۵۸۱۳) مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاذ دستوائی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر پہننا بہت پسند تھی۔

۵۸۱٤- حدّثني أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

(۵۸۱۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی نعش مبارک پر ایک سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

تشریح یہی سبز رنگ تھا جو عام اہل اسلام میں آج تک مقبول ہے جملہ احادیث باب میں کسی نہ کسی حالت میں آنحضرت ﷺ کا مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کی چادروں کے استعمال کا ذکر ہے۔ باب اور احادیث مذکورہ میں یہی مطابقت ہے آگے اور تفصیلی ذکر آرہا ہے۔

۱۹- باب الأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

باب کملیوں اور راونی حاشیہ دار چادروں کے بیان میں

کساء اونی کملی اگر وہ صرف پانچ ہاتھ لمبی ہو تو ایسی چادروں کو خمیصة کہتے ہیں۔

۵۸۱۵، ۵۸۱٦- حدّثني يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ

(۱۶-۵۸۱۵) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی' ان سے حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آخری مرض طاری ہوا تو آپ اپنی کملی چہرہ مبارک پر ڈالتے تھے اور جب سانس گھٹنے لگتا

عَلٰی وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: وَهُوَ كَذٰلِكَ ((لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

تو چہرہ کھول لیتے اور اسی حالت میں فرماتے "یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔" آنحضرت ﷺ ان کے عمل بد سے (مسلمانوں کو) ڈرا رہے تھے۔

[راجع: ٤٣٥، ٤٣٦]

تشریح یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کمبخت وہ مسلمان ہیں جنہوں نے بزرگوں اور درویشوں کی قبور کو مزین کر کے دکانوں کی شکل دے رکھی ہے اور وہاں لوگوں سے سجدے کراتے ہیں اور عرض کرتے ہیں وہاں عرضیاں لٹکاتے نیازیں چڑھاتے ہیں۔ یہ لوگ قبر کے باہر سے یہ کام کرتے ہیں اور وہ بزرگ قبروں کے اندر سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ یہ سب بزرگ آنحضرت ﷺ کے نقش بردار اور آپ کی مرضی پر چلنے والے ہیں یہی قبروں کے پجاری عنداللہ مشرک اور ملعون ہیں خواہ یہ کیسے ہی نمازی و حاجی ہوں

ہرگز تو ازاں قوم نباشی کہ فریبند   حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے

٥٨١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ)) بْنُ حُذَيْفَةَ بْنُ غَانِمٍ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ.

(۵۸۱۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک نقشی چادر میں نماز پڑھی اور اس کے نقش و نگار پر نماز ہی میں ایک نظر ڈالی۔ پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ میری یہ چادر ابو جہم کو واپس دے دو۔ اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا اور ابو جہم کی سادی چادر لیتے آؤ۔ یہ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم بنی عدی بن کعب قبیلے میں سے تھے۔

[راجع: ٣٧٣]

٥٨١٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَيْنِ.

(۵۸۱۸) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی کملی (کساء) اور ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح ان ہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

٢٠- باب اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ

باب اشتمال الصماء کا بیان

ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ یا پاؤں باہر نہ نکل سکیں' اسے عربی میں اشتمال الصماء کہتے ہیں۔

٥٨١٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ، وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ، حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَأَنْ يَحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ. [راجع: ٣٦٨]

(٥٨١٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' ان سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے' ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور دو وقت نمازوں سے بھی آپ نے منع فرمایا نماز فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر اور گھٹنے اوپر اٹھا کر اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی شرمگاہ پر آسمان و زمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو۔ اور اشتمال صماء سے منع فرمایا۔

تشریح: "صماء" اس طرح چادر اوڑھنے کو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی طرف سے لے کر بائیں شانے پر ڈالا جائے اور پھر وہی کنارہ پیچھے سے لے کر داہنے شانے پر ڈال لیا جائے اور اس طرح چادر میں دونوں شانوں کو لپیٹ لیا جائے۔ اشتمال صماء کا مفہوم یہ ہے کہ صرف جسم پر ایک چادر ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔ اس صورت میں بیٹھتے وقت ایک کنارہ اٹھانا پڑتا تھا اور ان سے شرمگاہ کھل جاتی تھی۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ جس کپڑے کو خریدنا ہو بس اسے چھو لے رات کو یا دن کو اور الٹ کر نہ دیکھنے کی شرط ہوئی ہو اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے بس بیع پوری ہو گئی (یہی شرط ہوئی ہو) یہ دونوں شکل دھوکے سے خالی نہیں اسی لیے منع کیا گیا۔

٥٨٢٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ، وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذَاكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ،

(٥٨٢٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے پہناوے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص (خریدار) دوسرے (بیچنے والے) کے کپڑے کو رات یا دن میں کسی بھی وقت بس چھو دیتا (اور دیکھے بغیر صرف چھونے سے بیع ہو جاتی) صرف چھونا ہی کافی تھا کھول کر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ منابذہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی ملکیت کا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا اور دوسرا اپنا کپڑا پھینکتا اور بغیر دیکھے اور بغیر باہمی رضامندی کے صرف اسی سے بیع منعقد ہو جاتی

وَاللِّبْسَتَانِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ، وَالصَّمَّاءُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوَ أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، وَاللِّبْسَةُ الأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [راجع: ٣٦٧]

اور دو کپڑے (جن سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا انہیں سے ایک) اشتمال صماء ہے۔ صماء کی صورت یہ تھی کہ اپنا کپڑا (ایک چادر) اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالا جاتا کہ ایک کنارہ سے (شرمگاہ) کھل جاتی اور کوئی دوسرا کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے پہناوے کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اپنے ایک کپڑے سے کمر اور پنڈلی باندھ لیتے تھے اور شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

٢١- باب الاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

باب ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا

٥٨٢١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ، وَعَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. [راجع: ٣٦٨]

(٥٨٢١) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا یہ کہ کوئی شخص ایک ہی کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلی کو ملا کر باندھ لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اور یہ کہ کوئی شخص ایک کپڑے کو اس طرح جسم پر لپیٹے کہ ایک طرف کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو اور آپ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

تشریح: عرب جاہلیت میں مجلس میں بیٹھنے کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ بیٹھنے کی اس ہیئت میں عموماً شرمگاہ کھل جایا کرتی تھی کیونکہ جسم پر کپڑا صرف ایک ہی چادر کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی سے کمر اور پنڈلی میں اور کمر لپیٹ کر دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیتے تھے۔ یہ صورت ایسی ہوتی تھی کہ شرمگاہ کی ستر کا اہتمام بالکل باقی نہیں رہتا تھا اور بیٹھنے والا بے دست و پا اپنی اسی ہیئت پر بیٹھنے پر مجبور تھا۔

٥٨٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [راجع: ٣٦٧]

(٥٨٢٢) مجھ سے محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مخلد نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی' انہوں نے کہا ہمیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اشتمال صماء سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ کوئی شخص ایک کپڑے سے پنڈلی اور کمر کو ملا لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔

٢٢- باب الْخَمِيصَةِ السَّوْدَاءِ

باب کالی کملی کا بیان

٥٨٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ ابْنِ فُلاَنٍ - هُوَ عَمْرو - بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ. فَقَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُو هَذِهِ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ: ((ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ : ((يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاهْ)) وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ، حَسَنٌ. [راجع: ٣٠٧١]

(۵۸۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق بن سعید نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے سعید بن فلاں یعنی عمرو بن سعید بن عاص نے اور ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے لائے گئے جس میں ایک چھوٹی کالی کملی بھی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ چادر کسے دی جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ انہیں گود میں اٹھا کر لایا گیا (کیونکہ بچی تھیں) اور آنحضرت ﷺ نے وہ چادر اپنے ہاتھ میں لی اور انہیں پہنایا اور دعا دی کہ جیتی رہو۔ اس چادر میں ہرے اور زرد نقش و نگار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام خالد! یہ نقش و نگار "سناہ" ہیں۔ "سناہ" حبشی زبان میں خوب اچھے کے معنی میں آتا ہے۔

ام خالد حبش ہی میں پیدا ہوئی تھیں وہ حبشی زبان جاننے لگی تھیں' لہٰذا آنحضرت ﷺ نے اس سے خوش ہو کر حبشی زبان ہی میں اس کپڑے کی تعریف فرمائی۔

٥٨٢٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي: يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلاَمَ فَلاَ يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ، فَغَدَوْتُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ، وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ. [راجع: ١٥٠٢]

(۵۸۲۴) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے' ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ انس اس بچہ کو دیکھتے رہو کوئی چیز اس کے پیٹ میں نہ جائے اور جا کر نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ لاؤ تاکہ آنحضرت ﷺ اپنا جھوٹا اس کے منہ میں ڈالیں۔ چنانچہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اس وقت ایک باغ میں تھے اور آپ کے جسم پر قبیلہ بنی حریث کی بنی ہوئی چادر (خمیصہ حریثیہ) تھی اور آپ اس سواری پر نشان لگا رہے تھے جس پر آپ فتح مکہ کے موقع پر سوار تھے۔

تشریح حریثی نسبت ہے حریث کی طرف۔ شاید اس نے یہ کملیاں بنانا شروع کی ہوں گی بعض روایتوں میں خیبری ہے۔ بعض میں جونی یہ بنی الجون کی طرف نسبت ہے۔ حافظ نے کہا جونی کملی اکثر یہاں ہوتی ہے' اسی سے ترجمہ باب کی مطابقت ہو گئی۔ کالی کملی رکھنے اوڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ کہ ایسی کملی رکھنے سے رسول کریم ﷺ کی یاد تازہ ہوتی ہے جو ہمارے لیے سب سے بڑی سعادت ہے اللّٰھم ارزقنا آمین۔ حریثی حریث نامی کپڑا بنانے والے کی طرف نسبت ہے۔

٢٣- باب الثِّيَابِ الْخُضْرِ

٥٨٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ : مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا، قَالَ: وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ: وَاللهِ مَا لِي إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلاَّ أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّي مِنْ هَذِهِ، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ: كَذَبَتْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لأَنْفُضُهَا نَفْضَ الأَدِيمِ، وَلَكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنْ كَانَ ذَلِكِ لَمْ تَحِلِّي لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِي لَهُ حَتَّى يَذُوقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ)) قَالَ: وَأَبْصَرَ مَعَهُ اِبْنَيْنِ فَقَالَ: ((بَنُوكَ هَؤُلاَءِ)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((هَذَا الَّذِي تَزْعُمِينَ مَا تَزْعُمِينَ؟ فَوَاللهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ)).

[راجع: ٢٦٣٩]

باب سبز رنگ کے کپڑے پہننا

(٥٨٢٥) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے' کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبردی' انہیں عکرمہ نے اور انہیں رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ پھر ان سے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ خاتون سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنے شوہر کی) شکایت کی اور اپنے جسم پر سبز نشانات (چوٹ کے) دکھائے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو (جیسا کہ عادت ہے) عکرمہ نے بیان کیا کہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ کسی ایمان والی عورت کا میں نے اس سے زیادہ برا حال نہیں دیکھا ان کا جسم ان کے کپڑے سے بھی زیادہ برا ہو گیا ہے۔ بیان کیا کہ ان کے شوہر نے بھی سن لیا تھا کہ بیوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی ہیں چنانچہ وہ بھی آ گئے اور ان کے ساتھ ان کے دو بچے ان سے پہلی بیوی کے تھے ان کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم مجھے ان سے کوئی اور شکایت نہیں البتہ ان کے ساتھ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جس سے میرا کچھ نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنے کپڑے کا پلو پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی ان کے شوہر کمزور ہیں) اس پر ان کے شوہر نے کہا یا رسول اللہ! واللہ یہ جھوٹ بولتی ہے میں تو اس کو (جماع کے وقت) چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ شریر ہے یہ مجھے پسند نہیں کرتی اور رفاعہ کے یہاں دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو تمہارے لیے وہ (رفاعہ) اس وقت تک حلال نہیں ہوں گے جب تک یہ (عبدالرحمٰن دوسرے شوہر) تمہارا مزا نہ چکھ لیں۔ بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کے ساتھ دو بچے بھی دیکھے تو دریافت فرمایا کیا یہ تمہارے بچے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا' اس وجہ سے تم یہ باتیں سوچتی ہو۔

اللہ کی قسم یہ بچے ان سے اتنے ہی مشابہ ہیں جتنا کہ کوا کوے سے مشابہ ہوتا ہے۔

تشریح وہ خاتون ہرے رنگ کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی یہی باب سے مطابقت ہے۔ اس عورت نے اپنے خاوند کے نامرد ہونے کی شکایت کی تھی جس کے جواب کے لیے خاوند عبدالرحمٰن بن زبیر اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لائے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بچوں کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن کی تصدیق کی اور عورت کی کذب بیانی محسوس فرما کر وہ فرمایا جو یہاں مذکور ہے۔ مسئلہ یہی ہے کہ مطلقہ بائنہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں دوبارہ اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک وہ دوسرا خاوند اس سے خوب جماع نہ کر لے اور پھر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔

٢٤- باب الثِّيَابِ الْبِيضِ

باب سفید کپڑے پہننا

٥٨٢٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ. حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُ.

[راجع: ٤٠٥٤]

(۵۸۲۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن بشر نے خبر دی' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو (جو فرشتے تھے) دیکھا وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے انہیں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

گویا فرشتوں کا سفید کپڑوں میں نظر آنا' اس چیز کا ثبوت ہے کہ سفید کپڑوں کا لباس عنداللہ محبوب ہے۔

٥٨٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ

(۵۸۲۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے حسین نے' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے' ان سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا' ان سے ابو اسود دیلی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ سو رہے تھے پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے پھر آپ نے فرمایا جس بندہ نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو' چاہے اس نے چوری کی ہو' آپ نے فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو' میں نے پھر عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ فرمایا چاہے

سَرَق)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَق؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَق عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ)) وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هذا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وقَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ غُفِرَ لَهُ.
[راجع: ۱۲۳۷]

اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے (حیرت کی وجہ سے پھر) عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آنحضرت ﷺ کے الفاظ ابوذر کے علی الرغم (وان رغم انف ابی ذر) ضرور بیان کرتے۔ ابوعبداللہ حضرت امام بخاری نے کہا یہ صورت کہ (صرف کلمہ سے جنت میں داخل ہو گا) یہ اس وقت ہو گی جب موت کے وقت یا اس سے پہلے (گناہوں سے) توبہ کی اور کہا کہ لا الہ الا اللہ ' اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

تشریح: توبہ کی شرط حضرت امام بخاری نے ان کے لیے بیان کی ہے جو ان گناہوں کو گناہ نہ جان کر کریں ایسے لوگ بغیر توبہ کئے ہرگز نہیں بخشے جائیں گے ہاں اگر گناہ جان کر نادم ہو کر مرا اگرچہ توبہ نہ کی پھر بھی کلمہ کی برکت سے بخشش کی امید ہے۔ چاہے سزا کے بعد ہی ہو کیونکہ اصل بنیاد نجات کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا اور اس کے مطابق عمل و عقیدہ درست کرنا ہے۔ محض طوطے کی طرح کلمہ پڑھ لینا بھی کافی نہیں ہے۔

٢٥- باب لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِفْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ

باب ریشم پہننا اور مردوں کا اسے اپنے لیے بچھانا اور کس حد تک اس کا استعمال جائز ہے

٥٨٢٨- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ، ونحن مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ، إِلاَّ هَكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الإِبْهَامَ قَالَ: فِيمَا عَلِمْنَا أَنَّه يَعْنِي الأَعْلاَمَ. [أطرافه في: ٥٨٢٩، ٥٨٣٠، ٥٨٣٤، ٥٨٣٥].

(۵۸۲۸) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا ہم سے قتادہ نے' کہا کہ میں نے ابوعثمان نہدی سے سنا کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا ہم اس وقت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع کیا ہے سوا اتنے کے اور آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں آنحضور ﷺ کی مراد اس سے (کپڑے وغیرہ پر ریشم کے) پھول بوٹے بنانے سے تھی۔

٥٨٢٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلاَّ هَكَذَا

(۵۸۲۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے عاصم نے بیان کیا' ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا اس وقت ہم آذربائیجان میں تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا سوا اتنے کے اور اس کی وضاحت

وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ. [راجع: ٥٨٢٨]

نبی کریم ﷺ نے دو انگلیوں کے اشارے سے کی تھی۔ زہیر (راوی حدیث) نے بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اٹھا کر بتایا۔

٥٨٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا إِلاَّ مَنْ لَمْ يَلْبَسْ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الآخِرَةِ)). [راجع: ٥٨٢٨]

(۵۸۳۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے تیمی نے بیان کیا اور ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ ہم حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم جو شخص بھی پہنے گا اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا۔

٠٠٠٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى.

ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ابو عثمان نے اپنی دو انگلیوں' شہادت اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

٥٨٣١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلاَّ أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيرُ وَالدِّيبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ. [راجع: ٥٤٢٦]

(۵۸۳۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ میں نے صرف اسے اس لیے پھینکا ہے کہ میں اس شخص کو منع کر چکا ہوں (کہ چاندی کے برتن میں مجھے کھانا اور پانی نہ دیا کرو) لیکن وہ نہیں مانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سونا' چاندی' ریشم اور دیبا ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں۔

٥٨٣٢- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: أَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: شَدِيدًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الآخِرَةِ)).

(۵۸۳۲) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے پوچھا کیا یہ روایت نبی کریم ﷺ سے ہے؟ عبدالعزیز نے بیان کیا کہ قطعاً نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہن سکے گا۔

٥٨٣٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ:

(۵۸۳۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما

سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ)).

سے سنا' انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔

٥٨٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذُبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ)). وَقَالَ لَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتِ عَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ٥٨٢٨]

(۵۸۳۴) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں ابو ذبیان خلیفہ بن کعب نے' کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔ اور ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' ان سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے یزید نے کہ معاذہ نے بیان کیا کہ مجھے ام عمرو بنت عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

٥٨٣٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتْ: ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ: فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: سَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ)). فَقُلْتُ: صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُو حَفْصٍ عَلَى رَسُولِهِ اللهِ ﷺ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيثَ. [راجع: ٥٨٢٨]

(۵۸۳۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے عمران بن حطان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو حفص یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم تو وہی مرد پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ میں نے اس پر کہا کہ سچ کہا اور ابو حفص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات نسبت نہیں کرسکتے اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے اور ان سے عمران نے اور پوری حدیث بیان کی۔

٢٦- باب مَسِّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ.

وَيُرْوَى فِيهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب بغیر پہنے ریشم صرف چھونا جائز ہے۔ اور اس بارے میں زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اوپر مذکور ہے

٥٨٣٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمَسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا؟)) قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: ((مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا)). [راجع: ٣٢٤٩]

(٥٨٣٦) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ میں پیش ہوا تو ہم اسے چھونے لگے اور اس کی (نرمی و ملائمت پر) حیرت زدہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت ہے۔ ہم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی اچھے ہیں۔

٢٧- باب افْتِرَاشِ الْحَرِيرِ

وَقَالَ عَبِيدَةُ : هُوَ كَلُبْسِهِ.

باب مرد کے لیے ریشم کا کپڑا بطور فرش بچھانا منع ہے۔ عبیدہ نے کہا کہ یہ بچھانا بھی پہننے جیسا ہے

٥٨٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [راجع: ٥٤٢٦]

(٥٨٣٧) ہم سے علی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ان کے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابن ابی نجیح سے سنا' انہوں نے مجاہد سے' انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتن میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا تھا اور ریشم اور دیباج پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا

معلوم ہوا کہ ریشمی فرش و فروش کا استعمال بھی مردوں کے لیے ناجائز ہے۔

٢٨- باب لُبْسِ الْقَسِّيِّ

وَقَالَ عَاصِمٌ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ : ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ، مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ

باب مصر کا ریشمی کپڑا پہننا مرد کے لیے کیسا ہے۔

عاصم ابن کلیب نے بیان کیا کہ ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا قسی کیا چیز ہے؟ بتلایا کہ یہ کپڑا تھا جو ہمارے یہاں (حجاز میں) شام یا مصر سے آتا تھا اس پر چوڑی ریشمی

فِيهَا أَمْثَالُ الأُتْرُنجِ وَالْمِيثَرَةُ كَانَتِ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ: يُصَفِّرْنَهَا. وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ زَيْدَ فِي حَدِيثِهِ: الْقِسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةَ جُلُودُ السِّبَاعِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ.

دھاریاں پڑی ہوتی تھیں اور اس پر ترنج جیسے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور "میثرہ" زین پوش وہ کپڑا کہلاتا تھا جسے عورتیں ریشم سے اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں۔ یہ جھالر دار چادر کی طرح ہوتی تھی وہ اسے زرد رنگ سے رنگ دیتی تھیں جیسے اوڑھنے کے رومال ہوتے ہیں اور جریر نے بیان کیا کہ ان سے زید نے بیان کیا کہ "قسیة" وہ چوخانے کپڑے ہوتے تھے جو مصر سے منگوائے جاتے تھے اور اس میں ریشم ملا ہوا ہوتا تھا اور "میثرہ" درندوں کے چمڑے کے زین پوش۔ حضرت ابو عبداللہ امام بخاری نے کہا کہ "میثرہ" کی تفسیر میں عاصم کی روایت کثرت طرق اور صحت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی ہے۔

٥٨٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ.
[راجع: ١٢٣٩]

(۵۸۳۸) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اشعث بن ابی شعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سرخ میثرہ اور قسی کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: قسطلانی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک زین پوش وہی منع ہے جس میں خالص ریشم ہو یا ریشم زیادہ ہو سوت کم ہو۔ اگر دونوں آدھے آدھے ہوں تو ایسے کپڑوں کا استعمال درست رکھا ہے کیونکہ اسے حریر نہیں کہہ سکتے آج کل ٹسر وغیرہ کا یہی حال ہے۔

٢٩- باب مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

باب خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت ہے

٥٨٣٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. [راجع: ٢٩١٩]

(۵۸۳۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو، کیونکہ انہیں خارش ہو گئی تھی، ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔

معلوم ہوا کہ ایسی شدید تکلیف کے علاج کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے۔

٣٠- باب الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

باب ریشم عورتوں کے لیے جائز ہے

٥٨٤٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَسَانِي النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [راجع: ٢٦١٤]

(۵۸۴۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن میسرہ نے اور ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا حلہ عنایت فرمایا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے۔ چنانچہ میں نے اس کے ٹکڑے کر کے اپنی عزیز عورتوں میں بانٹ دیئے۔

٥٨٤١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ، وَالْجُمُعَةِ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ))، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ حَرِيرٍ كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوهَا)). [راجع: ٨٨٦]

(۵۸۴۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ! بہتر ہے کہ آپ اسے خرید لیں اور وفود سے ملاقات کے وقت اور جمعہ کے دن اسے زیب تن کیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے وہ پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ریشم کی دھاریوں والا ایک جوڑا حلہ بھیجا' ہدیہ کے طور پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے مجھے یہ جوڑا حلہ عنایت فرمایا ہے حالانکہ میں خود آپ سے اس کے بارے میں وہ بات سن چکا ہوں جو آپ نے فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ کپڑا اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا (عورتوں وغیرہ میں سے) کسی کو پہنا دو۔

٥٨٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

(۵۸۴۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے دیکھا۔

٣١- باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسْطِ

باب اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ کسی لباس یا فرش کے پابند نہ تھے جیسا مل جاتا اسی پر قناعت کرتے

یعنی آپ کے مزاج میں خواہ مخواہ تکلف نہ تھا۔ باب کا مضمون یہاں سے نکلتا ہے کہ ایسے بوریے پر آرام فرما رہتے تھے جس کا نشان آپ کے پہلو پر پڑ رہا تھا اور چمڑے کا تکیہ سر کے نیچے تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ وہ مدعیان عمل بالسنۃ غور کریں جن کی زندگی شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے گزرتی ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر سنت کا لیبل لگا کر لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سنت نبوی پر عمل کی توفیق بخشے۔

٥٨٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلاً فَدَخَلَ الأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لاَ نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلاَمُ وَذَكَرَهُنَّ اللهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذَلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا، وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلاَمٌ، فَأَغْلَظَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا: وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ: تَقُولُ هَذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: إِنِّي أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللهَ وَرَسُولَهُ، وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فقلت لها. فقالت أَعْجَبُ منك يا عُمَرُ قد دخلت فى أُمورنا فَلَمْ يَبْقَ إِلاَّ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ، فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

(٥٨٤٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عبید بن حنین نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے ان عورتوں کے بارے میں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اتفاق کر لیا تھا' پوچھنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن ان کا رعب سامنے آجاتا تھا۔ ایک دن (مکہ کے راستہ میں) ایک منزل پر قیام کیا اور پیلو کے درختوں میں (وہ قضائے حاجت کے لیے) تشریف لے گئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا انہوں نے بتلایا کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں پھر کہا کہ جاہلیت میں ہم عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا (اور ان کے حقوق) مردوں پر بتائے تب ہم نے جانا کہ ان کے بھی ہم پر کچھ حقوق ہیں لیکن اب بھی ہم اپنے معاملات میں ان کا دخیل بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ میرے اور میری بیوی میں کچھ گفتگو ہو گئی اور اس نے تیز و تند جواب مجھے دیا تو میں نے اس سے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ اس نے کہا تم مجھے یہ کہتے ہو اور تمہاری بیٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف پہنچاتی ہے۔ میں (اپنی بیٹی ام المؤمنین) حفصہ کے پاس آیا اور اس سے کہا میں تجھے تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے اس معاملہ میں سب سے پہلے میں ہی حفصہ کے یہاں گیا پھر میں حضرت ام سلمہ کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی بات کہی لیکن انہوں نے کہا کہ حیرت ہے تم پر عمر! تم ہمارے تمام معاملات میں دخیل ہو گئے ہو۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج کے معاملات میں دخل دینا باقی تھا۔ (سو اب وہ بھی شروع کر دیا) انہوں نے میری بات رد

اللّٰہِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ، وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ لَهُ، فَلَمْ يَبْقَ إِلاَّ مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا، فَمَا شَعَرْتُ إِلاَّ بِالأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، قُلْتُ لَهُ: وَمَا هُوَ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذَاكَ، طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ نِسَاءَهُ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَاءُ فِي حُجَرِهِن كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَعَلَى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِي، فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَإِذَا أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ، وَقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِي قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِي رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

[راجع: ۸۹]

کر دی۔ قبیلہ انصار کے ایک صحابی تھے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں موجود نہ ہوتے اور میں حاضر ہوتا تو تمام خبریں ان سے آکر بیان کرتا تھا اور جب میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتے تو وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق تمام خبریں مجھے آکر سناتے تھے۔ آپ کے چاروں طرف جتنے (بادشاہ وغیرہ) تھے ان سب سے آپ کے تعلقات ٹھیک تھے۔ صرف شام کے ملک غسان کا ہمیں خوف رہتا تھا کہ وہ کہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ میں نے جو ہوش و حواس درست کئے تو وہی انصاری صحابی تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایک حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی۔ کیا غسان چڑھ آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی بڑا حادثہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ میں جب (مدینہ) حاضر ہوا تو تمام ازواج کے حجروں سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ پر چلے گئے تھے اور بالا خانہ کے دروازہ پر ایک نوجوان پہرے دار موجود تھا میں نے اس کے پاس پہنچ کر اس سے کہا کہ میرے لیے حضور اکرم ﷺ سے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگ لو پھر میں اندر گیا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے اور آپ کے سر کے نیچے ایک چھوٹا سا چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں اور ببول کے پتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے اپنی ان باتوں کا ذکر کیا جو میں نے حفصہ اور ام سلمہ سے کہی تھیں اور وہ بھی جو ام سلمہ نے میری بات رد کرتے ہوئے کہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ آپ نے اس بالا خانہ میں انتیس دن تک قیام کیا پھر آپ وہاں سے نیچے اتر آئے۔

تشریح: آنحضرت ﷺ اس واقعہ میں ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے چٹائی بھی ایسی کہ جسم مبارک پر اس کے نشانات عیاں تھے اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے کہ آپ کے بستر کا یہ حال تھا چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں جن کی دباغت کے لیے کچھ ببول کے پتے رکھے ہوئے تھے جو جی ساری دنیا کو ترک دنیا کا سبق دینے کے لیے مبعوث ہوا اس کی پاکیزہ زندگی ایسی سادہ ہونی چاہیئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ آمین۔

٥٨٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)). قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

[راجع: ١١٥]

(۵۸۴۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو معمر بن راشد نے خبردی' انہیں زہری نے خبردی' انہیں ہندہ بنت حارث نے خبردی اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم رات کے وقت بیدار ہوئے اور کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیسی کیسی بلائیں اس رات میں نازل ہو رہی ہیں اور کیا کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں۔ کوئی ہے جو ان حجرہ والیوں کو بیدار کر دے۔ دیکھو بہت سی دنیا میں پہننے اوڑھنے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ زہری نے بیان کیا کہ ہندہ اپنی آستینوں میں انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگاتی تھیں۔ تاکہ صرف انگلیاں کھلیں اس سے آگے نہ کھلے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہندہ کو اپنا جسم چھپانے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں باریک اور عمدہ کپڑوں کی مذمت ہے جو عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں اور اپنا جسم اوروں کو دکھلاتی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی یہی سزا ان کو دی جائے گی۔

٣٢- باب مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب جو شخص نیا کپڑا پہنے اسے کیا دعا دی جائے

٥٨٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ، قَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوهَا هَذِهِ الْخَمِيصَةَ)). فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ: ((ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ: ((يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَا)) وَالسَّنَا بِلِسَانِ

(۵۸۴۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے آئے جن میں ایک کالی چادر بھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے' کسے یہ چادر دی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا ام خالد رضی اللہ عنہا کو بلا لاؤ۔ چنانچہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور مجھے وہ چادر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی اور فرمایا دیر تک جیتی رہو۔ دو مرتبہ آپ نے فرمایا پھر آپ اس چادر کے نقش و نگار کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ام خالد! "سناہ' سناہ" یہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی واہ کیا زیب

الْحَبْشَةِ: الْحَسَنُ. قَالَ: إِسْحَاقُ: حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِي أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَى أُمِّ خَالِدٍ. [راجع: ٣٠٧١]

دیتی ہے۔ اسحاق بن سعید نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے گھر کی ایک عورت نے بیان کیا کہ انہوں نے وہ چادر حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھی تھی۔

تشریح: نیا کپڑا پہننے والے کو یہ دعا دینا مسنون ہے کہ خدا تم کو یہ کپڑا مبارک کرے تم یہ کپڑا خوب پرانا کر کے پھاڑو یعنی تمہاری عمر دراز ہو۔

٣٣- باب النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

باب مردوں کے لیے زعفران کے رنگ کا استعمال منع ہے (یعنی بدن یا کپڑے کو زعفران سے رنگنا

٥٨٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

(٥٨٤٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

تشریح: عبدالعزیز بن رفیع مشہور عالم ثقہ تابعین میں سے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ۷۱ سال کی عمر پائی۔ حدیث اور باب کا مطلب واضح ہے۔

٣٤- باب الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

باب زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لیے سخت منع ہے

٥٨٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ. [راجع: ١٣٤]

(٥٨٤٧) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا کہ کوئی محرم ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنے۔

ورس ایک خوشبودار رنگین گھاس ہوتی ہے۔

٣٥- باب الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ

باب سرخ کپڑا پہننے کے بیان میں

٥٨٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

(٥٨٤٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور میں نے حضور اکرم کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز میں نے

[راجع: ۳۵۵۱] نہیں دیکھی۔

تشریح: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کے لیے درست ہے۔ بعضوں نے ناجائز کہا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ کسم کا سرخ رنگ مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ امام شوکانی نے اہلحدیث کا مذہب یہ قرار دیا ہے کہ کسم کے علاوہ دوسرا سرخ رنگ مردوں کے لیے درست ہے اور یہی صحیح ہے حدیث میں مذکورہ سرخ جوڑے سے یہ مراد ہے کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

٣٦- باب الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

باب سرخ زین پوش کا کیا حکم ہے

قسطلانی نے کہا سرخ زین پوش سے وہی مراد ہے جو ریشمی ہو۔

٥٨٤٩- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ: عِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ. [راجع: ۱۲۳۹]

(۵۸۴۹) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اشعث نے' ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی عیادت کا' جنازہ کے پیچھے چلنے کا' چھینکنے والے کا جواب (یرحمک اللہ سے) دینے کا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں ریشم' دیبا' قسی' استبرق اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا تھا۔

تشریح: چار باتیں اس روایت میں وہ مذکور نہیں جن کے کرنے کا آپ نے حکم فرمایا وہ یہ ہیں دعوت قبول کرنا' سلام کو پھیلانا' مظلوم کی مدد کرنا' قسم کو سچا کرنا۔ اسی طرح سات کام جو منع ہیں ان میں سے یہاں پانچ مذکور ہیں وہ یہ ہیں سونے کی انگوٹھی پہننا' چاندی کے برتنوں میں کھانا۔

٣٧- باب النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

باب صاف چمڑے کی جوتی پہننا

جس پر سے بال نکال لئے گئے ہوں یعنی تری کے جوتا پہننا۔

٥٨٥٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدٍ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ. [راجع: ۳۰٦۰]

(۵۸۵۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی مسلمہ نے' انہوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

تشریح: اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اس سے استدلال کیا کیونکہ جوتی عام طور پر دونوں طرح کی جوتی کو شامل ہے یعنی اس چمڑے کی جوتی کو جس پر بال ہوں اور اس کو بھی جس کے بال نکال دیئے گئے ہوں۔ پاک صاف ستھری جوتیوں میں نماز پڑھنا بلاشک جائز درست ہے اور آنحضرت ﷺ کا اکثر یہ معمول تھا۔

٥٨٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

(۵۸۵۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' ان سے امام

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ: مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ : رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلاَّ الْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلاَلَ، وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: أَمَّا الأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلاَّ الْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الْهِلاَلُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

[راجع: ١٦٦]

مالک نے' ان سے سعید مقبری نے' ان سے عبید بن جریج نے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں آپ کو چار ایسی چیزیں کرتے دیکھتا ہوں جو میں نے آپ کے کسی ساتھی کو کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابن جریج! وہ کیا چیزیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (خانہ کعبہ کے) کسی کونے کو طواف میں ہاتھ نہیں لگاتے صرف دو ارکان یمانی (یعنی صرف رکن یمانی اور حجر اسود) کو چھوتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صاف زین کے چمڑے کا جوتا پہنتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنا کپڑا زرد رنگ سے رنگتے ہیں یا زرد خضاب لگاتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ جب مکہ میں ہوتے ہیں تو سب لوگ تو ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھ لیتے ہیں لیکن آپ احرام نہیں باندھتے بلکہ ترویہ کے دن (۸ ذی الحجہ کو) احرام باندھتے ہیں۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خانہ کعبہ کے ارکان کے متعلق جو تم نے کہا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے دیکھا' صاف تری کے چمڑے کے جوتوں کے متعلق جو تم نے پوچھا تو میں نے دیکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی چمڑے کا جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ اس کو پہنے ہوئے وضو کرتے تھے اس لیے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسا ہی جوتا استعمال کروں۔ زرد رنگ کے متعلق تم نے جو کہا ہے تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خضاب کرتے یا کپڑے رنگتے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اس زرد رنگ کو پسند کرتا ہوں اور رہا احرام باندھنے کا مسئلہ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اسی وقت احرام باندھتے جب اونٹ پر سوار ہو کر جانے لگتے۔

تشریح: صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد رنگ کا خضاب داڑھی میں نہیں کیا لیکن آپ زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اس کی زردی شاید بالوں میں بھی لگ جاتی ہو معلوم ہوا کہ زرد رنگ کا استعمال مردوں کو بھی درست ہے بشرطیکہ زعفران کا زرد رنگ نہ ہو۔ احرام حج ۸/ ذی الحجہ کو باندھنا مسنون ہے۔ حج قران والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اصلاح: روایت ہذا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رکن یمانی کو چھونا مذکور ہے اور رکن یمانی کو صرف چھونا ہی چاہیے۔

چومنا' بوسہ دینا صرف حجر اسود کے لیے ہے۔ ہمارے محترم بزرگ (حضرت حاجی محمد صدیق صاحب کراچی والے مراد ہیں) نے توجہ دلائی ہے کہ میں نے کسی جگہ رکن یمانی کے لیے بھی چومنا لکھ دیا ہے اللہ میرے سہو کو معاف کرے کسی بھائی کو اس بخاری شریف میں کسی جگہ میرے قلم سے اگر رکن یمانی کو بوسہ دینے کا لفظ نظر آئے تو اس کی اصلاح کر کے وہاں صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگانا درج فرمالیں۔ (راز)

٥٨٥٢- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ، أَوْ وَرْسٍ، وَقَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ١٣٤]

(۵۸۵۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہوں نے کہا ہمیں عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے محرم کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جسے جوتے نہ ملیں وہ موزے ہی پہن لیں لیکن ان کو ٹخنے کے نیچے تک کاٹ دیں۔

٥٨٥٣- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ. حدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلاَنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ)).

[راجع: ١٧٤٠]

(۵۸۵۳) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس احرام باندھنے کے لیے تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے (اس کا کاٹنا ضروری نہیں ہے) اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے ہی پہن لے لیکن ٹخنوں کے نیچے تک ان کو کاٹ ڈالے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں ہے۔

٣٨- باب يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنَى

باب اس بیان میں کہ پہنتے وقت داہنے پاؤں میں جوتا پہنے

٥٨٥٤- حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ. [راجع: ١٦٧]

(۵۸۵۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد سے سنا' وہ مسروق سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ طہارت میں کنگھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

تشریح ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر کام میں آپ دائیں طرف کو پسند فرماتے مگر بعض کام مستثنیٰ ہیں جیسے جوتا اتارنا' مسجد سے باہر نکلنا یا پاخانہ جانا وغیرہ وغیرہ ان سے پہلے بایاں پیر استعمال کرنا ہے۔ اسلام میں دائیں اور بائیں میں کافی امتیاز برتا گیا

ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کو اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے اور اہل دوزخ کو اصحاب الشمال بائیں طرف والے کہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف مجھ کو بلکہ جملہ قارئین بخاری شریف کو روز محشر اصحاب الیمین میں داخلہ نصیب فرمائے' آمین۔

۳۹- باب يَنْزِعُ نَعْلَ الْيُسْرَى

باب اس بیان میں کہ پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارے بعد میں دائیں پیر کا

پہننے میں اس کے برعکس۔

۵۸۵۵- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ. وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)).

(۵۸۵۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

یہ اسلامی آداب ہیں جو بے شمار فوائد پر مشتمل ہیں۔ دائیں اور بائیں کا امتیاز ہدایت شرعی کے مطابق ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ احسن الھدی ھدی محمد ﷺ کا یہی مطلب ہے کہ بہترین طرز زندگی وہ ہے جس کا نمونہ جناب رسول کریم ﷺ نے پیش فرمایا ہے۔

۴۰- باب لاَ يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ

باب اس بارے میں کہ صرف ایک پاؤں میں جوتا ہو۔ دوسرا پیر ننگا ہو اس طرح چلنا منع ہے

۵۸۵۶- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا)).

(۵۸۵۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں ننگا رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے۔

تشریح اس میں بڑی حکمت ہے اول تو یہ بدنمائی ہے کہ ایک پیر میں جوتا ہو دوسرا ننگا ہو۔ دوسرے اس میں پیر اونچے نیچے ہو کر موچ آجانے کا بھی خطرہ ہے۔ کانٹا لگ جانے کا خطرہ الگ ہے بہرحال فرمان رسول پاک ﷺ حکمت سے خالی نہیں ہے۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔

۴۱- باب قِبَالاَنِ فِي نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى قِبَالاً وَاحِدًا وَاسِعًا

باب ہر چپل میں دو دو تسمہ ہونا اور ایک تسمہ بھی کافی ہے

۵۸۵۷- حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ،

(۵۸۵۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالاَنِ.

بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے چپل میں دو تسمے تھے۔

۵۸۵۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ ﷺ.
[راجع: ۵۸۵۷]

(۵۸۵۸) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں عیسیٰ بن طہمان نے خبر دی' بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔

تشریح: اسی آخری جملے سے باب کا دوسرا مضمون ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علمائے ربانیین میں سے ہیں۔ امام فقیہ حافظ حدیث زاہد پرہیزگار سخی پختہ کار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر کی خصلتوں میں سے ایسی کوئی خصلت نہیں پیدا کی جو حضرت عبداللہ بن مبارک کو نہ عطا فرمائی ہو۔ بغداد میں درس حدیث دیا۔ سنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین' امین۔

۴۲- باب الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ أَدَمٍ

باب لال چمڑے کا خیمہ بنانا

۵۸۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلاَلاً أَخَذَ وَضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُونَ الْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.
[راجع: ۱۸۷]

(۵۸۵۹) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ نے بیان کیا کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو آپ چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں تشریف رکھے ہوئے تھے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ کو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے وضو کا پانی لیے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے وضو کے پانی کو لے لینے میں ایک دوسرے کے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر کسی کو کچھ پانی مل جاتا ہے تو وہ اسے اپنے بدن پر لگا لیتا ہے اور جسے کچھ نہیں ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی کو لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

تشریح: اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت و عقیدت کس درجہ تھی۔ آپ کے وضو کے گرے ہوئے پانی کو وہ کس سبقت کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اثنائے بیان میں سرخ خیمے کا ذکر آیا ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

۵۸۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ

(۵۸۶۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ

مالِكٍ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسَ عَنِ ابنِ شِهابٍ، قالَ: أَخْبَرَني أَنسُ بْنُ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عنْهُ، قالَ: أَرْسل النَّبِيُّ ﷺ إلى الأَنْصارِ. وجمعهُمْ في قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ.

نے خبر دی (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلوایا اور انہیں لال چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

[راجع: ٣١٤٦]

تشریح یہ وہ قصہ ہے جو غزوہ طائف میں گزر چکا ہے جب انصار نے کہا تھا کہ آپ مال غنیمت قریش کے لوگوں کو دے رہے ہیں ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے جس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تم لوگ اس پر خوش نہیں ہو کہ اور لوگ اونٹ اور گھوڑے لے کر جائیں گے اور تم مجھ کو لے کر مدینہ لوٹو گے یا تم تو خزانہ کونین کے مالک ہو۔ اس پر انصار نے اپنی دلی رضامندی کا اظہار کر کے آپ کو مطمئن کر دیا تھا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ آمین۔ یہاں بھی سرخ خیمے کا ذکر ہے۔ یہی باب کی وجہ مطابقت ہے۔

٤٣- باب الْجُلُوس على الْحصير ونحوه

باب بورے یا اس جیسی کسی حقیر چیز پر بیٹھنا

٥٨٦١- حدّثني مُحمَّدُ بْنُ أَبي بَكْرٍ حدّثنا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سعيد بْنِ أَبي سَعِيدٍ، عَنْ أَبي سلمة بْن عبْد الرَّحْمن، عَنْ عَائشَةَ رضِيَ اللهُ عنْها، أنّ النَّبيّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ، فَيصلّي ويَبْسُطُهُ بِالنَّهارِ، فَيجْلسُ عَلَيْه فَجعل النَّاسُ يَثُوبُونَ إلى النَّبِيِّ ﷺ فَيُصلُّون بِصَلاتِهِ، حَتَّى كَثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الأَعْمالِ ما تُطِيقُونَ فإنَّ اللهَ لاَ يَملُّ حَتّى تَملُّوا وإنّ أَحبَّ الأَعْمالِ إلى اللهِ مَا دَامَ وإنْ قلَّ)). [راجع: ٧٢٩]

(۵۸۶۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم رات میں چٹائی کا گھیرا بنا لیتے تھے اور ان گھیرے میں نماز پڑھتے تھے اور اسی چٹائی کو دن میں بچھاتے تھے اور اس پر بیٹھتے تھے پھر لوگ (رات کی نماز کے وقت) نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہونے لگے اور آنحضرت ﷺ کی نماز کی اقتداء کرنے لگے جب مجمع زیادہ بڑھ گیا تو آنحضرت ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو! عمل اتنے ہی کیا کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا جب تک تم (عمل سے) نہ تھک جاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسند وہ عمل ہے جسے پابندی سے ہمیشہ کیا جائے' خواہ وہ کم ہی ہو۔

تشریح بہترین عمل وہ ہے جس پر مواظبت کی جائے مثلاً تہجد یا اور کوئی نفلی نماز ہے خواہ رکعات کم ہی ہوں مگر ہیشگی کرنے سے کچھ خیروبرکت حاصل ہوتی ہے۔ آج کیا کل ترک کر دیا ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی وزن نہیں رکھتا۔ یہ حکم نفل عبادت کے لیے ہے۔ فرائض پر تو محافظت کرنا لازم ہی ہے۔ روایت میں چٹائی کا ذکر آیا ہے وجہ مطابقت باب اور حدیث میں یہی ہے۔

٤٤- باب الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

باب اگر کسی کپڑے میں سونے کی گھنڈی یا تکمہ لگا ہو

٥٨٦٢- وقال اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا، فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي: يَا بُنَيَّ ادْعُ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللهِ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ. فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ ((يَا مَخْرَمَةُ هَذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ)).

[راجع: ٢٥٩٩]

(۵۸۶۲) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا' ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ نے کہ ان سے ان کے والد حضرت مخرمہ رضی اللہ نے کہا بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئی ہیں اور آپ انہیں تقسیم فرما رہے ہیں۔ ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ چنانچہ ہم گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر ہی میں پایا۔ والد نے مجھ سے کہا بیٹے میرا نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ۔ میں نے اسے بہت بڑی توہین آمیز بات سمجھا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد کے لیے بلا کر تکلیف دوں) چنانچہ میں نے والد صاحب سے کہا کہ میں آپ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں! انہوں نے کہا کہ بیٹے ہاں۔ آپ کوئی جابر صفت انسان نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ آپ کے اوپر دیبا کی ایک قبا تھی جس میں سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا' مخرمہ اسے میں نے تمہارے لیے چھپا کے رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ قبا انہیں عنایت فرما دی۔

٤٥- باب خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ

باب سونے کی انگوٹھیاں مرد کو پہننا کیسا ہے

٥٨٦٣- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ سَبْعٍ: نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ. وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَالْقَسِّيِّ، وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلاَمِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ.

(۵۸۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اشعث بن سلیم نے کہا کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیں سات چیزوں سے روکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی سے یا راوی نے کہا کہ سونے کے چھلے سے' ریشم سے' استبرق سے' دیبا سے' سرخ میثرہ سے' قسی سے اور چاندی کے برتن سے منع فرمایا تھا اور ہمیں آپ نے سات چیزوں یعنی بیمار کی مزاج پرسی کرنے' جنازہ کے پیچھے چلنے' چھینکنے والے کا جواب دینے' سلام کے جواب دینے' دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے (کسی بات پر) قسم کھا لینے والے کی قسم پوری کرانے اور مظلوم

[راجع: ١٢٣٩]

کی مدد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

٥٨٦٤- حدّثني مُحمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نُهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ. وَقَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيرًا مِثْلَهُ.

(۵۸۶۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے نضر بن انس نے' ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے مردوں کو منع فرمایا تھا۔ اور عمرو نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے' انہوں نے نضر سے سنا اور انہوں نے بشیر سے سنا۔ آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

اس روایت سے واضح ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جو شخص حلال جانے اس پر کفر عائد ہوتا ہے لیکن عورتوں کے لیے سونے کا استعمال کرنا جائز ہے۔

٥٨٦٥- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

[أطرافه في : ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٩٥١، ٧٢٩٨].

(۵۸۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا پھر کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔

تشریح سونے کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جسے حلال جاننے والے پر کفر عائد ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے لیے سونے کی اجازت ہے۔ آپ نے یہ انگوٹھی سونے کی حرمت سے پہلے بنوائی تھی بعد میں حرمت نازل ہونے پر اسے پھینک دیا گیا یعنی آپ نے اپنی انگلی سے اسے اتار دیا۔

٤٦- باب خَاتِمِ الْفِضَّةِ

باب مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا

٥٨٦٦- حدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ وَنَقَشَ

(۵۸۶۶) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے یا چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کھدوائے پھر دوسرے لوگوں نے بھی

فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ، وَقَالَ: ((لاَ أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُوبَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ.
[راجع: ٥٨٦٥]

اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اس طرح کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس انگوٹھی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہنا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنا۔ آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر گئی۔

اور باوجود تمام کوششوں کے مل نہ سکی۔

٤٧- باب

باب

مضمون سابقہ کی مزید تشریح۔

٥٨٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ: ((لاَ أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. [راجع: ٥٨٦٥]

(٥٨٦٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ (حرمت سے پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے پھر حرمت کا حکم آنے پر آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

اور چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں جن کی اب مردوں کے لیے بھی عام اجازت ہے۔

٥٨٦٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِداً ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوهَا، فَطَرَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ ابْنُ مُسَافِرٍ

(٥٨٦٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانی شروع کر دیں اور پہننے لگے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دیں اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دی۔ اس روایت کی متابعت ابراہیم بن سعد' زیاد اور شعیب نے زہری سے کی ہے اور ابن مسافر نے زہری سے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ "خاتما من

عَنِ الزُّهْرِيِّ: أُرَى خَاتِمًا مِنْ وَرِقٍ. ورق" بیان کیا۔

تشریح یہاں ناسخین سے نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حرمت سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی اور بعد میں حرمت معلوم ہونے سے اسی انگوٹھی کو آپ نے اتار دیا تھا اور اس کے بجائے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال شروع کیا تھا۔ یہاں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس کو آپ نے اتار دیا تھا حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ روایت میں مذکور زہری اپنے دادا حضرت زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ کنیت ابوبکر نام محمد' عبداللہ بن شہاب کے بیٹے بہت بڑے فقیہ اور محدث ہیں۔ رمضان سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

٤٨- باب فَصِّ الْخَاتَمِ

باب انگوٹھی میں نگینہ لگانا درست ہے

٥٨٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: أَخَّرَ لَيْلَةً صَلاَةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ قَالَ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلاَةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا)). [راجع: ٥٧٢]

(۵۸۶۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی' کہا ہم کو حمید نے خبر دی' کہا انہوں نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات میں پڑھائی۔ پھر چہرہ مبارک ہماری طرف کیا' جیسے اب بھی میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ بہت سے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے لیکن تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔

حدیث میں انگوٹھی کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے انگوٹھی کی چمک سے اس کے نگینہ کی چمک مراد ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں ہے۔

٥٨٧٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٥]

(۵۸۷۰) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معتمر نے خبر دی' کہا کہ میں نے حمید سے سنا' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا' انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا۔

اس میں انگوٹھی اور اس کے نگینے کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

٤٩- باب خَاتَمِ الْحَدِيدِ

باب لوہے کی انگوٹھی کا بیان

٥٨٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ

(۵۸۷۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے

أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلاً يَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِي، فَقَامَتْ طَوِيلاً فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: ((عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: ((انْظُرْ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: وَاللهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: ((اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ: لاَ وَاللهِ وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ. وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَقَالَ: أُصْدِقُهَا إِزَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِزَارُكَ إِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ)) فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: سُورَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ: ((قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں' دیر تک وہ عورت کھڑی رہی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور پھر سر جھکا لیا جب دیر تک وہ وہیں کھڑی رہیں تو ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کیا اگر آنحضرت ﷺ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو مہر میں انہیں دے سکو' انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ لو۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا کہ واللہ! مجھے کچھ نہیں ملا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تلاش کرو' لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا کہ وہ مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ وہ ایک تہمد پہنے ہوئے تھے اور ان کے جسم پر (کرتے کی جگہ) چادر بھی نہیں تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں انہیں اپنا تہمد مہر میں دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا تہمد یہ پہن لیں گی تو تمہارے لیے کچھ باقی نہیں رہے گا اور اگر تم اسے پہن لو گے تو ان کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔ وہ صاحب اس کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے پھر جب آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے دیکھا تو آپ نے انہیں بلوایا اور فرمایا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے سورتوں کو شمار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے اس عورت کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کے عوض میں دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

تشریح ان حالات میں آنحضرت ﷺ نے اس مرد کی حاجت ساتھ ہی انتہائی ناداری دیکھ کر آخر میں قرآن مجید کی جو سورتیں اسے یاد تھیں وہ سورتیں اس عورت کو یاد کرا دینے ہی کو مہر قرار دے دیا۔ ایسے حالات میں اور ہو بھی کیا سکتا تھا۔ ان حالات میں اب بھی یہی حکم ہے' اس شخص سے آنحضرت ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی کا ذکر فرمایا تھا اس وجہ سے اس حدیث کو اس باب میں لایا گیا ہے۔

٥٠- بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

باب انگوٹھی پر نقش کرنا

٥٨٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

(۵۸۷۲) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ - أَوْ أُنَاسٍ - مِنَ الأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَ يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلاَّ عَلَيْهِ خَاتَمٌ، فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَأَنِّي بِوَبِيصِ - أَوْ بِبَصِيصِ - الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ فِي كَفِّهِ.

[راجع: ٦٥]

عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عجم کے کچھ لوگوں (شاہان عجم) کے پاس خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ عجم کے لوگ کوئی خط اس وقت تک نہیں قبول کرتے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہوئی ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ جس پر یہ کندہ تھا "محمد رسول اللہ" گویا اس وقت آنحضرت ﷺ کی انگلی یا آپ کی ہتھیلی میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی پر نقش تھا۔

٥٨٧٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ. بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ : مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

[راجع: ٥٧٦٥]

(۵۸۷۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی' انہیں عبیداللہ عمری نے' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں وفات تک رہی۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ کے ہاتھ میں' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ کے ہاتھ میں' اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانہ میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

پھر اس کنویں میں تلاش بسیار کے باوجود وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔ معلوم ہوا کہ انگوٹھی کے نگینہ پر اپنا نام نقش کرانا جائز درست ہے باب کا یہی مفہوم ہے۔

٥١- باب الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ

باب انگوٹھی چھنگلیا میں پہننی چاہیئے

٥٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا قَالَ: ((إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلاَ يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ)) قَالَ: فَإِنِّي لأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ.

(۵۸۷۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اس پر لفظ (محمد رسول اللہ) کندہ کرایا ہے اس لیے انگوٹھی پر کوئی شخص یہ نقش نہ کندہ کرائے۔ انس نے بیان کیا کہ جیسے اس انگوٹھی کی چمک آنحضرت

[راجع: ٦٥]

ﷺ کی چھنگلیا میں اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

یہ حکم حیات نبوی میں نافذ تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کے نام مبارک سے کسی کو دھوکا نہ دے سکے۔ اب یہ خطرہ نہیں ہے اس لیے کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله بھی نقش کرایا جا سکتا ہے۔

٥٢- باب اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ، أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ.

باب انگوٹھی کسی ضرورت سے مثلاً مہر کرنے کے لیے یا اہل کتاب وغیرہ کو خطوط لکھنے کے لیے بنانا

٥٨٧٥- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.
[راجع: ٦٥]

(٥٨٧٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے روم (کے بادشاہ کو) خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ کے خط پر مہر نہ ہوئی تو وہ خط نہیں پڑھتے۔ چنانچہ آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر لفظ "محمد رسول الله" کندہ کرایا۔ جیسے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

٥٣- باب مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ

باب انگوٹھی کا نگینہ اندر ہتھیلی کی طرف رکھنا

٥٨٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ، وَإِنِّي لاَ أَلْبَسُهُ)) فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ. قَالَ جُوَيْرِيَةُ : وَلاَ أَحْسِبُهُ إِلاَّ قَالَ : فِي يَدِهِ الْيُمْنَى.
[راجع: ٥٨٦٥]

(٥٨٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پہننے میں آپ اس کا رنگ اندر کی طرف رکھتے تھے۔ آپ کی دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنالیں تو حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا میں نے بھی سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی (حرمت نازل ہونے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ اب میں اسے نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں نے بھی اپنی سونے کی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ جویریہ نے بیان کیا کہ مجھے یہی یاد ہے کہ نافع نے "داہنے ہاتھ میں" بیان کیا۔

تشریح: کہ آپ انگوٹھی پہنتے تھے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ نافع بن سرجس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں' حدیث کے بہت ہی بڑے فاضل ہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ جب میں نافع کے واسطہ سے حدیث سن لیتا ہوں تو بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ مؤطا میں زیادہ تر روایات حضرت نافع ہی کے واسطے سے مروی ہیں۔

٥٤- باب قولِ النَّبيِّ ﷺ ((لاَ يَنْقُشْ عَلَى خاتَمِهِ))

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر لفظ "محمد رسول اللہ" کا نقش نہ کھدوائے

٥٨٧٧- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حدَّثَنا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خاتَماً مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَلاَ يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ)). [راجع: ٦٥]

(۵۸۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر یہ نقش کھدوایا "محمد رسول اللہ" اور لوگوں سے کہہ دیا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوا کر اس پر محمد رسول اللہ نقش کروایا ہے۔ اس لیے اب کوئی شخص یہ نقش اپنی انگوٹھی پر نہ کھدوائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور سونے کی انگوٹھی عورتیں پہن سکتی ہیں۔

٥٥- باب هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلاَثَةَ أَسْطُرٍ؟

باب انگوٹھی کا کندہ تین سطروں میں کرنا

٥٨٧٨- حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، قَال: حدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلاَثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ. [راجع: ١٤٤٨]

(۵۸۷۸) مجھ سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا' ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھ کو زکوٰۃ کے مسائل لکھوا دیئے اور انگوٹھی (مہر) کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں "محمد" دوسری سطر میں "رسول" اور تیسری سطر میں "اللہ"۔

٥٨٧٩- قال أَبو عَبْدِ اللهِ: وَزَادَنِي أَحْمدُ، حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ، وَفِي

(۵۸۷۹) حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل نے اتنا اور روایت کیا' کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ انصاری نے' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے' ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی وفات تک آپ کے

يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ قَالَ: فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ، فَسَقَطَ قَالَ: فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَنْزَحُ الْبِئْرَ فَلَمْ نَجِدْهُ.

ہاتھ میں رہی۔ آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو وہ اریس کے کنویں پر ایک مرتبہ بیٹھے' بیان کیا کہ پھر انگوٹھی نکالی اور اسے الٹنے پلٹنے لگے کہ اتنے میں وہ (کنویں میں) گر گئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم تین دن تک اسے ڈھونڈتے رہے اور کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا لیکن وہ انگوٹھی نہیں ملی۔

تشریح: تین سطروں میں نقش مبارک اس طرح سے تھا محمد رسول اللہ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٥٦- باب الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ.

باب عورتوں کے لیے (سونے کی) انگوٹھی پہننا جائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں

وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ.

٥٨٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ. [راجع: ٩٨]

(٥٨٨٠) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو حسن بن مسلم نے خبر دی' انہیں طاؤس نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عیدالفطر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی اور ابن وہب نے جریج سے یہ لفظ بڑھائے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے مجمع کی طرف گئے (اور صدقہ کی ترغیب دلائی) تو عورتیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چھلے دار انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

ثابت ہوا کہ عہد رسالت میں عورتوں میں انگوٹھی پہننے کا عام دستور تھا۔

٥٧- باب الْقَلَائِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ، يَعْنِي: قِلَادَةً مِنْ طِيبٍ وَسُكٍّ

باب زیور کے ہار اور خوشبو یا مشک کے ہار عورتیں پہن سکتی ہیں

٥٨٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ

(٥٨٨١) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن (آبادی سے باہر) گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی دوسری نفل

أتى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.
[راجع: ٩٨]

نماز نہیں پڑھی پھر آپ عورتوں کے مجمع کی طرف آئے اور انہیں صدقہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ عورتیں اپنی بالیاں اور خوشبو اور مشک کے ہار صدقہ میں دینے لگیں۔

تشریح معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں عورتوں کا جانا عہد نبوی میں عام طور پر معمول تھا بلکہ آپ نے اس قدر تاکید کی تھی کہ حیض والی بھی نکلیں جو صرف دعا میں شریک ہوں۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو آج اس کو معیوب جانتے ہیں حالانکہ آج کل قدم قدم پر پولیس کا انتظام ہوتا ہے اور کوئی بدمزگی نہیں ہوتی پھر بھی بعض الناس مختلف حیلوں بہانوں سے اس کی تاویل کرتے رہتے اور لوگوں کو عورتوں کے روکنے کا حکم کرتے رہتے ہیں۔ روایت میں عورتوں کا صدقہ میں بالیاں اور ہار دینا مذکور ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

٥٨- باب اسْتِعَارَةِ الْقَلاَئِدِ

باب ایک عورت کا کسی دوسری عورت سے ہار عاریتاً لینا

٥٨٨٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَلَكَتْ قِلاَدَةٌ لأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهَا رِجَالاً فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ، وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ. زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ.
[راجع: ٣٣٤]

(٥٨٨٢) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار (جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عاریت پر لیا تھا) گم ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا اسی دوران میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگ بلا وضو تھے چونکہ پانی بھی موجود نہیں تھا' اس لیے سب نے بلا وضو نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نمیر نے یہ اضافہ کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ہار انہوں نے حضرت اسماء سے عاریتاً لیا تھا۔

٥٩- باب الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

باب عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کا بیان

بالی سے مراد کان کا زیور ہے جو مختلف اقسام کے عورتیں کانوں میں استعمال کرتی رہتی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور حلق کی طرف بڑھنے لگے۔

٥٨٨٣- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيداً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

(٥٨٨٣) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم

عنهما أنَّ النبيَّ ﷺ صلَّى يوْمَ الْعِيدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بلاَلٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا.[راجع: ۹۸]

ﷺ نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھائیں نہ اس کے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے' آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو وہ اپنی بالیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈالنے لگیں۔

حدیث میں بالیاں صدقہ میں دینے کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں مستورات نماز عید میں عام مسلمانوں کے ساتھ عیدگاہ میں شرکت کیا کرتی تھیں۔

٦٠- باب السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

باب بچوں کے گلوں میں ہار لٹکانا جائز ہے

٥٨٨٤- حدَّثني إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ، فانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ لُكَعُ؟)) ثَلاَثًا ((ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ)) فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ هكَذَا، فَقَالَ الْحَسَنُ، بِيَدِهِ هَكَذَا، فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَالَ.[راجع: ۲۱۲۲]

(۵۸۸۴) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا' کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی' کہا ہم سے ورقاء بن عمر نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن ابی یزید نے' ان سے نافع بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آنحضرت ﷺ واپس ہوئے تو میں پھر آپ کے ساتھ واپس ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا بچہ کہاں ہے۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آ رہے تھے اور ان کی گردن میں (خوشبو دار لونگ وغیرہ کا) ہار پڑا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا کہ (آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگانے کے لیے) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ پھیلایا اور وہ آنحضرت ﷺ سے لپٹ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور ان سے بھی محبت کر جو اس سے محبت رکھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کوئی شخص بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ مجھے پیارا نہیں تھا۔

تشریح: فی الواقع آل رسول ﷺ سے محبت رکھنا شان ایمان ہے۔ یااللہ! میرے دل میں بھی تیرے پیارے رسول ﷺ اور آپ کے آل و اولاد سے محبت پیدا کر۔

ومن مذهبي حب النبي و آله　　والناس فيما يعشقون مذاهب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گلے میں ہار تھا اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے نابالغ بچوں کے لیے ایسے ہار وغیرہ پہنا دینا جائز ہے۔

٦١- باب الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ

باب عورتوں کا چال ڈھال اختیار کرنے والے مرد اور

وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

مردوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتیں عنداللہ ملعون ہیں

٥٨٨٥- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. تَابَعَهُ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

[طرفاه في ٥٨٨٦، ٦٨٣٤].

(۵۸۸۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔ غندر کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

جسے ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا۔

تشریح آج اس فیشن کے زمانہ میں گھر گھر میں یہی معاملہ نظر آرہا ہے خاص طور پر کالج زدہ لڑکے لڑکیاں ان بیماریوں میں عموماً مبتلا ہیں اور ایک جدید لعنتی ہپی ازم رواج پکڑ رہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیاں عجیب و غریب شکل و صورت بنا کر بالکل ہونق بنے ہوئے نظر آتے ہیں شریعت اسلامی میں ان تکلفات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

٦٢- باب إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ

باب زنانوں اور ہیجڑوں کو جو عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرتے ہیں گھر سے نکال دینا

٥٨٨٦- حدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلاَتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: ((أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ)) قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلاَنًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلاَنًا.

(۵۸۸۶) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخنث مردوں پر اور مردوں کی چال چلن اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی اور فرمایا کہ ان زنانہ بننے والے مردوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں ہیجڑے کو نکالا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں ہیجڑے کو نکالا تھا۔

٥٨٨٧- حدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ. حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

(۵۸۸۷) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہیں عروہ نے خبر دی' انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ گھر

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ فَتَحَ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفُ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنِ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ، وَقَوْلِهِ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ: يَعْنِي أَطْرَافَ هَذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ، وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ: وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةِ أَطْرَافٍ.

[راجع: ٤٣٢٤]

میں ایک مخنث بھی تھا' اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا عبداللہ! اگر کل تمہیں طائف پر فتح حاصل ہو جائے تو میں تمہیں بنت غیلان (بادیہ نامی) کو دکھلاؤں گا وہ جب سامنے آتی ہے تو (اس کے موٹاپے کی وجہ سے) چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب یہ شخص تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے۔ ابو عبداللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ سامنے سے چار سلوٹوں کا مطلب یہ ہے کہ (موٹے ہونے کی وجہ سے) اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں پڑی ہوتی ہیں اور جب وہ سامنے آتی ہے تو وہ دکھائی دیتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں سے پیچھے پھرتی ہے کا مفہوم ہے (آگے کی) ان چاروں سلوٹوں کے کنارے کیونکہ یہ دونوں پہلوؤں کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر وہ مل جاتی ہیں اور حدیث میں بثمان کا لفظ ہے حالانکہ از روئے قائدہ نحو کے بثمانیۃ ہونا تھا کیونکہ مراد آٹھ اطراف یعنی کنارے ہیں اور اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کا لفظ مذکر ہے۔ مگر چونکہ اطراف کا لفظ مذکور نہ تھا اس لیے بثمان بھی کہنا درست ہوا۔

کیونکہ جب ممیز کی تمیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں۔

٦٣- باب قَصِّ الشَّارِبِ

باب مونچھوں کا کتروانا

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ، وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور حضرت عمر (یا ابن عمر) رضی اللہ عنہ اتنی مونچھ کترتے تھے کہ کھال کی سپیدی دکھلائی دیتی اور مونچھ اور داڑھی کے بیچ میں (ٹھڈی پر) جو بال ہوتے یعنی منفقہ اس کے بال کترواڈالتے۔

٥٨٨٨- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ)).

[طرفه في: ٥٨٩٠].

(۵۸۸۸) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے حنظلہ بن ابی ہانی نے' ان سے نافع نے بیان کیا' (مصنف حضرت امام بخاری نے) کہا کہ اس حدیث کو ہمارے اصحاب نے مکی سے روایت کیا' انہوں نے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھ کے بال کتروانا پیدائشی سنت ہے۔

کیونکہ مونچھ بڑھانے سے آدمی بدصورت اور مہیب ہو جاتا ہے جیسے ریچھ کی شکل اور کھانا کھاتے وقت تمام مونچھ کے بال

کھانے میں مل جاتے ہیں اور یہ ایک طرح کی غلاظت ہے مگر آج کل فیشن پرستوں نے اسی ریچھ کے فیشن کو اپنا کر اپنا حلیہ درندوں سے ملا دیا ہے۔

٥٨٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ.[طرفاه في : ٥٨٩١، ٦٢٩٧].

(٥٨٨٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ زہری نے ہم سے بیان کیا (سفیان نے کہا) ہم سے زہری نے سعید بن مسیب سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) روایت کیا کہ پانچ چیزیں (فرمایا کہ) پانچ چیزیں ختنہ کرانا' موئے زیر ناف مونڈنا' بغل کے بال نوچنا' ناخن ترشوانا اور مونچھ کم کرانا پیدائشی سنتوں میں سے ہیں۔

تشریح: مونچھ اتنی کم کرانا کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہی سنت ہے اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے دیگر خصال فطرت یہی ہے ہر ایک کے فوائد بہت کچھ ہیں جن کی تفصیل کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔

٦٤- باب تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ

باب ناخن ترشوانے کا بیان

تشریح: نووی نے کہا ناخن ترشوانے میں مستحب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلیا تک کترائے اس کے بعد انگوٹھا بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے انگوٹھے تک کترائے اور پاؤں میں دائیں چھنگلیا سے انگوٹھے تک کترائے اور بائیں میں انگوٹھے سے چھنگلیا تک' نووی کے اس قول کی کوئی سند معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دائیں طرف سے شروع کرنے کی سند لے سکتے ہیں اور کلمے کی انگلی سے شروع کرنا اس لیے مستحب ہو سکتا ہے کہ وہ سب انگلیوں سے بہتر ہے۔ تشہد میں اس سے اشارہ کرتے ہیں۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ خاص جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔

٥٨٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ)). [راجع: ٥٨٨٨]

(٥٨٩٠) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حنظلہ سے سنا' انہوں نے نافع سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موئے زیر ناف مونڈنا' ناخن ترشوانا اور مونچھ کترانا پیدائشی سنتیں ہیں۔

٥٨٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الآبَاطِ)).

(٥٨٩١) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ختنہ کرانا' زیر ناف مونڈنا' مونچھ کترانا' ناخن ترشوانا اور بغل کے بال نوچنا پیدائشی سنتیں ہیں۔

[راجع: ۵۸۸۹]

تشریح: ان کے خلاف کرنا فطرت سے بغاوت کرنا ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت ہر دو جگہ ملتی ہے مگر جس نے فطرت کو اپنایا وہ بھلائی ہی بھلائی میں رہے گا۔

۵۸۹۲- حدَّثنا مُحمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ووَفِرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)).

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.

[طرفه في: ۵۸۹۳].

(۵۸۹۲) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے' انہوں نے کہا ہم سے عمر بن محمد بن زید نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تم مشرکین کے خلاف کرو' داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے۔

بعض لوگوں نے اس سے داڑھی کٹوانے کی دلیل لی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اول تو یہ خاص حج سے متعلق ہے۔ دوسرے ایک صحابی کا فعل ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر حجت نہیں ہے لہٰذا صحیح یہی ہوا کہ داڑھی کے بال نہ کٹوائے جائیں' واللہ اعلم بالصواب۔

۶۵- باب إِعْفَاءِ اللِّحَى

باب داڑھی کا چھوڑ دینا

بالکل قینچی نہ لگانا۔

۵۸۹۳- حدَّثني مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى)). [راجع: ۵۸۹۲]

(۵۸۹۳) مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا ہمیں عبدہ نے خبر دی' انہیں عبیداللہ بن عمر نے خبر دی' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' مونچھیں خوب کتروا لیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

تشریح: داڑھی رکھنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ مبارک ہیں جو لوگ اپنا حلیہ سنت نبوی کے مطابق بنائیں۔ آج کی دنیا میں مردوں کو داڑھی سے اس قدر نفرت ہو گئی ہے کہ بیشتر تعداد میں یہی عادت جڑ پکڑ چکی ہے حالانکہ حکمت اور سائنس کی رو سے بھی مردوں کے لیے داڑھی کا رکھنا بہت ہی مفید ہے۔ کتب متعلقہ ملاحظہ ہوں۔ مومنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ ان کے محبوب رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔

۶۶- باب مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ

باب بڑھاپے کا بیان

۵۸۹۴- حدَّثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

(۵۸۹۴) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا

سِيرِينَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلاَّ قَلِيلاً. [راجع: ٣٥٥٠]

کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے خضاب استعمال کیا تھا۔ بولے کہ آنحضرت ﷺ کے بال ہی بہت کم سفید ہوئے تھے۔

انیس یا بیس یا پندرہ.....نامکمل۔

٥٨٩٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ. [راجع: ٣٥٥٠]

(٥٨٩٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کے متعلق سوال کیا گیا تو احول نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اگر میں آپ کی داڑھی کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٥٨٩٦- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلاَثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهَا شَعْرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا. [طرفاه في : ٥٨٩٧، ٥٨٩٨].

(٥٨٩٦) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے بیان کیا کہ میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ لے کر بھیجا (راوی حدیث) اسرائیل راوی نے تین انگلیاں بند کر لیں یعنی وہ اتنی چھوٹی پیالی تھی اس پیالی میں بالوں کا ایک گچھا تھا جس میں نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال تھے۔ عثمان نے کہا جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ اپنا برتن پانی کا بی بی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ (وہ اس میں آنحضرت ﷺ کے بال ڈبو دیتیں) عثمان نے کہا کہ میں نے نلکی کو دیکھا (جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے) تو سرخ سرخ بال دکھائی دیئے۔

تشریح: ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے بڑھاپے میں پہلے بال سرخ ہوتے ہیں پھر سفید ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر فی الواقع موئے مبارک ہوں تو ان سے برکت لینا جائز ہے مگر اعتقاد یہی رہنا چاہئے کہ یہ برکت بھی اللہ کے ہی حکم سے ملے گی بغیر حکم الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ (الملک :١)

٥٨٩٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَلاَّمٌ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوبًا. [راجع: ٥٨٩٦]

(٥٨٩٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا' ان سے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے چند بال نکال کر دکھائے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

٥٨٩٨- وقال لَنا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا نَصِيْرُ بْنُ الأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ ﷺ أَحْمَرَ.

[راجع: ٥٨٩٦]

(۵۸۹۸) اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' ان سے نصیر بن ابی الاشعث نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن موہب نے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا بال دکھایا جو سرخ تھا۔

تشریح: یونس کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان پر مہندی اور وسم کا خضاب تھا۔ امام احمد کی روایت میں بھی یوں ہی ہے لیکن امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا البتہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے خضاب کیا رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سرخ اس لیے معلوم ہوئے کہ آپ ان پر زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (وحیدی)۔

٦٧- باب الْخِضَابِ

باب خضاب کا بیان

٥٨٩٩- حدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسُلَيْمَانَ ابْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لاَ يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ)).

[راجع: ٣٤٦٢]

(۵۸۹۹) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ اور سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کے خلاف کرو یعنی خضاب کیا کرو۔

تشریح: لال یا زرد خضاب کرنا یا مہندی اور وسم کا خضاب جس سے بالوں میں کالک اور سرخی آتی ہے جائز ہے لیکن بالکل کالا خضاب کرنا ممنوع ہے' کہتے ہیں کالا خضاب پہلے فرعون نے کیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین مہندی اور وسم کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام کی نیشن یعنی قومیت ایک مستقل چیز ہے جو مسلمان کی خاص وضع قطع شکل صورت لباس وغیرہ میں داخل ہے۔ یہودیوں وغیرہ کی مخالفت کرنے کا مفہوم یہی ہے۔

٦٨- باب الْجَعْدِ

باب گھونگھریالے بالوں کا بیان

٥٩٠٠- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ، وَلَيْسَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلاَ بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ

(۵۹۰۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا' ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے ان سے سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت لمبے نہیں تھے اور نہ آپ چھوٹے قد کے ہی تھے (بلکہ آپ کا بیچ والا قد تھا) نہ آپ بالکل سفید بھورے تھے اور نہ گندم گوں ہی تھے' آپ کے بال گھونگھریالے الجھے ہوئے نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا دس سال آپ نے

وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ.[راجع: ٣٥٤٧]

(نبوت کے بعد) مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ منورہ میں اور تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ وفات کے وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

٥٩٠١- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي: عَنْ مَالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلاَّ ضَحِكَ. تَابَعَهُ شُعْبَةُ شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ. [راجع: ٣٥٥١]

(۵۹۰۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے' ان سے ابو اسحاق نے' کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سرخ حلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا (امام بخاری نے کہا کہ) مجھ سے میرے بعض اصحاب نے امام مالک سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال شانہ مبارک کے قریب تک تھے۔ ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ سے زیادہ یہ حدیث بیان کرتے سنا جب بھی وہ یہ حدیث بیان کرتے تو مسکراتے۔ اس روایت کی متابعت شعبہ نے کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے کانوں کی لو تک تھے۔

٥٩٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ - أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ - يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا ؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)).[راجع: ٣٤٤٠]

(۵۹۰۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کعبہ کے پاس مجھے دکھلایا گیا' میں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں گندمی رنگ' گندمی رنگ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت' ان کے شانوں تک لمبے لمبے بال ہیں ایسے بال والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت' انہوں نے بالوں میں کنگھا کر رکھا ہے اور اس کی وجہ سے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں یا دو آدمیوں کے شانوں کا سہارا لئے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں' میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں پھر اچانک میں نے ایک الجھے ہوئے گھونگھریالے بال والے شخص کو دیکھا' دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا انگور ہے جو ابھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کانا کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

تشریح یہ سارے مناظر آپ نے خواب میں دیکھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھونگھریالے بالوں والا دیکھا اسی سے باب کا مقصد ثابت ہوتا ہے۔

۵۹۰۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

[طرفه في : ۵۹۰۴].

(۵۹۰۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو حبان نے خبر دی' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۵۹۰۴- حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْكِبَيْهِ.

[راجع: ۵۹۰۳]

(۵۹۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر کے) بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۵۹۰۵- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجِلاً لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلاَ الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

[طرفه في : ۵۹۰۶].

(۵۹۰۵) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے بال درمیانہ تھے' نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھونگھریالے اور وہ کانوں اور مونڈھوں کے بیچ تک تھے۔

۵۹۰۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ، مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ ﷺ رَجِلاً لاَ جَعْدًا وَلاَ سَبِطًا.

[راجع: ۵۹۰۵]

(۵۹۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ جیسا (خوبصورت کوئی آدمی) نہیں دیکھا آپکے سر کے بال میانہ تھے نہ گھونگھریالے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔

۵۹۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنُ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

[أطرافه في : ۵۹۰۸، ۵۹۱۰، ۵۹۱۱].

(۵۹۰۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ چہرہ حسین و جمیل تھا' میں نے آپ جیسا خوبصورت کوئی نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں' آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

۵۹۰۸، ۵۹۰۹- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

(۵۹۰۸-۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاذ بن ہانی

عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيءٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - أَوْ عَنْ رَجُلٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ.[راجع: ٥٩٠٧]

نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یا ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بھرے ہوئے قدموں والے تھے۔ نہایت ہی حسین و جمیل۔ آپ جیسا خوبصورت میں نے آپ کے بعد کسی کو نہیں دیکھا۔

٥٩١٠- وقال هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ الشَّثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.[راجع: ٥٩٠٧]

(۵۹۱۰) اور ہشام نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم اور ہتھیلیاں بھری ہوئی اور گداز تھیں۔

٥٩١١، ٥٩١٢- وقال أَبُو هِلاَلٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ - كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شَبِيهًا لَهُ.

[راجع: ٥٩٠٧]

(۱۲-۵۹۱۱) اور ابو ہلال نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ یا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے آپ جیسا پھر میں نے کوئی خوبصورت آدمی نہیں دیکھا۔

٥٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ، وَلَكِنَّهُ قَالَ: ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي)).

[راجع: ١٥٥٥]

(۵۹۱۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے ابن عون نے اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا اور کسی نے کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہو گا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے تو نہیں سنا البتہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا ہو تو اپنے صاحب (خود آنحضرت ﷺ) کو دیکھو (کہ آپ بالکل ان کے ہم شکل ہیں) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے ہیں بال گھونگھریالے جیسے اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس نالے وادی ازرق نامی میں لبیک کہتے ہوئے اتر رہے ہیں ان کے سرخ اونٹ کی نکیل کی رسی کھجور کی چھال کی ہے۔

٦٩- باب التَّلْبِيدِ

باب خطمی (یا گوند وغیرہ) سے بالوں کو جمانا

٥٩١٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَنْ ضَفَرَ فَلْيَحْلِقْ، وَلاَ تَشَبَّهُوا بِالتَّلْبِيدِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُلَبِّدًا. [راجع: ١٥٤٠]

(۵۹۱۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ جو شخص سر کے بالوں کو گوند لے (وہ حج یا عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈائے) اور جیسے احرام میں بالوں کو جما لیتے ہیں غیر احرام میں نہ جماؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نے تو آنحضرت ﷺ کو بال جماتے دیکھا۔

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے گویا آنحضرت ﷺ کا واقعہ بیان کر کے اپنے والد کا رد کیا کہ انہوں نے تلبید سے منع کیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے تلبید کی' بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب نہ تھا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر احرام میں احرام والوں کی مشابہت کر کے تلبید نہ کرو۔

٥٩١٥- حَدَّثَنِي حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ)) لاَ يَزِيدُ عَلَى هَؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ. [راجع: ١٥٤٠]

(۵۹۱۵) مجھ سے حبان بن موسیٰ اور احمد بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا' آپ نے اپنے بال جما لئے تھے اور احرام کے وقت یوں آپ لبیک کہہ رہے تھے۔ "لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک" ان کلمات کے اوپر اور کچھ آپ نہیں بڑھاتے تھے۔

٥٩١٦- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلاَ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ)). [راجع: ١٥٦٦]

(۵۹۱۶) مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ لوگ عمرہ کر کے احرام کھول چکے ہیں حالانکہ آپ نے احرام نہیں کھولا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیونکہ میں نے اپنے سر کے بال جما لیے ہیں اور اپنی ہدی (قربانی کے جانور) کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے۔ اس لیے جب تک میری قربانی کا نحر نہ ہو لے میں احرام نہیں کھول سکتا۔

روایت میں بال جمانے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٠- باب الْفَرْقِ

باب (سر میں بیچوں بیچ بالوں میں) مانگ نکالنا

٥٩١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. [راجع: ٣٥٥٨]

(۵۹۱۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شہاب نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو اگر کسی مسئلہ میں کوئی حکم معلوم نہ ہوتا تو آپ اس میں اہل کتاب کے عمل کو اپناتے تھے۔ اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اہل کتاب کی موافقت میں) پہلے سر کے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے لیکن بعد میں آپ بیچ میں سے مانگ نکالنے لگے۔

تشریح: ٹھکانے سے سر کے بال مسنون طریقہ پر رکھنا ہر طرح سے بہتر ہے مگر آج کل جو فیشن کی وبا چلی ہے خاص طور پر ہپی ازم بال رکھ کر صورت کو بگاڑنے کا جو فیشن چل پڑا ہے یہ حد درجہ گناہ اور خلقت الٰہی کو بگاڑنا اور کفار کے ساتھ مشابہت رکھنا ہے۔ نوجوانان اسلام کو ایسی غلط روش کے خلاف جہاد کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا فیشن خود غیروں کی نظر میں بھی معیوب ہے' اس لیے مسلمانوں کو ہرگز اسے اختیار نہ کرنا چاہئے۔

٥٩١٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۹۱۸) ہم سے ابو الولید اور عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا' ان دونوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم بن عتیبہ نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جیسے میں اب بھی آنحضرت ﷺ کی مانگ میں احرام کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن رجاء نے (اپنی روایت میں) "مفرق النبی ﷺ" (واحد کے صیغہ کے ساتھ) بیان کیا یعنی مانگوں کی جگہ صرف لفظ مانگ استعمال کیا۔

ہر دو احادیث میں باب کی مطابقت ظاہر ہے۔

٧١- باب الذَّوَائِبِ

باب گیسوؤں کے بیان میں

یعنی بالوں کی لٹیں۔

٥٩١٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا

(۵۹۱۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے فضل بن عنبسہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی' کہا ہم کو ابو البشر

أَبُو بِشْرٍ. وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، خَالَتِي وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ: فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، بِهَذَا وَقَالَ: بِذُؤَابَتِي أَوْ بِرَأْسِي. [راجع: ١١٧]

جعفر نے خبردی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے قریبہ بن سعید نے کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا' ان سے ابو بشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس رات انہیں کے ہاں باری تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے بالوں کی ایک لٹ پکڑی اور مجھے اپنی داہنی طرف کر دیا۔

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی' پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ میری چوٹی پکڑ کر یا میرا سر پکڑ کر آپ نے مجھے اپنے داہنے جانب کر دیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گیسو والے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بال پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ اس لیے کہ ان کا بائیں طرف کھڑا ہونا غلط تھا۔ ایسی حالت میں مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ بدعتی قبر پرست پیر زادوں کا سجادہ نشینوں کی طرح گیسو رکھ کر ان کو کاندھوں سے بھی نیچے تک لٹکانا اور ریاکاری کے لیے اپنے کو پیر درویش ظاہر کرنا یہ وہ بدترین حرکت ہے جس سے اہل اسلام کو سخت پرہیز کی ضرورت ہے۔ بلکہ ایسے پیروں اور فقیروں اور مکاروں کے جال میں ہرگز نہ آنا چاہیے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نہ باید داد دست

٧٢- باب الْقَزَعِ

باب قزع یعنی کچھ سر منڈانا کچھ بال رکھنے کے بیان میں

اسی کو عربی میں قزع کہتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا یہ مرد اور عورت اور لڑکے سب کے لیے مکروہ ہے اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

٥٩٢٠- حدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ؟ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: قُلْتُ

(٥٩٢٠) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا کہ مجھے مخلد بن یزید نے خبر دی' کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبید اللہ بن حفص نے خبر دی' انہیں عمرو بن نافع نے خبر دی' انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے "قزع" سے منع فرمایا۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ پھر عبید اللہ نے ہمیں اشارہ سے بتایا کہ نافع نے کہا کہ

وَمَا الْقَزَعُ؟ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَهُنَا شَعْرَةً وَهَهُنَا وَهَهُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ، وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ قِيلَ لِعُبَيْدِ اللهِ. فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ: لَا أَدْرِي هَكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ : أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ، فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلَكِنِ الْقَزَعُ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعْرٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ شِقُّ رَأْسِهِ هَذَا و هَذَا.

[طرفه في: ٥٩٢١].

بچہ کا سر منڈاتے وقت کچھ بال یہاں چھوڑ دے اور کچھ بال وہاں چھوڑ دے۔ (تو اسے قزع کہتے ہیں) اسے عبیداللہ نے پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں اس کی صورت بتائی۔ عبیداللہ نے اس کی تفسیریوں بیان کی یعنی پیشانی پر کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں اور سر کے دونوں کونوں پر کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں پھر عبیداللہ سے پوچھا گیا کہ اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ نافع نے صرف لڑکے کا لفظ کہا تھا۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن نافع سے دوبارہ اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی کنپٹی یا گدی پر چوٹی کے بال اگر چھوڑ دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن "قزع" یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دیئے جائیں اور باقی سب منڈوائے جائیں اسی طرح سر کے اس جانب میں اور اس جانب میں۔

بال چھوڑنے کو قزع کہتے ہیں۔

٥٩٢١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.[راجع: ٥٩٢٠]

(۵۹۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "قزع" سے منع فرمایا تھا۔

٧٣- باب تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

باب عورت کا اپنے ہاتھ سے اپنے خاوند کو خوشبو لگانا

٥٩٢٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ.

(۵۹۲۲) مجھ سے احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی' انہیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے خبر دی' انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام میں رہنے کے لیے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور میں نے اسی طرح (دسویں تاریخ کو) منیٰ میں طواف زیارت کرنے

[راجع: ١٥٣٩] سے پہلے اپنے ہاتھ سے آپ کو خوشبو لگائی۔

٧٤- باب الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

باب سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

٥٩٢٣- حدَّثني إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ.

(۵۹۲۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' انہیں عبدالرحمن بن اسود نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ خوشبو کی چمک میں آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں دیکھتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کو خوشبو بہت ہی محبوب تھی۔ اس لیے کہ عالم بالا سے آپ کا تعلق ہر وقت رہتا تھا خاص طور پر حضرت جبرئیل علیہ السلام بکثرت حاضر ہوتے رہتے تھے اس لیے آپ کا پاک صاف معطر رہنا ضروری تھا۔ ﷺ۔

٧٥- باب الامْتِشَاطِ

باب کنگھا کرنا

٥٩٢٤- حدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى فَقَالَ: ((لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الأَبْصَارِ)). [طرفاه في: ٦٢٤١، ٦٩٠١]

(۵۹۲۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ کے دیوار کے ایک سوراخ سے گھر کے اندر دیکھا آنحضرت ﷺ اس وقت اپنا سر کنگھے سے کھجلا رہے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا ارے اذن لینا تو اس کے لیے ہے کہ آدمی کی نظر (کسی کے) ستر پر نہ پڑے۔

تشریح: جب بغیر اجازت دیکھ لیا تو پھر اذن کی کیا ضرورت رہی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانکے اور گھر والا کچھ پھینک کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو گھر والے کو کچھ تاوان نہ دینا ہو گا مگر یہ دور اسلامی کی باتیں ہیں انفرادی طور پر کسی کا ایسا کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

٧٦- باب تَرْجِيلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

باب حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

٥٩٢٥- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

(۵۹۲۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے خبر دی' انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حالت حیض کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھا کرتی تھی۔

- حدَّثنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٩٥]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح یہ حدیث بیان کی۔

٧٧- باب التَّرْجِيلِ والتيمن فيه

باب بالوں میں کنگھا کرنا

٥٩٢٦- حدَّثنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنَ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرَجُّلِهِ وَوُضُوئِهِ. [راجع: ١٦٨]

(۵۹۲۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اشعث بن سلیم نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ہر کام میں جہاں تک ممکن ہوتا داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے' کنگھا کرنے اور وضو کرنے میں بھی۔

آپ دائیں طرف سے شروع کرتے تھے۔

٧٨- باب مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

باب مشک کا بیان

اس کا پاک ہونا۔

٥٩٢٧- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلاَّ الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)). [راجع: ١٨٩٤]

(۵۹۲۷) مجھ سے عبداللہ بن محمد ہمدانی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن المسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوا روزہ کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔

تشریح: روزہ ایسا عمل ہے کہ آدمی اس میں خالص خدا کے ڈر سے کھانے پینے اور شہوت رانی سے باز رہتا ہے اور دوسرا کوئی آدمی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا اس لیے اس کا ثواب بھی بڑا ہے ایسے پاک عمل کی تشبیہ مشک سے دی گئی یہی مشک کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ مجتہد اعظم حضرت امام بخاری کا یہ اجتہاد بالکل درست ہے۔

٧٩- باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيب

باب خوشبو لگانا مستحب ہے

٥٩٢٨- حدَّثنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ بن عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبَ

(۵۹۲۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے عثمان بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت عمدہ سے

مَا أَجِدُ. [راجع: ١٥٣٩]

عمدہ خوشبو جو مل سکتی تھی، وہ لگاتی۔

٨٠- باب مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيبَ

باب خوشبو کا پھیر دینا منع ہے

٥٩٢٩- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ. [راجع: ٢٥٨٢]

(۵۹۲۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (جب ان کو) خوشبو (ہدیہ کی جاتی تو) آپ وہ واپس نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے کہ نبی کریم ﷺ بھی خوشبو کو واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

٨١- باب الذَّرِيرَةِ

باب ذریرہ کا بیان

جو ایک قسم کی مرکب خوشبو ہوتی ہے۔

٥٩٣٠- حدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالإِحْرَامِ.

[راجع: ١٥٣٩]

(۵۹۳۰) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا یا محمد بن یحییٰ دیلی نے، انہیں عثمان بن ہیثم نے (امام بخاری کو شک ہے) ان سے ابن جریج نے انہوں نے کہا مجھ کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے عروہ اور قاسم دونوں سے سنا، وہ دونوں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولتے اور احرام باندھنے کے وقت اپنے ہاتھ سے ذریرہ (ایک قسم کی مرکب) خوشبو لگائی تھی۔

٨٢- باب الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

باب حسن کے لیے جو عورتیں دانت کشادہ کرائیں

٥٩٣١- حدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ، لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ تَعَالَى، مَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ

(۵۹۳۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے لیے گودنے والیوں، گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر، اور دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی خلقت کو بدلیں ان سب پر لعنت بھیجی ہے، میں بھی کیوں نہ ان لوگوں پر لعنت کروں جن پر رسول کریم ﷺ

الرَّسُولُ فَخُذُوهُ - إلى - فانتهوا﴾. [راجع: ٤٨٨٦]

نے لعنت کی ہے اور اس کی دلیل کہ آنحضرت ﷺ کی لعنت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت وما اتکم الرسول فخذوہ ہے۔

تشریح اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں فرمایا کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ تم کو دیں تو تم اسے تسلیم کر لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارشادات نبوی کو جن کا دوسرا نام حدیث ہے تسلیم کرنا فرض ہے۔ اس سے گروہ منکرین حدیث نبوی کا رد ہوا جو حدیث نبوی کا انکار کر کے قرآن کو اپنی خواہش کے مطابق بنانا چاہتے ہیں' اللہ اس گمراہ فرقے سے محفوظ رکھے۔ اس دور آزادی میں ایسے لوگوں نے کافی فتنہ برپا کیا ہوا ہے جو عامۃ المسلمین کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں' ان میں بعض لوگ تین وقت کی نماز بعض دو وقت کی نمازوں کے قائل ہیں اور نماز کو بھی اپنی خواہش کے مطابق غلط سلط ڈھال لیا ہے۔ ھداھم اللہ۔

٨٣- باب وَصْلِ فِي الشَّعَرِ

باب بالوں میں الگ سے بناوٹی چٹیا لگانا اور دوسرے بال جوڑنا

٥٩٣٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ : وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ: ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ)).[راجع: ٣٤٦٨]

(۵۹۳۲) ہم سے اسماعیل بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے حج کے سال میں سنا وہ مدینہ منورہ میں منبر پر یہ فرما رہے تھے انہوں نے بالوں کی ایک چوٹی جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھی لے کر کہا کہاں ہیں تمہارے علماء میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ اس طرح بال بنانے سے منع فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیئے۔

٥٩٣٣- وقال ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)).

(۵۹۳۳) اور ابن ابی شیبہ نے بیان کیا' ان سے یونس بن محمد نے بیان کیا' ان سے فلیح نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں پر اور لگوانے والیوں پر اور گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٣٤- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ

(۵۹۳۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے حسن بن مسلم بن

مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعْرُهَا، فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)).
تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ.
[راجع: ٥٢٠٥]

نیاق سے سنا' وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے' اس کے گھر والوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا دیں۔ اس لئے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی ابان بن صالح سے' انہوں نے حسن بن مسلم سے' انہوں نے صفیہ سے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

٥٩٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي، ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا؟ فَسَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.
[طرفاه في : ٥٩٣٦، ٥٩٤١].

(۵۹۳۵) مجھ سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ نے بیان کیا' ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا شوہر مجھ پر اس کے معاملہ میں زور دیتا ہے۔ کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں کو برا کہا۔ ان پر لعنت بھیجی۔

٥٩٣٦- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. [راجع: ٥٩٣٥]

(۵۹۳۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کی بیوی فاطمہ نے' ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٣٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ

(۵۹۳۷) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو عبید اللہ عمری نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)). قَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

[أطرافه في: ٥٩٤٠، ٥٩٤٢، ٥٩٤٧].

فرمایا اللہ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں پر' جڑوانے والیوں پر' گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ نافع نے کہا کہ "گودنا کبھی مسوڑے پر بھی گودا جاتا ہے۔"

٥٩٣٨- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهُ الزُّورَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ. [راجع: ٣٤٦٨]

(۵۹۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ بنی اللہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کے کہا کہ یہ یہودیوں کے سوا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے زور یعنی فریبی فرمایا یعنی جو بالوں میں جوڑ لگائے تو ایسا آدمی مرد ہو یا عورت وہ مکار ہے جو اپنے مکر و فریب پر اس طور پر پردہ ڈالتا ہے۔

٨٤- باب الْمُتَنَمِّصَاتِ

باب چہرے پر سے روئیں اکھاڑنے والیوں کا بیان

٥٩٣٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: لَعَنَ عَبْدُ اللهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوبَ: مَا هَذَا؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَمَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي كِتَابِ اللهِ قَالَتْ: وَاللهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ: وَاللهِ لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾.

[راجع: ٤٨٨٦]

(۵۹۳۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر نے خبر دی' انہیں منصور نے' انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے کہ عبداللہ بن مسعود بنی اللہ نے خوبصورتی کے لیے گودنے والیوں' چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں' ان سب پر لعنت بھیجی تو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود بنی اللہ نے کہا آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور کتاب اللہ میں اس پر لعنت موجود ہے۔ ام یعقوب نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے پورا قرآن مجید پڑھ ڈالا اور کہیں بھی ایسی کوئی آیت مجھے نہیں ملی۔ عبداللہ بن مسعود بنی اللہ نے کہا اللہ کی قسم اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم کو یہ آیت معلوم نہیں وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا یعنی "اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے بھی تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔"

٨٥- باب الْمَوْصُولَةِ

باب جس عورت کے بالوں میں دوسرے کے بال جوڑے جائیں

٥٩٤٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. [راجع: ٥٩٣٧]

(۵۹۴۰) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' ان سے عبدہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی' گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤١- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَأَمَّرَقَ شَعَرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ)).

[راجع: ٥٩٣٥]

(۵۹۴۱) ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگایا جائے' دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

آج کل تو مصنوعی داڑھیاں تک چل گئی ہیں بعض ملکوں میں امام' خطیب یہ استعمال کرتے سنے گئے ہیں ایسے لوگوں کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے جو احکام اسلام کی اس قدر تحقیر کرتے ہیں۔

٥٩٤٢- حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ وَالْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ)) يَعْنِي لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٥٩٣٧]

(۵۹۴۲) مجھ سے یونس بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' یا (راوی نے اس طرح بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا گودنے والی' گدوانے والی' مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ

(۵۹۴۳) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہیں منصور

مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَ الْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ مَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ فِي كِتَابِ اللهِ؟

[راجع: ٤٨٨٦]

نے' انہیں ابراہیم نخعی نے' انہیں علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں' لعنت بھیجی ہے پھر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔

یہاں بس آیت ﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: ۷) کی طرف اشارہ ہے

٨٦- باب الْوَاشِمَةِ

باب گودنے والی کے بارے میں

٥٩٤٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)). وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

(۵۹۴۴) مجھ سے یحییٰ بن ابی بشیر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور آنحضرت ﷺ نے گودنے سے منع فرمایا۔

تشریح: جو لوگ نظر لگنے کو غلط جانتے ہیں وہ بے وقوف ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نظر میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اثر رکھے ہیں مسمریزم کا جادو صرف نظر کے اثر سے ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا وہی حق ہے۔ اب جس قدر فلسفہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر معلوم ہوتا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو چودہ سو برس پہلے لایا گیا تھا وہ برحق ہے دیکھو اگلے حکیم یہ سمجھتے تھے کہ تارے آسمان میں گڑے ہوتے ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت ﴿ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴾ (الانبیاء: ۳۳) کی تاویل کرتے تھے اب نئے فلسفہ سے معلوم ہوا کہ ان حکیموں کا خیال غلط تھا تارے کھلی فضا میں پھر رہے ہیں اسی طرح سے ﴿ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ ﴾ (الحجر: ۲۲) کا مطلب اگلے حکیم نہیں سمجھتے تھے' اب معلوم ہوا کہ ہوا میں نر درخت کا مادہ اڑ کر مادہ درخت میں جاتا ہے گویا ہوائیں مادہ درختوں کو حاملہ بناتی ہیں۔ لواقح کے یہی معنی ہیں حاملہ کرنے والیاں۔ قرآن میں شراب قلیل وبشرب کو حرام کر دیا گیا اس کو رجس فرمایا (اگلے حکیم کہتے تھے تھوڑی شراب کو کیوں حرام کیا اس سے نشہ نہیں ہوتا بلکہ قوت ہوتی ہے اب یہ غلط نکلی کیونکہ تھوڑی شراب پیتے ہی آدم کو اپنے اوپر قدرت نہیں رہتی وہ زیادہ پی لیتا ہے اور اپنے تئیں خراب کرتا ہے۔ قرآن مجید میں چار بیویوں تک کی اور ضرورت کے وقت طلاق دینے کی اجازت ہوئی اب تمام ملک کے عقلاء تسلیم کرتے جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو حکم دیا گیا وہی قرین مصلحت ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنی اپنی قوموں میں اسی کو رواج دیں۔ وقس علی هذا (از حضرت مولانا وحید الزماں صاحب رحمہ اللہ)

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ، حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ : سَمِعْتُهُ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور کی حدیث ذکر کی جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو

مِنْ أُمِّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ. [راجع: ٥٧٤٠]

عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے بھی منصور کی حدیث کی طرح ام یعقوب سے سنا ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی تھیں۔

٥٩٤٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ، وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ. [راجع: ٢٠٨٦]

(٥٩٤٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے خون کی قیمت' کتے کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اور سود لینے والے اور دینے والے گودنے والی اور گدوانے والی (پر لعنت بھیجی)

٨٧- باب الْمُسْتَوْشِمَةِ

باب گدوانے والی عورت کی برائی کا بیان

٥٩٤٦- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ. قَالَ: مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ: ((لاَ تَشِمْنَ وَلاَ تَسْتَوْشِمْنَ)).

(٥٩٤٦) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے عمارہ نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو گودنے کا کام کرتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے (اور اس وقت موجود صحابہ سے) کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی نے کچھ نبی کریم ﷺ سے گودنے کے متعلق سنا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا امیرالمؤمنین! میں نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا سنا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ گودنے کا کام نہ کرو اور نہ گدواؤ۔

٥٩٤٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. [راجع: ٥٩٣٧]

(٥٩٤٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ نے خبر دی' کہا مجھ کو خبر دی نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ

(٥٩٤٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود

اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. مَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ. [راجع: ٤٨٨٦]

رضی اللہ عنہ نے کہ گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر' بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے پھر میں بھی کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔

تشریح آیت شریف ﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: ۷) کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ تم کو حکم فرمائیں اسے بجالاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اس کے تحت اجمالی طور پر سارے اوامر اور نواہی داخل ہیں آج کا فیشن جو مردوں اور عورتوں نے اپنایا ہے جو عریانیت کا مرقع ہے وہ سب اس لعنت کے تحت داخل ہے۔

سند میں مذکور علقمہ بن وقاص لیثی ہیں جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے اور غزوۂ خندق میں شریک ہوئے' عبدالملک بن مروان کے عہد میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کتاب اللہ میں مذکور ہونے سے وہ آیت مراد ہے جس میں ہے ﴿ وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ﴾ یعنی جو رسول کریم ﷺ جو ہدایت تم کو دیں اسے قبول کر لو اور جن کاموں سے آپ منع فرمائیں ان سے رک جاؤ۔ اس میں جملہ اوامر اور نواہی داخل ہیں حدیث میں مذکورہ نواہی بھی اسی آیت کے ذیل میں ہیں۔

۸۸- باب التَّصَاوِيرِ

باب تصویریں بنانے کے بیان میں

٥٩٤٩- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ تَصَاوِيرُ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ٣٢٢٥]

(۵۹۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں ہوں۔ اور لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا' پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی ہے۔

تشریح بعضوں نے کہا فرشتوں سے حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہما السلام مراد ہیں مگر اس صورت میں یہ امر خاص ہو گا آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ سے کیونکہ آپ کی وفات پر وحی اترنا موقوف ہو گیا اور ان فرشتوں کا آنا بھی۔ وہ فرشتے مراد نہیں ہیں جو ہر آدمی پر معین ہیں یا جو فرشتے مامور بکار حکم الٰہی سے بھیجے جاتے ہیں۔ مورت سے مراد جاندار کی مورت ہے۔ ایک نیچری صاحب نے مجھ سے اعتراض کیا کہ جب کتا رکھنے سے فرشتے پاس نہیں آتے تو ہم ایک کتا ہمیشہ اپنے پاس رکھیں گے تاکہ موت کا فرشتہ ہمارے پاس آہی نہ سکے۔ میں نے ان کو جواب دیا اگر تم ایسا ہی کرو گے تو تمہاری جان نکالنے کے لیے وہ فرشتہ آئے گا جو کتوں کی جان نکالتا

ہے' اس پر وہ لاجواب ہو گئے۔ لیث بن سعد کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔

٨٩- باب عَذَابِ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب مورتیں بنانے والوں پر قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ہو گا

٥٩٥٠- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ)).

(۵۹۵۰) ہم سے حمیدی عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا اور ان سے مسلم بن صبیح نے بیان کیا کہ ہم مسروق بن اجدع کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے۔ مسروق نے ان کے گھر کے سائبان میں تصویریں دیکھیں تو کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کے پاس قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہو گا۔

٥٩٥١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)). [طرفه في : ٧٥٥٨].

(۵۹۵۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ مورتیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا ہے اب اس میں جان بھی ڈالو۔

تشریح مراد وہ مورتیں ہیں جو پوجنے کے لیے بنائی جائیں ایسی مورتیں بنانے والے تو کافر ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اگر پوجنے کے لیے نہ بنائیں تب بھی جاندار کی مورت بنانا کبیرہ گناہ ہے' اس کو سخت عذاب ہو گا ۔ بے جان اشیاء کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے مگر جاندار کا فوٹو کھینچنا بھی ناجائز ہے۔

٩٠- باب نَقْضِ الصُّوَرِ

باب تصویروں کو توڑنے کے بیان میں

٥٩٥٢- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلاَّ نَقَضَهُ.

(۵۹۵۲) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا' ان سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے عمران بن حطان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں جب بھی کوئی چیز ایسی ملتی جس پر صلیب کی مورت بنی ہو (جیسے نصاریٰ رکھتے ہیں) تو اس کو توڑ ڈالتے۔

تشریح: حالانکہ صلیب جاندار چیز نہیں ہے مگر نصاریٰ خصوصاً رومن کیتھولک صلیب کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ اس کو جہاں پاتے توڑ ڈالتے' اللہ کے سوا جو چیز پوجی جائے اس کا یہی حکم ہے' اس کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دینا چاہیئے تاکہ دنیا میں شرک نہ پھیلے۔ صلیب پر تعزیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیئے۔ صلیب تو ایک پیغمبر کے واقعہ کی تصویر ہے اور تعزیہ میں تو یہ بات بھی نہیں ہے وہ صرف ایک مقبرہ کی مثل ہوتی ہے لیکن عوام اس کی پرستش کرتے ہیں' اس کے سامنے جھکتے ہیں' اس پر نذر ونیاز چڑھاتے ہیں' اسی طرح سدے علم وغیرہ ان سب کا توڑ پھینکنا ضروری ہے۔ اسلامی شریعت میں اللہ کے سوا کسی کی پوجا جائز نہیں ہے جن بزرگوں اور اولیاء کی قبور مثل مساجد بنا کر پرستش گاہ بنی ہوئی ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو بلند قبر دیکھیں اس کو برابر کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں ابوالہیاج اسدی کو بھی یہی حکم دیا تھا۔

٥٩٥٣- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ فَرَأَى أَعْلاَهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً))، ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ : يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

[طرفه في : ٧٥٥٩].

(۵۹۵۳) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے' کہا ہم سے عمارہ نے' کہا ہم سے ابوزرعہ نے' کہا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک دانہ پیدا کرے' ایک چیونٹی پیدا کرے۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابوہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے گویا اس حدیث سے یہ استنباط کیا جس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ سفید پیشانی' سفید ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے اٹھیں گے تو جہاں تک وضو میں اعضاء زیادہ دھوئے جائیں گے وہیں تک سفیدی پہنچے گی یا اس آیت سے استنباط کیا ﴿ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ ﴾ (الکہف : ۳۱) یعنی جنت میں اہل جنت کو سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔ غزوۂ خیبر کے سال اسلام لائے' خدمت نبوی میں ہر وقت حاضر رہتے۔ مدینہ میں سنہ ۵۹ھ بعمر ۷۸ سال وفات پائی۔ ۵۳۷۴ احادیث نبوی کے حافظ تھے۔

٩١- باب مَا وُطِيءَ مِنَ التَّصَاوِيرِ

باب اگر مورتیں پاؤں کے تلے روندی جائیں تو ان کے رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے

٥٩٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمنِ

(۵۹۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا' ان

بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَتَكَهُ وَقَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللهِ)). قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً، أَوْ وِسَادَتَيْنِ. [راجع: ٢٤٧٩]

دنوں مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر عالم فاضل نیک کوئی آدمی نہیں تھا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (قاسم بن ابی بکر) سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول کریم ﷺ سفر (غزوہ تبوک) سے تشریف لائے تو میں نے اپنے گھر کے سائبان پر ایک پردہ لٹکا دیا تھا' اس پر تصویریں تھیں جب آپ نے دیکھا تو اسے کھینچ کے پھینک دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی طرح خود بھی بناتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے پھاڑ کر اس پردہ کی ایک یا دو توشک بنا لیں۔

تشریح: یا ایک یا دو تکیے بنالئے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان پر آرام فرمایا کرتے تھے' باب کا مطلب اسی سے ظاہر ہے۔ حضرت علی بن عبداللہ مدینی حضرت امام بخاری کے استاد محترم حافظ حدیث ہیں۔ امام نسائی نے سچ کہا کہ ان کی پیدائش ہی خدمت حدیث کے لیے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ سنہ ۲۳۲ھ میں بعمر سنہ ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ۔

٥٩٥٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ. [راجع: ٢٤٧٩]

(۵۹۵۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ سفر سے آئے اور میں نے پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں' آنحضرت ﷺ نے مجھے اس کے اتار لینے کا حکم دیا تو میں نے اسے اتار لیا۔

٥٩٥٦- وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. [راجع: ٢٥٠]

(۵۹۵۶) اور میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

اللہ پاک نے میاں بیوی کے متعلق فرمایا ﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (البقرۃ: ۱۸۷) وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو جب عورت مرد کے اختلاط کی کیفیت یہ ہے تو میاں بیوی کے ایک برتن سے مل کر غسل کر لینا کون سی تعجب کی بات ہے۔

٩٢- باب مَنْ كَرِهَ الْقُعُودَ عَلَى الصُّوَرِ

باب اس شخص کی دلیل جس نے توشک اور تکیہ اور فرش پر جب اس پر تصویریں بنی ہوئی ہوں بیٹھنا مکروہ رکھا ہے

تشریح: بظاہر باب کی حدیث اگلی حدیث کے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ اگلی حدیث میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ کر گدا بنا ڈالا تو تصویریں بھی پھٹ گئی ہوں گی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ اس پر بیٹھتے ہوں۔ آپ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

٥٩٥٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ،

(۵۹۵۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى اللهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: ((مَا هَذِهِ النُّمْرُقَةُ؟)) قُلْتُ: لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتُوَسَّدَهَا قَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّوَرُ)).

[راجع: ۲۱۰۵]

بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ (اسے دیکھ کر) دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے جو غلطی کی ہے اس سے میں اللہ سے معافی مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ گدا کس لیے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے اور اس پر ٹیک لگانے کے لیے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان مورت کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ اور فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں مورت ہو۔

٥٩٥٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ)) قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلاَّ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ. وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۲۲۵]

(۵۹۵۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے بکیر بن عبداللہ نے' ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔ بسر نے بیان کیا کہ (اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد) پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو ہم ان کی مزاج پرسی کے لیے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازہ پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس پر تصویر ہے۔ میں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب عبیداللہ بن اسود سے کہا کیا زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے پہلے ایک مرتبہ تصویروں کے متعلق حدیث سنائی تھی۔ عبیداللہ نے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں تھا' حدیث بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو مورت کپڑے میں ہو وہ جائز ہے (بشرطیکہ غیر ذی روح کی ہو) اور عبداللہ بن وہب نے کہا' انہیں عمرو نے خبر دی وہ ابن حارث ہیں' ان سے بکیر نے بیان کیا' ان سے بسر نے بیان کیا' ان سے زید نے بیان کیا' ان سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

تشریح: عبداللہ بن وہب کی روایت باب بدأ الخلق میں موصولاً گزر چکی ہے۔ نووی نے کہا احادیث میں جمع کرنا ضروری ہے اس لیے اس حدیث میں جس میں الا رقما فی ثوب ہے یہ معنی کریں گے کہ کپڑے کی وہ نقشی تصویریں جائز ہیں جو غیرذی روح کی ہوں جیسے درخت وغیرہ بلکہ غیرذی روح کی تصویر تو مطلقاً جائز ہے خواہ کپڑے یا کاغذ میں منقوش ہو یا مجسم ہو پھر خاص نقش کا استثناء اس کا کوئی معنی نہ ہو گا۔ ابن عربی نے کہا مجسم تصویر ذی روح کی تو بالاتفاق حرام ہے اور نقشی تصویر اور عکسی فوٹو کی تصاویر میں چار قول ہیں ایک یہ کہ مطلقاً جائز ہے دوسرے یہ کہ مطلقاً منع ہے اور ذی روح تصویروں کے لیے وہ جس طرح بھی تیار کی جائیں یہی قول راجح ہے۔ تیسرا قول یہ کہ اگر گردن تک کی ہو یا اتنے بدن کی جس سے وہ ذی روح جی نہیں سکتا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ چوتھے یہ کہ اگر فرش یا تکیہ پر ہو جس میں اس کی اہانت ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق ہو (جیسے کہ آج کل فوٹو بطور برکت و حسن لٹکائے جاتے ہیں) تو یہ ہرگز جائز نہیں ہے لیکن لڑکیاں جو گڑیا بنا کر کھیلتی ہیں وہ بالاتفاق درست ہیں۔ (وحیدی)

٩٣- باب كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ فِي التَّصَاوِيرِ

٥٩٥٩- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لاَ تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلاَتِي)).

[راجع: ٣٧٤]

باب جہاں تصویر ہو وہاں نماز پڑھنی مکروہ ہے

(۵۹۵۹) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا۔ اسے انہوں نے گھر کے ایک کنارے پر لٹکا دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ پردہ نکال ڈال' اس کی مورت اس نماز میں میرے سامنے آتی ہیں۔ اور دل اچاٹ ہوتا ہے۔

٩٤- باب لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

٥٩٦٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ ﷺ جِبْرِيلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّا لاَ نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلاَ كَلْبٌ)).

[راجع: ٣٢٢٧]

باب فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورتیں ہوں

(۵۹۶۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے' کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ ایک وقت پر جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے یہاں آنے کا وعدہ کیا لیکن آنے میں دیر ہوئی۔ اس وقت پر نہیں آئے تو آنحضرت ﷺ سخت پریشان ہوئے پھر آپ باہر نکلے تو جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں مورت یا کتا ہو۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے جب وقت گزر گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا نہ اس کے فرشتوں کا پھر دیکھا تو چارپائی کے تلے ایک کتے کا پلا پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! یہ پلا کب آیا انہوں نے کہا کہ مجھ کو اللہ کی قسم خبر نہیں آخر اسے وہاں سے نکالا۔

٩٥- باب مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

باب جس گھر میں مورتیں ہوں وہاں نہ جانا

٥٩٦١- حدَّثنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: ((مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟)) فَقَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)) وَقَالَ: ((إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ)). [راجع: ٢١٠٥]

(۵۹۶۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے نافع نے' ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں مورتیں تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں آپ کے چہرے سے ناراضگی پہچان گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ سے اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں' میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ہی اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان مورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اب ان میں جان بھی ڈالو اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں مورت ہوتی ہے اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ جاندار چیزوں کی مورتوں والے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ بظاہر یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکایا تھا اس میں مورتیں تھیں آنحضرت ﷺ ادھر نماز پڑھ رہے تھے اور تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ شاید پردہ پر بے جان چیزوں کی مورتیں ہوں اور باب کی حدیث کا تعلق جاندار کی مورتوں سے ہے۔

٩٦- باب مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

باب مورت بنانے والے پر لعنت ہونا

٥٩٦٢- حدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اشْتَرَى غُلاَمًا حَجَّامًا فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ

(۵۹۶۲) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد (وہب بن عبداللہ) نے کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنا لگاتا تھا پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے خون نکالنے کی

الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. [راجع: ٢٠٨٦]

اجرت، کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے سود لینے والے، دینے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور مورت بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

٩٧- باب مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

باب جو مورت بنائے گا اس پر قیامت کے دن زور ڈالا جائے گا کہ اسے زندہ بھی کرے حالانکہ وہ زندہ نہیں کر سکتا ہے

٥٩٦٣- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلاَ يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى سُئِلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)).
[راجع: ٢٢٢٥]

(۵۹۶۳) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے نضر بن مالک سے سنا، وہ قتادہ سے بیان کرتے تھے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا لوگ ان سے مختلف مسائل پوچھ رہے تھے۔ جب تک ان سے خاص طور سے پوچھا نہ جاتا وہ نبی کریم ﷺ کا حوالہ نہیں دیتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں مورت بنائے گا قیامت کے دن اس پر زور ڈالا جائے گا کہ اسے وہ زندہ بھی کرے حالانکہ وہ اسے زندہ نہیں کر سکتا۔

٩٨- باب الإِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب جانور پر کسی کو اپنے پیچھے بٹھالینا

٥٩٦٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ.

(۵۹۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو صفوان نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی بنی ہوئی کملی پڑی ہوئی تھی آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اس پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

تشریح: اس میں اشارہ ہے کہ جب آدمی اپنی سواری پر بیٹھے تو گویا وہ سواری کا لباس بن جاتا ہے۔ اگر جانور طاقتور ہو تو دو یا تین تک ایک جانور پر سواری کر سکتے ہیں مگر کمزور پر نہیں۔

٩٩- باب الثَّلاَثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ایک جانور سواری پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

٥٩٦٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

(۵۹۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان

بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالآخَرَ خَلْفَهُ. [راجع: ۱۷۹۸]

کیا' کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے (فتح مکہ کے موقع پر) تو بنی عبدالمطلب کی اولاد نے (جو مکہ میں تھی) آپ کا استقبال کیا۔ (یہ سب بچے ہی تھے) آپ نے ازراہ محبت ایک بچے کو اپنے سامنے اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

تشریح: اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھے جس حدیث میں تین آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا منع آیا ہے وہ حدیث ضعیف ہے یا محمول ہے اس حالت پر جب جانور کمزور و ناتواں ہو۔ نووی نے کہا کہ جب جانور طاقت والا ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اس پر تین آدمیوں کا سوار ہونا درست ہے جن دو بچوں کو آپ نے سواری پر بٹھایا تھا وہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل اور قثم تھے۔

۱۰۰- باب حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

باب جانور کے مالک کا دوسرے کو سواری پر اپنے آگے بٹھانا جائز ہے

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلاَّ أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

بعض نے کہا ہے کہ جانور کے مالک کو جانور پر آگے بیٹھنے کا زیادہ حق ہے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے کو (آگے بیٹھنے کی) اجازت دے تو جائز ہے۔

۵۹۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: ذُكِرَ الأَشَرُّ الثَّلاَثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ، أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ؟ [راجع: ۱۷۹۸]

(۵۹۶۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے کہ عکرمہ کے سامنے یہ ذکر آیا کہ تین آدمی جو ایک جانور پر چڑھیں ان میں کون بہت برا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ قثم بن عباس کو اپنی سواری پر آگے اور فضل بن عباس کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ یا قثم پیچھے تھے اور فضل آگے تھے (رضی اللہ عنہم) اب تم ان میں سے کسے برا کہو گے اور کسے اچھا۔

تشریح: یہ کہنا کہ آگے والا برا ہے یا بیچ والا یا پیچھے والا یہ سب غلط ہے۔ ایک سواری پر تین آدمیوں کو ایک ساتھ بٹھانے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ہو۔ اب یہ حالات پر موقوف ہے کہ کس جانور پر کتنے آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی جانور ایک شخص کا بھی بوجھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک کا بیٹھنا بھی اس پر منع ہے۔

۱۰۱- باب إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

باب ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے ایک سواری پر بیٹھ سکتا ہے

۵۹۶۷- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

(۵۹۶۷) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلاَّ آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ))، قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ : ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوهُ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ)).

[راجع: ٢٨٥٦]

کہ میں نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ اسی حالت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا یامعاذ! میں بولا یارسول اللہ ﷺ حاضر ہوں' آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا یامعاذ! میں بولا' یارسول اللہ! حاضر ہوں آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا' یامعاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں' یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خاص اس کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب کہ وہ یہ کام کرلیں۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔

تشریح: حق سے سنت اللہ مراد ہے یعنی اللہ نے یہی قانون بنا دیا ہے کہ اہل توحید بخشے جائیں خواہ جلد یا بدیر اور اہل شرک داخل جہنم کئے جائیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں۔ اس لیے مشرکین پر جنت قطعاً حرام کر دی گئی ہے کتنے نام نہاد مسلمان بھی افعال شرکیہ میں گرفتار ہیں وہ بھی اسی قانون کے تحت ہوں گے۔

١٠٢- باب إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

باب جانور پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا جائز ہے

٥٩٦٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

(٥٩٦٨) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن عباد نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہیں یحییٰ بن ابی اسحاق نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر سے واپس

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّي لَرَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيرُ، وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ، فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهَا أُمُّكُمْ)) فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِينَةَ قَالَ: ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). [راجع: ٣٧١]

آ رہے تھے اور میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور وہ چل رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں کہ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی' میں نے کہا عورت کی خبر گیری کرو پھر میں اتر پڑا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری ماں ہیں پھر میں نے کجاوہ مضبوط باندھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے پھر جب مدینہ منورہ کے قریب ہوئے یا (راوی نے بیان کیا کہ) مدینہ منورہ دیکھا تو فرمایا ہم واپس ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والے ہیں' اسی کو پوجنے والے ہیں' اپنے مالک کی تعریف کرنے والے ہیں۔

۱۰۳- باب الإِسْتِلْقَاءِ، وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الأُخْرَى

باب چت لیٹ کر ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا

بعضوں نے اسے مکروہ سمجھا ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر ان کا رد کیا ہے اور مخالفت کی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے' وہ منسوخ ہے۔

٥٩٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى. [راجع: ٤٧٥]

(۵۹۶۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عباد بن تمیم نے' ان سے ان کے چچا (عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ) نے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں (چت) لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر اٹھا کر رکھے ہوئے تھے۔

لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت اور آداب کے طریقے مراد ہیں۔

۱- باب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسْنًا﴾ [العنكبوت : ۸]

باب احسان اور رشتہ ناطہ پروری کی فضیلت اور اللہ پاک نے (سورۂ لقمان اور احقاف وغیرہ میں) فرمایا کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے

تشریح قرآن مجید کی ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں عبادت الٰہی کے ساتھ والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بعد بندوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے جنت کو والدین کے قدموں کے تلے بتایا گیا ہے اور والدین کو ستانا' ان کی نافرمانی کرنا' ان کی خدمت سے جی چرانا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصیت نامے میں جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو تمہارے اہل و عیال سے یا تمہارے مال سے تم کو جدا کر دیں۔

۵۹۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَيْزَارٍ، أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ : أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: ((الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ)) قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. [راجع: ۵۲۷]

(۵۹۷۰) ہم سے ابو الولید ہشام نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے کہا کہ مجھے ولید بن عیزار نے خبر دی' کہا کہ میں نے ابو عمرو شیبانی سے سنا' کہا کہ ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ان کاموں کے متعلق بیان کیا اور اگر میں اسی طرح سوال کرتا رہتا تو آپ جواب دیتے رہتے۔

۲- باب مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟

باب رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟

۵۹۷۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟

(۵۹۷۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں

قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوكَ)). وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ. مِثْلَهُ.

نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا باپ ہے۔ ابن شبرمہ اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو زرعہ نے اسی کے مطابق بیان کیا۔

معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے تین حصہ زیادہ ہے کیونکہ صنف نازک ہے' اسے اپنے جوان بیٹے کا بڑا سہارہ ہے لہٰذا وہ بہت ہی بڑا حق رکھتی ہے۔

٣- باب لاَ يُجَاهِدُ إِلاَّ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ

باب والدین کی اجازت کے بغیر کسی کو جہاد کے لیے نہ جانا چاہیئے

٥٩٧٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالاَ : حَدَّثَنَا حَبِيبٌ ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أُجَاهِدُ؟ قَالَ: ((أَلَكَ أَبَوَانِ؟)) قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)).

[راجع: ٣٠٠٤]

(۵۹۷۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان اور شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حبیب نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں حبیب نے' انہیں ابو عباس نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے ماں باپ موجود ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔

تشریح یعنی انہیں کی خدمت میں کوشش کرتے رہو تم کو اس سے جہاد کا ثواب ملے گا۔ مراد وہی جہاد ہے جو فرض کفایہ ہے کیونکہ فرض کفایہ دوسرے لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا مگر اس کے ماں باپ کی خدمت اس کے سوا کون کرے گا۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

٤- باب لاَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

باب کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی گلوچ نہ دے

یعنی گالی نہ دلوائے کہ وہ کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور اس کے جواب میں اپنے ماں باپ کو گالی سنے۔

٥٩٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ

(۵۹۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آنحضرت

الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ)).

ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

اسی لیے کہا گیا ہے

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

٥- باب إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

باب جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے

٥٩٧٤- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلاَثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا للهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَأَى بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلاَبِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ

(۵۹۷۴) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی' انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے مڑ کر پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کئے ہیں ان میں ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو تاکہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین تھے اور بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آکر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جاڈالا چنانچہ میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں سونے میں جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے ۔لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے

أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ، وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ اتَّقِ اللهَ وَلاَ تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا، فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ وَلاَ تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ وَلاَ تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ: إِنِّي لاَ أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللهُ عَنْهُمْ)).

[راجع: ٢٢١٥]

لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا' وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا پھر جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی (چٹان کو ہٹا کر) پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے اس بچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چرواہا کر لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔

تشریح: اس حدیث سے نیک کاموں کو بوقت دعا بطور وسیلہ پیش کرنا جائز ثابت ہوا۔ آیت ﴿ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ﴾ (المائدۃ: ٣٥) کا یہی مطلب ہے۔ نیک لوگوں کا وسیلہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہوں تو ان سے دعا کرائی جائے' مردوں کا وسیلہ بالکل بے ثبوت چیز ہے جس سے پرہیز کرنا فرض ہے۔

٦- باب عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

٥٩٧٥- حدَّثنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)).

[راجع: ٨٤٤]

باب والدین کی نافرمانی بہت ہی بڑے گناہوں میں سے ہے

(۵۹۷۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے مسیب نے' ان سے وراد نے اور ان سے حضرت مغیرہ بنالٹنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کے حقوق) نہ دینا اور ناحق ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے' لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل و قال (فضول باتیں) کثرت سوال اور مال کی بربادی کو بھی ناپسند کیا ہے۔

٥٩٧٦- حدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ))، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ)). فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ : لاَ يَسْكُتُ.

[راجع: ٢٦٥٤]

(۵۹۷۶) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد واسطی نے بیان کیا' ان سے جریری نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد بنالٹنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آنحضرت ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔

٥٩٧٧- حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) فَقَالَ:

(۵۹۷۷) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کبائر کا ذکر کیا یا (انہوں نے کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے کبائر کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' کسی کی (ناحق)

((أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّورِ - أَوْ قَالَ - شَهَادَةُ الزُّورِ))، قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ)).

جان لینا' والدین کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتا دوں؟ فرمایا کہ جھوٹی بات یا فرمایا کہ جھوٹی شہادت (سب سے بڑا گناہ ہے) شعبہ نے بیان کیا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی گواہی فرمایا تھا۔

٧- باب صِلَةِ لِلْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

باب والد کافر یا مشرک ہو تب بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا

٥٩٧٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهَا: ﴿لاَ يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾.

[راجع: ٢٦٢٠]

(۵۹۷۸) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی' انہیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ میری والدہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں' وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین یعنی اللہ پاک تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔

تشریح: یہ قرآن پاک کی وہ زبردست آیت کریمہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو جوڑتی ہے اور باہمی جھگڑوں کو کالعدم قرار دیتی ہے۔ مسلمانوں کی جنگ جارحانہ نہیں بلکہ صرف مدافعانہ ہوتی ہے۔ صاف ارشاد باری ہے۔ ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (الانفال: ٦١) اگر تمہارے مخالفین تم سے بجائے جنگ کے صلح کے خواہاں ہوں تو تم بھی فوراً صلح کے لیے جھک جاؤ کیونکہ اللہ کے ہاں جنگ بہرحال ناپسند ہے۔

٨- باب صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

باب اگر خاوند والی مسلمان عورت اپنی کافر ماں کے ساتھ نیک سلوک کرے

٥٩٧٩- وَقَالَ اللَّيْثُ: حدّثني هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَدِمَتْ أُمِّي وَهْيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ، وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِيهَا

(۵۹۷۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ہشام نے بیان کیا' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میری والدہ مشرکہ تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں اپنے والد کے ساتھ (مدینہ منورہ) آئیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے

فاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهْيَ رَاغِبَةٌ قَالَ : ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)).

[راجع: ٢٦٢٠]

ان کے متعلق پوچھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے الگ ہیں (کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

٥٩٨٠- حدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ : فَمَا يَأْمُرُكُمْ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ؟ فَقَالَ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ. [راجع: ٧]

(۵۹۸۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے اسے بتایا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ ہمیں نماز' صدقہ' پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

٩- باب صِلَةِ الأَخِ الْمُشْرِكِ

باب کافر و مشرک بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

٥٩٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْتَعْ هَذِهِ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ، مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا، وَلَكِنْ تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا)) فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

[راجع: ٨٨٦]

(۵۹۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سیراء کا (ایک ریشمی) حلہ بکتے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفود آئیں تو اسے پہنا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس اسی قسم کے کئی حلے آئے تو آنحضرت ﷺ نے اس میں سے ایک حلہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اسے کیسے پہن سکتا ہوں جبکہ آنحضرت ﷺ اس کے متعلق پہلے ممانعت فرما چکے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا کسی دوسرے کو پہنا دو چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ مکرمہ میں تھے اور اسلام نہیں لائے تھے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ بھیج دیا۔ اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ مشرک بھائی کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جا سکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

١٠- باب فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

باب ناطہ والوں سے صلہ رحمی کی فضیلت

٥٩٨٢- حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حدَّثَنا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ : قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ ح.

[راجع: ١٣٩٦]

(٥٩٨٢) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن عثمان نے خبردی' کہا کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔

٥٩٨٣- حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ بنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ ((الْقَوْمُ: مَالَهُ مَالَهُ؟)) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرَبٌ مَالَهُ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَعْبُدُ اللهَ لاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا)) قَالَ: كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

[راجع: ١٣٩٦]

(٥٩٨٣) (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا' ان سے بہز بن اسد بصری نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابن عثمان بن عبداللہ بن موہب اور ان کے والد عثمان بن عبداللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے' اسے کیا ہو گیا ہے' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں ہو گیا گیا ہے اجی اس کو ضرورت ہے بچارہ اس لیے پوچھتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر' نماز قائم کر' زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ (بس یہ اعمال تجھ کو جنت میں لے جائیں گے۔) چل اب نکیل چھوڑ دے۔ راوی نے کہا شاید اس وقت آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ جنت حاصل کرنے کے لیے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے ورنہ جنت کا خواب دیکھنے والوں کے لیے جنت ہی ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔

١١- باب إِثْمِ الْقَاطِعِ

باب قطع رحمی کرنے والے کا گناہ

٥٩٨٤- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)).

(٥٩٨٤) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

١٢- باب مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ

باب ناطہ والوں سے نیک سلوک کرنا رزق میں فراخی کا ذریعہ بنتا ہے

٥٩٨٥- حدَّثَنی إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)).

(۵۹۸۵) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن معن نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

اس عمل سے رشتہ داروں کی نیک دعائیں اسے حاصل ہو کر موجب برکات ہوں گی۔

٥٩٨٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)).

[راجع: ٢٠٦٧]

(۵۹۸۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

١٣- باب مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ

باب جو شخص ناطہ جوڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاپ رکھے گا

٥٩٨٧- حدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ:

(۵۹۸۷) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی' کہا کہ میں نے اپنے چچا سعید بن یسار سے سنا' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ لوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑ لے؟

بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ : فَهُوَ لَكِ)) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾)).

[راجع: ٤٨٣٠]

رحم نے کہا کیوں نہیں' اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم ﴾ (سورۂ محمد) یعنی کچھ عجیب نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔

٥٩٨٨- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ)).

(٥٩٨٨) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحم کا تعلق رحمٰن سے جڑا ہوا ہے پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ میں بھی اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔

٥٩٨٩- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُه وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)).

(٥٩٨٩) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے' انہوں نے کہا مجھ کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی' انہوں نے یزید بن رومان سے' انہوں نے عروہ سے' ام المومنین انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے جو شخص اس سے ملے میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رحم کو قطع کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑنے والا مانا گیا ہے۔ بہت سے نام نہاد دیندار اپنے گنہگار بھائیوں سے بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں اور اسے تقویٰ جانتے ہیں جو بالکل خیال باطل ہے۔

١٤- باب يُبَلُّ الرَّحِمَ بِبَلاَلِهَا

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا ناطہ اگر قائم رکھ کر تر و تازہ رکھا جائے (یعنی ناطہ کی رعایت کی جائے) تو دوسرا بھی ناطہ کو تر و تازہ رکھے گا

تشریح مطلب یہ کہ ناطہ پروری دونوں طرف سے ہونی چاہیئے اگر وہ ناطہ داری کا خیال رکھیں گے تو میں بھی اس کا خیال رکھوں گا۔

٥٩٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي

(٥٩٩٠) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان

حَازِمٍ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ: ((إِنَّ آلَ أَبِي))، قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ: ((بَيَاضٌ ((لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّي اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ)). زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ((وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبِلاَلِهَا)) يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : بِبِلاَهَا كَذَا وَقَعَ وَبِبِلاَلِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبِلاَهَا لاَ أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

کیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔

کیا' ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا کہ فلاں کی اولاد (یعنی ابوسفیان بن حکم بن عاص یا ابولہب کی) یہ عمرو بن عباس نے کہا کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں اس وہم پر سفید جگہ خالی تھی (یعنی تحریر نہ تھی) میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو ولی ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیزگار ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ بھی نہ ہو) عنبسہ بن عبدالواحد نے بیان بن بشر سے' انہوں نے قیس سے' انہوں نے عمرو بن عاص سے اتنا بڑھایا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

١٥- باب لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ

باب ناطہ جوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف بدلہ ادا کر دے

بلکہ برائی کرنے والے سے بھلائی کرے۔

٥٩٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ : لَمْ يَرْفَعْهُ الأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرَفَعَهُ الْحَسَنُ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ، وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)).

(۵۹۹۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر بن خلیفہ نے' ان سے مجاہد بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے سفیان سے' کہا کہ اعمش نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں بیان کی لیکن حسن اور فطر نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا فرمایا کہ کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

تشریح کمال اس کا نام جو حدیث میں مذکور ہوا۔ رشتہ دار اگر نہ ملے تو تم اس سے ملنے میں سبقت کرو بعد میں وہ تمہارا ولی حمیم گاڑھا دوست بن جائے گا جیسے کہ تجربہ شاہد ہے۔ حضرت اعمش بن سلیمان سنہ ٦٠ھ میں سرزمین رے میں پیدا ہوئے پھر کوفے میں لائے گئے علم حدیث میں بہت مشہور ہیں۔ اکثر کوفیوں کی روایت کا مدار ان ہی پر ہے۔ سنہ ١٢٨ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ آمین۔

١٦- باب مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

باب جس نے کفر کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر اسلام لایا تو اس کا ثواب قائم رہے گا

٥٩٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ)) وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّتُ؟ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ: أَتَحَنَّثُ؟ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: التَّحَنُّثُ: التَّبَرُّرُ، وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

[راجع: ١٤٣٦]

(۵۹۹۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حکیم بن حزام نے خبر دی' انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ کا ان کاموں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں میں عبادت سمجھ کر زمانہ جاہلیت میں کرتا تھا مثلاً صلہ رحمی' غلام کی آزادی' صدقہ' کیا مجھے ان پر ثواب ملے گا؟ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تم ان تمام اعمال خیر کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے کر چکے ہو۔ اور بعضوں نے ابوالیمان سے بجائے اتحنث کے اتحنت (تاء کے ساتھ) روایت کیا ہے اور معمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی اتحنت روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا اتحنث تحنث سے نکلا ہے اس کے معنی مثل اور عبادت کرنا۔ ہشام نے بھی اپنے والد عروہ سے ان لوگوں کی متابعت کی ہے۔

تشریح: حضرت حکیم بن حزام قریشی اموی حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں اور واقعہ فیل سے سوا سال پہلے پیدا ہوئے۔ کفر اور اسلام ہر دو زمانوں میں معزز بن کر رہے۔ سنہ ۵۴ھ میں بعمر ۱۲۰ سال وفات پائی۔ کفر اور اسلام ہر دو میں ساٹھ ساٹھ سال ہوئے۔ بہت ہی عاقل فاضل پرہیزگار تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین۔

١٧- باب مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ، أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

باب دوسرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے اور اس کو بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا

باب کی حدیث میں بوسہ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت امام بخاری نے شاید دوسری روایتوں کی طرف اشارہ کیا یا مزاح پر بوسہ کو قیاس کیا ہے۔

٥٩٩٣- حَدَّثَنَا حِبَّانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَنَهْ سَنَهْ)) قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ

(۵۹۹۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں خالد بن سعید نے' انہیں ان کے والد نے' ان سے حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "سنہ سنہ" عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ حبشی زبان میں "اچھا" کے معنی میں ہے۔ ام

بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَعْهَا)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي)). قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا.

[راجع: ٣٠٧١]

خالد نے بیان کیا کہ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خاتم نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھیلنے دو پھر آپ نے فرمایا کہ تم ایک زمانہ تک زندہ رہو گی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر خوب طویل کرے' تمہاری زندگی دراز ہو۔ عبداللہ نے بیان کیا چنانچہ انہوں نے بہت ہی طویل عمر پائی اور ان کی طول عمر کے چرچے ہونے لگے۔

تشریح: حضرت ام خالد' خالد بن سعید بن عاص اموی کی ماں ہیں۔ حبش میں پیدا ہوئی پھر مدینہ لائی گئی بعد بلوغت حضرت زبیر بن عوام سے ان کی پہلی شادی ہوئی (رضی اللہ عنہا)۔

١٨- باب رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ

باب بچے کے ساتھ رحم و شفقت کرنا' اسے بوسہ دینا اور گلے سے لگانا۔

وَقَالَ ثَابِتٌ : عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ

ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اپنے صاحبزادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور انہیں بوسہ دیا اور اسے سونگھا۔

یہ اثر حضرت امام بخاری نے کتاب الجنائز میں وصل کیا ہے۔

٥٩٩٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لاِبْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).

[راجع: ٣٧٥٣]

(۵۹۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن یعقوب نے بیان کیا' ان سے ابو نعم نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں موجود تھا ان سے ایک شخص نے (حالت احرام میں) مچھر کے مارنے کے متعلق پوچھا (کہ اس کا کیا کفارہ ہو گا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا کہ تم کہاں کے ہو؟ اس نے بتایا کہ عراق کا' فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو' (مچھر کی جان لینے کے تاوان کا مسئلہ پوچھتا ہے) حالانکہ اس کے ملک والوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کو (بے تکلف قتل کر ڈالا) میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ یہ دونوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

تشریح: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بیشتر کوفہ کے باشندے تھے جنہوں نے بار بار خطوط لکھ لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا تھا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا مگر وقت آنے پر وہ سب دشمنوں سے مل گئے اور میدان کربلا میں وہ سب کچھ ہوا جو دنیا کو معلوم ہے' سچ ہے

اترجو امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم الحساب

٥٩٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْنَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: ((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)). [راجع: ١٤١٨]

(۵۹۹۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبردی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک عورت اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں' وہ مانگنے آئی تھی۔ میرے پاس سے سوا ایک کھجور کے اسے اور کچھ نہ ملا۔ میں نے اسے وہ کھجور دے دی اور اس نے وہ کھجور اپنی دونوں لڑکیوں کو تقسیم کر دی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

تشریح اس حدیث سے بچیوں کا پالنا محبت شفقت سے ان کو رکھنا بہت بڑا نیک کام ثابت ہوا جو ایسا کرنے والے کو دوزخ سے دور کر دے گا۔

٥٩٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا. [راجع: ٥١٦]

(۵۹۹۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن سلیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص (جو بچی تھیں) وہ آپ کے شانہ مبارک پر تھیں پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

اس میں آنحضرت ﷺ کی کمال شفقت کا بیان ہے جو آپ نے ایک معصوم بچی پر فرمائی یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ (ﷺ)

٥٩٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ

(۵۹۹۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے خبردی' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی

رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ)).

طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

مزید تشریح حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

٥٩٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ أَمْلِكُ لَكَ إِنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)).

(۵۹۹۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں' ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

٥٩٩٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَتُرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا لاَ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لاَ تَطْرَحُهُ فَقَالَ: ((اللهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا)).

(۵۹۹۹) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے' کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی' اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہو گی یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہو سکتی ہے۔

تشریح غالباً یہ اس عورت کا گم شدہ بچہ تھا جو اسے مل گیا اور اس کو اس نے اس محبت کے ساتھ اپنے پیٹ سے چمٹا لیا۔

١٩- باب جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

باب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے ہیں

٦٠٠٠- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((جَعَلَ اللهُ

(۶۰۰۰) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور

الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)). [طرفه في : ٦٤٦٩].

اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے' یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچہ کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھالیتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچہ کو تکلیف نہ پہنچے۔

تشریح: گھوڑی کا اپنے بچہ پر اس درجہ رحم کرنا بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے مگر کتنے لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ وہ رحم و کرم کرنا مطلق نہیں جانتے بلکہ ہروقت ظلم پر اڑے رہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جلد ہی وہ اپنے مظالم کی سزا بھگتیں گے قانون قدرت یہی ہے ﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴾ (الانعام: ۴۵)

٢٠- باب قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ

باب اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ ان کو اپنے ساتھ کھلانا پڑے گا

٦٠٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) ثُمَّ قَالَ أَيٌّ؟ قَالَ : ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ)) قَالَ : ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ﴾. [الفرقان: ٦٨].

[راجع: ٤٤٧٧]

(۶۰۰۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں منصور بن معتمر نے' انہیں ابووائل نے' انہیں عمرو بن شرحبیل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بناؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا پھر اس کے بعد فرمایا یہ کہ تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کرو کہ اگر زندہ رہا تو تمہاری روزی میں شریک ہو گا۔ انہوں نے کہا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر الخ' نازل کی کہ "اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ وہ ناحق کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ شرک اکبرا لکبائر ہے اور دوسرے مذکورہ کبیرہ گناہ ہیں اگر ان کا مرتکب بغیر توبہ مرجائے تو اسے دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں شرک کی حالت میں مرنے والا ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہی ہوں کیونکہ قبروں کو سجدہ کرتا ہے' مردوں کو پکارتا اور ان سے حاجات طلب کرتا ہے تو وہ کاہے کا مسلمان ہے وہ مسلمان بھی مشرک ہے۔

٢١- باب وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

باب بچے کو گود میں بٹھلانا

٦٠٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

(۶۰۰۲) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حِجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ. [راجع: ٢٢٢]

بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' کہا مجھ کو میرے والد عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ (عبداللہ بن زبیر) کو اپنی گود میں بٹھلایا اور کھجور چبا کر اس کے منہ میں دی' اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا۔

٢٢- باب وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

باب بچے کو ران پر بٹھانا

٦٠٠٣- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)).

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ التَّيْمِيُّ: فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ، قُلْتُ: حَدَّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ. [راجع: ٣٧٣٥]

(٦٠٠٣) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عارم محمد بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو تمیمہ سے سنا' وہ ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے تھے اور ابو عثمان نہدی نے کہا کہ ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھلاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے' اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں اور علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے اسی حدیث کو بیان کیا۔ سلیمان تیمی نے کہا جب ابو تمیمہ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی ابو عثمان نہدی سے تو میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ میں نے ابو عثمان سے بہت سی احادیث سنی ہیں پر یہ حدیث کیوں نہیں سنی پھر میں نے اپنی احادیث کی کتاب دیکھی تو اس میں یہ حدیث ابو عثمان نہدی سے لکھی ہوئی تھی۔

تشریح: اس وقت میرا شک دور ہو گیا۔ حضرت اسامہ کی ماں کا نام ام ایمن ہے جو آپ کے والد حضرت عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس نے آنحضرت ﷺ کی پرورش میں بڑا حصہ بھی لیا تھا۔ اسامہ آپ کے آزاد کردہ بہت ہی محبوب مثل بیٹے کے تھے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۴ھ میں وفات پائی' (رضی اللہ عنہ)

٢٣- باب حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الإِيْمَانِ

باب صحبت کا حق یاد رکھنا ایمان کی نشانی ہے

تشریح: یعنی جس شخص سے بہت دنوں تک دوستی رہی ہو وضع دار آدمی کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں سے بھی سلوک کرتے رہنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی بڑی دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ انتقال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف یاد رکھتے بلکہ ان کی سہیلیوں کو تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی عمر میں آنحضرت

ﷺ کے نکاح میں آئیں اور آپ کی عمر شریف اس وقت پچیس سال کی تھی۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ آنحضرت ﷺ کی ساری اولاد سوائے ابراہیم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے ہے۔ نبوت کے دسویں سال ٦٠ سال کی عمر میں انتقال ہوا' (رضی اللہ عنہا)

٦٠٠٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ ما غرت على إمْرَأَةٍ: مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا. [راجع: ٣٨١٦]

(٦٠٠٤) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی مجھ سے شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں۔ (رشک کی وجہ یہ تھی) کہ آنحضرت ﷺ کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی اور آنحضرت ﷺ کو ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک خولدار موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنادیں۔ آنحضرت ﷺ کبھی بکری ذبح کرتے پھر اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے۔

٢٤- باب فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا

باب یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت کا بیان

٦٠٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا))، وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع: ٥٣٠٤]

(٦٠٠٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کے اشارہ سے (قرب کو) بتایا۔

یتامیٰ اور بیوہ عورتوں کی خبرگیری کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے اس میں جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی انصاری ہیں ان کا نام حزن تھا آنحضرت ﷺ نے اسے ہٹا کر سہل نام رکھا۔ سنہ ٩١ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے یہ مدینہ میں آخری صحابی ہیں' (رضی اللہ عنہ)

٢٥- باب السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ

باب بیوہ عورتوں کی پرورش کرنے والے کا ثواب

٦٠٠٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّاعِي عَلَى

(٦٠٠٦) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے صفوان بن سلیم تابعی اس حدیث کو مرسلاً روایت کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیواؤں اور مسکینوں

الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ - أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ)). [راجع: ٥٣٥٣]

کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔

تشریح حضرت صفوان بن سلیم مشہور تابعی ہیں بہت ہی نیک بندے تھے۔ بادشاہ تک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ کثرت سجود سے ماتھا گھس گیا تھا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں مدینہ میں فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید دیلی نے' ان سے ابن مطیع کے مولیٰ ابو الغیث نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا۔

٢٦- باب السَّاعِي عَلَى الْمِسْكِينِ

باب مسکین اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا

٦٠٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ: ((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ))، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ: ((كَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ)).

[راجع: ٥٣٥٣]

(٦٠٠٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابو الغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ عبداللہ قعنبی کو اس میں شک ہے۔ امام مالک نے اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا "اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو روزے برابر رکھے چلا جاتا ہے۔ افطار ہی نہیں کرتا ہے۔

٢٧- باب رَحْمَةِ النَّاسِ بِالْبَهَائِمِ

باب انسانوں اور جانوروں سب پر رحم کرنا

٦٠٠٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ، وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ

(٦٠٠٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے' ان سے ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیس دنوں تک رہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال سنا دیا۔

وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)). [راجع: ٦٢٨]

آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ اور بتاؤ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

بڑا بشرطیکہ علم و عمل میں بھی بڑا ہو ورنہ کوئی چھوٹا اگر سب سے بڑا عالم ہے تو وہی امامت کا حق دار ہے۔

٦٠٠٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ. فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ))، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)). [راجع: ١٧٣]

(٦٠٠٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابو بکر کے غلام سمی نے' ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستہ میں چل رہا تھا کہ اسے شدت کی پیاس لگی اسے ایک کنواں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو وہاں ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے تری کو چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ کتا بھی اتنا ہی زیادہ پیاسا معلوم ہو رہا ہے جتنا میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنوئیں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت کر دی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ہر تازہ کلیجے والے پر نیکی کرنے میں ثواب ملتا ہے۔

تشریح رحمت خداوندی کا کرشمہ ہے کہ صرف کتے کو پانی پلانے سے وہ شخص مغفرت کا حق دار ہو گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ حقیر سی نیکی کو بھی چھوٹا نہ جاننا چاہیئے نہ معلوم اللہ پاک کس نیکی سے خوش ہو جائے اور وہ سب گناہ معاف فرما دے۔

٦٠١٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلاَةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلاَ تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا،

(٦٠١٠) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہی ایک دیہاتی نے کہا اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد (ﷺ) پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب محمد

فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ قَالَ لِلأَعْرَابِيِّ: ((لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا)). يُرِيدُ رَحْمَةَ اللهِ.

ﷺ نے سلام پھیرا تو دیہاتی سے فرمایا کہ تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا آپ کی مراد اللہ کی رحمت سے تھی۔

اس دیہاتی کی دعا غیر مناسب تھی کہ اس نے رحمت الٰہی کو مخصوص کر دیا جو عام ہے۔

٦٠١١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)).

(۶۰۱۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' ان سے عامر نے کہا کہ میں نے انہیں یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے' تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ ایسی کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہئے مگر آج یہ چیز بالکل نایاب ہے۔

نہیں دستیاب اب دو ایسے مسلماں کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

٦٠١٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلاَّ كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٢٣٢٠]

(۶۰۱۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

اس میں زراعت کرنے والوں کے لیے بہت ہی بڑی بشارت ہے نیز باغبانوں کے لیے بھی خوشخبری ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اس بشارت کا حق دار ہم سب کو بنائے۔ آمین۔

٦٠١٣- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ)). [طرفه في: ٧٣٧٦].

(۶۰۱۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن وہب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے یاں سودا نقدا نقدی ہے۔

٢٨- باب الْوَصَاءَةِ بِالْجَارِ وَقَوْلِ

باب پڑوسی کے حقوق کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں

اللهُ تَعَالَى: ﴿وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا -إِلَى قَوْلِهِ- مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

فرمان اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ارشاد "مختالاً فخورا" تک

٦٠١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)).

(٦٠١٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن محمد نے خبر دی' انہیں عمرہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

پڑوسی کا بہت ہی بڑا حق ہے مگر بہت کم لوگ اس مسئلہ پر عمل کرتے ہیں۔

٦٠١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)).

(٦٠١٥) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے عمر بن محمد نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

٢٩- باب إِثْمِ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

باب اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے امن میں نہ رہتا ہو۔ قرآن مجید میں جو لفظ یوبقھن ہے اس کے معنی ان کو ہلاک کر ڈالے۔ موبقًا کے معنی ہلاکت۔

يُوبِقْهُنَّ: يُهْلِكْهُنَّ. مَوْبِقًا: مَهْلِكًا.

٦٠١٦- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَاللهِ لاَ يُؤْمِنُ وَاللهِ لاَ يُؤْمِنُ وَاللهِ لاَ يُؤْمِنُ)) قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى. وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ: وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ

(٦٠١٦) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے ابو شریح نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا واللہ! وہ ایمان والا نہیں' واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابوبکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے یوں روایت کیا ہے'

عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

انہوں نے مقبری سے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

٣٠- باب لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

باب کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے دینے کو حقیر نہ سمجھے

٦٠١٧- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

[راجع: ٢٥٦٦]

(۶۰۱۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا وہ سعید مقبری ہیں' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! تم میں کوئی عورت اپنی کسی پڑوسن کے لیے کسی بھی چیز کو (ہدیہ میں) دینے کے لیے حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔

٣١- باب مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ

باب جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے

٦٠١٨- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).[راجع: ٥١٨٥]

(۶۰۱۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' ان سے ابو حصین نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

معلوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ پڑوسی کو دکھ نہ دیا جائے۔ مہمان کی عزت کی جائے' زبان کو قابو میں رکھا جائے' ورنہ ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

٦٠١٩- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْأَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ، وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ

(۶۰۱۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول

تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قِيلَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ)).

[طرفاه في :٦١٣٥، ٦٤٧٦].

اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا یارسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

٣٢- باب حَقِّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الأَبْوَابِ

باب پڑوسیوں میں کون سا پڑوسی مقدم ہے؟

٦٠٢٠- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ : ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)). [راجع: ٢٢٥٩]

(٦٠٢٠) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابو عمران نے خبر دی' کہا کہ میں نے طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری دو پڑوسنیں ہیں (اگر ہدیہ ایک ہو تو) میں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے (تمہارے دروازے سے) زیادہ قریب ہو۔

٣٣- باب كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

باب ہر نیک کام صدقہ ہے

٦٠٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

(٦٠٢١) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا' ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔

٦٠٢٢- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ

(٦٠٢٢) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی

النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ: بِالْمَعْرُوفِ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)).

[راجع: ١٤٤٥]

کریم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) جو میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ پھر بھلائی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا "امر بالمعروف" کا کرنا عرض کیا اور اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر برائی سے رکا رہے کہ یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔

٣٤- باب طِيبِ الْكَلاَمِ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)).

٦٠٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ، قَالَ شُعْبَةُ: أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلاَ أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ١٤١٣]

باب خوش کلامی کا ثواب۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بات کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے

(٦٠٢٣) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی' انہیں خیثمہ نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ دو مرتبہ آنحضرت ﷺ کے جہنم سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے بچو۔ خواہ آدھی کھجور ہی (کسی کو) صدقہ کر کے ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کر کے ہی۔

جہنم سے نجات حاصل کرے۔

٣٥- باب الرِّفْقِ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ

باب ہر کام میں نرمی اور عمدہ اخلاق اچھی چیز ہے

٦٠٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ

(٦٠٢٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن

ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ٢٩٣٥]

شہاب نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ ر اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ وعلیکم السام واللعنة" (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو' اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)

٦٠٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تُزْرِمُوهُ)) ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

(٦٠٢٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ صحابہ کرام ان کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پیشاب کو مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشاب کی جگہ پر بہا دیا گیا۔

تشریح: اخلاق محمدی کا ایک نمونہ اس حدیث سے ہی ظاہر ہے کہ دیہاتی نے مسجد کے کونے میں پیشاب کر دیا مگر آپ نے اسے روکنے کے بجائے اس پر پانی ڈلوا دیا بعد میں بڑی نرمی سے اسے سمجھا دیا۔ (ﷺ)

٣٦- باب تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

باب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنا

٦٠٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. [راجع: ٤٨١]

(٦٠٢٦) ہم سے محمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابوبردہ برید بن ابی بردہ نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابوبردہ نے خبر دی' ان سے ان کے والد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کی طرح کر لیا۔

٦٠٢٧- وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)).

[راجع: ١٤٣٢]

(٦٠٢٧) اور ایسا ہوا کہ آنحضور ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے آکر سوال کیا یا وہ کوئی ضرورت پوری کرانی چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم خاموش کیوں بیٹھے رہتے ہو بلکہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا اپنے نبی کی زبان پر جاری کرے گا (تم اپنا ثواب کیوں کھوؤ)

تشریح: حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ہجرت حبشہ میں شرکت کی' فتح خیبر کے وقت خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنایا' خلافت عثمانی میں وہاں سے معزول ہو کر کوفہ جا رہے تھے' سنہ ۵۲ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

الحمد للہ کہ آج ۱۴/ شعبان سنہ ۱۳۹۵ھ کو بوقت چاشت اس پارے کی تسوید سے فارغ ہوا

الحمد لله رب العالمین

راقم خادم نبوی۔ محمد داؤد راز بن عبداللہ السلفی الدهلوی مقیم مسجد اہلحدیث ۴۱۲۱ اجمیری گیٹ دہلی نمبر۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پچیسواں پارہ

٣٧- باب

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا﴾ [النساء : ٨٥] كِفْلٌ : نَصِيبٌ : قَالَ أَبُو مُوسَى كِفْلَيْنِ : أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

باب

اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں فرمان کہ جو کوئی سفارش کرے نیک کام کے لئے اس کو بھی اس میں سے ثواب کا ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی سفارش کرے برے کام میں اس کو بھی ایک حصہ اس کے عذاب سے ملے گا اور ہر چیز پر اللہ نگہبان ہے "کفل" کے معنی اس آیت میں حصہ کے ہیں' حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "حبشی زبان میں کفلین" کے معنی دو اجر کے ہیں۔

شفاعة حسنة سے مومنوں کے لئے دعائے خیر اور سیئہ سے بد دعا کرنا بھی مراد ہے۔ مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت لوگوں کی باہمی شفاعت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عادل نے کہا ہے کہ اکثر لفظ کفل کا استعمال محل شر میں ہوتا ہے۔ اور لفظ نصیب کا استعمال محل خیر میں ہوتا ہے۔

٦٠٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ)). [راجع: ١٤٣٢]

(٦٠٢٨) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید نے' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی مانگنے والا یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے کہ لوگو! تم سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی ثواب ملے اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے گا فیصلہ کرائے گا۔

تشریح: آیت اور حدیث میں نیک کام کی سفارش کرنے کی ترغیب ہے' ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے مگر سفارش کرنے والے کو اجر ضرور مل جائے گا۔ دوسری روایت میں یہ مضمون یوں ادا ہوا ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہ خیر کے لئے رغبت دلانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا۔ کاش خواص اگر اس پر توجہ دیں تو بہت سے دینی امور اور

امدادی کام انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر بہت کم خواص اس پر توجہ دیتے ہیں۔ یا اللہ! تیری مدد اور نصرت کے بھروسے سے بخاری شریف کے اس پارے نمبر ۲۵ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لی ہے۔ پروردگار اپنی مہربانی سے اس کو بھی پورا کرنے کی سعادت عطا فرما اور اس کی اشاعت کے لئے غیب سے مدد کرتا کہ میں اسے اشاعت میں لاکر تیرے حبیب حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی کی تبلیغ و اشاعت کا ثواب عظیم حاصل کرسکوں آمین یا رب العالمین (ناچیز محمد داؤد راز نزیل الحال جامع اہل حدیث بنگلور ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ)

٣٨- باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا

باب آنحضرت ﷺ سخت گو اور بد زبان نہ تھے۔ فاحش بکنے والا اور متفحش لوگوں کو ہنسانے کے لئے بد زبانی کرنے والا بے حیائی کی باتیں کرنے والا۔

٦٠٢٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا)). [راجع: ٣٥٥٩]

(٦٠٢٩) ہم سے حفص بن عمر بن حارث ابو عمرو حوش نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' انہوں نے ابووائل شقیق بن سلمہ سے سنا' انہوں نے مسروق سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے شقیق بن سلمہ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص کوفہ تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ بدگو نہ تھے اور نہ آپ بد زبان تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے' جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

٦٠٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ)) قَالَتْ : أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟

(٦٠٣٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' انہیں ایوب سختیانی نے' انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے یہاں آئے اور کہا "السام علیکم" (تم پر موت آئے) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر بھی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اس کا غضب تم پر نازل ہو۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا (ٹھہرو) عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیئے سختی اور بد زبانی سے بچنا چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' حضور آپ نے ان کی بات نہیں سنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے

قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)). [راجع: ٢٩٣٥]

انہیں میرا جواب نہیں سنا' میں نے ان کی بات انہیں پر لوٹادی اور ان کے حق میں میری بد دعا قبول ہو جائے گی۔ لیکن میرے حق میں ان کی بد دعا قبول ہی نہ ہو گی۔

پیغمبر اسلام ﷺ سے عداوت یہودیوں کی فطرت ثانیہ تھی اور آج تک ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

٦٠٣١- حدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا وَلاَ فَحَّاشًا وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ : ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ؟)). [طرفه في :٦٠٤٦].

(٦٠٣١) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبردی انہوں نے کہا ہم کو ابو یحییٰ فلیح بن سلیمان نے خبردی' انہیں ہلال بن اسامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی دیتے تھے' نہ بد گو تھے اور نہ بد خو تھے اور نہ لعنت ملامت کرتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے' اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

تشریح قال الخطابی هذا الدعاء يحتمل وجهين ان يجر بوجهه فيصيب التراب جبينه والذكر ان يكون له دعاء بالطاعة فيصلى فيترب جبينه و قال الد اودی هذه كلمة جرت على لسان العرب ولايراد حقيقتها (عینی) یعنی یہ دعا یہ احتمال بھی رکھتی ہے کہ وہ شخص چہرے کے بل کھینچا جائے اور اس کی پیشانی کو مٹی لگے یا اس کے حق میں نیک دعا بھی ہو سکتی ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز میں بحالت سجدہ اس کی پیشانی کو مٹی لگے۔ داؤدی نے کہا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جو اہل عرب کی زبان پر عموماً جاری رہتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں لی جایا کرتی۔

٦٠٣٢- حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوْبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا؟ إِنَّ شَرَّ

(٦٠٣٢) ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سواء نے بیان کیا' کہا ہم سے روح ابن قاسم نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللوہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بھائی۔ یا (آپؐ نے فرمایا) کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بیٹا۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آ بیٹھا تو آپ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے' جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ!

النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ)).

[طرفاه في :٦٠٥٤، ٦١٣١].

تم نے مجھے بدگو کب پایا۔ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

تشریح ان جملہ احادیث میں رسول کریم ﷺ کی خوش اخلاقی کا ذکر ہے جس کا تعلق نہ صرف مسلمانوں بلکہ یہودیوں کے ساتھ بھی یکساں تھا۔ آپ نے خاص دشمنوں کے ساتھ بھی بدخلقی کو پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث عائشہ ؓ سے ظاہر ہے۔ یہی آپ کا ہتھیار تھا جس سے سارا عرب آپ کے زیر نگیں ہو گیا۔ مگر صد افسوس کہ مسلمانوں نے گویا خوش خلقی کو بالکل فراموش کر دیا الا ماشاء اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں خود آپس ہی میں اس قدر سر پھٹول رہتی ہے کہ خدا کی پناہ' کاش مسلمان ان احادیث پاک کا بغور مطالعہ کریں' یہ آنے والا شخص بعد میں مرتد ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں قیدی ہو کر آیا تھا۔ اس طرح اس کے بارے میں حضور ﷺ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

٣٩- باب حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ، فَرَجَعَ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأَخْلاَقِ.

٦٠٣٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَنْ تُرَاعُوا لَنْ تُرَاعُوا)) وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ)).

باب خوش خلقی اور سخاوت کا بیان اور بخل کا برا و ناپسندیدہ ہونا

عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو اور سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ جب ابوذر غفاری ؓ کو حضور اکرم ﷺ کی پیغمبری کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انس سے کہا کہ وادی مکہ کی طرف جاؤ اور اس شخص کی باتیں سن کر آ۔ جب وہ واپس آئے تو ابوذر سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ صاحب تو اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔

(٦٠٣٣) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے (شہر کے باہر شور سن کر) گھبرا گئے (کہ شاید دشمن نے حملہ کیا ہے) سب لوگ اس شور کی طرف بڑھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ آواز کی طرف بڑھنے والوں میں سب سے آگے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ کوئی ڈر کی بات نہیں' کوئی ڈر کی بات نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ابوطلحہ کے (مندوب نامی) گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے' اس پر کوئی زین نہیں تھی اور گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے

[راجع: ٢٦٢٧] کو سمندر پایا۔ یا فرمایا کہ یہ تیز دوڑنے میں سمندر کی طرح تھا۔

تشریح: اصول فضائل جو آدمی کو کسب اور ریاضت اور محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین ہیں عفت اور شجاعت اور سخاوت اور حسن و جمال یہ فضیلت وہبی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کسبی تھی' بے شک جس کا نام نامی ہی محمد ہو (ﷺ) اسے اوصاف محمودہ کا مجموعہ ہونا ہی چاہیئے۔ آپ از سر تا پا اوصاف حمیدہ و اخلاق فاضلہ کے جامع تھے' شجاعت اور سخاوت میں اس قدر بڑھے ہوئے کہ آپ کی نظیر کوئی شخص اولاد آدم میں پیدا نہیں ہوا سچ ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(ﷺ) حضرت ابوطلحہ کا نام زید بن سہل انصاری ہے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں کے خاوند ہیں۔

٦٠٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لاَ.

(٦٠٣٤) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' ان سے ابن منکدر نے بیان کیا' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔

یہ آپ کی مروت کا حال تھا بلکہ اگر ہوتی تو اس وقت دے دیا ورنہ اس سے وعدہ فرماتے کہ عنقریب تجھ کو یہ دے دوں گا' ﷺ ولا یلزم من ذالک ان لا یقولها اعتذارا کما فی قوله تعالٰی قلت لا اجد ما احملکم علیه (فتح) یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے نہ ہونے کی صورت میں معذرت کے طور پر بھی ایسا نہ فرماتے جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے کہ آپ نے ایک موقع پر کچھ لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس وقت تمہاری سواری کا جانور نہیں ہے۔

٦٠٣٥- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ يَقُولُ: ((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا)).

[راجع: ٣٥٥٩]

(٦٠٣٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے اسی دوران انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بد گو تھے نہ بد زبانی کرتے تھے (کہ منہ سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

٦٠٣٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ سَهْلٌ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

(٦٠٣٦) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف) نے بیان کیا کہ کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں "بردہ" لے کر آئیں پھر حضرت سہل نے موجودہ لوگوں سے کہا تمہیں معلوم ہے' کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بردہ شملہ کو کہتے ہیں۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا

نِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ إِلَى
يِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَكْسُوكَ هَذِهِ؟ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَحْسَنَ هَذِهِ فَاكْسُنِيهَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لاَمَهُ أَصْحَابُهُ قَالُوا: مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لاَ يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا.

[راجع: ۱۲۷۷]

ہے تو اس خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ لنگی آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے پہن لیا۔ صحابہ میں سے ایک صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بدن پر وہ لنگی دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لنگی ہے' آپ مجھے اس کو عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو' جب آنحضرت ﷺ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لنگی بدل کر تہہ کر کے عبدالرحمٰن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کہا کہ تم نے آنحضرت ﷺ سے لنگی مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تم نے دیکھ لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے لنگی آنحضرت ﷺ سے مانگی' حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسے پہن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس لنگی میں کفن دیا جاؤں گا۔

تشریح: یہ بہت بڑے رئیس التجار بزرگ صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے' انہوں نے اس لنگی کا سوال اپنا کفن بنانے کے لئے کیا تھا' چنانچہ یہ اسی کفن میں دفن ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو سچے بزرگان دین باخدا ہوں ان کے ملبوسات سے اس طور پر برکت حاصل کرنا درست ہے۔ اللھم ارزقنا۔ آمین۔

۶۰۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ، الْقَتْلُ)).

[راجع: ۸۵]

(۶۰۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور دین کا علم دنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہرج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا قتل خون ریزی۔

مراد یہ کہ ایک حکومت دوسری حکومت پر چڑھے گی' لڑائیوں کا میدان گرم ہو گا اور لوگ دنیاوی دھندوں میں پھنس کر قرآن و

حدیث کا علم حاصل کرنا چھوڑ دیں گے۔ ہر شخص کو دولت جوڑنے کا خیال ہو گا اور بس۔

٦٠٣٨- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، سَمِعَ سَلاَّمَ بْنَ مِسْكِينٍ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلاَ لِمَ صَنَعْتَ وَلاَ مالاً صَنَعْتَ؟. [راجع: ٢٧٦٨]

(٦٠٣٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے سلام بن مسکین سے سنا' کہا کہ میں نے ثابت سے سنا' کہا کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

تشریح: دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی نہیں ڈانٹا نہ دھمکایا نہ کبھی آپ نے ان سے سخت کلامی فرمائی۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی دلیل ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص نرم دل خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ اللہ پاک اس پیارے رسول پر ہزار ہا ہزار درود و سلام نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

٤٠- باب كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ؟

باب آدمی اپنے گھر میں کیا کرتا رہے

٦٠٣٩- حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ مَهْنَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ. [راجع: ٦٧٦]

(٦٠٣٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے اسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ آپ بازار سے سودا لے آتے اور اپنا جوتا آپ ٹانک لیتے گویا امت کے لئے آپ سبق دے رہے تھے کہ آپ کاج مہا کاج انسان کا رویہ ہونا چاہیئے۔ المهنة بكسر الميم وبفتحها وانكر الا لمع الكسر و فسر ها بخدمة اهله (فتح الباری) یعنی لفظ مهنة میم کے زیر اور زبر ہر دو کے ساتھ جائز ہے اور گھر والوں کی خدمت پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

٤١- باب الْمِقَةِ مِنَ اللهِ

باب نیک آدمی کی محبت اللہ پاک لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے

٦٠٤٠- حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

(٦٠٤٠) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم نے' ان سے ابن جریج نے' کہا مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب اللہ

عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)). [راجع: ٣٢٠٩]

کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر وہ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اسکے بعد وہ زمین میں بھی (بندگان خدا کا) مقبول اور محبوب بن جاتا ہے۔

تشریح: یہاں صرف ندا کا لفظ ہے اس لئے یہاں وہ تاویل بھی نہیں چل سکتی جو معتزلہ وغیرہ نے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے میں درخت میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی پس ان لوگوں کا مذہب باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے گویا خدا ان کے نزدیک گونگا ہے۔ استغفر اللہ و نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ روایت میں مقبولان خدا کے لئے عام محبت کا ذکر ہے مگر یہ محبت اللہ کے بندوں ہی کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ابو جہل اور ابو لہب جیسے بد بخت پھر بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

٤٢- باب الْحُبِّ فِي اللهِ

باب اللہ کی محبت رکھنے کی فضیلت

٦٠٤١- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)). [راجع: ١٦]

(٦٠٤١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ کے لئے کرے اور اس کو آگ میں ڈالا جانا اچھا لگے پر ایمان کے بعد جب اللہ نے اسے کفر سے چھڑا دیا پھر کافر ہو جانا اسے پسند نہ ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔

تشریح: اس حدیث سے مقلدین جامدین کو نصیحت لینی چاہیئے جب تک اللہ اور رسول کی محبت تمام جہانوں کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور رسول کی محبت تمام جہان سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد پر جان و مال قربان کرے' جہاں قرآن کی آیت یا حدیث صحیح مل جائے' بس اب کسی امام یا مجتہد کا قول نہ ڈھونڈے۔ اللہ اور رسول کے ارشاد کو سب پر مقدم رکھے۔ تب جا کر ایمان کامل حاصل ہو گا۔ اللھم ارزقنا۔ آمین

حتی یکون اللہ و رسولہ الخ معناہ ان من استکمل الایمان علم ان حق اللہ و رسولہ اکد علیہ من حق ابیہ و امہ و ولدہ و جمیع الناس الخ (فتح الباری) اللہ و رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایمان کامل کر لیا وہ جان گیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کا حق اس کے ذمہ اس کے باپ اور ماں اور اولاد اور بیوی اور سب لوگوں کے حقوق سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر ہے اور اللہ و رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی حمایت کی جائے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا جائے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے

اخلاق فاضلہ جیسے اخلاق پیدا کئے جائیں۔

٤٣- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں فرمانا کہ ”اے ایمان والو!

کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ بنائے اسے حقیر نہ جانا جائے کیا معلوم شاید وہ ان سے اللہ کے نزدیک بہتر ہو۔ فاولئک هم الظالمون تک۔“

٦٠٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الأَنْفُسِ وَقَالَ: ((لِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ، ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا)) وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: وَوُهَيْبٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ ((جَلْدَ الْعَبْدِ)). [راجع: ٣٣٧٧]

(٦٠٤٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کی ریح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کس طرح ایک شخص اپنی بیوی کو زور سے مارتا ہے جیسے اونٹ' حالانکہ اس کی پوری امید ہے کہ شام میں اسے وہ گلے لگائے گا۔ اور ثوری' وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے بیان کیا کہ (جانور کی طرح) کے بجائے لفظ غلام کی طرح کا استعمال کیا۔

گوز آنا ایک فطری امر ہے جو ہر انسان کے لئے لازم ہے' پھر ہنسنا انتہائی حماقت ہے۔ اکثر چھوٹے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گوز کی آواز سن کر ہنستے اور مذاق بنا لیتے ہیں۔ یہ حرکت انتہائی مذموم ہے۔ ایسے ہی اپنی عورت کو جانوروں کی طرح بے تحاشا مارنا کسی بد عقل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

٦٠٤٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عن أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى ((أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ: فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ

(٦٠٤٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی' انہوں نے کہا مجھے میرے والد اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر منیٰ میں فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا تو یہ حرمت والا دن ہے ”تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے' فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے فرمایا یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا بلاشبہ اللہ نے تم پر تمہارا (ایک دوسرے کا) خون' مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن کو

وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)).

اس نے تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں حرمت والا بنایا ہے۔

[راجع: ۱۷۴۲]

تشریح حدیث کا مضمون کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ایک مومن کی عزت فی الواقع بڑی اہم چیز ہے گویا اس کی عزت اور حرمت مکہ شہر جیسا مقام رکھتی ہے پس اس کی بے عزتی کرنا مکہ شریف کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے۔ مومن کا خون نا حق کعبہ شریف کے ڈھا دینے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں اہل اسلام کی باہمی حالت پر صد درجہ افسوس ہوتا ہے۔ اس مقام پر بخاری شریف کا مطالعہ فرمانے والے نیک دل مسلمانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ بے شک کعبہ ایک معزز گھر ہے اس کی تقدیس میں کوئی شبہ نہیں مگر ایک مومن و مسلمان کی عزت و حرمت بھی بہت بڑی چیز ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے والا کعبہ شریف کو ڈھا دینے والے کے برابر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بیناخویکم مسلمان مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس آپس میں اگر کچھ ناچاقی بھی ہو جائے تو ان کی صلح صفائی کرا دیا کرو۔ ایک حدیث میں آپس کی صلح صفائی کرا دینے کو نفل نمازوں اور روزوں سے بھی بڑھ کر نیک عمل بتلایا گیا ہے۔ پس مطالعہ فرمانے والے بھائیوں بہنوں کا اہم ترین فرض ہے کہ وہ آپس میں میل محبت رکھیں اور اگر آپس میں کچھ ناراضگی بھی پیدا ہو جائے تو اسے رفع دفع کر دیا کریں مومن جنتی بندوں کی قرآن میں یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے ان کی غلطیوں کو معاف کر دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ نماز روزہ کے مسائل پر توجہ دینا جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ ایسے مسائل پر بھی توجہ دی جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ میل محبت' اخوت' بھائی چارہ بڑھایا جائے۔ حسد' کینہ دلوں میں رکھنا سچے مسلمانوں کی شان نہیں ~

اخوت کی جہانگیری' محبت کی فراوانی — یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

٤٤- باب مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

باب گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت

٦٠٤٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ٤٨]

(۶۰۴۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' کہا میں نے ابو وائل سے سنا اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں سلیمان کی متابعت کی ہے۔

٦٠٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ

(۶۰۴۵) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا' ان سے ابوالاسود دیلی نے بیان کیا اور ان

اللہ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوقِ، وَلاَ يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلاَّ ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ)). [راجع: ۳۵۰۸]

سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ در حقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔

۶۰۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللہ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ لَعَّانًا وَلاَ سَبَّابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ؟)). [راجع: ۶۰۳۱]

(۶۰۴۶) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بناتیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو نہیں تھے' نہ آپ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے' آپ کو بہت غصہ آیا تو صرف اتنا کہہ دیتے' اسے کیا ہو گیا ہے' اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

آپ کا یہ فرمانا بھی بطریق بد دعا کے اثر نہ کرتا کیونکہ آپ نے اللہ پاک سے یہ عرض کر لیا تھا۔ یارب! اگر میں کسی کو برا کہہ دوں تو اس کے لئے اس میں بہتری ہی کیجیو۔

۶۰۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ۱۳۶۳]

(۶۰۴۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن عمر نے' کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے ابو قلابہ نے کہ ثابت بن ضحاک بناتیہ اصحاب شجر (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے' انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں نصرانی ہوں' یہودی ہوں) تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خود کشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہو گا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

تشریح حضرت ثابت بن ضحاک ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے سے رسول کریم ﷺ کے دست مبارک پر جہاد کی بیعت کی تھی جس کا ذکر سورۂ فتح میں ہے کہ اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جو درخت لئے برضا و رغبت جہاد کی بیعت آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر کر رہے تھے حدیث کا مضمون ظاہر ہے۔

٦٠٤٨- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: ((تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ)) فَقَالَ: أَتُرَى بِي بَأْسٌ؟ أَمَجْنُونٌ أَنَا اذْهَبْ؟. [راجع: ٣٢٨٢]

(٦٠٤٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابی ہیں' انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی ایک صاحب کو غصہ آگیا اور بہت زیادہ آیا' ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس وقت فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ غصہ کرنے والا شخص) اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد سنایا اور کہا شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ وہ کہنے لگا کیا مجھ کو دیوانہ بنایا ہے کیا مجھ کو کوئی روگ ہو گیا ہے جا اپنا راستہ لے۔

یہ شخص منافق تھا یا کافر تھا جس نے ایسا گستاخانہ جواب دیا یا کوئی اکھڑ بدوی تھا وہ کلمہ جو آپ بتلانا چاہتے تھے وہ اللھم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم تھا (قسطلانی)

٦٠٤٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ : قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، قَالَ : خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلاَحَى رَجُلاَنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((خَرَجْتُ لأُخْبِرَكُمْ فَتَلاَحَى فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)). [راجع: ٤٩]

(٦٠٤٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی کریم ﷺ لوگوں کو لیلۃ القدر کی بشارت دینے کے لئے حجرے سے باہر تشریف لائے' لیکن مسلمانوں کے دو آدمی اس وقت آپس میں کسی بات پر لڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں (لیلۃ القدر) کے متعلق بتانے کے لئے نکلا تھا لیکن فلاں فلاں آپس میں لڑنے لگے اور (میرے علم سے) وہ اٹھالی گئی۔ ممکن ہے کہ یہی تمہارے لئے اچھا ہو۔ اب تم اسے ٢٩ رمضان اور ٢٧ رمضان اور ٢٥ رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔

ان کے علاوہ دیگر طاق راتوں میں کبھی کبھی لیلۃ القدر کا امکان ہو سکتا ہے جیسا کہ دوسری روایات میں آیا ہے۔

٦٠٥٠- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلاَمِهِ بُرْدًا، فَقُلْتُ

(٦٠٥٠) مجھ سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' ان سے معرور نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے' معرور نے بیان کیا کہ میں نے

لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً فَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلاَمٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي: ((أَسَابَبْتَ فُلاَنًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قُلْتُ : عَلَى حِينِ سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ: ((نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ٣٠]

ابوذرؓ کے جسم پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ایک ویسی ہی چادر تھی' میں نے عرض کیا اگر اپنے غلام کی چادر لے لیں اور اسے بھی پہن لیں تو ایک رنگ کا جوڑا ہو جائے غلام کو دوسرا کپڑا دے دیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ مجھ میں اور ایک صاحب (بلالؓ) میں تکرار ہو گئی تھی تو ان کی ماں عجمی تھیں' میں نے اس بارے میں ان کو طعنہ دے دیا انہوں نے جا کر یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت کیا تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بو باقی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس بڑھاپے میں بھی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دیا ہے' پس اللہ تعالیٰ جس کی ماتحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہئے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور جو وہ پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لئے نہ کہے' جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لئے کہنا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے تاحیات یہ عمل بنا لیا کہ جو خود پہنتے وہی اپنے غلاموں کو پہناتے جس کا ایک نمونہ یہاں مذکور ہے ایسے لوگ آج کل کہاں ہیں جو اپنے نوکروں خادموں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں الا ماشاء اللہ۔

٤٥- باب مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

باب کسی آدمی کی نسبت یہ کہنا کہ لمبا یا ٹھگنا ہے بشرطیکہ اس کی تحقیر کی نیت نہ ہو غیبت نہیں ہے اور

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لاَ يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ)).

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ذوالیدین یعنی لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے' اس طرح ہر بات جس سے عیب بیان کرنا مقصود نہ ہو جائز ہے۔

٦٠٥١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى

(۶۰۵۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد آپ مسجد کے آگے کے

خَشَبَةٍ فِي مَقْدَمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتْ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ)) قَالَ : بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ))! فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ.

[راجع: ٤٨٢]

حصہ یعنی دالان میں ایک لکڑی پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا' حاضرین میں حضرت ابو بکر اور عمر بھی موجود تھے مگر آپ کے دبدبے کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے آپس میں صحابہ نے کہا کہ شاید نماز میں رکعات کم ہو گئیں ہیں اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ظہر کی نماز چار کے بجائے صرف دو ہی رکعات پڑھائیں ہیں۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ "ذوالیدین" (لمبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے' انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعات کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعات کم ہوئیں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں' چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا کہ ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعات اور پڑھائیں پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سہو) میں گئے' نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

بس اس کے بعد قعدہ نہیں کیا نہ دوسرا سلام پھیرا جیسا کہ بعض کیا کرتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کر لے یا یہ سمجھ کر نماز پوری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر بعض لوگ اس کے بھی خلاف کرتے ہیں۔ حدیث میں ایک شخص کو لمبے ہاتھوں والا کہا گیا سو ایسا ذکر جائز ہے بشرطیکہ اس کی تحقیر کرنا مقصود نہ ہو اگر کوئی کہے کہ ذوالیدین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ بہادر ہو گیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ذوالیدین ایک عامی آدمی تھا ایسے لوگ بے تکلفی برت جاتے ہیں لیکن مقرب لوگ بہت ڈرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرتے اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والے اور بڑی محنت اٹھانے والے تھے (ﷺ)

٤٦- بابُ الْغِيبَةِ

باب غیبت کے بیان میں

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ [الحجرات : ١٢].

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا "اور تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' تم اسے ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو' یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

تشریح: غیبت یہ کہ پیٹھ پیچھے کسی بھائی کی ایسی عیب جوئی کرے جو اس کو ناگوار ہو یہ غیبت کرنا بدترین گناہ ہے قال ابن الاثیر فی النہایة الغیبة ان تذکر الانسان فی غیبته بسوء و ان کان فیه (فتح)

٦٠٥٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)).

[راجع: ٢١٦]

(٦٠٥٢) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے مجاہد سے سنا' وہ طاؤس سے بیان کرتے تھے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ یہ (ایک قبر کا مردہ) اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (یا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا) اور یہ (دوسری قبر والا مردہ) چغل خور تھا' پھر آپ نے ایک ہری شاخ منگائی اور اسے دو ٹکڑوں میں پھاڑ کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا اس کے بعد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔

تشریح: یہ ہری ٹہنی گاڑنے کا عمل آپ کے ساتھ خاص تھا۔ اس لئے کہ آپ کو قبروں والوں کا صحیح حال معلوم ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہونا بھی آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ آج کوئی نہیں جان سکتا کہ قبر والا کس حال میں ہے' لہٰذا کوئی اگر ٹہنی گاڑے تو وہ بے کار ہے' واللہ اعلم بالصواب۔

٤٧- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرُ دُورِ الأَنْصَارِ

باب نبی کریم ﷺ کا فرمانا انصار کے سب گھروں میں فلانا گھرانہ بہتر ہے

اس باب سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کسی شخص کی یا قوم کی فضیلت بیان کرنا اس کو دوسرے اشخاص یا اقوام پر ترجیح دینا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

٦٠٥٣- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ)).

[راجع: ٣٧٨٩]

(٦٠٥٣) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' قبیلہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔

٤٨- باب مَا يَجُوزُ مِنَ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

باب مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہو' ان کی غیبت درست ہونا

تاکہ دوسرے مسلمان ان کے شر سے بچے رہیں۔

٦٠٥٤- حدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ، أَوِ ابْنُ الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ أَلاَنَ لَهُ الْكَلاَمَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ: ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلاَمَ؟ قَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). [راجع: ٦٠٣٢]

(۶۰۵۴) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہوں نے محمد بن منکدر سے سنا' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو' فلاں قبیلہ کا یہ برا آدمی ہے۔ جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا' عائشہ! وہ آدمی ہے بدترین جسے اس کی بدکلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ برا آدمی ہے مگر میں تو برا نہیں ہوں مجھے تو اپنی نیک عادت کے مطابق ہر برے بھلے آدمی کے ساتھ نیک خو' ہی برتنی ہوگی۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

٤٩- باب النَّمِيمَةُ مِنَ الكَبَائِرِ
باب چغل خوری کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

تشریح: وھی نقل مکروہ بقصد الافساد الخ (قسطلانی) یعنی فساد کرانے کیلئے کسی کی برائی کسی اور کے سامنے نقل کرنا۔ چغل خور ایک ساعت میں اتنا فساد پھیلا سکتا ہے کہ کوئی جادوگر اتنا فساد ایک مہینے میں بھی نہیں کرا سکتا' اسلئے یہ کبیرہ گناہ ہے۔

٦٠٥٥- حدَّثَنَا ابْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ: ((يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ اثْنَتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ

(۶۰۵۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبیدہ بن عبدالرحمن نے خبر دی' انہیں منصور بن معمر نے' انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے کسی باغ سے تشریف لائے تو آپ نے دو (مردہ) انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک ٹکڑا ایک کی قبر پر اور دوسرا دوسری کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید کہ ان کے

هَذَا فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)). [راجع: ٢١٦]

عذاب میں اس وقت تک کے لئے کمی کر دی جائے' جب تک یہ سوکھ نہ جائیں۔

تشریح: اس روایت میں بڑے گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر حد مقرر ہے' جیسے زنا' چوری وغیرہ اس لئے ترجمہ باب کے خلاف نہ ہو گا' ترجمہ باب میں کبیرہ سے لغوی معنی بڑا گناہ مراد ہے کہتے ہیں کہ ہرا درخت یا ہری ٹہنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اس کی برکت سے صاحب قبر پر تخفیف ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آپؐ ہی کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے یہ نہیں ہے۔

٥٠- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ - ﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ﴾ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ يَعِيبُ.

باب چغل خوری کی برائی کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نون میں فرمایا عیب جو' چغل خور اور سورۂ ہمزہ میں فرمایا ہر عیب جو آوازے کسنے والے کی خرابی ہے' یہمز ویلمز اور یعیب سب کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عیب بیان کرتا ہے طعنے مارتا ہے۔

٦٠٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلاً يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)).

(٦٠٥٦) ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے منصور بن معمر نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے بتلایا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

تشریح: وہ شخص جھوٹی باتیں حضرت عثمان تک پہنچایا کرتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ان کو سنائی) قاضی عیاض نے کہا کہ قتات اور نمام کا ایک ہی معنی ہے بعض نے فرق کیا کہ نمام تو وہ ہے کہ جو قضیہ کے وقت موجود ہو پھر جا کر دوسروں کے سامنے اس کی چغلی کرے اور قتات وہ ہے جو بغیر دیکھے محض سن کر چغل خوری کرے' بہرحال قتات اور نمام دونوں حدیث بالا کی وعید میں داخل ہیں۔ و قال اللیث الہمزة من یغتابک بالغیب واللمزة من یغتابک فی وجھک یعنی ہمزہ وہ لوگ جو پیٹھ پیچھے تیری برائی کرے اور لمزہ وہ جو سامنے برائی کریں (فتح)

٥١- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ حج میں فرمانا "اور اے ایمان والو! جھوٹ بات بولنے سے پرہیز کرتے رہو۔"

٦٠٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ

(٦٠٥٧) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بات کرنا اور فریب کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی

فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) قَالَ أَحْمَدُ : أَفْهَمَنِي رَجُلٌ إِسْنَادَهُ.
[راجع: ۱۹۰۳]

ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ احمد بن یونس نے کہا یہ حدیث میں نے سنی تو تھی مگر میں اس کی سند بھول گیا تھا جو مجھ کو ایک شخص (ابن ابی ذئب) نے بتلا دی۔

تشریح: یعنی جب جھوٹ فریب بری باتیں نہ چھوڑیں تو روزہ محض فاقہ ہو گا' اللہ کو ہماری فاقہ کشی کی ضرورت نہیں ہے وہ تو یہ جانتا ہے کہ ہم روزہ رکھ کر بری باتوں اور بری عادتوں سے پرہیز کریں اور نفسانی خواہشوں کو عقل سلیم اور شرع مستقیم کے تابع کر دیں۔

٥٢- باب مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

باب منہ دیکھی بات کرنے والے (دوغلے) کے بارے میں

٦٠٥٨- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلاَءِ بِوَجْهٍ، وَهَؤُلاَءِ بِوَجْهٍ)).
[راجع: ٣٤٩٤]

(٦٠٥٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس شخص کو سب سے بدتر پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے۔

تشریح: ہر جگہ لگی لپٹی بات کہتا ہے۔ دو رخا آدمی وہ ہے کہ ہر فریق سے ملا رہے' جس کی صحبت میں جائے ان کی سی کہے۔ یعنی رکابی مذہب والا (با مسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام) قال القرطبی انما کان ذوالوجهین شرالناس لان حاله حال المنافق (فتح) یعنی منہ دیکھی بات کرنے والا بدترین آدمی ہے اس لئے کہ اس کا منافق جیسا حال ہے۔

٥٣- باب مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

باب اگر کوئی شخص دوسرے شخص کی گفتگو جو اس نے کسی کی نسبت کی ہو اس سے بیان کرے

تشریح: اراد البخاری بالترجمة بیان جواز النقل علی وجه النصیحة لکون النبی صلی الله علیه وسلم لم ینکر علی ابن مسعود نقله ما نقل کل عقیب من محول المنقول عنه ثم حکم عنه (فتح) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے خیر خواہی کے طور پر ایسی بات کو نقل کرنے کا جواز ثابت کرنا ہے' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا نقل کرنا یہاں مذکور ہے۔

٦٠٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: وَاللهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ

(٦٠٥٩) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابو وائل نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی

بِهٰذَا وَجْهَ اللهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((رَحِمَ اللهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کی یہ بات آپ کو سنائی تو آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے' انہیں اس سے بھی زیادہ ایذادی گئی' لیکن انہوں نے صبر کیا۔

یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اس کا نام معتب بن قشیر تھا' اس نے آنحضرت ﷺ کی دیانت امانت پر حملہ کیا حالانکہ آپ سے بڑھ کر امین و دیانت دار انسان کوئی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا جس کی امانت کے کفار مکہ بھی قائل تھے جو آپ کو صادق اور امین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

٥٤- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

باب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے

تشریح کمادح مدح سے تفاعل کا مصدر ہے جو دو آدمیوں کا ایک دوسرے کی جا و بے جا تعریف کرنے پر بولا جاتا ہے' من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ شریعت نے ایسی مدح سے روکا ہے۔

٦٠٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عن ابی بُردةَ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ: ((أَهْلَكْتُمْ - أَوْ قَطَعْتُمْ - ظَهْرَ الرَّجُلِ)). [راجع: ٢٦٦٣]

(٦٠٦٠) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں بہت مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اسے ہلاک کر دیا یا (یہ فرمایا کہ) تم نے اس شخص کی کمر کو توڑ دیا۔

تشریح حافظ نے کہا مجھ کو ان دونوں شخصوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن امام احمد اور بخاری کی روایت "ادب المفرد" سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا محجن بن ادرع تھا اور جس کی تعریف کی تھی شاید وہ عبداللہ بن ذوالبجادین ہو گا (وحیدی)

٦٠٦١- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) يَقُولُهُ مِرَارًا: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ

(٦٠٦١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے' ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے ان کی مبالغہ سے تعریف کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا' اگر تمہارے لئے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں' باقی علم اللہ کو ہے وہ ایسا ہے۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو

وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلاَ يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا)) قَالَ وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ. [راجع: ٢٦٦٢]

کہ وہ ایسا ہی ہے اور یوں نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہی ہے۔ اور وہیب نے اسی سند کے ساتھ خالد سے یوں روایت کی "ارے تیری خرابی تو نے اس کی گردن کاٹ ڈالی یعنی لفظ ویحک کے بجائے لفظ ویلک بیان کیا۔

تشریح: لفظ ویحک کلمہ رحمت ہے اور ویلک کلمہ عذاب ہے' مطلب یہ ہو گا کہ جس کے لئے ویحک بولا جائے تو معنی یہ ہو گا کہ افسوس تجھ پر اللہ رحم کرے اور جس پر لفظ ویلک بولیں گے تو معنی یہ ہو گا کہ افسوس اللہ تجھ پر عذاب کرے۔ تعریف میں' اسی طرح ہجو میں مبالغہ کرنا' بیہودہ شاعروں اور خوشامدی لوگوں کا کام ہے ایسی تعریف سے وہ شخص جس کی تعریف کرو پھول کر مغرور بن جاتا ہے اور جہل مرکب میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

٥٥- باب مَنْ أَثْنَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ

باب اگر کسی کو اپنے کسی بھائی مسلمان کا جتنا حال معلوم ہو اتنی ہی (بلا مبالغہ) تعریف کرے تو یہ جائز ہے۔

وَقَالَ سَعْدٌ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلاَّ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق جو زمین پر چلتا پھرتا ہو' یہ کہتے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے سوا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔

تشریح: آپ سے ایسی بشارت تو بہت سے لوگوں کے لئے ثابت ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہود میں یہ بشارت سوائے حضرت عبداللہ بن سلام کے اور کسی کو نہیں دی ورنہ عشرہ مبشرہ اور بہت صحابہ کے لئے آپ کی بشارات موجود ہیں۔ صرف حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ عنہم کو آپ نے بارہا فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ عشرہ مبشرہ مشہور ہیں۔

٦٠٦٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ ذَكَرَ فِي الإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ)). [راجع: ٣٦٦٥]

(٦٠٦٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازار لٹکانے کے بارے میں جو کچھ فرمانا تھا جب آپ نے فرمایا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا تہمد ایک طرف سے لٹکنے لگتا ہے' تو آپ نے فرمایا کہ تم ان تکبر کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

تشریح: ٹخنوں سے نیچے تہ بند پاجامہ لٹکانا مرد کے لئے برا ہے کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ گاہے کسی کا تہ بند یوں ہی بغیر خیال تکبر کے لٹک جائے تو امر دیگر ہے مگر اس عادت سے بچنا لازم ہے۔

٥٦- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ نحل میں فرمانا "اللہ تعالیٰ تمہیں

﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ

انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں

ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللهُ﴾ وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ.

فحش، منکر اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ یونس میں فرمان "بلاشبہ تمہاری سرکشی اور ظلم تمہارے ہی جانوں پر آئے گی" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ حج میں فرمان "پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ اس کی یقیناً مدد کرے گا۔" اور اس باب میں فساد بھڑکانے کی برائی کا بھی بیان ہے مسلمان پر ہو یا کافر پر۔

تشریح یہ مطلب حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جادو کی حدیث ذیل سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب میں فرمایا تھا کہ اللہ نے اب مجھ کو تو تندرست کر دیا۔ اب میں نے فساد بھڑکانا اور شور پھیلانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ لبید بن اعصم نے جادو کیا تھا وہ کافر تھا میں اسے شہرت دوں تو خطرہ ہے کہ لوگ لبید کو پکڑیں سزا دیں خواہ مخواہ شورش پیدا ہو۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی ظاہر ہے۔

٦٠٦٣- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلاَ يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلاَنِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ، وَالآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ، قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ))، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ

(٦٠٦٣) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک دن فرمایا، عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلا دی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ جو میرے سر کے پاس تھا ان صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا، کس چیز میں کیا ہے، جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنوئیں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا، اس کے باغ کے درختوں کے پتے

الْحِنَّاءِ)) فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلاَّ تَعْنِي تَنَشَّرْتَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا اللهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)) قَالَتْ : وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ.

[راجع: ۳۱۷۵]

سانپوں کے پھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہیں' ان کی مراد یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شہرت کیوں نہ دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لبید بن اعصم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔

(اصل میں کتان السی کو کہتے ہیں اس کے درخت کا پوست لے کر اس میں ریشم کی طرح کا تار نکالتے ہیں یہاں وہی تار مراد ہیں) باب کے آخری جملہ کا مقصد اسی سے نکلتا ہے کہ آپ نے ایک کافر کے اوپر حقیقت کے باوجود برائی کو نہیں لادا بلکہ صبر و شکر سے کام لیا اور اس برائی کو دبا دیا۔ شورش کو بند کر دیا۔ (ﷺ)

٥٧- بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾.

باب حسد اور پیٹھ پیچھے برائی کی ممانعت اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فلق میں فرمان "اور حسد کرنے والے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ جب وہ حسد کرے۔

تحاسد اور تدابر دونوں جانب سے ہو یا ایک کی طرف سے ہر حال برا ہے آیت کا مفہوم یہی ہے اور اس لئے یہاں امام عالی مقام نے ایک آیت کو نقل کیا ہے (فتح)

٦٠٦٤- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا)).

[راجع: ٥١٤٣]

(۶۰۶۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام بن منبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں' لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو' آپس میں حسد نہ کرو' کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو' بغض نہ رکھو' بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

تشریح: اللہ پاک ہر مسلمان کو اس ارشاد نبوی پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔ تحسسوا اور تجسسو ہر دو میں ایک تا حذف ہو گئی ہے' خطابی نے اس کا مطلب بتایا کہ لوگوں کے عیوب کی تلاش نہ کرو' تحسسو کا مادہ حاسہ ہے مطلق تلاش کے لئے بھی یہ مستعمل ہے جیسے آیت سورۂ یوسف میں حضرت یعقوب کا قول نقل ہوا ہے' ﴿ اذ هبوا فتحسسوا من یوسف واخیه ﴾ (یوسف: ۸۷)

جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ ظن سے بد گمانی مراد ہے۔ یعنی بغیر تحقیق کئے دل میں بد گمانی بٹھالینا یہ سچے مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

٦٠٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ)). [طرفه في :٦٠٧٦].

(٦٠٦٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں بغض نہ رکھو' حسد نہ کرو' پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو' بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ایک بھائی کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔

تشریح: اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کا یہ وہ مقدس وعظ ہے' جو اس قابل ہے کہ ہر وقت یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس صورت میں یقیناً امت کا بیڑا پار ہو سکے گا۔ اللہ سب کو ایسی ہمت عطا کرے آمین۔

٥٨- باب

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوا﴾

باب سورۂ حجرات میں اللہ کا فرمان اے ایمان والو! بہت سی بد گمانیوں سے بچو' بے شک بعض بد گمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور کسی کے عیوب کی ڈھونڈ ٹٹول نہ کرو۔ آخر آیت تک۔

٦٠٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا)). [راجع: ٥١٤٣]

(٦٠٦٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی' ابوالزناد نے' انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بد گمانی سے بچتے رہو' بد گمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو' کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو' بغض نہ رکھو' کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

نجش یہ ہے کہ ایک چیز کا خریدنا منظور نہ ہو لیکن دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ سے اس کی قیمت بڑھائے۔ اسی طرح کوئی بھائی کسی شے کا بھاؤ کر رہا ہے تو تم اس میں دخل اندازی مت کرو۔

٥٩- باب مَا يَكُونُ مِنَ الظَّنِّ

باب گمان سے کوئی بات کہنا

٦٠٦٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

(٦٠٦٧) ہم سے سعید بن عفیرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے

غُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا)). قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ. [طرفه في : ٦٠٦٨].

عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے ہیں۔ لیث بن سعد نے بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی منافق تھے۔

حافظ نے کہا کہ ان دونوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔

٦٠٦٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهَذَا، وَقَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٦٠٦٧]

(۶۰۶۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے یہی حدیث نقل کی اور (اس میں یوں ہے کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا' عائشہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں فلاں لوگ ہم جس دین پر ہیں اس کو نہیں پہچانتے۔

زمانہ نبوی میں منافقین کی ایک جماعت بہت ہی خطرناک تھی جو اوپر سے مسلمان بنتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کا برا چاہتے ایسے بد بختوں نے ہمیشہ اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے' ایسے لوگ آج کل بھی بہت ہیں۔ الاماشاء اللہ۔

٦٠- باب سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ

باب مومن کے کسی عیب کو چھپانا

٦٠٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى، إِلاَّ الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ فَيَقُولُ: يَا فُلاَنُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا و قَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ)).

(۶۰۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے' ان سے ان کے بھتیجے ابن شہاب نے' ان سے ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے' آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوا گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا' لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔

٦٠٧٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ

(۶۰۷۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' انہوں قتادہ سے' انہوں نے صفوان بن محرز سے' ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے آنحضرت ﷺ سے کانا پھوسی کے باب

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ : عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ)).

[راجع: ٢٤٤١]

میں کیا سنا ہے؟ (یعنی سرگوشی کے باب میں) انہوں نے کہا آنحضرتؐ فرماتے تھے (قیامت کے دن تم مسلمانوں) میں سے ایک شخص (جو گنہگار ہو گا) اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جائے گا۔ پروردگار اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور فرمائے گا تو نے (فلاں دن دنیا میں) یہ یہ برے کام کئے تھے' وہ عرض کرے گا۔ بے شک (پروردگار مجھ سے خطائیں ہوئی ہیں پر تو غفور رحیم ہے) غرض (سارے گناہوں کا) اس سے (پہلے) اقرار کرا لے گا پھر فرمائے گا دیکھ میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے رکھے تو آج میں ان گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔

تشریح: اللہ کا ایک نام ستیر بھی ہے' یعنی گناہوں کا چھپا لینے والا' دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔ بعون اللہ منہم۔ آمین۔

مثل مشہور ہے کہ ایک تو چوری کرے اوپر سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے' شرمندہ ہو' اللہ سے توبہ کرے' نہ یہ کہ ایک ایک سے کہتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے' یہ تو بے حیائی اور بے باکی ہے۔

یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے۔ اس میں اللہ کے لئے کنف بازو ثابت کیا گیا ہے' جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ اہل حدیث اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی مسلک حق ہے' تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کنف سے حجاب رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپا لے گا مگر یہ تاویل کرنا ٹھیک نہیں ہے' کنف کے معنی بازو کے ہیں۔

٦١- باب الْكِبْرِ

باب غرور گھمنڈ تکبر کی برائی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ثَانِي عِطْفِهِ﴾ مُسْتَكْبِرًا فِي نَفْسِهِ. عِطْفِهِ. رَقَبَتِه.

اور مجاہد نے کہا کہ (سورۂ حج میں) "ثانی عطفہ" سے مغرور مراد ہے' "عطفہ" یعنی گھمنڈ سے گردن موڑنے والا۔

٦٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لأَبَرَّهُ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)). [راجع: ٤٩١٨]

(٦٠٧١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے معبد بن خالد قیسی نے بیان کیا' ان سے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر کمزور و تواضع کرنے والا اگر وہ (اللہ کا نام لے کر) قسم کھا لے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں۔ ہر تند خو' اکڑ کر چلنے والا اور متکبر۔

٦٠٧٢- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ

(٦٠٧٢) اور محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی' کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول

بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتِ الأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. [راجع: ٣٥٠٣]

کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لئے جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔ آپ اس کے ساتھ چلے جاتے انکار نہ کرتے۔

٦٢- باب الْهِجْرَةِ

وَقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ((لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ)).

باب ترک ملاقات کرنے کا بیان اور رسول اللہ ﷺ کا یہ

فرمان کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (اس میں ملاپ کرنے کی تاکید ہے)

تشریح: یہاں دنیاوی جھگڑوں کی بنا پر ترک ملاقات مراد ہے۔ ویسے فساق فجار اور اہل بدعت سے ترک ملاقات کرنا جب تک وہ توبہ نہ کریں درست ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی حضرت مولانا ضیاء الدین سنامی کی عیادت کو گئے جو سخت بیمار تھے اور اطلاع کرائی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں بدعتی فقیروں سے نہیں ملتا ہوں چونکہ حضرت سلطان المشائخ کبھی کبھی سماع میں شریک رہتے اور مولانا اس کو بدعت اور ناجائز سمجھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کہا مولانا سے عرض کرو میں نے سماع سے توبہ کر لی ہے۔ یہ سنتے ہی مولانا نے فرمایا میرے سر کا عمامہ اتار کر بچھا دو اور سلطان مشائخ سے کہو کہ اس پر پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لاویں معلوم ہوا کہ اللہ والے علمائے دین نے ہمیشہ بدعتیوں سے ترک ملاقات کیا ہے اور حدیث الحب للہ والبغض للہ کا یہی مفہوم ہے۔ واللہ اعلم (وحیدی)

٦٠٧٣، ٦٠٧٤، ٦٠٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ، وَاللهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ : أَهُوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَتْ : هُوَ للهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لاَ أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ، فَقَالَتْ : لاَ وَاللهِ لاَ أُشَفِّعُ فِيهِ أَبَدًا، وَلاَ أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى

(٦٠٧٣-٦٠٧٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے' کہا مجھ سے عوف بن مالک بن طفیل نے بیان کیا' وہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھتیجے تھے' انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی چیز بیچی یا خیرات کی تو عبداللہ بن زبیر جو ان کے بھانجے تھے کہنے لگے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہئے نہیں تو اللہ کی قسم میں ان کے لئے حجر کا حکم جاری کر دوں گا۔ ام المؤمنین نے کہا کیا اس نے یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ فرمایا پھر میں اللہ سے نذر کرتی ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔ اس کے بعد جب ان کے قطع تعلق پر عرصہ گزر گیا۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے ان سے سفارش کی گئی (کہ انہیں معاف فرما دیں) ام المؤمنین نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے

ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ الأَسْوَدِ عَبْدِ يَغُوثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لاَ يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالاَ: السَّلاَمُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا، قَالُوا: كُلُّنَا قَالَتْ: نَعَمِ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلاَ تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلاَّ مَا كَلَّمَتْهُ، وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُولاَنِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ، وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالاَ بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

لئے بہت تکلیف دہ ہو گیا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں بات کی وہ دونوں بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل کرا دو کیونکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی قسم کھائیں چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس میں ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عرض کی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آ جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا ہم سب؟ کہا ہاں' سب آ جاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے لپٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ معاف کر دیں' یہ ام المؤمنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبدالرحمٰن بھی ام المؤمنین کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بولیں اور انہیں معاف کر دیں؟ ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا کہ جیسا کہ تم کو معلوم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے تو ام المؤمنین بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو قسم کھا لی ہے؟ اور قسم کا معاملہ سخت ہے لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے' یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات کر لی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے۔ اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگتیں اور آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

تشریح (حجر کے معنی یہ کہ حاکم کسی شخص کو کم عقل یا ناقابل سمجھ کر یہ حکم دے دے کہ اس کا کوئی تصرف بیع ہبہ وغیرہ نافذ نہ ہو گا) اسی حدیث سے بہت سے مسائل کا ثبوت نکلتا ہے اور یہ بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پردہ کے ساتھ غیر

محرم مردوں سے بوقت ضرورت بات کر لیتی تھیں اور پردہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھر میں بلا لیتی تھیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دو بگڑے ہوئے دلوں کو جوڑنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کرنی چاہئے اور یہ بھی کہ غلط قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑنا ہی ضروری ہے۔ وغیرہ وغیرہ فهجرتها منه كانت تاديبا له و هذا من باب اباحة الهجران لمن عصى۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ترک تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے تعلیم و تادیب کے لئے تھا اور عاصیوں سے ایسا ترک تعلق مباح ہے۔

٦٠٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ)).

[راجع: ٦٠٦٥]

(٦٠٧٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا انہیں امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو' پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو' بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بات چیت بند کرے۔

٦٠٧٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ)).

[طرفه في :٦٢٣٧].

(٦٠٧٧) ہم سے عبدالرحمن بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عطاء بن یزید لیثی نے اور انہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے' اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

تشریح: اس کے بعد اگر وہ فریق ثانی بات چیت نہ کرے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گنہگار رہے گا اور یہ شخص گناہ سے بچ جائے گا۔ قرآن کی آیت ادفع بالتی ھی احسن کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو احسن طریق پر ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ آیت یاد رکھنے کی توفیق دے۔

٦٣- باب مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

باب نافرمانی کرنے والے سے تعلق توڑنے کا جواز

وَقَالَ كَعْبٌ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلاَمِنَا وَذَكَرَ خَمْسِينَ لَيْلَةً.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (غزوہ تبوک میں) شریک نہیں ہوئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات چیت کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا تھا اور آپ نے پچاس دن کا تذکرہ کیا

اگر کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو تو (توبہ کرنے تک) اس کی ملاقات چھوڑ دینا جائز ہے۔

٦٠٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:((إِنِّي لأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ)). قَالَتْ: قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ: بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ: لاَ وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ أَجَلْ لاَ أَهْجُرُ إِلاَّ اسْمَكَ.

[راجع: ٥٢٢٨]

(٦٠٧٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس طرح سے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تم خوش ہوتی ہو کہتی ہو' ہاں محمد کے رب کی قسم' اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں' ابراہیم کے رب کی قسم۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' جی ہاں آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے میں صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔

تشریح: باقی دل سے آپ کی محبت نہیں جاتی۔ ترجمہ باب سے مطابقت یوں ہوئی کہ جب حدیث سے بے گناہ خفا رہنا جائز ہوا تو گناہ کی وجہ سے خفا رہنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

٦٤- باب هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ، أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا؟

باب کیا اپنے ساتھی کی ملاقات کے لئے ہر دن جا سکتا ہے یا صبح اور شام ہی کے اوقات میں جائے

٦٠٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلاَّ وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلاَّ يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلاَّ أَمْرٌ؟ قَالَ : ((إِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ)). [راجع: ٤٧٦]

(٦٠٧٩) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں معمر نے' ان سے زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیرو پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں' ایک دن ابو بکر رضی اللہ عنہ (والد ماجد) کے گھر میں بھری دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں' یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت ہمارے یہاں آنحضرت ﷺ کے آنے کا معمول نہیں تھا' ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کا تشریف لانا کسی خاص وجہ ہی سے ہو سکتا ہے' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے مکہ چھوڑنے کی اجازت مل گئی ہے۔

تشریح: اس کے بعد ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ خاص اس مقصد کے لئے کھلا پلا کر تیار کر رکھے تھے' رات کے اندھیرے میں آپ دونوں سوار ہو کر ایک غلام فہید کو ساتھ لے کر گھر سے نکل پڑے اور رات کو غار ثور میں قیام فرمایا جہاں تین رات آپ قیام پذیر رہے' یہاں سے بعد میں چل کر مدینہ پہنچے۔ یہ ہجرت کا واقعہ اسلام میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ سنہ ہجری اسی سے شروع کیا گیا۔

٦٥- باب الزِّيَارَةِ

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ، وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

باب ملاقات کے لئے جانا اور جو لوگوں سے ملاقات کے لئے گیا اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا تو یہ جائز ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے ان کے ہاں گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا

٦٠٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ فِي الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَنُضِحَ لَهُ عَلَى بِسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

[راجع: ٦٧٠]

(٦٠٨٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' انہیں خالد حذاء نے' انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا' جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے حکم سے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا گیا اور آنحضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لئے دعا کی۔

تشریح: یہ عتبان بن مالک کا گھر تھا بعض نے کہا کہ ام سلیم کا گھر تھا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے۔

٦٦- باب مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ

باب جب دوسرے ملک کے وفود ملاقات کو آئیں تو ان کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرنا

٦٠٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: مَا الإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ : مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ

(٦٠٨١) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے' کہا کہ مجھ سے سالم بن عبداللہ نے پوچھا کہ استبرق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ دیبا سے بنا ہوا دبیز اور کھردرا کپڑا پھر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اسے لے کر حاضر ہوئے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اشْتَرِ هَذِهِ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ)) فَمَضَى فِي ذَلِكَ مَا مَضَى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالاً)) فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهَذَا الْحَدِيثِ.[راجع: ٨٨٦]

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے آپ خرید لیں اور وفد جب آپ سے ملاقات کے لئے آئیں تو ان کی ملاقات کے وقت اسے پہن لیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ریشم تو وہی پہن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو خیر اس بات پر ایک مدت گزر گئی پھر ایسا ہوا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خود انہیں ایک جوڑا بھیجا تو وہ اسے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آنحضرت ﷺ نے یہ جوڑا میرے لئے بھیجا ہے' حالانکہ اس کے بارے میں آپ اس سے پہلے ایسا ارشاد فرما چکے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ (بیچ کر) مال حاصل کرو۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی حدیث کی وجہ سے کپڑے میں (ریشم کے) بیل بوٹوں کو بھی مکروہ جانتے تھے۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

٦٧- باب الإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

باب کسی سے بھائی چارہ اور دوستی کا اقرار کرنا۔

اور ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان اور ابو درداء کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارگی کرائی تھی۔

٦٠٨٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ٢٠٤٩]

(٦٠٨٢) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے یہاں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان میں اور سعد بن ربیع میں بھائی چارگی کرائی تو پھر (جب عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری کا ہو۔

٦٠٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: قُلْتُ لأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ حِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ))؟ فَقَالَ:

(٦٠٨٣) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن سلیمان احول نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں معاہدہ (حلف) کی

قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي. [راجع: ٢٢٩٤]

کوئی اصل نہیں؟ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے خود قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں حلف کرائی تھی۔

حلف یہ کہ قول قرار کر کے کسی اور قوم میں شریک ہو جانا جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا اب بھی البتہ ضرورت کے اوقات میں مسلمان اگر دوسری طاقتوں سے معاہدہ کریں تو ظاہر ہے کہ جائز ہوگا۔

٦٨- باب التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَضَحِكْتُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى.

باب مسکرانا اور ہنسنا اور فاطمہ علیہا السلام نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چپکے سے مجھ سے ایک بات کہی تو میں ہنس دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات وفات نبوی سے کچھ پہلے کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

٦٠٨٤- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ، لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُوبَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ، لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَتَّى تَذُوقِي

(٦٠٨٤) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق رجعی نہیں دی۔ اس کے بعد ان سے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا' لیکن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں رفاعہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر مجھ سے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا' لیکن اللہ کی قسم ان کے پاس تو پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں۔ (مراد یہ کہ وہ نامرد ہیں) اور انہوں نے اپنی چادر کا پلو پکڑ کر بتایا (راوی نے بیان کیا کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن العاص کے لڑکے خالد حجرہ کے دروازے پر تھے اور اندر داخل ہونے کی اجازت کے منتظر تھے۔ خالد بن سعید اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر کہنے لگے کہ آپ اس عورت کو ڈانتے نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کس طرح کی بات کہتی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے تبسم کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ پھر فرمایا غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب

عُسيلته وَيَذُوقَ عُسيْلَتَكِ)).

[راجع: ٢٦٣٩]

تک تم انکا (عبدالرحمٰن بنائیں کا) مزا نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔

٦٠٨٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَقَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلاَءِ اللاَّتِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ)). فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْنَ: إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلاَّ سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)).

[راجع: ٣٢٩٤]

(٦٠٨٥) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے' ان سے محمد بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب بنائیں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس آپ کی کئی بیویاں جو قریش سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے خرچ دینے کے لئے تقاضا کر رہی تھیں اور پکار پکار کر باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر بنائیں نے اجازت چاہی تو وہ جلدی سے بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر بنائیں نے عرض کیا اللہ آپ کو خوش رکھے' یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان پر مجھے حیرت ہوئی' جو ابھی میرے پاس تقاضا کر رہی تھیں' جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر بنائیں نے اس پر عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے' پھر عورتوں کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا' اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے عرض کیا آپ بنائیں آنحضرت ﷺ سے زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر شیطان بھی تمہیں راستے پر آتا ہوا دیکھے گا تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث سے حضرت عمر بنائیں کی فضیلت عظمیٰ پر روشنی پڑتی ہے کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان حضرت عمر بنائیں کے سائے سے بھاگتا ہے۔ اب یہ اشکال نہ ہو گا کہ حضرت عمر بنائیں کی افضیلت رسول کریم ﷺ پر نکلتی ہے کیونکہ یہ ایک خاص معاملہ ہے' چور ڈاکو جتنا کوتوال سے ڈرتے ہیں اتنا خود بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

٦٠٨٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطَّائِفِ قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ)) فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ: لاَ نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ)) قَالَ: فَغَدَوْا فَقَاتَلُوهُمْ قِتَالاً شَدِيدًا وَكَثُرَ فِيهِم الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ)) قَالَ: فَسَكَتُوا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلَّهُ بِالْخَبَرِ.

[راجع: ٤٣٢٥]

(٦٠٨٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابوالعباس سائب نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم طائف میں تھے (فتح مکہ کے بعد) تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہاں سے کل واپس ہوں گے۔ آپ کے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کرلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔ بیان کیا کہ دوسرے دن صبح کو صحابہ نے گھمسان کی لڑائی لڑی اور بکثرت صحابہ زخمی ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے' بیان کیا کہ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنس پڑے۔ حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے پوری سند خبر کے لفظ کے ساتھ بیان کی۔

باب کا مطلب فضحک رسول اللہ ﷺ سے نکلا کہ آپ ہنس دیے۔

٦٠٨٧- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ، وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: لَيْسَ لِي قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لاَ أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: لاَ أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟ تَصَدَّقْ بِهَا)) قَالَ عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَاللهِ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

(٦٠٨٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی' انہیں حمید بن عبدالرحمن نے' ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں تو تباہ ہو گیا اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں (روزہ کی حالت میں) ہم بستری کرلی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو مہینے کے روزے رکھ۔ انہوں نے عرض کیا اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اتنا بھی میرے پاس نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر کھجور کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ "عرق" ایک طرح کا (نو کلو گرام کا) ایک پیمانہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' پوچھنے والا کہاں ہے؟ لو اسے صدقہ کر دینا۔ انہوں نے عرض کی مجھ سے جو زیادہ محتاج

بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ : ((فَأَنْتُمْ إِذًا)).
[راجع: ١٩٣٦]

ہو اسے دوں؟ اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک کھل گئے' اس کے بعد فرمایا' اچھا پھر تو تم میاں بیوی ہی اسے کھالو۔

اس حدیث میں بھی آپ کے ہنسنے کا ذکر ہے۔

٦٠٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً، قَالَ أَنَسٌ : فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.
[راجع: ٣١٤٩]

(٦٠٨٨) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ کے جسم پر ایک نجرانی چادر تھی' جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ اتنے میں ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے کو دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دیئے جانے کا حکم فرمایئے۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا دیئے پھر آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

سبحان اللہ قربان اس خلق کے کیا کوئی بادشاہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ حدیث صاف آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ (ﷺ)

٦٠٨٩- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلاَ رَآنِي إِلاَّ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي.
[راجع: ٣٠٢٠]

(٦٠٨٩) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ادریس نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا آنحضرت ﷺ نے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے۔

٦٠٩٠- وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). [راجع: ٣٠٣٥]

(٦٠٩٠) میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ پاتا تو آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور دعا کی کہ اے اللہ! اسے ثبات فرما یا اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنا۔

تشریح: یہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ایک بت خانہ ڈھانے کے لئے بھیجا تھا' اس وقت انہوں نے گھوڑے پر اپنے نہ جم سکنے کی دعا کی درخواست کی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی' روایت میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

٦٠٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)) فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَبِمَ شَبَهُ الْوَلَدِ؟)). [راجع: ١٣٠]

(٦٠٩١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہیں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے' انہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرماتا' کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب عورت پانی دیکھے (تو اس پر غسل واجب ہے) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسیں اور عرض کیا' کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے۔

تشریح: عورت کے ہاں بھی منی پیدا ہوتی ہے پھر احتلام کیوں ناممکن ہے۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ہنسی آ گئی اور آنحضرت ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا ایسے مواقع پر ہنسی آ جانا یہ فطری عادت ہے جو مذموم نہیں ہے۔

٦٠٩٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا، حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. [راجع: ٤٨٢٨]

(٦٠٩٢) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عمرو نے خبر دی' ان سے ابوالنضر نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو' آپ صرف مسکراتے تھے۔

٦٠٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ

(٦٠٩٣) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے'

ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: قَحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطِرُوا حَتَّى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِينَةِ، فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ، ثُمَّ قَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا، فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِينَةِ يَمِينًا وَشِمَالاً يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلاَ يُمْطَرُ فِيهَا شَيْءٌ يُرِيهِمُ اللهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ ﷺ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ.

[راجع: ۹۳۲]

آنحضرت ﷺ اس وقت مدینہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے' انہوں نے عرض کیا بارش کا قحط پڑ گیا ہے' آپؐ اپنے رب سے بارش کی دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا کہیں ہمیں بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر آپ نے بارش کی دعا کی' اتنے میں بادل اٹھا اور بعض ٹکڑے بعض کی طرف بڑھے اور بارش ہونے لگی' یہاں تک کہ مدینہ کے نالے بہنے لگے۔ اگلے جمعہ تک اسی طرح بارش ہوتی رہی سلسلہ ٹوٹتا ہی نہ تھا چنانچہ وہی صاحب یا کوئی دوسرے (اگلے جمعہ کو) کھڑے ہوئے' آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے عرض کیا ہم ڈوب گئے' اپنے رب سے دعا کریں کہ اب بارش بند کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش ہو' ہم پر نہ ہو۔ دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا' چنانچہ مدینہ منورہ سے بادل چھٹنے لگے' بائیں اور دائیں' ہمارے چاروں طرف دوسرے مقامات پر بارش ہونے لگی اور ہمارے یہاں بارش یکدم بند ہو گئی۔ یہ اللہ نے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا معجزہ اور اپنے پیغمبر ﷺ کی کرامت اور دعا کی قبولیت بتلائی۔

تشریح: روایت میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا جو ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے دیگر مذکورہ احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ہنسنے کا کسی نہ کسی طرح ذکر ہے مگر آپ کا ہنسنا صرف تبسم کے طور پر ہوتا تھا عوام کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے (ﷺ)

٦٩- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ.

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں ارشاد فرمانا "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو" اور جھوٹ بولنے کی ممانعت کا بیان

٦٠٩٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ

(٦٠٩٤) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ

يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا)).

برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

تشریح اسی لئے فرمایا انما الاعمال بخواتیمھا عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو' ہر بخاری شریف کے پڑھنے والے کو اور مجھ ناچیز گنہگار بندے کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے' توحید و سنت و کلمہ طیبہ پر خاتمہ ہو۔ امید ہے کہ اس مقام پر جملہ قارئین کرام آمین کہیں گے آمین۔ یا رب العالمین!

٦٠٩٥- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلاَمٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)).

(٦٠٩٥) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے ابی سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے' ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں' جب بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے' جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

یہ عملی منافق ہے پھر بھی معاملہ خطرناک ہے برے خصائل سے ہر مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

٦٠٩٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالاَ الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).
[راجع: ٨٤٥]

(٦٠٩٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا' ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میرے پاس گزشتہ رات خواب میں دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ بڑا ہی جھوٹا تھا' جو ایک بات کو لیتا اور ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا' قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

جھوٹے مسئلہ بنانے والے' بدعات محدثات کو رواج دینے والے' جھوٹی روایات بیان کرنے والے نام نہاد علماء و خطباء سب اس وعید شدید کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ الا من عصمه الله۔

٧٠- باب فِي الْهَدْيِ الصَّالِحِ

باب اچھے چال چلن کے بارے میں

اچھا چال چلن وہ ہے جو بالکل سنت نبی کے مطابق ہو۔

٦٠٩٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الأَعْمَشُ

(٦٠٩٧) ہم سے اسحاق بن ابراہیم راہویہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا کیا تم سے اعمش نے یہ بیان کیا کہ میں نے شقیق

قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: إِنَّ أَشْبَهَ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِي وَمَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا.

[راجع: ٣٧٦٢]

ابو اسامہ نے کہا ہاں۔

سے سنا' کہا میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ بلاشبہ سب لوگوں سے اپنی چال ڈھال اور وضع اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے گھر واپس آنے تک ان کا یہی حال رہتا ہے لیکن جب وہ اکیلے گھر میں رہتے تو معلوم نہیں کیا کرتے رہتے ہیں۔

٦٠٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُخَارِقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ.

[طرفه في : ٧٢٧٧].

(٦٠٩٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے مخارق نے' انہوں نے کہا میں نے طارق سے سنا' کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بلاشبہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ چال چلن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

تشریح اقبال مرحوم نے اس حدیث کے مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　دگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

دین یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بہ قدم چلا جائے اس کے علاوہ ابولہب کا دین ہے وہ دین محمدی نہیں ہے۔

٧١- باب الصَّبْرِ عَلَى الْأَذَى

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

باب تکلیف پر صبر کرنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ رعد میں فرمایا "بلاشبہ صبر کرنے والے بے حد اپنا ثواب پائیں گے۔"

٦٠٩٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ - أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ - أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)).

(٦٠٩٩) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا مجھ سے اعمش نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے' ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے' ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف برداشت کرنے والی' جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو' اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ لوگ اس کے لئے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا اتہام وہ ہے جو عیسائیوں نے اللہ کے ذمہ لگایا ہے کہ حضرت مریم اللہ کی جورو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے

بیٹھے ہیں۔ لیکن اللہ اتنا بردبار ہے کہ وہ اس اتہام کو ان ظالموں کے لئے تنگی و ترشی کا سبب نہیں بناتا بلکہ ان کو زیادہ ہی دیتا ہے۔ سچ ہے۔ اللہ الصمد۔

٦١٠٠- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ : سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: وَاللهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ: أَمَّا أَنَا لأَقُولَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ : ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ)).

[راجع: ٣١٥٠]

(٦١٠٠) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (جنگ حنین) میں کچھ مال تقسیم کیا جیسا کہ آپ ہمیشہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنا مقصود نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے کہوں گا۔ چنانچہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے' میں نے چپکے سے یہ بات آپ سے کہی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی یہ بات بڑی ناگوار گزری اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور آپ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں نے آنحضرت ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دی ہوتی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

پس میں بھی صبر کروں گا۔ اعتراض کرنے والا معتب بن قشیر نامی منافق تھا یہ نہایت ہی خراب بات اسی نے کہی تھی مگر آنحضرت ﷺ نے صبر کیا اور اس کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

٧٢- باب مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

باب غصہ میں جن پر عتب ہے ان کو مخاطب نہ کرنا

٦١٠١- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ؟ فَوَ

(٦١٠١) ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا نہ کرنا اچھا جانا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پرہیز

اللهِ إِنِّي لأَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)).

کرتے ہیں' جو میں کرتا ہوں' اللہ کی قسم میں اللہ کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

تشریح: ترجمہ باب اس جگہ سے نکلا کہ آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے نہیں فرمایا بلکہ بہ صیغہ غائب ارشاد ہوا کہ بعض لوگوں کا یہ حال ہے' اس حدیث سے یہ نکلا کہ اتباع سنت نبوی یہی تقویٰ اور یہی خدا ترسی ہے اور جو شخص یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کا کوئی فعل یا کوئی قول خلاف تقویٰ تھا یا اس کے خلاف کوئی فعل یا قول افضل ہے وہ عظیم غلطی پر ہے۔ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کو ان سے زیادہ پہچانتا ہوں تو آنحضرت ﷺ نے جو صفات الٰہی بیان کی ہیں مثلاً اترنا چڑھانا ہنسنا تعجب کرنا آنا جانا آواز سے بات کرنا یہ سب صفات برحق ہیں اور تاویل کرنے والے غلطی پر ہیں کیونکہ ان کا علم آنحضرت ﷺ کے علم کے مقابلہ پر صفر کے قریب ہے اور ارشاد نبوی برحق ہے۔

٦١٠٢ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ: هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلَى أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.

(٦١٠٢) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے' کہا میں نے عبداللہ بن عتبہ سے سنا' جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے' جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

[راجع: ٣٥٦٢]

گو مروت اور شرم کی وجہ سے آپ زبان سے کچھ نہ فرماتے اسی لئے آپ نے شرم کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا جس کا عکس یہ ہے کہ بے شرم آدمی کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

٧٣- باب مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ مِنْ غَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

باب جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو جس میں کفر کی وجہ نہ ہو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے

٦١٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لأَخِيهِ : يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا)). وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، سَمِعَ

(٦١٠٣) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن بشار) اور احمد بن سعید دارمی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے' انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کہتا ہے کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن یزید نے کہا' انہوں نے ابو سلمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم

أَبَا سَلَمَةَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ﷺ سے۔

[راجع: ٦١٠٣]

تشریح: جس کو کافر کہا وہ واقعہ میں کافر ہے تب تو وہ کافر ہے اور جب وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ اسی لئے اہل حدیث نے تکفیر میں بڑی احتیاط برتی ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لیکن متاخرین فقہاء اپنی کتابوں میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے ہیں' صاحب در مختار نے بڑی جرأت سے یہ فتویٰ درج کر دیا۔ فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفة یعنی جو حضرت امام ابو حنیفہ کے کسی قول کو رد کر دے اس پر اتنی لعنت ہو جتنے دنیا میں ذرات ہیں۔ کہئے اس اصول کے موافق تو سارے ائمہ دین ملعون ٹھہرے جنہوں نے بہت سے مسائل میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رد کیا ہے۔ خود حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے کتنے ہی مسائل میں حضرت امام سے اختلاف کیا ہے تو کیا صاحب در مختار کے نزدیک وہ بھی سب ملعون اور مطرود تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے لوگوں نے پیغمبر سمجھ لیا ہے یا آیت اتخذوا احبارھم و رھبانھم کے تحت ان کو خدا بنا لیا ہے' حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم دین تھے' ان سے کتنے ہی مسائل میں خطا ہوئی وہ معصوم نہیں تھے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو بلا تحقیق محض گمان کی بنا پر مسلمانوں کو مشرک یا کافر کہہ دیتے ہیں۔ (وحیدی)

٦١٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)).

(٦١٠٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے' ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

٦١٠٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٦٣]

(٦١٠٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے' ان سے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹ موٹ قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے' جس کی اس نے قسم کھائی ہے اور جس نے کسی چیز سے خود کشی کر لی تو اسے جہنم میں اسی سے عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔

کسی مذہب پر قسم کھانا مثلاً یوں کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی یا نصرانی وغیرہ وغیرہ ہو جاؤں یہ بہت بری قسم ہے۔ اعاذنا اللہ منه۔

٧٤- باب مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأَوِّلاً أَوْ جَاهِلاً وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ

باب اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہا یا نادانستہ تو وہ کافر ہو گا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے

: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)).

متعلق کہا کہ وہ منافق ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر! تو کیا جانے اللہ تعالیٰ نے تو بدر والوں کو عرش پر سے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے تم کو بخش دیا۔

حاطب کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پوشیدہ طور پر مکہ والوں کو جنگ سے آگاہ کر دیا تھا اس پر یہ اشارہ ہے۔

تشریح: جنگ بدر ماہ رمضان ۲ھ میں مقام بدر پر برپا ہوئی' ابوجہل ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا جب مدینہ کے قریب آگیا تو مسلمانوں کو ان کے ناپاک ارادے کی خبر ہوئی چنانچہ رسول کریم ﷺ صرف ۳۱۳ فدائیوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ ۳۱۳ میں صرف ۱۳ تلواریں تھیں اور راشن و سواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا ادھر مکہ والے ایک ہزار مسلح فوج کے ساتھ ہر طرح سے لیس ہو کر آئے تھے۔ اس جنگ میں ۲۲ مسلمان شہید ہوئے کفار کے ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی قید ہوئے۔ ابوجہل جیسا ظالم اس جنگ میں دو نوعمر مسلمان بچوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بدر مکہ سے سات منزل دور اور مدینہ سے تین منزل ہے' مفصل حالات کتب تواریخ و تفاسیر میں ملاحظہ ہوں بخاری میں بھی کتاب المغزوات میں تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

٦١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيفَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟)) ثَلَاثًا ((اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى وَنَحْوَهُمَا)).

[راجع: ٧٠٠]

(۶۱۰۶) ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید نے خبر دی' کہا ہم کو سلیم نے خبر دی' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے' پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انہوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق معاذ کو معلوم ہوا تو کہا وہ منافق ہے۔ معاذ کی یہ بات جب ان کو معلوم ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو خود پانی پلاتے ہیں حضرت معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لئے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا' اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہو' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (جب امام ہو تو) سورہ اقراء' والشمس' وضحھا اور سبح اسم ربک الاعلیٰ جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

اماماں مساجد یہ حدیث پیش نظر رکھیں چاہئے۔ اللہ توفیق دے آمین۔

٦١٠٧- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا

(۶۱۰۷) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابوالمغیرہ نے خبر دی' کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے زہری

الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللاَّتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [راجع: ٤٨٦٠]

نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے لات و عزیٰ کی (یا دوسرے بتوں کی قسم) کھائی تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیئے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے بطور کفارہ صدقہ دینا چاہیئے۔

تشریح: لات و عزیٰ بتوں کی قسم وہی لوگ کھا سکتے ہیں جو ان کو معبود جانتے ہوں گے' لہٰذا اگر کوئی مسلمان ایسی قسم کھا بیٹھے تو لازم ہے کہ وہ دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔ غیر اللہ میں سب داخل ہیں بت ہوں یا اوتار یا پیغمبر یا شہید یا ولی یا فرشتے کسی بھی بت یا حجر وغیرہ کی قسم کھانے والا دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید ایمان کے لئے مامور ہے۔

٦١٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ وَإِلاَّ فَلْيَصْمُتْ)). [راجع: ٢٦٧٩]

(٦١٠٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے' اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکار کر کہا' آگاہ ہو' یقیناً اللہ پاک تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ' پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے' ورنہ چپ رہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اگر کسی کی زبان سے غیر اللہ کی قسم نکل گئی تو اسے کلمہ توحید پڑھ کر پھر ایمان کی تجدید کرنا چاہیئے اگر کوئی عمداً کسی پیر یا بت کی عظمت مثل عظمت الٰہی کے جان کر ان کے نام کی قسم کھائے گا تو وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا ایک حدیث میں جو افلح و ابیہ ان صدق کے لفظ آئے ہیں۔ یہ حدیث پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہاں قسم کا جواز منسوخ ہے۔

٧٥- باب مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لأَمْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

باب خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۂ برأت میں "کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔"

٦١٠٩- حَدَّثَنَا بُسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ:

(٦١٠٩) ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا' پھر آپ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ)). [راجع: ٢٤٧٩]

نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا' جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

٦١١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي خَالِدٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، مِمَّا يُطِيلُ بِنَا قَالَ : فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [راجع: ٩٠]

(٦١١٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں صبح کی نماز جماعت سے فلاں امام کی وجہ سے نہیں پڑھتا کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس دن ان امام صاحب کو نصیحت کرنے میں آنحضرت ﷺ کو میں نے جتنا غصہ میں دیکھا ایسا میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (نماز با جماعت پڑھنے سے) لوگوں کو دور کرنے والے ہیں' پس جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے مختصر پڑھائے' کیونکہ نمازیوں میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام کاج والا۔

لہذا سب کا لحاظ ضروری ہے۔ ائمہ حضرات کو اس میں بہت ہی بڑا سبق ہے کاش امام حضرات ان پر توجہ دے کر اس حدیث کو ہمہ وقت اپنے ذہن میں رکھیں اور اس پر عمل کریں۔

٦١١١- حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَبِيُّ صل يُصَلِّي رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي صَلاَتِهِ فَإِنَّ اللهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلاَ يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلاَةِ)).

[راجع: ٤٠٦]

(٦١١١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے مسجد میں قبلہ کی جانب منہ کا تھوک دیکھا۔ پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور غصہ ہوئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے نہ تھوکے۔

٦١١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ

(٦١١٢) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی' کہا ہم کو ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے خبر دی' انہیں زید بن خالد جہنی نے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (راستہ

زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقْطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)). [راجع: ٩١]

میں گری پڑی چیز جسے کسی نے اٹھالیا ہو) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا سال بھر تک لوگوں سے پوچھتے رہو پھر اس کا سر بندھن اور ظرف پہچان کے رکھ اور خرچ کر ڈال۔ پھر اگر اس کے بعد اس کا مالک آ جائے تو وہ چیز اسے واپس کر دے۔ پوچھا یا رسول اللہ! بھولی بھٹکی بکری کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لا کیونکہ وہ تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہو گی۔ پوچھا یا رسول اللہ! اور کھویا ہوا اونٹ؟ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہو گئے اور آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے' یا راوی نے یوں کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا تمہیں اس اونٹ سے کیا غرض ہے اس کے ساتھ تو اس کے پاؤں ہیں اور اس کا پانی ہے وہ کبھی نہ کبھی اپنے مالک کو پا لے گا۔

٦١١٣ - وقال الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً - أَوْ حَصِيرًا - فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِيهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُوا يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ ثُمَّ جَاؤُوا لَيْلَةً، فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلاَةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلاَةِ الْمَرْءِ

(۶۱۱۳) اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن زیاد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابوالنضر نے بیان کیا' ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی شاخوں یا بوریئے سے ایک مکان چھوٹے سے حجرے کی طرح بنا لیا تھا۔ وہاں آ کر آپ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے' چند لوگ بھی وہاں آ گئے اور انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر سب لوگ دوسری رات بھی آ گئے اور ٹھہرے رہے لیکن آپ گھر ہی میں رہے اور باہر ان کے پاس تشریف نہیں لائے۔ لوگ آواز بلند کرنے لگے اور دروازے پر کنکریاں ماریں تو آنحضرت ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا تم چاہتے ہو کہ ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہو تاکہ تم پر فرض ہو جائے (اس وقت مشکل ہو) دیکھو تم نفل نمازیں اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو۔ کیونکہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نماز وہ ہے

فِي بَيْتِهِ إِلاَّ الصَّلاَةَ الْمَكْتُوبَةَ)). جو گھر میں پڑھی جائے۔

[راجع: ٧٣١]

تشریح حدیث میں تو آنحضرت ﷺ کا ایک ناروا سوال پر غصہ کرنا مذکور ہے' یہی باب سے مطابقت ہے گھر میں نماز پڑھنے سے نفل نمازیں مراد ہیں۔ فرض نماز کا محل مساجد ہیں بلا عذر شرعی فرض نماز گھر میں پڑھے وہ بہت سے ثواب سے محروم رہ گیا۔ صحابہ کا آپ کو آواز دینا اطلاعاً مکان پر کنکری پھینک کر آپ کو بلانا' نماز تہجد آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کے شوق میں تھا۔ کھوئے ہوئے اونٹ کے بارے میں آپ کا حکم عرب کے ماحول کے مطابق تھا۔

٧٦- باب الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ، وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ والعافين عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾.

باب غصہ سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ کے فرمان (سورۂ شوریٰ) کی وجہ سے اور سورۂ آل عمران میں فرمایا

اور (اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں) جو کبیرہ گناہوں سے اور بے شرمی سے پرہیز کرتے ہیں اور جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں خوشحال اور تنگ دستی میں اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مخلص بندوں کو پسند کرتا ہے۔

٦١١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

(٦١١٤) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔ بے قابو نہ ہو جائے۔

٦١١٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

(٦١١٥) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے عدی بن ثابت نے' ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا' ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" کہہ لے۔ صحابہ نے اس سے

فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلاَ تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ.

کہا کہ سنتے نہیں' حضور اکرم ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں؟

[راجع: ٣٢٨٢]

یہ بھی اس نے غصہ کی حالت میں کہا بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد سن لیا ہے' پھر اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔

٦١١٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي قَالَ: ((لاَ تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ: ((لاَ تَغْضَبْ)).

(٦١١٦) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی جو ابن عیاش ہیں' انہیں ابو حصین نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر۔ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر۔

تشریح: شاید یہ شخص بڑا غصہ والا ہو گا۔ تو اس کو یہی نصیحت سب پر مقدم کی پس حسب حال نصیحت کرنا سنت نبوی ہے جیسا کہ ہر حکیم پر فرض ہے کہ مرض کے حسب حال دوا تجویز کرے۔

٧٧- باب الْحَيَاءِ

باب حیا اور شرم کا بیان

٦١١٧- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْحَيَاءُ لاَ يَأْتِي إِلاَّ بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً، فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ تُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ؟!.

(٦١١٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے ان سے ابو السوار عدوی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمران بن حصین سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔ اس پر بشیر بن کعب نے کہا کہ حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا سے وقار حاصل ہوتا ہے' حیاء سے سکینت حاصل ہوتی ہے۔ عمران نے ان سے کہا میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی (دو ورقی) کتاب کی باتیں مجھ کو سناتا ہے۔

تشریح: حالانکہ بشیر بن کعب نے حکیموں کی کتاب سے حدیث کی تائید کی تھی مگر عمران نے اس کو بھی پسند نہیں کیا کیونکہ حدیث یا آیت سننے کے بعد پھر اوروں کا کلام سننے کی ضرورت نہیں' جب آفتاب آ گیا تو مشعل یا چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ اس حدیث سے ان بعض لوگوں کو نصیحت لینی چاہیئے جو حدیث کا معارضہ کسی امام یا مجتہد کے قول سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ایسے ہی مقلدین کے بارے میں بصد افسوس کہا ہے فما یکون جو ابھم یوم یقوم الناس لرب العالمین قیامت کے دن ایسے لوگ جب بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے اور سوال ہو گا کہ تم نے میرے رسول کا ارشاد سن کر فلاں امام کا قول کیوں اختیار کیا تو ایسے لوگ اللہ پاک کو کیا جواب دیں گے دیکھو۔ حجۃ اللہ البالغۃ اردو' صفحہ: ٢٤٠۔

٦١١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُولُ: إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِي حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ)). [راجع: ٢٤]

(٦١١٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابو سلمہ نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک شخص پر سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیاء کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو' گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کہ حیاء ایمان میں سے ہے۔

٦١١٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عُتْبَةَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

[راجع: ٣٥٦٢]

(٦١١٩) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے' انہیں انس رضی اللہ عنہ کے غلام قتادہ نے' ابو عبداللہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے' میں نے ابو سعید سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔

٧٨- باب إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

باب جب حیاء نہ ہو تو جو چاہو کرو

٦١٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ الأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). [راجع: ٣٤٨٣]

(٦١٢٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا' ان سے ربعی بن خراش نے بیان کیا' ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرو۔

٧٩- باب مَا لاَ يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ

باب شریعت کی باتیں پوچھنے میں شرم نہ کرنا چاہیے۔

٦١٢١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ

(٦١٢١) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے' ان

زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَمَلَتْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ ((إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)). [راجع: ١٣٠]

سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے حیاء نہیں کرتا کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر عورت منی کی تری دیکھے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔

تشریح: یہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں' ان کے والد حضرت ابو سلمہ تھے جن کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی ہے اور کنیت ابو سلمہ ہے۔ یہ رسول کریم ﷺ کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے اور ابو سلمہ نبی ﷺ کے دودھ شریک بھی ہیں۔ ان کی بیوی ام سلمہ نے ان کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی مگر مکہ واپس آ گئے جب دوبارہ مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو ان کے بچے سلمہ کو ددھیال والوں نے چھین لیا اور حضرت ام سلمہ کو ان کے میکے والوں نے جبراً روک لیا۔ ابو سلمہ دل مسوس کر بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں مدینہ چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک سال تک برابر روتی رہی اور روزانہ اس جگہ آ کر بیٹھ جاتی جہاں شوہر سے الگ کی گئی تھیں' ان کی اس بے قراری اور گریہ و زاری نے سنگ دل عزیزوں کو بھی رحم پر مجبور کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ یہ اکیلی مدینہ منورہ کو چل کھڑی ہوئیں' جنگ احد میں ابو سلمہ سخت زخمی ہو گئے اور جمادی الآخر ۴ھ میں ان زخموں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میرے اہل و عیال کی اچھی طرح نگہداشت کیجیو یہ دعا مقبول ہوئی اور ابو سلمہ کے اہل و عیال کو رسول اللہ ﷺ جیسا سرپرست عطا ہوا اور حضرت ام سلمہ کو ام المؤمنین کا لقب و منصب عطا کیا گیا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کی رسول کریم ﷺ نے ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ عمر بن ابو سلمہ سے سعید بن مسیب' ابو امامہ بن سہل اور عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ حدیث کی روایت کرتے ہیں اور حضرت علی ان کو فارس اور بحرین کا حاکم مقرر کرتے ہیں۔ ابو سلمہ کی بیٹی زینب اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے زیادہ فقیہ تھیں' یہ بچہ ہی تھیں کہ ایک دن کھیلتے کھیلتے یہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئیں آپ غسل فرما رہے تھے آپ نے پیار سے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے' چہرے کی تازگی بڑھاپے میں بھی جوانی جیسی قائم رہی۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۸۴ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں ہوا۔

٦١٢٢- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ، لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلاَ يَتَحَاتُّ)) فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلاَمٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). وَعَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا

(۶۱۲۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محارب بن دثار نے' کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مومن کی مثال اس سرسبز درخت کی ہے' جس کے پتے نہیں جھڑتے۔ صحابہ نے کہا کہ یہ فلاں درخت ہے۔ یہ فلاں درخت ہے۔ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن چونکہ میں نوجوان تھا' اس لئے مجھ کو بولتے ہوئے حیا آئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ اور اسی سند سے شعبہ سے روایت ہے کہ کہا

خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٦١]

ہم سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے' ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ پھر میں نے اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو مجھے اتنا اتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

حضرت امام بخاری نے اسی روایت سے باب کا مطلب نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کی اس شرم کو پسند نہ کیا جو دین کی بات بتلانے میں انہوں نے کی۔ بے محل شرم کرنا غلط ہے۔

٦١٢٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ، سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ : مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ عَرَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.
[راجع: ٥١٢٠]

(٦١٢٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے مرحوم بن عبدالعزیز نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ثابت سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے لئے پیش کیا اور عرض کیا' کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟ اس پر انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بولیں' وہ کتنی بے حیا تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم سے تو اچھی تھیں انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے لئے پیش کیا۔

یہ سعادت کہاں ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کو اپنی زوجیت کے کے لئے پسند فرمائیں۔

٨٠- بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا)) وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ آسانی کرو' سختی نہ کرو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر تخفیف اور آسانی کو پسند فرمایا کرتے تھے

اللہ پاک ہمارے علماء اور فقہاء کو بھی اس اسوۂ نبوی پر عمل در آمد کی توفیق بخشے جنہوں نے ملت اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے امت کو بہت سی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔

٦١٢٤- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ : لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا: ((يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا)) قَالَ أَبُو مُوسَى : يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ

(٦١٢٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں سعید بن ابی بردہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل کو (یمن) بھیجا تو ان سے فرمایا کہ (لوگوں کے لئے) آسانیاں پیدا کرنا' تنگی میں نہ ڈالنا' انہیں خوش خبری سنانا' دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں اتفاق سے کام کرنا' ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم ایسی

الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ : الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)). [راجع: ٢٢٦١]

کوئی شراب ہو جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔

سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے "تبع" کہا جاتا ہے اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے "مزر" کہا جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

٦١٢٥- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا)).

(۶۱۲۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' آسانی پیدا کرو' تنگی نہ پیدا کرو' لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ۔

٦١٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلاَّ أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمُ بِهَا لِلَّهِ.

[راجع: ٣٥٦٠]

(۶۱۲۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے مالک نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیزوں کو اختیار فرمایا' بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا' البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرمت و حد کو توڑتا تو آنحضرت ﷺ ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لئے بدلہ لیتے۔

بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لئے آپ کو کیسے اختیار دیا جاتا' شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے ایسا اختیار دیا جاتا۔

٦١٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلَى شَاطِئِ، نَهْرٍ بِالأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ، فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلاَتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا، فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلاَتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ

(۶۱۲۷) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ازرق بن قیس نے کہ اہواز نامی ایرانی شہر میں ہم ایک نہر کے کنارے تھے جو خشک پڑی تھی' پھر ابو برزہ اسلمی صحابی گھوڑے پر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور گھوڑا چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگنے لگا تو آپ نے نماز توڑ دی اور اس کا پیچھا کیا' آخر اس کے قریب پہنچے اور اسے پکڑ لیا۔ پھر واپس آکر نماز قضا کی وہاں ایک شخص خارجی تھا' وہ کہنے لگا کہ اس بوڑھے کو دیکھو اس نے

لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلاَتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ، فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ. [راجع: ١٢١١]

گھوڑے کے لئے نماز توڑ ڈالی۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور کہا جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں' کسی نے مجھ کو ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ میرا گھر یہاں سے دور ہے' اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو بھاگنے دیتا تو اپنے گھر رات تک بھی نہ پہنچ پاتا اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور میں نے آنحضرت ﷺ کو آسان صورتوں کو اختیار کرتے دیکھا ہے۔

٦١٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ -أَوْ سَجْلاً مِنْ مَاءٍ- فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ)). [راجع: ٢٢٠]

(٦١٢٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' لوگ اس کی طرف مارنے کو بڑھے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بھرا ہوا بہا دو' کیونکہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

تشریح: اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں' ایسی حالت میں وہاں کی مٹی نکالنی ضروری تھی یہ حدیث پہلے کئی بار گزر چکی ہے۔ اس سے اخلاق نبوی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ

٨١- بابُ الانْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

باب لوگوں کے ساتھ فراخی سے پیش آنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: خَالِطِ النَّاسَ، وَدِينَكَ لاَ تَكْلِمَنَّهُ، وَالدُّعَابَةِ مَعَ الأَهْلِ.

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو' لیکن اس کی وجہ سے اپنے دین کو زخمی نہ کرنا اور اس باب میں اہل و عیال کے ساتھ ہنسی مذاق دل لگی کرنے کا بھی بیان ہے۔

٦١٢٩- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟.

(٦١٢٩) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا' ہم سے ابو التیاح نے' کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہم بچوں سے بھی دل لگی کرتے' یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر نامی سے (مزاحاً) فرماتے "یا ابا عمیر ما فعل النغیر" اے ابو عمیر! تیری' نغیر

[طرفه في: ٦٢٠٣]. نامی چڑیا تو بخیر ہے؟

تشریح: ابو عمیر وہ ہی بچہ تھا جو بچپن میں مر گیا تھا اور ام سلیم نے اس کے مرنے کی خبر اس کے والد ابو طلحہ سے چھپا کر رکھی تھی یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھایا ام سلیم سے صحبت کی۔ اس وقت ام سلیم نے کہا کہ بچہ مر گیا ہے اس کو دفن کر دو اسی صبر و شکر کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے اسی رات ام سلیم کے بطن میں حمل ٹھہرا دیا اور بہترین بدل عطا فرمایا۔

٦١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

(٦١٣٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی' کہا ہم سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی' میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں' جب آنحضرت اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آنحضرت ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

اسی حدیث سے بچیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنا بالاتفاق جائز رکھا گیا ہے اور گڑیوں کو ان مورتوں میں سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جن کا بنانا حرام ہے۔

٨٢- باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

باب لوگوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنا

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ : إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دوست دشمن سب کے ساتھ انسانیت اور اخلاق سے اور محبت سے پیش آنا یہ نفاق نہیں ہے' نفاق یہ ہے کہ مثلاً ان سے کہے میں دل سے آپ سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ دل میں ان کی عداوت ہوتی ہے۔

٦١٣١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ، أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ أَلاَنَ لَهُ الْكَلاَمَ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ

(٦١٣١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے ابن المنکدر نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اندر بلا لو' یہ اپنی قوم کا بہت ہی برا آدمی ہے' جب وہ شخص اندر آ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ نے ابھی اس کے متعلق کیا فرمایا تھا اور پھر اتنی نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' عائشہ اللہ کے نزدیک ایک مرتبہ کے اعتبار

وَدَعَهُ النَّاسِ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ)).
[راجع: ٦٠٣٢]

سے وہ شخص سب سے برا ہے جسے لوگ اس کی بد خلقی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

٦١٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ أَيُّوبُ: بِثَوْبِهِ أَنَّهُ يُرِيهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ.
وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ. وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ. [راجع: ٢٥٩٩]

(٦١٣٢) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن علیہ نے خبر دی' کہا ہم کو ایوب نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں دیبا کی چند قبائیں آئیں' ان میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ قبائیں اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیں اور ایک مخرمہ کے لئے باقی رکھی' جب مخرمہ آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ ایوب نے کہا یعنی اپنے کپڑے میں چھپا رکھی تھی آپ مخرمہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے تکمے یا گھنڈی کو دکھلا رہے تھے کیونکہ وہ ذرا سخت مزاج آدمی تھے۔
اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب کے واسطہ سے روایت کیا مرسلات میں اور حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چند قبائیں تحفہ میں آئیں پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔

تشریح: اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ حماد بن زید اور ابن علیہ کی روایتیں بظاہر مرسل ہیں مگر فی الحقیقت موصول ہیں کیونکہ حاتم بن وردان کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اس کو مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے جو صحابی ہیں۔

٨٣- باب لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ،

باب مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ، لاَ حَكِيمَ إِلاَّ ذُو تَجْرِبَةٍ.

اور معاویہ بن سفیان نے کہا آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔

یعنی مسلمان کو جب ایک بار کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا ہے اس سے نقصان اٹھاتا ہے تو پھر دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا ہوشیار رہتا ہے' بقول دودھ کا جلا ہوا چھاچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

٦١٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ

(٦١٣٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کہا ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے ابن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ

وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)).

ڈنگ نہیں لگ سکتا۔

ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے پھر ہوشیار رہتا ہے۔ سچ کہا گیا ہے کہ ؎

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

٨٤- باب حَقِّ الضَّيْفِ

باب مہمان کے حق کے بیان میں

٦١٣٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ))، قُلْتُ: بَلَى قَالَ: ((فَلاَ تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ، وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ))، قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ : أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ)) قُلْتُ: وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ؟ قَالَ : ((نِصْفُ الدَّهْرِ)).

[راجع: ١١٣١]

(۶۱۳۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے' کہا ہم سے حسین نے' ان سے یحییٰ بن ابی بکر نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا' کیا یہ میری خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے رہتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو' عبادت بھی کر اور سو بھی' روزے بھی رکھ اور بلا روزے بھی رہ' کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے' تم سے ملاقات کے لئے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو گی' تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو' کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے' اس طرح زندگی بھر کا روزہ ہو گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سختی چاہی تو آپ نے میرے اوپر سختی کر دی' میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ہر ہفتے تین روزہ رکھا کر' بیان کیا کہ میں نے اور سختی چاہی اور آپ نے میرے اوپر اور سختی کر دی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھ۔ میں نے پوچھا' اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ ایک دن افطار گویا آدھی عمر کے روزے۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو ملکی اور بہیمی دونوں طاقتیں دے کر معجون مرکب پیدا فرمایا ہے۔ اگر ایک قوت کو بالکل تباہ کر کے انسان فرشتہ بن جائے تو گویا وہ اپنی فطرت بگاڑتا ہے۔ منشائے قدرت یہ ہے کہ آدمی کو آدمی ہی رہنا چاہیئے' عبادت الٰہی بھی ہو اور دنیا کے حظوظ بھی جائز حد کے اندر حاصل کیے جائیں۔ یہی سنت نبوی ہے

کہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور عبادت بھی کی جائے۔ رات کو آرام بھی کیا جائے اور عبادت بھی کی جائے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے نکاح کے بارے میں خاص طور سے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری امت سے خارج ہے۔ اس سے مجرد رہنے والے نام نہاد پیروں کو سبق لینا چاہیئے۔

۸۵- باب إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ وَقَوْلِهِ: ﴿وَضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ﴾. [الذاريات : ۲۴]

باب مہمان کی عزت اور خود اس کی خدمت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جن کی عزت کی گئی" کی تفسیر۔

۶۱۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)). [راجع: ۶۰۱۹]

(۶۱۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں سعید بن ابی سعید مقبری نے' انہیں ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیئے۔ اس کی خاطر داری بس ایک دن اور رات کی ہے اور مہمانی تین دن اور راتوں کی۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔

بلکہ حد درجہ تین دن تین رات اس کے پاس کھانا کھائے پھر اپنا انتظام خود کر لے۔

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ مِثْلَهُ وَزَادَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے اسی طرح بیان کیا اور یہ لفظ زیادہ کئے کہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات کہنی چاہیئے ورنہ اسے چپ رہنا چاہیئے۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ پہلے تول پیچھے بول۔ سوچ سمجھ کر بولنا بڑی دانش مندی ہے۔

۶۱۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ

(۶۱۳۶) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو حصین نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو'

خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٥١٨٥]

اس پر لازم ہے کہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

٦١٣٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلاَ يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)). [راجع: ٢٤٦١]

(۶۱۳۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ ہمیں (تبلیغ وغیرہ کے لئے) بھیجتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے' آنحضرت ﷺ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر ہم سے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مہمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اسے منظور کر لو اگر نہ دیں تو مہمانی کا حق قاعدے کے موافق ان سے وصول کر لو۔

تشریح: اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں عرب کے مروجہ دستور کے تحت تھا جب مسافروں کے لئے دوران سفر میں جہاں مسافر قیام کرتا وہاں والوں کو ان کے کھلانے پلانے کا انتظام کرنا ضروری تھا۔ آج ہوٹلوں کا دور ہے مگر حدیث کا منشاء آج بھی واجب العمل ہے کہ مہمانوں کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ مولوی عبدالحق بن فضل اللہ غزنوی جو امام شوکانی کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور مترجم (وحید الزماں) نے صغر سنی میں ان سے تلمذ کیا ہے' بڑے ہی متبع سنت اور حق پرست تھے۔ مولانا موصوف کا قاعدہ تھا کہ کسی کے ہاں جاتے تو تین دن سے زیادہ ہرگز نہ کھاتے بلکہ تین دن کے بعد اپنا انتظام خود کرتے۔ (رحمہ اللہ)

٦١٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٥١٨٥]

(۶۱۳۸) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہئے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے۔

تشریح: اس حدیث میں جو صفات حسنہ مذکور ہوئی ہیں وہ اتنی اہم ہیں کہ ان سے محروم رہنے والے آدمی کو ایمان سے محروم کہا جا سکتا ہے۔ مہمان کا اکرام کرنا' صلہ رحمی کرنا' زبان قابو میں رکھنا یہ بڑی ہی اونچی خوبیاں ہیں جو ہر مومن مسلمان کے اندر ہونی ضروری ہیں' ورنہ خالی نماز روزہ بے وزن ہو کر رہ جائیں گے۔ آج کل کتنے ہی نمازی مدعیان دین ہیں جو محض لفافہ ہیں اندر کچھ نہیں ہے۔ بے مغز گٹھلی بے کار محض ہوتی ہے' کتنے نام نہاد علماء و حفاظ بھی ایسے ہوتے ہیں جو محض ریا و نمود کے طلب گار ہوتے

ہیں۔ الاماشاء اللہ۔

٨٦- باب صُنْعِ الطَّعَامِ، وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

باب مہمان کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرنا

٦١٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ : مَا أَنَا بِآكِلٍ حتى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ: نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ نَمْ. فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الآنَ قَالَ: فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلْمَانُ)). أَبُو جُحَيْفَةَ وَهْبٌ السُّوَائِيُّ يُقَالُ : وَهْبُ الْخَيْرِ.

[راجع: ١٩٦٨]

(٦١٣٩) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالعمیس (عتبہ بن عبداللہ) نے بیان کیا' ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی اور ابودرداء رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک مرتبہ سلمان ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو ام درداء رضی اللہ عنہا کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولیں تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر ابودرداء تشریف لائے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کھائیے' میں روزے سے ہوں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بولے کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ بھی نہ کھائیں۔ چنانچہ ابودرداءؓ نے بھی کھایا رات ہوئی تو ابودرداءؓ نماز پڑھنے کی تیاری کرنے لگے۔ سلمان نے کہا کہ سو جائیے' پھر جب آخر رات ہوئی تو ابودرداء نے کہا اب اٹھئے' بیان کیا کہ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' پس سارے حق داروں کے حقوق ادا کرو۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا ہے۔ ابوجحیفہ کا نام وہب السوائی ہے' جسے وہب الخیر بھی کہتے ہیں۔

تشریح: عورت بے چاری میلی کچیلی بیٹھی ہوئی تھی' حضرت سلمان کے پوچھنے پر اسے کہنا پڑا کہ میرے خاوند جب مجھ سے مخاطب ہی نہیں ہوتے تو میں بناؤ سنگار کر کے کیا کروں۔ آخر حضرت سلمان کے سمجھانے سے ابودرداءؓ نے اپنی حالت کو بدلا۔ روایت میں حضرت سلمان کے لئے کھانا تیار کرنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

٨٧- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ

باب مہمان کے سامنے غصہ اور رنج

وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

٦١٤٠- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ: لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: دُونَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ: اطْعَمُوا فَقَالُوا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا قَالُوا: مَا نَحْنُ بِآكِلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ، فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُّ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ. فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوا: صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ: فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُونِي وَاللهِ لاَ أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ الآخَرُونَ: وَاللهِ لاَ نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ قَالَ: لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ مَا أَنْتُمْ لِمَ لاَ تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُمْ، هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ الأُولَى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا.

کا ظاہر کرنا مکروہ ہے

(۶۱۴۰) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید الجریری نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی میزبانی کی اور عبدالرحمٰن سے کہا کہ مہمانوں کا پوری طرح خیال رکھنا کیونکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا' میرے آنے سے پہلے انہیں کھانا کھلا دینا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن کھانا مہمانوں کے پاس لائے اور کہا کہ کھانا کھایئے۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمارے گھر کے مالک کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کھانا کھالیں۔ مہمانوں نے کہا کہ جب تک ہمارے میزبان نہ آجائیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہماری درخواست قبول کر لیجئے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے تک اگر آپ لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہو گئے تو ہمیں ان کی خفگی کا سامنا ہو گا۔ انہوں نے اس پر بھی انکار کیا۔ میں جانتا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے میں ان سے بچنے لگا۔ انہوں نے پوچھا' تم لوگوں نے کیا کیا؟ گھر والوں نے انہیں بتایا تو انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو پکارا! میں خاموش رہا۔ پھر انہوں نے پکارا! عبدالرحمٰن! میں اس مرتبہ بھی خاموش رہا۔ پھر انہوں نے کہا ارے پاجی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو باہر آ جا' میں باہر نکلا اور عرض کیا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بھی کہا عبدالرحمٰن سچ کہہ رہا ہے۔ وہ کھانا ہمارے پاس لائے تھے۔ آخر والد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں نے میرا انتظار کیا' اللہ کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہ کھائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی میں نے ایسی خراب بات کبھی نہیں دیکھی۔ مہمانو! تم لوگ ہماری میزبانی سے کیوں انکار کرتے ہو۔ خیر عبدالرحمٰن کھانا لا' وہ کھانا لائے تو آپ نے اس پر اپنا

[راجع: ٦٠٢]

ہاتھ رکھ کر کہا' اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' پہلی حالت (کھانا نہ کھانے کی قسم) شیطان کی طرف سے تھی۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ مہمانوں نے بھی کھایا۔

تشریح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آخر انسان تھے' مہمانوں کو بھوکا دیکھ کر گھر والوں پر خفگی کا اظہار کرنے لگے' مہمانوں نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ بھی کھانے سے قسم کھا بیٹھے۔ آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی قسم توڑ کر کھانا کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا' قسم کھانے کو آپ نے شیطان کی طرف سے قرار دیا۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے' کیوں کہ آپ نے مہمانوں کے سامنے جو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر غصہ کیا تھا اور قسم کھالی تھی اس کو شیطان کا اغوا قرار دیا۔

٨٨- باب قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ لاَ آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ.

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب مہمان کو اپنے میزبان سے کہنا کہ جب تک تم ساتھ نہ کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ اس باب میں ابو جحیفہ کی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٦١٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهُ، فَأَمْسَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ أُمِّي احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ : أَوْ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبَى فَغَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ أَنْ لاَ يَطْعَمَهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لاَ تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الأَضْيَافُ أَنْ لاَ يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنْ كَأَنَّ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لاَ يَرْفَعُونَ لُقْمَةً، إِلاَّ رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ : يَا أُخْتَ بَنِي

(٦١٤١) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے سلیمان ابن طرفان نے' ان سے ابو عثمان نہدی نے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ایک مہمان یا کئی مہمان لے کر گھر آئے۔ پھر آپ شام ہی سے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے' جب وہ لوٹ کر آئے تو میری والدہ نے کہا کہ آج اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کہاں رہ گئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے (گھر والوں کو) برا بھلا کہا اور دکھ کا اظہار کیا اور قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو ڈر کے مارے چھپ گیا تو آپ نے پکارا کہ اے پاجی! کدھر ہے تو ادھر آ۔ میری والدہ نے بھی قسم کھالی کہ اگر وہ کھانا نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گی۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اگر ابوبکر نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ غصہ کرنا شیطانی کام تھا' پھر آپ نے کھانا منگوایا اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھایا (اس کھانے میں یہ برکت ہوئی) جب یہ لوگ ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے کھانا اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ ابوبکر

فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

[راجع: ٦٠٢]

رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہو رہا ہے' کھانا تو اور بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب یہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ جب ہم نے کھانا کھایا بھی نہیں تھا۔ پھر سب نے کھایا اور اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کھانے میں سے کھایا۔

تشریح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام رومان بنی فراس قبیلے سے تھیں ان کا نام زینب تھا۔ حضرت امام بخاری کا منشائے باب یہ ہے کہ گاہے کوئی ایسا موقع ہو کہ میزبان سے مہمان ایسا لفظ کہہ دے کہ آپ جب تک ساتھ میں نہ کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو اخلاقاً ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور برعکس میزبان کے لئے بھی یہی بات ہے' بہر حال میزبان کا فرض ہے کہ حتیٰ الامکان مہمان کا اکرام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور مہمان کا فرض ہے کہ میزبان کے گھر زیادہ ٹھہر کر اس کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے۔ یہ اسلامی آداب و اخلاق و تمدن و معاشرت کی باتیں ہیں' اللہ پاک ہر موقع پر ان کو معمول بنانے کی توفیق بخشے آمین۔

٨٩- باب إِكْرَامِ الْكَبِيرِ، وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

باب جو عمر میں بڑا ہو اس کی تعظیم کرنا اور پہلے اسی کو بات کرنے اور پوچھنے دینا

٦١٤٢، ٦١٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) قَالَ يَحْيَى: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَسْتَحِقُّونَ قَتِيلَكُمْ - أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ - بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ

(۶۱۴۲-۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا وہ ابن زید ہیں' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے انصار کے غلام بشیر بن یسار نے' ان سے رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر سے آئے اور کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' عبداللہ بن سہل وہیں قتل کر دیئے گئے۔ پھر عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ پہلے عبدالرحمٰن نے بولنا چاہا جو سب سے چھوٹے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کرو۔ (ابن سعید نے اس کا مقصد یہ بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے' پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے ۵۰ آدمی قسم کھالیں کہ عبداللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متعلق قسم کیسے کھا سکتے ہیں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْكُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ: ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ. قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ بُشَيْرٍ، عن سَهْلٍ وَحْدَهُ.

[راجع: ٢٧٠٢]

نے فرمایا پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم کھلوا کر تم سے چھٹکارا پا لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سہل کے وارثوں کو دیت خود اپنی سر ، سے ادا کر دی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان اونٹوں میں سے (جو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیت میں دیئے تھے) ایک اونٹنی کو میں نے پکڑا وہ تھان میں گھس گئی' اس نے ایک لات مجھ کو لگائی۔ اور لیث نے کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے بشیر نے اور ان سے سہل نے' یحییٰ نے یہاں بیان کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ بشیر نے "مع رافع بن خدیج" کے الفاظ کہے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے بشیر نے اور انہوں نے صرف سہل سے روایت کی۔

اس میں رافع کا نام نہیں ہے۔

تشریح حدیث میں قسامت کا ذکر ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کسی مقتول سے متعلق عینی شہادت نہ ہو تو اس کی قوم کے پچاس آدمی اپنے خیال میں قاتل کا نام لے کر قسمیں کھائیں گے کہ واللہ وہی قاتل ہے تو وہ دیت کے حق دار ہو جائیں گے' یہی قسامت ہے۔ حدیث میں ہر امر میں بڑوں کو مقدم رکھنے کا حکم ہے' باب سے یہی تعلق ہے۔ شریعت اسلامی میں قتل ناحق کا معاملہ کتنا اہم ہے اس سے یہی ظاہر ہوا۔

٦١٤٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلاَ تَحُتُّ وَرَقَهَا))، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، وَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ قَالَ

(٦١٤٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' مجھے اس درخت کا نام بتاؤ' جس کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑا کرتے۔ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کہنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ مجلس میں حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے اکابر بھی موجود تھے۔ پھر جب ان دونوں بزرگوں نے کچھ نہیں کہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں یہ کھجور کا درخت ہے' انہوں نے کہا پھر تم نے کہا کیوں

: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ : مَا مَنَعَنِي إِلاَّ أَنِّي لَمْ أَرَكَ وَلاَ أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ.

[راجع: ٦١]

نہیں؟ اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو میرے لئے اتنا مال اور اسباب ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (میں نے عرض کیا) صرف اس وجہ سے میں نے نہیں کہا کہ جب میں نے آپ کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ کو خاموش دیکھا تو میں نے آپ بزرگوں کے سامنے بات کرنا برا جانا۔

تشریح: کھجور کے درخت میں یہ خاصیت ہے کہ قحط کے زمانے میں بھی جبکہ اور درخت سوکھ جاتے ہیں یہ خوب میوہ دیتا ہے اور یہ بہر حال مفید رہتا ہے۔ عربوں کا بہت بڑا سرمایہ یہی درخت ہے' جس کا پھل غذائیت سے بھرپور اور بے حد مقوی اور نفع بخش ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بہت سی قسم کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جن میں عجوہ نامی کھجور بہت ہی تریاق ہے۔ حدیث سے بڑوں کو مقدم رکھنا ثابت ہوا' مگر کوئی موقع مناسب ہو اور چھوٹے لوگ بڑوں کی خاموشی دیکھ کر سچ بات کہہ دیں تو یہ معیوب نہیں ہو گا۔

٩٠- باب مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ. وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

باب شعر' رجز اور حدی خوانی کا جائز ہونا

﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لاَ يَفْعَلُونَ إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي كُلِّ لَغْوٍ يَخُوضُونَ.

اور جو چیزیں اس میں ناپسند ہیں ان کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں فرمایا' شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہیں' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ وہ باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ سوا ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے عمل صالح کئے اور اللہ کا کثرت سے ذکر کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو انہوں نے اس کا بدلہ لیا اور ظلم کرنے والوں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (فی کل واد یھیمون) کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک لغو بے ہودہ بات میں گھستے ہیں۔

تشریح: رجز وہ شعر جو میدان جنگ میں پڑھے جاتے ہیں اپنی بہادری جتلانے کے لئے اور حدی وہ موزوں کلام جو اونٹوں کو سنایا جاتا ہے تاکہ وہ گرم ہو جائیں اور خوب چلیں یہ حدی خوانی عرب میں ایسی رائج ہے کہ اونٹ اسے سن کر مست ہو جاتے اور کوسوں بغیر تھکنے کے چلے جاتے ہیں۔ آج کے دور میں ان اونٹوں کی جگہ ملک عرب میں بھی کاروں' بسوں نے لے لی ہے الا ماشاء اللہ۔ آیت میں ان شعروں کے جواز پر اشارہ ہے جو اسلام کی برتری اور کفار کے جواب میں کہے جائیں۔ حضرت حسان ایسے ہی شاعر تھے جن کو دربار رسالت کے شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے۔

٦١٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ

(٦١٤٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' انہیں مروان بن حکم نے خبر دی' انہیں عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے خبر دی' انہیں ابی بن کعب

الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)).

رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ پر از حکمت و دانش و اسلامیات کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

٦١٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

هَلْ أَنْتِ إِلاَّ إِصْبَعٌ دَمِيتِ
وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

[راجع: ٢٨٠٢]

(۶۱۴۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اسود بن قیس نے' انہوں نے کہا کہ میں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے سنا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے کہ آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ گر پڑے' اس سے آپ کی انگلی سے خون بہنے لگا' تو آپ نے یہ شعر پڑھا"

تو تو اک انگلی ہے اور کیا ہے جو زخمی ہو گئی
کیا ہوا اگر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہو گئی

تشریح: یہ کلام رجز ہے شعر نہیں آپ نے خود کوئی شعر نہیں بنایا۔ ہاں دوسرے شاعروں کے عمدہ شعر کبھی آپ نے پڑھے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ۔

٦١٤٧- حَدَّثَنَا بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ)) : أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللهَ بَاطِلُ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ. [راجع: ٣٨٤١]

(۶۱۴۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا' ان سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالملک نے' انہوں نے کہا ہم سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' شعراء کے کلام میں سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ! "اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم و فنا ہونے والا ہے۔" امیہ بن ابی الصلت شاعر تو قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔

تشریح: لبید عرب کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے کلام میں توحید کی خوبیاں اور بت پرستی کی مذمت بھری ہوئی ہے معلوم ہوا کہ اچھا شعر خواہ کسی غیر مسلم ہی کا کیوں نہ ہو اس کی تحسین جائز ہے۔ مرد باید کہ گیرد اندر گوش و ربنشت است پند بردیوار۔ اور اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے۔ وکل نعیم لا محالۃ زائل۔ یعنی ہر ایک نعمت ضرور ضرور ختم ہونے والی ہے مگر جنت کی نعمتیں۔

٦١٤٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً

(۶۱۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے' ان سے یزید ابن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں گئے اور ہم نے رات میں سفر کیا' اتنے میں مسلمانوں کے آدمی نے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : لِعَامِرِ بْنِ الأَكْوَعِ أَلاَ تُسْمِعُنَا هُنَيْهَاتِكَ قَالَ: وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوا بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
نَا إِذَا صِيحَ بِنَا أَتَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْ لاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟)) قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ: ((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَهْرِقُوهَا وَاكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْذَاكَ)) فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُودِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، فَلَمَّا

سے کہا کہ اپنے کچھ شعر اشعار سناؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ عامر شاعر تھے۔ وہ لوگوں کو اپنی حدی سنانے لگے۔ "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔ ہم تجھ پر فدا ہوں' ہم نے جو کچھ پہلے گناہ کئے ان کو تو معاف کر دے اور جب (دشمن سے) ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون نازل فرما۔ جب ہمیں جنگ کے لئے بلایا جاتا ہے' تو ہم موجود ہو جاتے ہیں اور دشمن نے بھی پکار کر ہم سے نجات چاہی ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون اونٹوں کو ہانک رہا ہے جو حدی گا رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ عامر بن اکوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ پاک اس پر رحم کرے۔ ایک صحابی یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ اب تو عامر شہید ہوئے' کاش اور چند روز آپ ہم کو عامر سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم خیبر آئے اور اس کو گھیر لیا اس گھراؤ میں ہم شدید فاقوں میں مبتلا ہوئے' پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر والوں پر ہم کو فتح عطا فرمائی جس دن ان پر فتح ہوئی اس کی شام کو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے' کس کام کے لئے تم لوگوں نے یہ آگ جلائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ گوشت پکانے کے لئے۔ اس پر آپ نے دریافت فرمایا کس چیز کے گوشت کے لئے؟ صحابہ نے کہا کہ بستی کے پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' گوشت کو برتنوں میں سے پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم گوشت تو پھینک دیں گے' مگر برتن توڑنے کے بجائے اگر دھو لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا یوں ہی کر لو۔ جب لوگوں نے جنگ کی صف بندی کر لی تو عامر (ابن اکوع شاعر) نے اپنی تلوار سے ایک یہودی پر وار کیا' ان کی تلوار چھوٹی تھی اس کی نوک پلٹ کر خود ان کے گھٹنوں پر لگی اور اس کی وجہ سے ان کی شہادت ہو گئی۔ جب لوگ واپس آنے لگے تو سلمہ (عامر کے بھائی) نے بیان کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

فَقَالُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَاحِبًا فَقَالَ لِي: ((مَا لَكَ)) فَقُلْتُ : فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، قَالَ: ((مَنْ قَالَهُ)) قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ)) وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهُ.
[راجع: ٢٤٧٧]

دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں' لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے۔ (کیونکہ ان کی موت خود ان کی تلوار سے ہوئی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ میں نے عرض کیا' فلاں فلاں' فلاں اور اسید بن حضیر انصاری نے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' جس نے یہ بات کہی اس نے جھوٹ کہا ہے انہیں تو دوہرا اجر ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ وہ عابد بھی تھا اور مجاہد بھی (تو عبادت اور جہاد دونوں کا ثواب اس نے پایا) عامر کی طرح تو بہت کم بہادر عرب میں پیدا ہوئے ہیں (وہ ایسا بہادر اور نیک آدمی تھا)

تشریح عامر کے لئے جو لفظ آپ نے استعمال فرمائے وہ ان کی شہادت کی پیش گوئی تھی' کیونکہ جس کے لئے آپ لفظ "یرحمہ اللہ" فرما دیتے وہ ضرور شہید ہو جاتا یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ اسی سے لوگوں نے لفظ مرحوم نکالا ہے' جو فوت شدہ مسلمانوں پر بولا جاتا ہے اور روایت میں حدی خوانی اور رجز وغیرہ کا ذکر ہے' باب سے یہی مناسبت ہے۔ اشعار مذکورہ کا ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات!	تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوٰۃ
تجھ پہ صدقے جب تک دنیا میں ہم زندہ رہیں	بخش دے ہم کو' لڑائی میں عطا فرما ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہ والا صفات	جب وہ ناحق چیختے سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی ہے نجات	چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی نجات

حدی ایک خاص لہجہ کا گانا جس کو سن کر تھکا ہوا اونٹ تازہ دم ہو کر مست ہو جاتا ہے (اکمال' صفحہ: ۴۶۸) اس سے رزمیہ نظموں کا جواز نکلتا ہے۔

یہاں مذکورہ احادیث میں کچھ جنگ خیبر کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور یہ ہمارے محترم کاتب صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے پچھلے صفحات میں اردو کو اتنا خفی کر دیا کہ صفحات کے مطابق عربی اردو میں کافی تفاوت واقع ہو گیا اور یہ آخری صفحات خالی رہ گئے یہاں مرقومہ احادیث کا ترجمہ پچھلے صفحات پر چلا گیا۔ امید کہ اس سلسلہ میں قارئین کرام ہم کو معذور تصور فرماتے ہوئے ان خالی صفحات پر جنگ خیبر کی تفصیلات معلوم کر کے محظوظ ہوں گے جنگ خیبر صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوئی۔ جس کے موقعہ پر اللہ پاک نے آیت وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ (الفتح: ۲۰) نازل فرما کر بعد کی ہونے والی فتوحات پر اشارہ فرما دیا اس لئے مناسب ہو گا کہ صلح حدیبیہ ہی سے آپ مطالعہ فرما کر جنگ خیبر کی تفصیلات معلوم کریں یہ مذکورہ ذیل تفصیلات ہمارے بزرگ ترین استاذ حضرت قاضی سلیمان صاحب سلمان رحمۃ اللہ علیہ کی قلم حقیقت رقم سے مطالعہ فرما رہے ہیں۔ حضرت مرحوم یوں شروع فرما رہے ہیں:

صلح حدیبیہ (٦ ہجری مقدس) اس سال نبی ﷺ نے اپنا ایک خواب مسلمانوں کو سنایا فرمایا "میں نے دیکھا گویا میں اور مسلمان مکہ پہنچ گئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں" اس خواب کے سننے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت

اللہ کے طواف کا ان کے دل میں تھا بے چین کر دیا اور انہوں نے اسی سال نبی ﷺ کو سفر مکہ کے لئے آمادہ کر لیا' مدینہ سے مسلمانوں نے سامان جنگ ساتھ نہیں لیا۔ بلکہ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے اور سفر بھی ذیقعدہ کے مہینہ میں کیا جس میں عرب قدیم رواج کی پابندی سے جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے اور جس میں ہر ایک دشمن کو بلا روک ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ جب مکہ ۱۹ میل رہ گیا تو نبی ﷺ نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی ان سے چاہی۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کا اسلامی تاریخ میں ذوالنورین لقب ہے' سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل یا قید کر دیا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ نے اس بے سروسامانی میں جمعیت سے جان نثاری کی بیعت لی کہ اگر لڑنا بھی پڑا تو ثابت قدم رہیں گے۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ اس بیعت میں نبی ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ قرار دیا اور ان کی جانب سے اپنے داہنے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کا حال سن کر قریش ڈر گئے اور ان کے سردار یکے بعد دیگرے حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ عروہ بن مسعود جو قریش کی جانب سے آیا اس نے قریش کو واپس جا کر کہا (یہ عروہ جو آج قریش کا سفیر بن کر آیا تھا' چند سال کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا تھا' اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے سفیر اسلام بن کر گیا تھا۔

اے قوم! مجھے بارہا نجاشی (بادشاہ حبش) قیصر (بادشاہ قسطنطنیہ) کسریٰ (بادشاہ ایران) کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہ آیا جس کی عظمت اس کے دربار والوں کے دل میں ایسی ہو جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد کی ہے (ﷺ) محمد ﷺ تھوکتا ہے تو اس کا آب دہن زمین پر گرنے نہیں پاتا' کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی پر گرتا ہے اور وہ شخص اس آب دہن کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب محمد (ﷺ) کوئی حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے سب مبادرت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو آب مستعمل وضو کے لئے ایسے گرے پڑتے ہیں گویا لڑائی ہو پڑے گی۔ جب وہ کلام کرتا ہے تو سب کے سب چپ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محمد (ﷺ) کا اتنا ادب ہے کہ وہ اس کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ میری رائے ہے کہ ان سے صلح کر لو جس طرح بھی بنے۔ سوچ سمجھ کر قریش صلح پر آمادہ ہوئے۔ صلح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں۔

(۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی' جانبین کی آمد و رفت میں کسی کو روک ٹوک نہ ہو گی (۲) جو قبائل چاہیں' قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کی جانب شامل ہو جائیں۔ دوست دار قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہو گی۔ اس وقت ہتھیار ان کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو نبی ﷺ اس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دیں گے' لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

آخری شرط سن کر تمام مسلمان بجز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا اٹھے' عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بارے میں زیادہ پر جوش تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرما لیا۔ معاہدہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ انہوں نے شروع میں لکھا' بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل جو قریش کی طرف سے مختار معاہدہ تھا' بولا' بخدا ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کسے کہتے ہیں باسمک اللھم لکھو۔ نبی ﷺ نے وہی لکھ دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر لکھا یہ معاہدہ "محمد رسول اللہ" اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے۔ سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی درخواست پر محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری عن مسور بن مخرمہ باب الشروط فی الجہاد) یہی سہیل جو آج اسم مبارک محمدؐ کے ساتھ رسول لکھنے پر اعتراض کرتا ہے چند سال کے بعد دلی شوق اور امنگ سے مسلمان ہو گیا۔ انتقال نبویؐ کے بعد مکہ مکرمہ میں اس نے اسلام کی حقانیت پر ایسی زبردست تقریر کی تھی' جو ہزاروں مسلمانوں کے لئے استحکام اور تازگی ایمان کا باعث ٹھہری تھی' بے شک یہ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جانی اور دلی دشمنوں کو دم بھر میں اپنا فدائی بنا لیتا ہے۔

معاہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مسلمان نہ ہو گا' لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی اور عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا' دونوں طرف سے معاہدہ پر دستخط بھی نہ ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو (جو اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ پر دستخط کرنے کا اختیار رکھتا تھا) کے سامنے ابو جندل اسی جلسہ میں پہنچ گیا اور ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا' قریش نے اسے قید کر رکھا تھا اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہی بھاگ کر لشکر اسلامی میں پہنچا تھا۔ سہیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے۔

عہد نامہ کب واجب العمل ہوتا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عہد نامے کے مکمل ہو جانے پر اس کے خلاف نہ ہو گا' یعنی جب تک عہد نامہ مکمل نہ ہو جائے اس کی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا اور ابوجندل قریش کے سپرد کر دیا گیا۔ قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اس کی مشکیں باندھیں' پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کشاں کشاں لے گئے۔ نبی ﷺ نے جاتے وقت اس قدر فرما دیا تھا کہ ابو جندل! خدا تیری کشائش کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا۔

ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوش اور طیش تو پیدا ہوا' مگر نبی ﷺ کا حکم سمجھ کر ضبط و صبر کئے رہے۔ نبی ﷺ حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اسی (۸۰) آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت جب مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اترے کہ مسلمانوں کو نماز میں قتل کر دیں یہ سب گرفتار کر لئے گئے اور آنحضرت ﷺ نے انہیں از راہ رحم دلی و عفو چھوڑ دیا۔

حملہ آور اعداء کو معافی: اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا۔ وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفتح آیت: ۲۴) خدا وہ ہے جس نے وادی مکہ میں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ بھی (ان پر قابو پانے کے بعد) ان سے روک دیئے۔

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے معاندین کے ساتھ معاہدہ کرنے میں فیاضی' حزم' دور بینی اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں عفو اور رحمۃ اللعالمینی کے انوار کا ظہور دکھایا' حدیبیہ ہی سے مدینہ منورہ کو واپس تشریف لے گئے۔ اسی معاہدہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول حدیبیہ میں ہوا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح ہے؟ فرمایا ہاں! ابو جندل نے زندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی' جو کوئی اس کی نگرانی پر مامور ہوتا' وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا' اللہ کی عظمت و جلالت بیان کر کے ایمان کی ہدایت کرتا۔ خدا کی قدرت کہ ابو جندل اپنے سچے ارادے اور سعی میں کامیاب ہو جاتا اور وہ شخص مسلمان ہو جاتا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے' اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اسی قید خانہ میں کرتے۔

الغرض اس طرح ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قریباً تین سو اشخاص مسلمان ہو گئے۔ ابو جندل کی طرح ایک شخص ابو بصیر تھا وہ مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا' قریش نے اسے بھی واپس لانے کے لئے دو شخص نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجے' آنحضرت ﷺ نے ابوبصیر کو ان کے سپرد کر دیا۔ راستہ میں ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو دھوکا دے کر مار دیا' دوسرا نبی ﷺ کی خدمت میں اطلاع دینے کے لئے گیا۔ اس کے پیچھے ہی ابو بصیر پہنچا' نبی ﷺ نے اسے فساد انگیز فرمایا اس عتاب سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا۔ قریش نے ابوجندل اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو مکہ سے نکال دیا۔ ابو جندل کو چونکہ مدینہ آنے کی اجازت نہ تھی' اس لئے اس نے مکہ سے شام کے راستہ پر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا' جو قافلہ قریش کا آتا جاتا اسے لوٹ لیتا (کیونکہ قریش فریق جنگ تھے) ابوبصیر بھی اسی سے جا ملا۔

ایک دفعہ ابوالعاص بن ربیع کا قافلہ بھی شام سے آیا۔ ابوجندل وغیرہ ابوالعاص سے واقف تھے' سیدہ زینب بنت رسولؐ کا اس سے

نکاح ہوا تھا (گو ابو العاص کے مشرک رہنے سے افتراق ہو چکا تھا۔) ابو جندل نے قافلہ لوٹ لیا۔ مگر کسی جان کا نقصان نہ ہوا۔ اس لئے کہ ابوالعاص ان میں تھا۔ ابوالعاص وہاں سے سیدھا مدینہ آیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وساطت سے ماجرا کی اطلاع نبی ﷺ تک پہنچائی۔ نبی ﷺ نے معاملہ صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا۔ صحابہ نے ابوالعاص کی تائید میں فیصلہ کیا۔ جب ابوجندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سارا اسباب رسی اور مہار شتر تک ابوالعاص کو واپس کر دیا' ابوالعاص مکہ پہنچا۔ سب لوگوں کا روپیہ پیسہ اسباب ادا کیا۔ پھر منادی کرائی کہ اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر رہ گیا ہو تو بتا دے۔ سب نے کہا تو بڑا امین ہے۔ ابوالعاص نے کہا اب میں جاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو لوگ الزام لگاتے کہ ہمارا مال مار کر مسلمان ہو گیا ہے۔ نبی ﷺ نے ابوجندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بلا لیا تھا تاکہ وہ قریش کو نہ لوٹ سکیں۔

اب قریش گھبرائے کہ ہم نے کیوں عہد نامے میں ان ایمان والوں کو واپس لینے کی شرط درج کرائی پھر انہوں نے مکہ کے چند منتخب شخصوں کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عہد نامہ کی اس شرط سے دستبردار ہوتے ہیں۔ ان نو مسلموں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ نبی ﷺ نے معاہدہ کے خلاف کرنا پسند نہ فرمایا۔ اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ معاہدہ کی وہ شرط جو بظاہر ہم کو ناگوار تھی اس کا منظور کر لینا کس قدر مفید ثابت ہوا۔

ابوجندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے! ابوجندل کے قصہ سے ہر شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی صداقت کیسی الٰہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی اور کس طرح طالبان حق کے دل میں قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوری' اقارب کی جدائی' قید' ذلت' بھوک' پیاس' خوف و طمع' تلوار' پھانسی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ ان کو اسلام سے نہ روک سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ: امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک ٹوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اور اس طرح ان کو اسلام کی حقیقت اور صداقت معلوم کرنے کے مواقع ملے اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کے لئے جانا اور اس کے نتائج (۷ ہجری مقدس ۹) معاہدۂ حدیبیہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کا رسول دو ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر مکہ پہنچا' مکہ والوں نے نبی ﷺ کو مکہ آنے سے تو نہ روکا لیکن خود گھروں کو مقفل کر کے کوہ ابو قبیس کی چوٹی پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے' پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔ خدا کا نبی ﷺ تین دن تک کے لئے مکہ میں رہا اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔ ان منکروں پر مسلمانوں کے سچے جوش' سادہ اور مؤثر طریق عبادت کا اور ان کی اعلیٰ دیانت و امانت کا (کہ خالی شدہ شہر میں کسی کا ایک پائی کا بھی نقصان نہ ہوا تھا) عجیب اثر ہوا' جس نے سینکڑوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

جنگ خیبر۔ (محرم ۷ھ): خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام کا نام ہے' یہ یہودیوں کی خالص آبادی کا قصبہ تھا۔ آبادی کے گردا گرد مستحکم قلعے بنائے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کو سفر حدیبیہ سے پہنچے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن (ایک ماہ سے کم) ہوئے تھے کہ یہ سننے میں آیا کہ خیبر کے یہودی پھر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور جنگ احزاب کی ناکامی کا بدلہ لینے اور اپنی کھوئی ہوئی جنگی عزت و قوت کو ملک بھر میں بحال کرنے کے لئے ایک خونخوار جنگ کی تیاری کر چکے ہیں۔ انہوں نے قبیلہ غطفان کے چار ہزار جنگجو بہادروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور معاہدہ یہ تھا کہ اگر مدینہ فتح ہو گیا تو پیداوار خیبر کا نصف حصہ ہمیشہ بنو غطفان کو دیتے رہیں گے۔

مسلمان محاصرہ کی سختی کو جو پچھلے سال ہی جنگ احزاب میں انہیں اٹھانی پڑی تھی' ہنوز نہیں بھولے تھے۔ اس لئے سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ حملہ آور دشمن کو آگے بڑھ کر لینا چاہیئے۔

نبی ﷺ نے اس غزوہ میں صرف انہی صحابہ کو ہم رکاب چلنے کی اجازت دی تھی جو لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم کی بشارت سے ممتاز تھے اور جن کو وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا۔ کا مژدہ مل چکا تھا۔ ان کی تعداد چودہ سو تھی جن میں سے دو سو اسپ سوار تھے۔

مقدمہ لشکر کے سردار عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اور میمنہ لشکر کے سردار عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ سردار میسرہ کوئی اور صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ صحابیہ عورتیں بھی شامل لشکر تھیں' جو بیماروں اور زخمیوں کی خبر گیری اور تیمار داری کے لئے ساتھ ہو لی تھیں۔

لشکر اسلام آبادی خیبر کے متصل رات کے وقت پہنچ گیا تھا لیکن نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ لڑائی رات کو شروع نہ کرتے تھے اور نہ شب خون ڈالا کرتے تھے۔ اس لئے لشکر اسلام نے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ معرکہ کے لئے اس مقام کا انتخاب مرد جنگ آزما حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ یہ میدان اہل خیبر اور بنو غطفان کے درمیان پڑتا تھا۔ اس تدبر کا فائدہ یہ ہوا کہ جب بنو غطفان یہودیان خیبر کی مدد کے لئے نکلے تو انہوں نے لشکر اسلام کو سد راہ پایا اور اس لئے چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کا بڑا کیمپ اسی جگہ رہے گا اور حملہ آور فوج کے دستے کیمپ سے جایا کریں گے۔ لشکر کے اندر فوراً مسجد تیار کر لی گئی تھی اور جنگ کے دوش بدوش تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ---- اس کیمپ کے ذمہ دار افسر تھے۔ قصبہ خیبر کے قلعے جو آبادی کے دائیں بائیں واقع تھے شمار میں دس تھے' جس کے اندر دس ہزار جنگی مرد رہتے تھے' ہم ان کو تین حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں (۱) قلعہ ناعم (۲) قلعہ نطاۃ (۳) حصن صعب بن معاذ۔ یہ چاروں حصون نطاۃ کے نام سے نامزد تھے (۴) حصن الزبیر (۵) حصن شق (۶) حصن البر۔ یہ تینوں حصون شق کے نام سے نامزد تھے۔ (۷) حصن ابی (۸) حصن قموص طبری (۹) حصن وطیح (۱۰) حصن سلالم۔ جسے حصن بنی الحقیق بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں حصون کتیبہ کے نام سے نامزد تھے۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حملہ آور فوج کا سردار بنایا گیا اور انہوں نے قلعہ نطاۃ پر جنگ کا آغاز کر دیا۔ نبی ﷺ خود بھی حملہ آور فوج میں شامل ہوئے تھے' باقی ماندہ فوجی کیمپ زیر نگرانی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھا۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پانچ روز تک برابر حملہ کرتے رہے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا' پانچویں یا چھٹے روز کا ---- ذکر ہے کہ محمود رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی گرمی سے ذرا ستانے کے لئے پائین قلعہ دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے۔ کنانہ بن الحقیق یہودی نے انہیں غافل دیکھ کر ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ فوج کی کمان محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی نے سنبھال لی اور شام تک کمال شجاعت و دلاوری سے لڑتے رہے۔ محمد بن مسلمہ کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کے نخلستان کو کاٹا جائے کیونکہ ان لوگوں کو ایک ایک درخت ایک ایک بچہ کے برابر پیارا ہے۔ اس تدبیر سے اہل قلعہ پر اثر ڈالا جا سکے گا۔ اس تدبیر پر عمل شروع ہو گیا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر التماس کیا کہ یہ علاقہ یقیناً مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہونے والا ہے پھر ہم اسے اپنے ہاتھوں کیوں خراب کریں۔ نبی ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس نخلستان کاٹنے کا حکم امتناعی بھیج دیا۔ شام کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی مظلومانہ شہادت کا قصہ خود ہی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا' نبی ﷺ نے فرمایا لا عطین (اولیاتین) الرایۃ غدا رجل یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ کل فوج کا نشان اس شخص کو دیا جائے گا (یا وہ شخص نشان ہاتھ میں لے گا) جس سے خدا تعالیٰ اور رسول اللہ محبت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ یہ ایسی تعریف تھی' جسے سن کر فوج کے بڑے بڑے بہادر اگلے دن کی کمان ملنے کے آرزو مند ہو گئے۔

اس رات پاسبانی لشکر کی خدمت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ انہوں نے گرداوری کرتے ہوئے ایک یہودی کو گرفتار کیا اور اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں تھے' جب فارغ ہوئے تو یہودی سے گفتگو فرمائی۔ یہودی نے کہا کہ اگر اسے اور اس کے زن و بچہ کو جو قلعہ کے اندر ہیں امان عطا ہو تو وہ بہت سے جنگی راز بتا سکتا ہے۔ یہ وعدہ اس سے کر لیا گیا۔ یہودی نے بتایا کہ نطاۃ کے یہودی آج کی رات اپنے زن و بچہ کو قلعہ شن میں بھیج رہے ہیں اور نقد و جنس کو قلعہ نطاۃ کے اندر دفن کر رہے ہیں۔ مجھے وہ مقام معلوم ہے۔ جب مسلمان قلعہ نطاۃ لے لیں گے تو میں وہ جگہ بتا دوں گا۔ بتایا کہ قلعہ شن کے تہ خانوں میں قلعہ شکنی کے بہت سے آلات منجنیق وغیرہ موجود ہیں۔ جب مسلمان قلعہ شن فتح کر لیں گے تو میں وہ تہ خانے بھی سب بتا دوں گا۔
صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں آشوب چشم ہے اور آنکھوں میں درد بھی ہو تا رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو لگا دیا۔ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں نہ آشوب کی سرخی باقی تھی اور نہ درد کی تکلیف۔ پھر فرمایا علی! جاؤ راہ خدا میں جہاد کرو' پہلے اسلام کی دعوت دو' بعد میں جنگ کرو۔ علی! اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو یہ کام بھاری غنیمتوں کے حاصل ہو جانے سے بہتر ہو گا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ ناعم پر جنگ کی طرح ڈالی۔ مقابلہ کے لئے قلعہ کا مشہور سردار مرحب میدان میں نکلا۔ یہ اپنے آپ کو ہزار بہادروں کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ رجز پڑھنا شروع کر دیا۔ قد علمت خیبر انی مرحب۔ شاکی السلاح بطل مجرب۔ اذ القلوب اقبلت تلهب! "خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار سجانے والا بہادر تجربہ کار مرحب ہوں۔ جب لوگوں کے ہوش مارے جاتے ہیں' تو میں بہادری دکھاتا ہوں"

اس کے مقابلہ کے لئے عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ نکلے۔ وہ بھی اپنا رجز پڑھتے جاتے تھے۔

قد علمت خیبر انی عامر۔ شاکی السلاح بطل مغامر۔ خیبر جانتا ہے کہ ہتھیار چلانے میں استاد نبرد آزما تلخ ہوں۔ میرا نام عامر ہے۔"

مرحب نے ان پر تلوار سے وار کیا۔ عامر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھال پر روکا اور مرحب کے حصہ زیریں پر وار چلایا۔ مگر ان کی تلوار جو لمبائی میں چھوٹی تھی' ان ہی کے گھٹنے پر لگی' جس کے صدمہ سے بالآخر شہید ہو گئے۔

پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نکلے۔ رجز حیدری سے میدان گونج اٹھا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ۔ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ۔ کلیت باغات شدید قسورۃ "میں ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر غضبناک رکھا ہے' میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا۔ میں شیر ببر حملہ آور ہنر میدان ہوں۔"

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ مرحب کے خود آہنی کو کاٹتا ہوا عمامہ کو قطع کرتا سر کے دو ٹکڑے بناتا ہوا گردن تک جا پہنچا۔ مرحب کا بھائی یاسر نکلا اسے زبیر بن العوام نے خاک میں سلا دیا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عام حملہ سے قلعہ ناعم فتح ہو گیا۔ اسی روز قلعہ صعب کو حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے محاصرہ سے تیسرے دن بعد فتح کر لیا۔ حباب بن المنذر انصاری السلمی رضی اللہ عنہ ابو عمرو کنیت اور ذوالرائے لقب تھا۔ غزوۂ بدر میں ۳۳ سال کے تھے' میدان جنگ بدر کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے کو پسند فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال فرمایا' قلعہ صعب سے مسلمانوں کو جو' کھجور' چھوہارے' مکھن' روغن' زیتون' چربی اور پارچہ جات کی مقدار کثیر ملی۔ فوج میں قلت رسد سے جو تکلیف ہو رہی تھی وہ رفع ہو گئی۔ اس قلعہ کے آلات قلعہ شکن بھی برآمد ہوئے' جس کی خبر یہودی جاسوس دے چکا تھا۔ اس سے اگلے روز قلعہ نطاۃ فتح ہو گیا۔ اب قلعہ الزبیر جو ایک ایک پہاڑی ٹیلہ پر واقعہ تھا اور اپنے بانی زبیر کے نام سے موسوم تھا' پر حملہ کیا گیا۔ دو روز کے بعد ایک یہودی لشکر اسلام میں آیا۔ اس نے کہا یہ قلعہ تو مہینہ بھر تک بھی تم فتح نہ کر سکو گے میں ایک راز بتاتا ہوں۔ اس قلعہ کے اندر پانی ایک زیر زمین نالہ کی راہ سے جاتا ہے اگر پانی کا راستہ بند کر دیا جائے تو فتح ممکن ہے۔ مسلمانوں نے پانی پر قبضہ کر لیا۔

اب اہل قلعہ، قلعہ سے نکل کر کھلے میدان میں آکر لڑے اور مسلمانوں نے انہیں شکست دے کر قلعہ کو فتح کر لیا۔

پھر حصن ابی پر حملہ شروع ہوا۔ اس قلعہ والوں نے سخت مدافعت کی، ان میں سے ایک شخص جس کا نام غزوان تھا، مبارزت کے لئے باہر نکلا۔ حباب رضی اللہ عنہ مقابلہ کو گئے اس کا بازو راست کٹ گیا۔ وہ قلعہ کو بھاگا، حباب رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا اور اس کی رگ پاشنہ کو بھی کاٹ ڈالا، وہ گر پڑا اور پھر قتل کیا گیا۔

قلعہ سے ایک اور یہودی نکلا، جس کا مقابلہ ایک مسلمان نے کیا۔ مگر مسلمان اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ اب ابودجانہ رضی اللہ عنہ نکلے۔ انہوں نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور پھر قتل کر ڈالا۔

یہود پر رعب طاری ہو گیا اور باہر نکلنے سے رک گئے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا۔ تکبیر کہتے ہوئے قلعہ کی دیوار پر جا چڑھے۔ قلعہ فتح کر لیا۔ اہل قلعہ بھاگ گئے اس قلعہ سے بکریاں اور کپڑے اور اسباب بہت سا ملا۔

اب مسلمانوں نے حصن البر پر حملہ کر دیا۔ یہاں کے قلعہ نشینوں نے مسلمانوں پر اتنے تیر برسائے اور اتنے پتھر گرائے کہ مسلمانوں کو بھی مقابلہ میں منجنیق کا استعمال کرنا پڑا۔ منجنیق وہی تھے جو حصن صعب سے غنیمت میں ملے تھے۔ منجنیقوں سے قلعہ کی دیواریں گرائی گئیں اور قلعہ فتح ہو گیا۔ (اس عظیم فتح کے بعد بہت سے اکابر نے اسلام قبول کر لیا) انہیں ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید تھے، جو جنگ احد میں کافروں کے رسالہ کے افسر تھے اور مسلمانوں کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا۔

یہی وہ خالد رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اسلامی جنرل ہونے کی حیثیت میں مسیلمہ کذاب کو شکست دی، تمام عراق اور نصف شام کا ملک فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جانباز اعلیٰ سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا معجزہ ہے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا ۸ ھ : انہی اسلام لانے والوں میں عمرو بن العاص تھے، قریش نے ان ہی کو مسلمانوں سے عداوت اور بیرونی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اس ڈیپوٹیشن کا سردار بنایا تھا جو شاہ حبش کے پاس گیا تھا تاکہ وہ حبش میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دے۔ انہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک مصر کو فتح کیا تھا۔ ایسے مدبر و ماہر سیاست اور فاتح ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے۔

انہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ جو کعبہ کے اعلیٰ مہتمم و کلید بردار تھے جب یہ نامی سردار (جن کی شرافت حسب و نسب سارے عرب میں مسلمہ تھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے دو ٹکڑے ہم کو دے ڈالے۔ (منتخب از رحمۃ للعالمین۔ جلد اول)

قارئین کرام بخاری شریف نے بیشتر احادیث کی روایت کرنے والی خاتون ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نامی و اسم گرامی پڑھا ہو گا مگر ایسے بہت کم ہوں گے جو حضرت صدیقہ کے حالات سے واقفیت رکھتے ہوں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ حالات زندگی درج کر دیئے جائیں اللہ پاک ایمان والوں کی ماں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روح پاک پر ہماری طرف سے بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا : عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

ننہال کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدالشمس بن عتاب بن اذنیہ ابن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

آپ کا نسب نامہ حضور سرور کائنات سے باپ کی طرف سے آٹھویں اور ماں کی طرف سے بارہویں پشت میں کنانہ سے جا ملتا ہے

اس طرح سے آپ باپ کی طرف سے قریشی اور ماں کی طرف سے کنانی ہیں۔

لقب و خطاب: آپ کا نام عائشہ ‘ لقب حمیرا اور صدیقہ اور خطاب ام المؤمنین ‘ کنیت ام عبداللہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی جس کے نام سے وہ اپنی کنیت مقرر کرتیں اور کنیت سے کسی کا پکارا جانا عرب میں چونکہ عزت کی نشانی سمجھی جاتی تھی ‘ اس لئے آپ نے حضور ﷺ کے مشورہ سے اپنی بہن اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی تھی۔

تاریخ ولادت: آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں ‘ لیکن اس قدر ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے پانچویں اور ہجرت نبوی سے نو سال پہلے پیدا ہوئی تھیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے جب آپ کا حضور سرور کائنات سے نکاح ہوا تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور مدینہ منورہ پہنچ کر اھ میں جب آپ کاشانۂ نبوی میں داخل ہوئیں تو آپ کی عمر نو سال کی تھی۔

رضاعت: شرفائے عرب کے دستور کے موافق آپ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ (اسد الغابہ میں وائل کی ماں لکھا ہے لیکن صحیح بخاری باب الرضاعت میں بیوی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے) ایک دفعہ وائل کے بھائی افلح یعنی آپ کے رضاعی چچا آپ سے ملنے کو آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی ‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں ‘ اجازت نہیں دے سکتی۔ جس وقت حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ‘ دودھ تو عورت پلاتی ہے مرد نہیں پلاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے چچا ہیں۔ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

بچپن: آپ کے والدین آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لئے دنیا میں آنکھ کھولتے ہی توحید کی صدا ان کے کان میں پہنچنے لگی اور شرک و کفر کی آلودگی سے بالکل پاک رہیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ‘ آپ بچپن ہی میں فہم و ذکا ‘ قد و قامت اور صورت و سیرت میں ممتاز تھیں۔ اعضاء مضبوط اور جسم توانا تھا ‘ عام بچوں کی طرح بچپن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھیل کود کی بہت دلدادہ تھیں ‘ گڑیوں سے کھیلنا اور جھولے جھولنا آپ کے دو مرغوب ترین کھیل تھے ‘ محلہ کی تمام لڑکیاں آپ کے گھر میں جمع ہو جاتیں اور کھیل کود میں ان کے اشاروں پر چلتیں۔ وہ آپ کے سامنے ایسی مرعوب و مؤدب رہتیں ‘ گویا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی سردار ہیں۔ والدین اس چھوٹی سی عمر میں آپ کی فراست و رعب دیکھ کر خوش ہوتے اور انہیں بعض اوقات خیال گزرتا کہ یہ کسی دن ضرور معزز و ممتاز ہوگی۔ سچ ہے۔

بالائے سرش زہوشمندی ے تافت ستارہ بلندی

آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ بچپن کی ذرا ذرا سی باتیں بتفصیل آپ کو یاد تھیں اور انہیں اس طرح بیان فرما دیا کرتی تھیں گویا کہ ابھی سامنے واقع ہو رہی تھیں۔

شادی: نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں۔ ان کی جدائی کا حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کفار مکہ حضور ﷺ کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ان کی کلفتوں اور اذیتوں کو بھلانے اور دل و جان کو تسکین دینے والی ‘ تنہائی کی مونس بیوی جب اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضور ﷺ بے حد ملول رہنے لگے۔ آپ کو مغموم دیکھ کر مشہور صحابی عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ! حضور ﷺ کسی عورت سے نکاح کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کس عورت سے؟ عرض کیا ‘ کنواری اور بیوہ دونوں موجود ہیں ‘ جس سے حکم ہو ‘

اس کے متعلق سلسلہ جنبانی کی جائے۔ فرمایا کون کون؟ عرض کیا بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں' جو حضور پر ایمان لا چکی ہیں اور کنواری حضرت ابوبکر صدیق کی' جو حضور ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں' بیٹی عائشہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہتر ان دونوں کی بابت سلسلہ جنبانی کرو۔ حضور ﷺ کی رضا حاصل کر کے خولہ خوشی خوشی حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور ام رومان سے اس کا تذکرہ کیا۔ ام رومان نے کہا عائشہ کے والد کو آ لینے دو' وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آئے تو یہ مژدہ آپ کو سنایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اگر حضور کی مرضی ہے تو اس میں مجھے کیا عذر ہے' لیکن حضور ﷺ تو میرے بھائی ہیں' عائشہ کا نکاح حضور ﷺ سے کیونکر ہوتا ہے؟ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں دستور تھا کہ جس طرح سگے بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز نہ تھا' اسی طرح منہ بولے بھائی کی لڑکی کو بھی اپنے لئے حرام سمجھتے تھے)

خولہ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراض کیا ہے' حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر میرے دینی بھائی ہیں نہ کہ سگے بھائی اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ وہاں کیا عذر تھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ احادیث میں ہے کہ نکاح سے پہلے حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی چیز حضور ﷺ کے سامنے پیش کر رہا ہے' حضور نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ حضور کی بیوی ہیں۔ حضور ﷺ نے کھول کر دیکھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۶ سال کی تھی۔ نکاح کی رسم بڑے سادہ طریق سے عمل میں آئی۔ وہ اپنی ہم سن سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ ان کے والد نے آ کر نکاح پڑھا دیا۔ پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح ہو گیا اور مجھے خبر تک نہ تھی' آخر آہستہ آہستہ میری والدہ نے مجھے اس امر کی اطلاع دے دی۔

فضائل: آپ میں چند ایک ایسی خصوصیتیں تھیں' جو دوسری امہات المؤمنین کو حاصل نہ تھیں اور وہ یہ ہیں: (۱) حضور ﷺ کی صرف آپ ہی ایک ایسی بیوی تھیں' جو کنواری حضورؐ کے نکاح میں آئیں' فرشتے نے آپ کی صورت خواب میں حضور ﷺ کے سامنے پیش کی (۲) آپ پیدائش ہی سے شرک و کفر کی آلودگی سے پاک رہیں (۳) آپ کے والدین مہاجر تھے (۴) آپ کی برأت میں قرآن شریف کی آیات نازل ہوئیں (۵) آپ ہی کے لحاف میں حضور ﷺ کو کئی بار وحی ہوئی' کسی اور بیوی کے لحاف میں نہیں ہوئی (۶) آپ ہی کے حجرے میں اور آپ ہی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے حضور ﷺ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وفات: ۸۵ ہجری مقدس ماہ رمضان میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور چند روز تک بیمار رہیں' وصیت کی کہ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ اس حجرہ میں دفن نہ کیجیو' بلکہ دیگر ازواج النبی کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ رات ہی کو دفن کر دی جاؤں اور صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ ۱۷ رمضان المبارک کی شب کو وفات پائی' جنازہ حسب وصیت رات ہی کے وقت اٹھایا گیا۔ لیکن مردوں اور عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو ان دنوں حاکم مدینہ تھے' نماز جنازہ پڑھائی۔ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا اور وہ شمع رشد و ہدایت دنیا کی نظروں سے پنہاں ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: اپنی کنیت ہی سے ایسے مشہور ہوئے کہ ان کا صحیح نام دریافت کرنا مشکل ہے' کوئی کہتا ہے عبداللہ بن عامر نام تھا۔ کوئی کہتا ہے عمیر بن عامر' کوئی کہتا ہے بریر بن عشرقہ' کوئی کہتا ہے سکین بن دومہ' کوئی کہتا ہے عبداللہ بن عبد شمس' کوئی کہتا ہے عامر' کوئی کہتا ہے عبد نہم' کوئی کہتا ہے عبد غنم۔ کوئی کہتا ہے عبد شمس' کوئی کہتا ہے عبد عمرو بن غنیم' کوئی کہتا ہے مردوس بن عامر۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ جاہلیت میں ان میں سے کوئی نام ہو گا۔ اسلامی نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہے۔ ازدی دوسی ہیں' آپ کے پاس

ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جس کو ساتھ رکھتے تھے اس لئے کنیت ابوہریرہ ہو گئی۔ جنگ خیبر کے زمانہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ پھر ہر وقت حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ سب سے زیادہ حدیثیں انہی کی روایت کردہ ہیں۔ ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔(ماخوذ)

٦١٤٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقاً بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلاَبَةَ: فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ. قَوْلُهُ : سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

[أطرافه في: ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١].

(۶۱۴۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم (ایک سفر کے موقع پر) اپنی عورتوں کے پاس آئے جو اونٹوں پر سوار جارہی تھیں' ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا انس کی والدہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' افسوس' انجشہ! شیشوں کو آہستگی سے لے چل۔ ابوقلابہ نے کہا کہ آنحضرت نے عورتوں سے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال فرمایا کہ اگر تم میں کوئی شخص استعمال کرے تو تم اس پر عیب جوئی کرو۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ شیشوں کو نرمی سے لے چل۔

تشریح: شیشوں سے مراد عورتیں تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں' انجشہ نامی غلام اونٹوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا۔ اس کے گانے سے اونٹ مست ہو کر خوب بھاگ رہے تھے۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں عورتیں گر نہ جائیں' اس لئے فرمایا آہستہ لے چل۔ نکتہ چینی اس طور پر کہ عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی اور ان کو شیشے کی طرح نازک قرار دیا مگر یہ تشبیہ بہت عمدہ تھی۔ فی الحقیقت عورتیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للعالمین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری و نزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس کرایا۔

٩١- باب هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ

باب مشرکوں کی ہجو کرنا درست ہے

٦١٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَكَيْفَ بِنَسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَّانُ: لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لاَ

(۶۱۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کا اور میرا خاندان تو ایک ہی ہے (پھر تو میں بھی اس ہجو میں شریک ہو جاؤں گا) حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہجو سے آپ کو اس طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجلس

تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.
[راجع: ٣٥٣١]

میں برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو' وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا۔

تشریح: مشرکوں کی ہجو کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی طرف داری کرتا تھا۔ اس روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک نفسی اور دین داری اور پرہیز گاری معلوم ہوتی ہے۔ آپ کس درجہ کی پاک نفس اور فرشتہ خصلت تھیں۔ چونکہ حسان رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول کی طرفداری کی تھی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ایذا کا جو ان کی طرف سے پہنچی تھی کچھ خیال نہ کیا اور ان کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اللہ پاک مسلمانوں کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی نیک فطرت عطا فرمائے کہ وہ باہمی طور پر ایک دوسرے کی برائیاں کرنے سے باز رہیں۔ (آمین)

٦١٥١- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ لاَ يَقُولُ: الرَّفَثَ)) يَعْنِي بِذَلِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

فِينَا رَسُولُ اللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَالأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.
[راجع: ١١٥٥]

(٦١٥١) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' انھیں ابن شہاب نے' انھیں ہیثم بن ابی سنان نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سناوہ حالات اور قصص کے تحت رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے ایک بھائی نے کوئی بری بات نہیں کہی۔ آپ کا اشارہ ابن رواحہ کی طرف تھا (اپنے اشعار میں) انہوں نے یوں کہا تھا: "اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں' اس وقت جب فجر کی روشنی پھوٹ کر پھیل جاتی ہے۔ ہمیں انہوں نے گمراہی کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس ہمارے دل اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ ضرور واقع ہو گا۔ آپ رات اس طرح گزارتے ہیں کہ ان کا پہلو بستر سے جدا رہتا ہے (یعنی جاگ کر) جب کہ کافروں کے بوجھ سے ان کی خواب گاہیں بوجھل ہوئی رہتی ہیں۔" یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا اور محمد بن ولید زبیدی نے زہری سے' انہوں نے سعید بن مسیب سے اور عبدالرحمن اعرج سے' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔

تشریح: حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے اشعار میں ان کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ایک پیغمبر خدا کا پڑھتا ہے اس کی کتاب — اور سناتا ہے ہمیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے
ہم تو اندھے تھے اسی نے راستہ بتلا دیا — بات ہے یقینی دل میں جا کر کھپتی ہے
رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے الگ — کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے

پہلے شعر میں آنحضرت ﷺ کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے پس آپ علم اور عمل ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہیں۔

٦١٥٢- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ : يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : نَعَمْ. [راجع: ٤٥٣]

(٦١٥٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے محمد بن ابی عتیق نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' انہوں نے حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر کہہ رہے تھے کہ اے ابو ہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو' اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے۔

٦١٥٣- حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِحَسَّانَ: ((اهْجُهُمْ)) أَوْ قَالَ : ((هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(٦١٥٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کی ہجو کرو۔ (یعنی مشرکین قریش کی) یا آنحضرت ﷺ نے (ھاجھم کے الفاظ فرمائے) حضرت جبرئیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔

تشریح: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حمایت اسلام اور مذمت کفر میں نظم و نثر میں بولنا' اس بارے میں کتابیں مضامین لکھنا عین باعث رضائے خدا و رسول ہے۔ نیز جو نام نہاد مسلمان قرآن و حدیث کی توہین و تخفیف کریں۔ جیسا کہ آج کل منکرین حدیث کا گروہ کرتا رہتا ہے ان کا جواب دینا اور ان کی مذمت کرنا ضروری ہے۔ جن علمائے سوء نے شرع اسلامی کو مسخ کرنے میں اپنا پورا زور تفقہ خرچ کر ڈالا ہے ان کا صحیح تعارف کرا کے مسلمانوں کو ان کے کذب سے مطلع کرنا بھی اسی ذیل میں ہے جس کی مثال میں مجدد اسلام استاد الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم کے اس ارشاد گرامی کو پیش کرنا ہی کافی ہے۔ حضرت مرحوم ایسے علماء سوء کی ہجو میں فرماتے ہیں۔ فان شئت ان ترٰی النموذج الیھود فانظر الی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا و قد اعتادوا تقلید السلف واعرضوا عن نصوص الکتاب والسنۃ وتمسکوا بتعمق عالم و تشددہ واعراضہ واستحسانہ فاعرضوا عن کلام الشارع المعصوم وتمسکوا باحادیث موضوعۃ تاویلات فاسدۃ کانھم ھم (الفوز الکبیر' ص: ۲۶ و ۲۷) عربی برحاشیہ سفر السعادت مطبوعہ مصر "یعنی مسلمانو! اگر تم یہود کا نمونہ اپنے لوگوں میں دیکھنا چاہو تو تم دنیا کے طالب برے علماء کو دیکھ لو کہ سلف کی تقلید ان کی خو ہو گئی ہے اور انہوں

نے قرآن و حدیث کی نصوص سے منہ موڑ لیا ہے اور کسی عالم کے تعمق اور اس کے تشدد و استحسان کو اپنی دستاویز بنا لیا ہے پس انہوں نے معصوم و بے خطا صاحب شرع ﷺ کے کلام سے روگردانی کر لی ہے اور جھوٹی بناوٹی روایتوں اور ناقص اور کھوٹی تاویلوں کو اپنے لئے سند ٹھہرایا ہے۔ گویا یہ برے علماء وہی یہودیوں کے علماء کے نمونے ہیں۔"

۹۲- باب مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

رات دن آدمی شعر گوئی میں مشغول رہے۔

باب شعروشاعری میں اس طرح اوقات صرف کرنا منع ہے کہ آدمی اللہ کی یاد اور علم حاصل کرنے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے سے باز رہ جائے۔

٦١٥٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا)).

(۶۱۵۴) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی' انہیں سالم نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔

مراد وہ گندی شاعری ہے۔ جس کا تعلق عشق فسق سے یا کسی بے جا مدح و ذم سے ہے۔

٦١٥٥- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا)).

(۶۱۵۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو صالح سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔

تشریح: پیٹ بھر جانے سے یہی مطلب ہے کہ سوا شعروں کے اس کو اور کچھ یاد نہ ہو۔ نہ قرآن یاد کرے نہ حدیث دیکھے۔ رات دن شعر گوئی کی دھن میں مست رہے جیسا کہ اکثر شعرائے عصر کا ماحول ہے الا ماشاء اللہ۔ وہ واعظین حضرات بھی ذرا غور کریں جو قرآن و حدیث کی جگہ سارا وعظ شعرو شاعری سے بھر دیتے ہیں۔ یوں گاہے گاہے حمد و نعت کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

۹۳- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((تَرِبَتْ يَمِينُكَ)) ((وَعَقْرَى حَلْقَى))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تیرے ہاتھ کو مٹی لگے یا تجھ کو زخم پہنچے' تیرے حلق میں بیماری ہو۔

تشریح: اصل میں عرب لوگ یہ لفظ منحوس عورت کے لیے کہتے ہیں اور یہ کلمات غصے اور پیار دونوں وقت کہے جاتے ہیں۔ ان سے بددعا دینا مقصود نہیں ہے۔ خاص طور پر حضور پیار ہی کے لئے ان کو استعمال فرماتے تھے۔

٦١٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا

(۶۱۵۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے

اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: وَاللهِ لاَ آذَنُ لَهُ، حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ٢٦٤٤]

بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قعیس کے بھائی افلح (میرے رضاعی چچا نے) مجھ سے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی' میں نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے میں اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ کیونکہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا' دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو' کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں' تمہارے ہاتھ میں مٹی لگے۔ عروہ نے کہا کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہی سمجھو۔

٦١٥٧- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً لأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ: ((عَقْرَى حَلْقَى - لُغَةُ قُرَيْشٍ - إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ: ((أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ -)) يَعْنِي الطَّوَافَ - قَالَتْ : نَعَمْ قَالَ : ((فَانْفِرِي إِذًا)).[راجع: ٢٩٤]

(٦١٥٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے بیان کیا' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (حج سے) واپسی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازہ پر رنجیدہ کھڑی ہیں کیونکہ وہ حائضہ ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ عقریٰ حلقٰی۔ یہ قریش کا محاورہ ہے۔ اب تم ہمیں روکو گی! پھر دریافت فرمایا کیا تم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کر لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ پھر چلو۔

معلوم ہوا کہ ایسی مجبوری میں طواف وداع کی جگہ طواف افاضہ کافی ہو سکتا ہے۔ طواف افاضہ دس ذی الحجہ کو اور طواف وداع مکہ سے واپسی کے دن ہوتا ہے۔

٩٤- باب مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا

باب زعموا کہنے کا بیان

تشریح زعموا کا کہنا بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کہنے والے کو اپنی بات کی سچائی کا یقین نہ ہو۔ عرب میں مثل ہے کہ لفظ زعموا بولنا جھوٹ پر سوار ہونا ہے۔ زعموا کا معنی انہوں نے گمان کیا یہ لفظ جملہ شکیہ

کے لئے بولا جاتا ہے مگر بعض دفعہ اس میں یقین بھی غالب ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔

٦١٥٨- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِىءٍ بِنْتَ أَبَا طَالِبٍ تَقُولُ : ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِىءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِىءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ فُلاَنُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِىءٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِىءٍ وَذَاكَ ضُحًى.

[راجع: ٢٨٠]

(٦١٥٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام ابوالنضر نے' ان سے ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابو مرہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کر دیا ہے۔ میں نے سلام کیا تو آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' ام ہانی! مرحبا ہو۔ جب آپ غسل کر چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعات پڑھیں۔ آپ اس وقت ایک کپڑے میں جسم مبارک کو لپیٹے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کا خیال ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے امان دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' ام ہانی جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔ ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

تشریح: ترجمہ باب یہاں سے نکلا کہ ام ہانی نے زعم ابن امی کہا تو لفظ زعموا کہنا جائز ہوا۔ فلاں سے مراد حارث بن ہشام یا عبداللہ بن ابی ربیعہ یا زہیر بن ابی امیہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی اسٹیٹ میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کافر کو ذمی بنا کر پناہ دے دے تو قانوناً اس کی پناہ کو لاگو کیا جائے گا کیونکہ اس بارے میں عورت بھی ایک مسلمان مرد جتنا ہی حق رکھتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے۔

٩٥- بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ.

باب لفظ ویلک یعنی تجھ پر افسوس ہے کہنا درست ہے۔

٦١٥٩- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا))، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ،

(٦١٥٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے لئے ایک اونٹنی ہانکے لئے جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو کر جا۔ انہوں نے

قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)). [راجع: ١٦٩٠]

کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوار ہو جا' افسوس (ویلک) دوسری یا تیسری مرتبہ یہ فرمایا۔

٦١٦٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ. [راجع: ١٦٨٩]

(٦١٦٠) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں' وہ ابوالزناد سے' وہ اعرج سے' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہنکائے جا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تو اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے دوسری بار یا تیسری بار فرمایا کہ تیری خرابی ہو' تو سوار ہو جا۔

قربانی کے لئے جو اونٹ نذر کر دیا جائے اس پر سفر حج کے لئے سواری کی جا سکتی ہے وہ شخص ایسے اونٹ کو لے کر پیدل سفر کر رہا تھا اور بار بار کہنے پر بھی سوار نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر آپ نے لفظ ویلک بول کر اس کو اونٹ پر سوار کرایا۔ معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر لفظ ویلک بول سکتے ہیں یعنی تجھ پر افسوس ہے۔

٦١٦١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلاَمٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ)). [راجع: ٦١٤٩]

(٦١٦١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور اس حدیث کو حماد نے ایوب سختیانی سے اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام تھا۔ ان کا نام انجشہ تھا وہ حدی پڑھ رہا تھا۔ (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا' افسوس (ویحک) اے انجشہ شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔

شیشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں۔

٦١٦٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ ثَلاَثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لاَ

(٦١٦٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ تین مرتبہ (یہ فرمایا) اگر تمہیں کسی کی تعریف ہی کرنی پڑ جائے تو یہ کہئے کہ فلاں کے متعلق

مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلاَنًا وَا للهُ حَسِيبُهُ وَلاَ أُزَكِّي عَلَى ا للهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ)).
[راجع: ٢٦٦٢]

کیونکہ اس کو اللہ کے علم کی خبر نہیں ہے۔ میرا یہ خیال ہے۔ اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا نگراں ہے میں تو اللہ کے مقابلے میں کسی کو نیک نہیں کہہ سکتا۔ یعنی یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔

٦١٦٣- حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ : رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ ا للهِ اعْدِلْ قَالَ: ((وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ)) فَقَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: ((لاَ إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِي شَيْءٍ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، حِينَ قَاتَلَهُمْ فَالْتَمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ

(٦١٦٣) مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' ان سے امام اوزاعی نے' ان سے زہری نے' ان سے ابوسلمہ اور ضحاک نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم کر رہے تھے۔ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کے کچھ (قبیلہ والے) ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ تم ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو معمولی سمجھو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے کو معمولی سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل میں دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ اس کی لکڑی پر دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ پھر اس کے دندانوں میں دیکھا جائے اور اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا پھر اس کے پر میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ (یعنی شکار کے جسم کو پار کرنے کا کوئی نشان) تیر لید اور خون کو پار کر کے نکل چکا ہو گا۔ یہ لوگ اس وقت پیدا ہوں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ (ایک خلیفہ پر متفق نہ ہوں گے) ان کی نشانی ان کا ایک مرد (سردار لشکر) ہو گا۔ جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہو گا یا (فرمایا کہ) گوشت کے لوتھڑے کی طرح تھل تھل ہل رہا ہو گا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب انہوں نے ان خارجیوں سے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
[راجع: ٣٣٤٤]

(نہروان میں) جنگ کی تھی۔ مقتولین میں تلاش کی گئی تو ایک شخص انہیں صفات کا لایا گیا جو حضور اکرم ﷺ نے بیان کی تھیں۔ اس کا ایک ہاتھ پستان کی طرح کا تھا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا جب تک اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔ محبت رسول آپ کی سنت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگ اہل دنیا کچھ بھی کہیں مگر حدیث شریف نہ چھوٹے ہر وقت حدیث سے تعلق رہے۔ سفر ہو یا حضر' صبح ہو یا شام حدیث کا مطالعہ حدیث پر عمل کرنے کا شوق غالب رہے' حدیث کی کتاب سے محبت رہے' حدیث پر چلنے والوں سے الفت رہے۔ حدیث کو شائع کرنے والوں سے محبت کا شیوہ رہے۔ زندگی حدیث پر' موت حدیث پر' ہر وقت بغل میں حدیث یہی تمغہ رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو' یہی قرآن پاک شائی کی خدمت اور صحیح بخاری کا ترجمہ ہمارے پاس ہے اور تیرے فضل سے بخاری کے ساتھ صحیح مسلم کی خدمت بھی ہے جو تیرے پاس لے کر آئیں گے۔ تو ہی یا اللہ رحیم کریم اور قبول کرنے والا ہے۔ (راز)

٦١٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِي، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ: ((وَيْحَكَ)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: مَا أَجِدُهَا قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لاَ أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ: ((خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَي الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ: ((خُذْهُ)). تَابَعَهُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

(۶۱۶۴) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا' کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی' کہا کہ مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی' بیان کیا ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' افسوس (کیا بات ہوئی؟) انہوں نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس غلام ہے ہی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ کہا کہ اتنا بھی میں اپنے پاس نہیں پاتا۔ اس کے بعد کھجور کا ایک ٹوکرا آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا کسی اور کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سارے مدینہ کے دونوں طنابوں یعنی دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس پر اتنا ہنس دیئے کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ فرمایا کہ جاؤ تم ہی لے لو۔ اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے

[راجع: ١٩٣٦]

بھی زہری سے روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے اس حدیث میں بجائے لفظ ویحک کے لفظ ویلک روایت کیا ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں)

٦١٦٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْهِجْرَةِ؟ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

(٦١٦٥) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ ایک دیہاتی نے کہا' یا رسول اللہ! ہجرت کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے (اس کی نیت ہجرت کی تھی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا' تجھ پر افسوس! ہجرت کو تو نے کیا سمجھا ہے یہ بہت مشکل ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر سات سمندر پار عمل کرتے رہو۔ اللہ تمہارے کسی عمل کے ثواب کو ضائع نہ کرے گا۔

دینی فرائض ادا کرتے رہو ہجرت کا خیال چھوڑ دو۔

٦١٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلَكُمْ)) - أَوْ وَيْحَكُمْ - قَالَ شُعْبَةُ: شَكَّ هُوَ ((لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). وَقَالَ النَّضْرُ: عَنْ شُعْبَةَ: وَيْحَكُمْ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ. [راجع: ١٧٤٢]

(٦١٦٦) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے واقد بن محمد بن زید نے بیان کیا' انہوں نے ان کے والد سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' افسوس (ویلکم یا ویحکم) شعبہ نے بیان کیا کہ شک ان کے شیخ (واقد بن محمد کو) تھا۔ میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اور نضر نے شعبہ سے بیان کیا "ویحکم" اور عمر بن محمد نے اپنے والد سے "ویلکم یا ویحکم" کے لفظ نقل کئے ہیں۔

مطلب ایک ہی ہے۔ باہمی قتل و غارت اسلامی شیوہ نہیں بلکہ یہ شیوۂ کفار ہے اللہ ہم کو اس پر غور کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

٦١٦٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا

(٦١٦٧) ہم سے عمرو ابن عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: ((وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلاَّ أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلاَمٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ: ((إِنْ أُخِّرَ هَذَا، فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)). وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٣٦٨٨]

نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس نے کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اس قیامت کے لئے کیا تیاری کرلی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس کے لئے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ ہو' جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا؟ فرمایا کہ ہاں۔ ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ پھر مغیرہ کے ایک غلام وہاں سے گزرے وہ میرے ہم عمر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا آنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

یعنی تم سب لوگ دنیا سے گزر جاؤ گے۔ موت بھی ایک قیامت ہی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے من مات فقد قامت قیامته باقی رہا قیامت کبریٰ یعنی آسمان زمین کا پھٹنا۔ اس کے وقت کو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ بھی نہیں جانتے تھے) ان جملہ مذکورہ روایات میں لفظ ویلک یا ویحک استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ان کو یہاں نقل کیا گیا ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قتادہ سے کہ میں نے انس سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٩٦- باب عَلاَمَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّوَجَلَّ

باب اللہ عزوجل کی محبت کس کو کہتے ہیں

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾. [آل عمران: ٣١].

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا کہ "اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

بغیر اطاعت رسول ﷺ محبت الٰہی کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

٦١٦٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). [طرفه في : ٦١٦٩].

(٦١٦٨) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

٦١٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:

(٦١٦٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦١٦٨]

ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہو سکا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ اس روایت کی متابعت جریر بن حازم' سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے اعمش سے کی' ان سے ابووائل نے' ان سے عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

محبت بھی ایک عظیم بڑا وسیلۂ نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اطاعت نبوی اور عمل بھی مطابق سنت ہونا ضروری ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک   جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

٦١٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)).
تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

(٦١٧٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سے مل نہیں سکا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ سفیان کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابومعاویہ اور محمد بن عبید نے کی ہے۔

٦١٧١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلاَةٍ وَلاَ صَوْمٍ وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)).
[راجع: ٣٦٨٨]

(٦١٧١) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو ہمارے والد عثمان مروزی نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں عمرو بن مرہ نے' انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہو گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے بہت ساری نمازیں' روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں' لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

تشریح یہی حال مجھ ناچیز کا بھی ہے اللہ مجھ کو بھی اس حدیث کا مصداق بنائے آمین۔ امام ابونعیم نے اس حدیث کے سب طریقوں

کو کتاب المجین میں جمع کیا ہے۔ بیس صحابہ کے قریب اس کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بڑی خوشخبری ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام اور اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! ہم اپنے دلوں میں تیری اور تیرے حبیب اور صحابہ کرام کے بعد جس قدر حضرت امام بخاری کی محبت دلوں میں رکھتے ہیں وہ تجھ کو خوب معلوم ہے پس قیامت کے دن ہم کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں شرف حضور عطا فرمانا' آمین یا رب العالمین۔ نیز میرے اہل بیت اور جملہ شائقین عظام' معاونین کرام کو بھی یہ شرف بخش دیجیو۔ آمین۔

٩٧- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ: اخْسَأْ

باب کسی کا کسی کو یوں کہنا چل دور ہو

٦١٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ، سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاِبْنِ صَائِدٍ: ((قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَمَا هُوَ؟)) قَالَ : الدُّخُّ قَالَ : ((اخْسَأْ)).

(٦١٧٢) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے مسلم بن زریر نے بیان کیا' کہا میں نے ابو رجاء سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا' میں نے اس وقت اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے' وہ کیا ہے؟ وہ بولا "الدخ" آنحضرت ﷺ نے فرمایا چل دور ہو جا۔

٦١٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مُغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ)) ثُمَّ قَالَ لاِبْنِ صَيَّادٍ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

(٦١٧٣) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے۔ بہت سے دوسرے صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ وہ چند بچوں کے ساتھ بنی مغالہ کے قلعہ کے پاس کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابن صیاد بلوغ کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ کی آمد کا اسے احساس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے یعنی (عربوں کے) رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر اسے دفع کر دیا اور فرمایا' میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر ابن صیاد سے آپ نے پوچھا' تم کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے معاملہ

((خُلِّطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ)) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ هُوَ الدُّخُّ؟ قَالَ: ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُو قَدْرَكَ)) قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْ هُوَ لاَ تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٥٤]

کو مشتبہ کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے لئے ایک بات اپنے دل میں چھپا رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ وہ "الدخ" ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دور ہو' اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اسے قتل کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو اس پر غالب نہیں ہوا جا سکتا اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اسے قتل کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

٦١٧٤- قَالَ سَالِمٌ: فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ -أَوْ زَمْزَمَةٌ- فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لاِبْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ، وَهُوَ اسْمُهُ، هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)). [راجع: ١١٥٥]

(٦١٧٤) سالم نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اس کھجور کے باغ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ باغ میں پہنچے تو آپ نے کھجور کی ٹہنیوں میں چھپنا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے کہ وہ دیکھے چھپ کر کسی بہانے ابن صیاد کی کوئی بات سنیں۔ ابن صیاد ایک مخملی چادر کے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو کھجور کے تنوں سے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے بتا دیا کہ اے صاف! (یہ اس کا نام تھا) محمد آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ متنبہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اسے متنبہ نہ کرتی تو بات صاف ہو جاتی۔

٦١٧٥- قَالَ سَالِمٌ : قَالَ عَبْدُ اللهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)). [راجع: ٣٠٥٧]

(٦١٧٥) سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں اس کی تمہیں ایک ایسی نشانی بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ کانا نہیں ہے۔

اس روایت میں آپ سے لفظ اخسا دور ہو کا استعمال مذکور ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔

٩٨- باب قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) وَقَالَتْ أُمُّ هَانِىءٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِىءٍ)).

٦١٧٦- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِينَ جَاؤُوا غَيْرَ خَزَايَا، وَلاَ نَدَامى)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لاَ نَصِلُ إِلَيْكَ إِلاَّ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ: ((أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ: أَقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَصُومُوا رَمَضَانَ، وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَلاَ تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ)).

[راجع: ٥٣]

باب کسی شخص کا مرحبا کہنا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا مرحبا میری بیٹی۔ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا' مرحبا' ام ہانی۔

(٦١٧٦) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح یزید بن حمید نے بیان کیا' ان سے ابوجمرہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرحبا ان لوگوں کو جو آن پہنچے تو وہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ مارے جاتے شرمندہ ہوتے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ حائل ہیں اس لئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں (جن میں لوٹ کھسوٹ نہیں ہوتی) آپ کچھ ایسی جچی تلی بات بتلا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو' زکوٰۃ دو' رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرو اور دباء' حنتم' نقیر اور مزفت میں نہ پیو۔

ہر دو احادیث میں لفظ مرحبا بزبان رسالت مآب ﷺ مذکور ہے' دباء کدو کی تونبی' حنتم سبز لاکھی مرتبان' نقیر لکڑی کے کریدے ہوئے برتن' مزفت رال لگے ہوئے برتنوں کو کہا گیا ہے۔ یہ برتن عموماً شراب رکھنے کے لئے مستعمل تھے جن میں نشہ اور بڑھ جاتا تھا' اس لئے شراب کی حرمت کے ساتھ ان کو ان برتنوں سے بھی بند کر دیا گیا۔ ایسے حالات آج بھی ہوں تو یہ برتن کام میں لانا منع ہیں ورنہ نہیں۔

٩٩- باب مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

باب لوگوں کو انکے باپ کا نام لے کر قیامت کے دن بلایا جانا

٦١٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى،

(٦١٧٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ)).

[راجع: ٣١٨٨]

نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ عمری نے' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔

٦١٧٨- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ)).

[راجع: ٣١٨٨]

(٦١٧٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔

یہ بہت ہی ذلت و رسوائی کا موجب ہو گا کہ اس طرح اس کی دغابازی کو میدان محشر میں مشتہر کیا جائے گا اور جملہ نیک لوگ اس پر تھو تھو کریں گے۔

١٠٠- باب لاَ يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِي

باب آدمی کو یہ کہنا چاہیے کہ میرا نفس پلید ہو گیا

کیونکہ پلید برا لفظ ہے جو کافروں سے خاص ہے مسلمان پلید نہیں ہو سکتا۔

٦١٧٩- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ، لَقِسَتْ نَفْسِي)).

(٦١٧٩) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔

٦١٨٠- حدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ، لَقِسَتْ نَفْسِي)). تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

(٦١٨٠) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' وہ یونس سے روایت کرتے ہیں' وہ زہری سے' وہ ابو امامہ بن سہل سے' وہ اپنے باپ سے' وہ نبی کریم ﷺ سے' آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا لیکن یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔ اس حدیث کو عقیل نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

١٠١- باب لاَ تَسُبُّوا الدَّهْرَ

باب زمانہ کو برا کہنا منع ہے

تشریح: کیونکہ زمانہ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ پاک ہی کرتا ہے تو زمانہ کو برا کہنا گویا اللہ پاک ہی کو برا کہنا ہے۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جھٹ کہہ بیٹھتے ہیں کہ زمانہ برا ہے ایسا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٦١٨١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَالَ اللهُ : يَسُبُّ بَنُو آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)). [راجع: ٤٨٢٦]

(٦١٨١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ابو سلمہ نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں' میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن ہیں۔

تشریح: حدیث میں لفظ ید وارد ہوا ہے جس کے ظاہری معنی پر ایمان و یقین لانا واجب ہے۔ تفصیل اللہ کے حوالہ ہے۔ تاویل کرنا طریقہ سلف کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو تاویل ہم کریں وہ خدا کی مراد کے خلاف ہو پس ترجیح نصوص کو ہے نہ تاویل کو (تاریخ اہل حدیث' ص: ٢٨٤)

٦١٨٢- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلاَ تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ)).

[طرفه في: ٦١٨٣].

(٦١٨٢) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' انگور عنب کو "کرم" نہ کہو اور یہ نہ کہو کہ ہائے زمانہ کی نامرادی۔ کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

عرب لوگ اسے کرم اس لئے کہتے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی اسی لئے یہ لفظ اس طور پر استعمال کرنا منع قرار پایا۔

١٠٢- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)).

وَقَدْ قَالَ: ((إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) كَقَوْلِهِ : إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ: لاَ مُلْكَ إِلاَّ للهِ فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوكَ أَيْضًا فَقَالَ: ﴿إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا﴾ [النمل: ٣٤].

باب نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا کہ "کرم" تو مومن کا دل ہے

جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا۔ اور جیسے آپ نے فرمایا کہ حقیقی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے یا خدا کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے یعنی اور سب کی حکومتیں فنا ہو جانے والی ہیں آخر میں اسی کی حکومت باقی رہ جائے گی باوجود اس کے پھر اللہ پاک نے اپنے کلام میں سورۂ سبا میں یوں فرمایا بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو لوٹ کھسوٹ کر خراب کر دیتے ہیں۔

٦١٨٣- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَيَقُولُونَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)).
[راجع: ٦١٨٢]

(٦١٨٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگ (انگور کو) "کرم" کہتے ہیں' کرم تو مومن کا دل ہے۔

تشریح: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے دل کے سوا اور کسی چیز مثلاً انگور وغیرہ کو کرم نہ کہنا چاہیے۔ ان حدیثوں کے لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ انما کا کلمہ عربی میں حصر کے لئے آتا ہے تو جب یہ فرمایا کہ انما الکرم قلب المومن تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلب مومن کے سوا اور کسی چیز کو کرم کہنا درست نہیں ہے۔

١٠٣- باب قَوْلِ الرَّجُلِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فِيهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب کسی شخص کا کہنا کہ "میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں' اس میں زبیر نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے

٦١٨٤- حدَّثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثنا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُفَدِّي أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ.
[راجع: ٢٩٠٥]

(٦١٨٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کا لفظ کہتے نہیں سنا' سوا سعد بن ابی وقاص کے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ تیر مار اے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں' میرا خیال ہے کہ یہ غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا۔

تشریح: یہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں جن کے لئے آنحضرت ﷺ نے لفظ فداک ابی و امی فرمائے' یہ حضرت سعد کی انتہائی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ مدینہ منورہ میں بطور یادگار ایک تیر ایسا ہی ایک گھرانہ میں محفوظ رکھا ہے جسے میں نے خود دیکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ تیر تھا جو حضرت سعد کے ہاتھ میں تھا اور جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد سے یہ لفظ فرمائے تھے واللہ اعلم بالصواب اس تیر کے خول پر یہ حدیث مذکورہ کندہ ہے۔ (راز)

١٠٤- باب قَوْلِ الرَّجُلِ : جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.

باب کسی کا یہ کہنا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا ہم نے آپ پر اپنے باپوں اور ماؤں کو قربان کیا

تشریح: جمع کے صیغہ میں باپ کے باپ یعنی دادا دادی نانا نانی وغیرہ سب مراد ہیں۔ یہ بھی طرز کلام ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

٦١٨٥- حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثنا

(٦١٨٥) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن

بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ومع النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لاَ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ)) فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ. [راجع: ٣٧١]

مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اور ابو طلحہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مدینہ منورہ کے لئے) روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں' راستہ میں کسی جگہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین گر گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے ابو طلحہ نے اپنی سواری سے فوراً اپنے کو گرا دیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! (ﷺ) اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کیا آپ کو کوئی چوٹ آئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں' البتہ عورت کو دیکھو۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور اپنا کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین کے لئے ابو طلحہ نے پالان مضبوط باندھا۔ اب آپ نے سوار ہو کر پھر سفر شروع کیا' جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے (یا یوں کہا کہ مدینہ دکھائی دینے لگا) تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے" آنحضرت ﷺ اسے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح: ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر از راہ تعظیم لفظ جعلنی اللہ فداک (اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے) بولا۔ جس کو آپ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ خیریت سے واپسی پر آپ نے آئبون تائبون الخ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اب بھی سفر سے وطن بخیریت واپسی پر ان الفاظ کا ورد کرنا مسنون ہے۔ خاص طور پر حاجی لوگ جب وطن پہنچیں تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوں۔

١٠٥ - باب أَحَبِّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ يَا بُنَيَّ

باب اللہ پاک کو کون سے نام زیادہ پسند ہیں اور کسی شخص کا کسی کو یوں کہنا بیٹا

(یعنی پیار سے گو وہ اس کا بیٹا نہ ہو)

٦١٨٦- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ

(٦١٨٦) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' ان سے ابن المنکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو

مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ)).
[راجع: ٣١١٤]

انہوں نے اس کا نام "قاسم" رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابوالقاسم آنحضرت ﷺ کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لئے ایسا کریں گے۔ ان صاحب نے اس کی خبر آنحضرت ﷺ کو دی' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لے۔

تشریح: حیات نبوی میں کسی کو ابوالقاسم سے پکارنا باعث اشتباہ تھا کیونکہ ابوالقاسم خود آنحضرت ﷺ ہی تھے۔ للہذا آپ نے ہر کسی کو کنیت ابوالقاسم رکھنے سے منع فرمایا تا کہ اشتباہ نہ ہو۔ آپ کے بعد یہ کنیت رکھنا علماء نے جائز رکھا ہے۔ عبداللہ' عبدالرحمٰن اللہ کے نزدیک بڑے پیارے نام ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی طرف نسبت ہے جو بندے کی بندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ باب کا مضمون صریحاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ احب الاسماء الی الله عبدالله و عبدالرحمٰن۔

١٠٦- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). قَالَهُ أَنَسٌ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ یہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے

٦١٨٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا: لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)).
[راجع: ٣١١٤]

(٦١٨٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے حصین نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ جب تک ہم آنحضرت ﷺ سے نہ پوچھ لیں۔ ہم اس نام پر تمہاری کنیت نہیں ہونے دیں گے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔

٦١٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ١١٠]

(٦١٨٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

آپ کی حیات طیبہ میں یہ ممانعت تھی تا کہ اشتباہ نہ ہو۔

٦١٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ

(٦١٨٩) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے محمد بن المنکدر سے سنا کہ کہا کہ میں نے

الْمُنْكَدِرِ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا: لَا نَكْنِيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنعِمُكَ عيناً فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ)). [راجع: ٣١١٤]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم میں سے ایک آدمی کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ نے کہا کہ ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ تیری آنکھ اس کنیت سے پکار کر ٹھنڈی کریں گے۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔

تشریح: اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ ممانعت آپ کی حیات تک تھی کیونکہ اس وقت ابوالقاسم کنیت رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے پکارا یا اباالقاسم۔ آپؐ اس پر متوجہ ہو گئے تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا اس وقت آپ نے اشتباہ کو روکنے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا۔

١٠٧- باب اسْمِ الْحَزْنِ

باب "حزن" نام رکھنا

جو عربی میں دشوار گزار اور سخت زمین کو کہتے ہیں۔

٦١٩٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ قَالَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ : لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ : فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَ مَحْمُودٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهَذَا.

[طرفه في ٦١٩٣].

(۶۱۹۰) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے والد (حزن بن ابی وہب) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حزن (بمعنی سختی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سہل (بمعنی نرمی) ہو' پھر انہوں نے کہا کہ میرا نام میرے والد رکھ گئے ہیں اسے میں نہیں بدلوں گا۔ حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ چنانچہ ہمارے خاندان میں بعد تک ہمیشہ سختی اور مصیبت کا دور رہا۔

تشریح: یہ سزا تھی اس بات کی کہ رسول کریم ﷺ کا مشورہ قبول نہیں کیا اور حزن بمعنی سختی قساوت کی جگہ سہل بمعنی نرمی نام پسند نہیں کیا اور یہ نہ جانا کہ نام کا اثر مسمیٰ میں ضرور ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسا غلط نام والدین اگر رکھ دیں تو وہ نام بعد میں بدل کر اچھا نام رکھ دینا چاہیے۔ اکثر عوام اپنے بچوں کا نام غلط ملط رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بہتر نام وہ ہے جس میں اللہ پاک کی طرف عبدیت پائی جائے جیسے عبداللہ عبدالرحمٰن وغیرہ۔ انبیاء کرام کے نام پر نام رکھ دینا بھی جائز درست ہے جیسے ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' عیسیٰ' موسیٰ وغیرہ وغیرہ۔ بعض لوگ شرکیہ نام رکھ دیتے ہیں وہ بہت ہی غلط ہوتے ہیں جیسے عبدالنبی عبدالرسول غلام جیلانی وغیرہ وغیرہ۔ سہل حزن کی ضد ہے۔ یعنی نرم اور ہموار زمین۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ بڑا آدمی اگر کوئی مفید مشورہ دے تو اسے

قبول کرلینا بہتر ہے خواہ وہ آباء و اجداد کی رسموں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتا ہو۔ ماں باپ کے طور طریقے وہیں تک قابل عمل ہوتے ہیں جو شریعت اسلامی کے موافق ہوں ورنہ ماں باپ کی اندھی تقلید کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین میں سے ہیں۔ خلافت فاروقی کے دوسرے سال یہ پیدا ہوئے اور خلافت ولید بن عبدالملک ۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے والد حضرت مسیب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی۔ مسیب ہی کے باپ کا نام حزن تھا۔ حزن بن ذبیب بن عمر القریشی المخزومی جو مہاجرین میں سے تھے اور جاہلیت میں اشراف قریش میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

۱۰۸- باب تَحْوِيلِ الاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

باب کسی برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا

۶۱۹۱- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ : أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ: فُلاَنٌ. قَالَ: ((وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ)) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

منذر گنہگاروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا۔

(۶۱۹۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں جو سامنے تھی مصروف ہو گئے (اور بچہ کی طرف توجہ ہٹ گئی) ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بچہ کے متعلق حکم دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اسے اٹھالیا گیا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے تو فرمایا' بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلکہ اس کا نام "منذر" ہے۔ چنانچہ اسی دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہی نام منذر رکھا۔

۶۱۹۲- حدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: زَيْنَبَ.

(۶۱۹۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' انہوں شعبہ نے' انہیں عطاء بن ابی میمونہ سے' انہیں ابو رافع نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام "برہ" تھا' کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔

تشریح: بعض لوگوں نے کہا کہ یہ زینب بنت جحش ام المؤمنین کا نام رکھا گیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں نکالا

کہ جویریہ کا بھی پہلے نام برہ رکھا گیا تھا تب آپ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ لفظ برہ بہت نیکو کار کے معنی میں ہے۔ یہ آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا کیونکہ اس میں خود پسندی کی جھلک آتی تھی۔ لفظ زینب کے معنی موٹے جسم والی عورت۔ حضرت زینب اسم بامسمیٰ تھیں رضی اللہ عنہا۔

٦١٩٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: اسْمِي حَزْنٌ قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ : فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ.

[راجع: ٦١٩٠]

(٦١٩٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا مجھ کو عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی' کہا کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا "حزن" نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم تو سہل ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں سختی اور مصیبت ہی رہی۔ حزونۃ سے صعوبت مراد ہے۔

تشریح یہ سزا تھی اس کی جو ان کے دادا نے آنحضرت ﷺ کا رکھا ہوا نام قبول نہیں کیا جس میں سرا سر خیروبرکت تھی مگر ان کو اپنے باپ دادا کا رکھا ہوا نام حزن ہی پسند رہا اور اسی وجہ سے بعد کی نسلیں بھی مصیبت ہی میں مبتلا رہیں۔ انسان کی زندگی پر نام کا بڑا اثر پڑتا ہے اس لئے بچے کا نام عمدہ سے عمدہ رکھنا چاہیے۔

١٠٩- باب مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ إِبْرَاهِيمَ، يَعْنِي ابْنَهُ.

جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بوسہ دیا۔

تو آنحضرت ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ کا یہ بچہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ماہ ذی الحجہ ١٠ ھ میں ١٨ ماہ کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو بقیع غرقد میں دفن کیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

٦١٩٤- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لاِبْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ.

(٦١٩٤) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن بشر نے' ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلی نے' کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا۔ تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی تھی اور اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

تشریح نہ ظلی نہ بروزی جیسا کہ آج کل کے دجاجلہ کہتے ہیں۔ هداهم اللہ۔ اب قیامت تک صرف آپ ہی کی نبوت رہے گی۔ کوئی

اگر نیا مدعی نبوت کھڑا ہو گا تو وہ دجال ہے' جھوٹا ہے' اسلام سے خارج ہے۔ لو قد راللہ ان یکون بعدہ نبی لعاش ولکنہ خاتم النبیین۔

٦١٩٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ١٣٨٢]

(٦١٩٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انھیں عدی بن ثابت نے کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا۔ بیان کیا کہ جب آپؐ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہو گئی ہے۔

٦١٩٦- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)). وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣١١٤]

(٦١٩٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جریر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور تمہارے درمیان (علوم دین کو) تقسیم کرتا ہوں۔ اور اس روایت کو انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

٦١٩٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ١١٠]

(٦١٩٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا' ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام پر نام رکھو لیکن تم میری کنیت نہ اختیار کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور جس نے قصداً میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔

تشریح: یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ شیطان آپ کی صورت میں نظر نہیں آسکتا تاکہ وہ آپ کا نام لے کر خواب میں کسی سے کوئی جھوٹ نہ بول سکے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا یقیناً جان لیتا ہے کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ ہی کو دیکھا ہے اور یہ امر دیکھنے والے پر کسی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی وعید اس کے لئے ہے جو خواہ مخواہ جھوٹ موٹ کہے۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے یا کوئی جھوٹی بات گھڑ کر آپ کے ذمہ لگائے۔ پس جھوٹی احادیث گھڑنے والے زندہ دوزخی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہم امین۔

٦١٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا

(٦١٩٨) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان

أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ. وَكَانَ أَكْبَرَ وُلْدِ أَبِي مُوسَى

[راجع: ٥٤٦٧]

کیا' ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بریدہ نے' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر اسے مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کی بڑی اولاد تھی۔

٦١٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ١٠٤٣]

(۶۱۹۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ نے' کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے' کہا ہم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا' بیان کیا کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن ہوا تھا۔ اس کو ابو بکرہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کیا ہے۔

تشریح: لوگوں نے گمان کیا کہ یہ گہن حضرت ابراہیم کی وفات پر ہوا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ چاند اور سورج کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے بلکہ یہ قدرت الٰہی کے نشانات ہیں وہ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو یہ نشانات دکھلاتا ہے۔ ایسے مواقع پر اللہ کو یاد کرو' نماز پڑھو' صدقہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ جدید علمی تحقیقات نے اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات کی ہیں وہ بھی سب حدیث کے مطابق قدرت کی نشانیاں ہی ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پارہ نمبر ۴ میں یہ حدیث مفصل ہے جس میں تفصیلات بالا ساری مذکور ہیں۔

١١٠- بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيدِ

باب بچے کا نام ولید رکھنا

تشریح: حضرت امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس حدیث میں ولید نام رکھنے کی نہی آئی ہے وہ سخت ضعیف قابل حجت نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں ایک مسلمان کا نام ولید مذکور ہے۔ آپ نے خود اسی نام سے اس کا ذکر فرمایا۔ اسی سے جواز ثابت ہوا۔

٦٢٠٠- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ

(۶۲۰۰) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو یہ دعا کی۔ "اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں دیگر موجود کمزور مسلمانوں کو نجات دے دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط نازل فرما۔

كَسِنِي يُوسُفَ)). [راجع: ٧٩٧]

تشریح یہ تینوں حضرات مذکورین مغیرہ مخزومی کے خاندان سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار نے ان کو ہجرت سے روک کر مقید کر دیا تھا۔ ولید بن ولید حضرت خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام ابو جہل کے بھائی ہیں جو قدیم الاسلام ہیں اور عیاش بن ابی ربیعہ ماں کی طرف سے ابو جہل کے بھائی ہیں۔ مضر قبیلہ قریش سے ایک قبیلہ تھا جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے بددعا فرمائی تھی۔ اس حدیث سے ولید نام رکھنا جائز ثابت ہوا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

١١١- باب مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا

باب جس نے اپنے کسی ساتھی کو اس کے نام میں سے کوئی حرف کم کر کے پکارا۔

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هِرٍّ)).

اور ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا اباھر!

حالانکہ ان کا نام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھا۔

٦٢٠١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ)) قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ، قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لاَ نَرَى.

(٦٢٠١) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

[راجع: ٣٢١٧]

روایت میں حضرت عائشہ کا نام تخفیف کے ساتھ صرف عائش مذکور ہوا ہے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

٦٢٠٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلاَمُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَنْجَشُ، رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)).

(٦٢٠٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبی کریم ﷺ کے غلام انجشہ عورتوں کے اونٹ کو ہانک رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انجش! ذرا اس طرح آہستگی سے لے چل جیسے شیشوں کو لے کر جاتا ہے۔

[راجع: ٦١٤٩]

تشریح انجشہ آنحضرت ﷺ کے غلام کالے رنگ والے تھے۔ گانے میں آواز بہت غضب کی حسین تھی جسے سن کر اونٹ بھی

مست ہو جاتے تھے۔ آپ نے مستورات کو شیشے سے تشبیہ دی۔ نزاکت کی بنا پر اور انجشہ کو سواری تیز چلانے سے روکا کہ کہیں تیزی میں کوئی عورت سواری سے گر نہ جائے۔ انجشہ کو صرف انجش سے آپ نے ذکر فرمایا باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

١١٢- باب الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِلرَّجُلِ

باب بچہ کی کنیت رکھنا اس سے پہلے کہ وہ صاحب اولاد ہو

٦٢٠٣- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ، فَطِيمٌ، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلاَةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ، ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنا

[راجع: ٦١٢٩]

(٦٢٠٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے' میرا ایک بھائی ابوعمیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچہ کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے یا اباعمیر مافعل النغیر اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور آنحضرت ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ اس بستر کو بچھانے کا حکم دیتے جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہوتے' چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

تشریح: آپ نے اس بچے کی کنیت ابوعمیر' عمیر کا باپ رکھ دی حالانکہ وہ خود بچہ تھا اور عمیر اس کا کوئی بچہ نہ تھا اس طرح پہلے ہی سے بچے کی کنیت رکھ دینا عربوں کا عام دستور تھا۔ نغیر نامی چڑیا سے یہ بچہ کھیلا کرتا تھا اسی لئے آپ نے مزاحاً یہ فرمایا۔ صلی اللہ علیہ الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ آمین یا رب العالمین (راز)

١١٣- باب التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

باب ایک کنیت ہوتے ہوئے دوسری ابوتراب کنیت رکھنا جائز ہے

٦٢٠٤- حدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لأَبُو تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا، وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلاَّ النَّبِيُّ ﷺ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتْبَعُهُ فَقَالَ: هُوَ

(٦٢٠٤) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا' ان سے سہل بن سعد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت "ابوتراب" سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انھیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ کنیت ابوتراب خود رسول کریم ﷺ نے رکھی تھی۔ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر وہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ ان کے پیچھے آئے اور فرمایا کہ یہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ جب

ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَامْتَلأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ: ((اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ)). [راجع: ٤٤١]

آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مٹی سے بھر چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے (پیار سے) فرمانے لگے "ابو تراب" اٹھ جاؤ۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی کنیت ابوالحسن مشہور تھی مگر بعد میں جب خود آنحضرت ﷺ نے از راہ محبت آپ کو ابو تراب کنیت سے پکارا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی سے زیادہ خوش ہونے لگے۔ اس طرح دو دو کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ خود بنفسہ ان کو راضی کر کے گھر لانے کے لئے تشریف لے گئے جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر وہ باہر چلے گئے تھے۔ ایسی باہمی خفگی میاں بیوی میں بسا اوقات ہو جاتی ہے جو معیوب نہیں ہے۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمر میں کافی مٹی لگ گئی تھی۔ اس لئے آپ نے پیار سے ان کو ابو تراب (مٹی کا باوا) کنیت سے یاد فرمایا (ﷺ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال اور نو ماہ ہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ بروز ہفتہ ایک خارجی ابن ملجم نامی کے حملہ سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون رضی اللہ و ارضاہ۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان ۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ انا للہ الخ غفر اللہ لھا (آمین)۔

١١٤- باب أَبْغَضِ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ

باب اللہ کو جو نام بہت ہی زیادہ ناپسند ہیں ان کا بیان

٦٢٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَخْنَى الأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاَكِ)).

[طرفه في : ٦٢٠٦].

(۶۲۰۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہو گا جو اپنا نام ملک الاملاک (شہنشاہ) رکھے۔

تشریح: لفظ اخنیٰ کے معنی بہت ہی بدترین، بہت ہی گندہ نام یہ ہے کہ لوگ کسی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھیں۔ ایسے نام والے قیامت کے دن بدترین لوگ ہوں گے۔

٦٢٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ: أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ، وَقَالَ سُفْيَانُ، غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الأَسْمَاءِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الأَمْلاَكِ. قَالَ سُفْيَانُ : يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ شَاهَانْ شَاهْ. [راجع: ٦٢٠٥]

(۶۲۰۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام۔ اور کبھی سفیان نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ روایت اس طرح بیان کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغے کے ساتھ) میں اس کا نام ہو گا جو "ملک الاملاک" اپنا نام رکھے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ابوالزناد کے

غیر نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے "شاہان شاہ"

تشریح فی الحقیقت شہنشاہ پروردگار ہے۔ بندے شہنشاہ نہیں ہو سکتے جو لوگ اپنے کو شہنشاہ کہلاتے ہیں اللہ کے نزدیک وہ نہایت ہی حقیر اور گندے بندے ہیں' اسی لئے آج کے جمہوری دور میں اب کوئی شہنشاہ نہیں رہا۔ اللہ نے سب کو نابود کر دیا۔ آج سب ایک سطح پر ہیں مگر آج کل ان کی جگہ ممبران پارلیمنٹ و اسمبلی نے لے رکھی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

١١٥- باب كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

باب مشرک کی کنیت کا بیان

وَقَالَ مِسْوَرٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِلاَّ أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ)).

اور مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ مشرک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ابوطالب کا بیٹا کہا۔ ابوطالب کنیت تھی اور وہ مشرک رہ کر مرے تھے۔ روایت ذیل میں ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کو اس کی کنیت ابوالحباب سے ذکر فرمایا۔

٦٢٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأُسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَسَارَا حَتَّى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةَ الأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ:

(٦٢٠٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا' ان سے ابن ابی شہاب نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے اور انھیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کا بنا ہوا ایک کپڑا بچھا ہوا تھا' اسامہ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے' یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے یہ دونوں روانہ ہوئے اور راستے میں ایک مجلس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبداللہ نے ابھی تک اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اس مجلس میں کچھ مسلمان بھی تھے۔ بتوں کی پرستش کرنے والے کچھ مشرکین بھی تھے اور کچھ یہودی بھی تھے۔ مسلمان شرکاء میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر (آنحضور کی) سواری کا غبار اڑ کر پڑا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ

لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فَاغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سعدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ، فَوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ وَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ، كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الأَذَى قَالَ اللهُ تَعَالَى: ((وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

لی اور کہنے لگا کہ ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے (قریب پہنچنے کے بعد) انھیں سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر سواری سے اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید کی آیتیں انھیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ بھلے آدمی جو کلام تم نے پڑھا اس سے بہتر کلام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ واقعی یہ حق ہے مگر ہماری مجلسوں میں آکر اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ جو تمہارے پاس جائے بس اس کو یہ قصے سنا دیا کرو۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں بھی تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ اس معاملہ پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں کا جھگڑا ہو گیا اور قریب تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھا دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں خاموش کرتے رہے آخر جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے اور روانہ ہوئے۔ جب سعد بن عبادہ کے یہاں پہنچے تو ان سے فرمایا کہ اے سعد! تم نے نہیں سنا آج ابو حباب نے کس طرح باتیں کی ہیں۔ آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولے، میرا باپ آپ پر صدقے ہو یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرما دیں اور اس سے درگزر فرمائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کو سچا کلام دے کر یہاں بھیجا جو آپ پر اتارا۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اس شہر (مدینہ منورہ) کے باشندے اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے (عبداللہ بن ابی کو) شاہی تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ باندھ دیں لیکن اللہ نے سچا کلام دے کر آپ کو یہاں بھیج دیا اور یہ تجویز موقوف رہی تو وہ اس کی وجہ سے چڑ گیا اور جو کچھ آپ نے آج ملاحظہ کیا، وہ اسی جلن کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ مشرکین اور اہل کتاب سے جیسا کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیا

الْكِتَابَ)) [آل عمران : ١٨٦] الآيَةَ وَقَالَ: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ [البقرة : ١٠٩] فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ لَهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَدْرًا فَقَتَلَ اللهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ، فَقَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصْحَابُهُ مَنْصُورِينَ غَانِمِينَ مَعَهُمْ أُسَارَى مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الإِسْلاَمِ فَأَسْلَمُوا. [راجع: ٢٩٨٧]

کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "تم ان لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے (اذیت دہ باتیں) سنو گے" دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا بہت سے اہل کتاب خواہش رکھتے ہیں الخ۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ انھیں معاف کرنے کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق توجیہ کیا کرتے تھے۔ بالآخر آپ کو (جنگ کی) اجازت دی گئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے غزوۂ بدر کیا اور اللہ کے حکم سے اس میں کفار کے بڑے بڑے بہادر اور قریش کے سردار قتل کئے گئے تو آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ فتح مند اور غنیمت کا مال لئے ہوئے واپس ہوئے' ان کے ساتھ کفار قریش کے کتنے ہی بہادر سردار قید بھی کر کے لائے تو اس وقت عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے بت پرست مشرک ساتھی کہنے لگے کہ اب ان کا کام جم گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لو' اس وقت انھوں نے اسلام پر بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے (مگر دل میں نفاق رہا)

تشریح سند میں عروہ بن زبیر فقہائے سبعہ مدینہ سے ہیں جن کے اسماء گرامی اس نظم میں ہیں۔

اذا قیل من فی العلم سبعة ابحر روایتهم لیست عن العلم خارجة

فقل هم عبید الله عروة قاسم سعید ابوبکر سلیمان خارجة.

یہ ساتوں بزرگ مدینہ طیبہ میں ایک ہی زمانے میں تھے۔ اکثر ان میں سے ۹۴ھ میں فوت ہوئے تو اس سال کا نام ہی عام الفقہاء پڑ گیا آخر باری باری ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ تک سب رخصت ہو گئے۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

٦٢٠٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ؟ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ، لَوْ لاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[راجع: ٣٨٨٣]

(۶۲۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن حارث بن نوفل نے اور ان سے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جناب ابوطالب کو ان کی وفات کے بعد کوئی فائدہ پہنچایا' وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے لوگوں پر غصہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ دوزخ میں اس جگہ پر ہیں جہاں ٹخنوں تک آگ ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے طبقے میں رہتے۔
جہاں اور مشرک رہیں گے۔

۱۱۶- باب الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

باب تعریض کے طور پر بات کہنے میں جھوٹ سے بچاؤ ہے

وَقَالَ إِسْحَاقُ، سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنٌ لأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ : كَيْفَ الْغُلاَمُ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، هَدَأَ نَفَسُهُ، وَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوطلحہ کے ایک بچے ابو عمیر نامی کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے (اپنی بیوی سے) پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی جان کو سکون ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ چین سے ہو گا۔ ابوطلحہ اس کلام کا مطلب یہ سمجھے کہ ام سلیم سچی ہے۔

۶۲۰۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيرِ)). [راجع: ۶۱۴۹]

(۶۲۰۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے ثابت بنانی نے' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ایک سفر میں تھے' راستہ میں حدی خواں نے حدی پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چل' تجھ پر افسوس۔

۶۲۱۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عن أنس رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كان فِي سَفَرٍ وكَانَ غُلاَمٌ يَحْدُوبِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلاَبَةَ: يَعْنِي النِّسَاءَ.

[راجع: ۶۱۴۹]

(۶۲۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ثابت بنانی نے بیان کیا' ان سے انس وایوب نے' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ایک سفر میں تھے۔ انجشہ نامی غلام عورتوں کی سواریوں کو حدی پڑھتا لے چل رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا' انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ لے چل۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ مراد عورتیں تھیں۔

۶۲۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، حَادٍ يُقَالُ لَهُ، أَنْجَشَةُ، وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لاَ تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ)) قَالَ قَتَادَةُ : يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ. [راجع: ۶۱۴۹]

(۶۲۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو حبان نے خبر دی' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حدی خواں تھے انجشہ نامی تھے ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' انجشہ آہستہ چال اختیار کر' ان شیشوں کو مت توڑ۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (کہ سواری سے گر نہ جائیں۔)

٦٢١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)). [راجع: ٢٦٢٧]

(۶۲۱۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ مدینہ منورہ پر (ایک رات نامعلوم آواز کی وجہ سے) ڈر طاری ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پھر (واپس آ کر) فرمایا ہمیں تو کوئی (خوف کی) چیز نظر نہ آئی۔ البتہ یہ گھوڑا تو گویا دریا تھا۔

١١٧- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِلْقَبْرَيْنِ: ((يُعَذَّبَانِ بِلاَ كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ))؛

باب کسی شخص کا کسی چیز کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبر والوں کے حق میں فرمایا کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیئے جاتے اور حالانکہ وہ بڑا گناہ ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے کو فرمایا کہ بڑا نہیں تو سلب شی عن نفسہ کیا اور یہی مقصود باب ہے کہ شے کو لیس بشی کہنا۔ اظہار تعجب کے لئے اردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔

٦٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ)). [راجع: ٣٢١٠]

(۶۲۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھ کو یحییٰ بن عروہ نے خبر دی' انہوں نے عروہ سے سنا' کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کی (پیشین گوئیوں کی) کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لیکن وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سچی بات ہوتی ہے جسے جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس (ایک سچی بات میں) سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

١١٨- باب رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَفَلاَ يَنْظُرُونَ إِلَى الإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾

باب آسمان کی طرف نظر اٹھانا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ غاشیہ میں فرمایا "کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اس کی پیدائش کی گئی ہے اور آسمان کی طرف کہ کیسے وہ بلند کیا

[الغاشية : ١٧]، وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

گیا ہے۔" اور ایوب نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

٦٢١٤- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ)).[راجع: ٤]

(٦٢١٤) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے جابر بن عبداللہ نے خبردی' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے پاس وحی آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ ایک دن میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی' میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو میں نے پھر اس فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو آج آپ کو بایں شکل نظر آئے۔

٦٢١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ : ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لأُولِي الأَلْبَابِ﴾ [آل عمران : ١٩٠].[راجع: ١١٧]

(٦٢١٥) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا کہ مجھے شریک نے خبردی' انھیں کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات میمونہ (خالہ) کے گھر گزاری' نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم بھی اس رات وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوا یا اس کا بعض حصہ رہ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ "بلاشبہ آسمان کی اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے بدلتے رہنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

رات کو اٹھنے والے خوش نصیبوں کے لئے نظارہ آسمانی کو دیکھنا اور ان آیات کو بغور پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے۔

١١٩- باب نَكْتِ الْعُودِ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ

باب کیچڑ پانی میں لکڑی مارنا

٦٢١٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ،

(٦٢١٦) ہم سے مسدد نے کہا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے عثمان بن غیاث نے' کہا ہم سے ابوعثمان نہدی نے بیان کیا اور

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَاسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ - أَوْ تَكُونُ -)) فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ.

[راجع: ٣٦٧٤]

ان سے ابو موسیٰ اشعری نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی' آپ اس کو پانی اور کیچڑ میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک صاحب نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنادے۔ میں گیا تو وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے' میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے اور انھیں جنت کی خوشخبری سنادے اس مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کے لئے بھی دروازہ کھولا اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری سنا دی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا دروازہ کھول دے اور جنت کی خوشخبری سنادے' ان آزمائشوں کے ساتھ جس سے (دنیا میں) انھیں دوچار ہونا پڑے گا۔ میں گیا تو وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے لیے بھی میں نے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوش خبری سنائی اور وہ بات بھی بتا دی جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا خیر اللہ مدد گار ہے۔

تشریح اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آخر خلافت میں بڑی مصیبت پیش آئی لیکن انھوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دروازہ سب سے پہلے کھولا گیا۔ پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اسلام لانے پر آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا لقب صدیق اور کنیت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن رہی۔ وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ میں بخار سے واقع ہوئی۔ ۷ تاریخ جمادی الثانی سے آپ کو بخار آنا شروع ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ عمر رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لولو فیروز ایرانی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ میں بدھ کے دن انتقال فرمایا رضی اللہ و ارضاہ۔ آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال سے کچھ زیادہ ہے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں کچھ منافقوں نے بغاوت کی۔ آخر آپ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ان ظالموں نے بہت بری طرح سے شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (رحمہ اللہ)

١٢٠- باب الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الأَرْضِ.

باب کسی شخص کا زمین پر کسی چیز کو مارنا

٦٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ، عَنْ سعدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ الأَرْضَ بِعُودٍ فَقَالَ: ((لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)) فَقَالُوا: أَفَلاَ نَتَّكِلُ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ [الليل : ٥] الآيَةَ.
[راجع: ١٣٦٢]

(٦٢١٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے سلیمان و منصور نے' ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس کو آپ زمین پر مار رہے تھے پھر آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا طے نہ ہو چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا' پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کرلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص جس ٹھکانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو ویسی ہی توفیق دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن شریف کے سورۂ واللیل میں ہے کہ جس نے للہ خیرات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا' آخر تک۔

١٢١- باب التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

باب تعجب کے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

٦٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ؟)) يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ ((حَتَّى يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: ((لاَ)). قُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ. [راجع: ١١٥]

(٦٢١٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انھیں زہری نے' ان سے ہند بن حارث نے بیان کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا' سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ اور ابن ابی ثور نے بیان کیا' ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر!

عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر پر تعجب کیا جس نے کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ غفراللہ لہ (آمین)

٦٢١٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا

(٦٢١٩) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے

شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِهِمَا رَجُلاَنِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) قَالاَ : سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا)). [راجع: ٢٠٣٥]

خبردی' انھیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے امام زین العابدین علی بن حسین نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا نے انھیں خبردی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس ملنے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اس وقت مسجد میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کئے ہوئے تھے۔ عشاء کے وقت تھوڑی دیر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے باتیں کیں اور واپس لوٹنے کے لئے اٹھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم بھی انھیں چھوڑ آنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جہاں آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا' تو ادھر سے دو انصاری صحابی گزرے اور آنحضرت ﷺ کو سلام کیا اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا میری بیوی ہیں۔ ان دونوں صحابہ نے عرض کیا۔ سبحان اللہ' یا رسول اللہ۔ ان پر بڑا شاق گزرا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے' اس لئے مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی شبہ نہ ڈال دے۔

ایسے مواقع پر کسی پیدا ہونے والی غلط فہمی کو پہلے ہی دفع کر دینا بھی سنت نبوی ہے جو بہت ہی باعث ثواب ہے۔

١٢٢- باب النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ

باب انگلیوں سے پتھریا کنکری پھینکنے کی ممانعت

٦٢٢٠- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ لاَ يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلاَ يَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ)).

(٦٢٢٠) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' انھوں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے سنا' وہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے نقل کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ نہ شکار مار سکتی ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے' البتہ آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے۔

[راجع: ٤٨٤١]

١٢٣- باب الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

٦٢٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: ((هَذَا حَمِدَ اللهَ، وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ)).

[طرفه في : ٦٢٢٥].

باب چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا

(۶۲۲۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو اصحاب چھینکے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کا جواب یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمد للہ کہا تھا (اس لئے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔ چھینکنے والے کو الحمد للہ ضرور کہنا چاہئے اور سننے والوں کو یرحمک اللہ۔ (سے جواب دینا اسلامی تہذیب ہے)

١٢٤- باب تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ

باب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کا جواب الفاظ یرحمک اللہ سے دینا چاہئے

یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔

٦٢٢٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَرَدِّ السَّلاَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ -أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ-، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالسُّنْدُسِ، وَالْمَيَاثِرِ.

[راجع: ١٢٣٩]

(۶۲۲۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اشعث بن سلیم نے کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات کاموں سے روکا تھا' ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے بیمار کی مزاج پرسی کرنے' جنازہ کے پیچھے چلنے' چھینکنے والے کے جواب دینے' دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے' سلام کا جواب دینے' مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھالینے والے کی قسم پوری کرنے میں مدد دینے کا حکم دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سات کاموں سے روکا تھا' سونے کی انگوٹھی سے' یا بیان کیا کہ سونے کے چھلے سے' ریشم اور دیبا اور سندس (دیبا سے باریک ریشمی کپڑا) پہننے سے اور ریشمی زین سے۔

١٢٥- باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ

باب چھینک اچھی ہے اور جمائی میں

الْعُطَّاسِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

برائی ہے

چھینک چستی اور ہوشیاری اور صفائی دماغ اور صحت کی دلیل ہے۔ برخلاف اس کے جمائی سستی کاہلی اور ثقل اور امتلائے معدہ کی دلیل ہے۔

٦٢٢٣- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)).

[راجع: ٣٢٨٩]

(۶۲۲۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے' حق ہے کہ اس کا جواب یرحمک اللہ سے دے۔ لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب وہ منہ کھول کر ہاہاہا کہتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

١٢٦- باب إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ؟

باب چھینکنے والے کا کس طرح جواب دیا جائے؟

٦٢٢٤- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ -أَوْ صَاحِبُهُ- يَرْحَمُكَ اللهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).

(۶۲۲۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا' انھیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی' وہ ابو صالح نے اور انھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی (راوی کو شبہ تھا) "یرحمک اللہ" کہے۔ جب ساتھی یرحمک اللہ کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یهدیکم اللہ و یصلح بالکم"

اللہ تمھیں سیدھے راستہ پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے۔

١٢٧- باب لاَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ

باب جب چھینکنے والا الحمدللہ نہ کہے تو اس کے لئے یرحمک اللہ بھی نہ کہا جائے

٦٢٢٥- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،

(۶۲۲۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللهِ شَمَّتَّ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ ((إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللهَ)).

[راجع: ٦٢٢١]

بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے چھینکا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک پر یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کی چھینک پر نہیں کہا۔ اس پر دوسرا شخص بولا کہ یا رسول اللہ' آپ نے ان کی چھینک پر یرحمک اللہ فرمایا۔ لیکن میری چھینک پر نہیں فرمایا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔

١٢٨- باب إِذَا تَثَاوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ

باب جب جمائی آئے تو چاہیے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے

٦٢٢٦- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)). [راجع: ٣٢٨٩]

(٦٢٢٦) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا' انھوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' انھوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ بعض دفعہ صحت کی علامت ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے' اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے لیکن جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنی قوت و طاقت کے مطابق اسے روکے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

وہ تو بنی آدم کا دشمن ہے وہ آدمی کی سستی اور کاہلی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

١- باب بَدْءِ السَّلَامِ

باب سلام کے شروع ہونے کا بیان

امام بخاری نے استیذان کے متصل سلام کا باب باندھا اس میں اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کرے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ (قسطلانی)

٦٢٢٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ)).

[راجع: ٣٣٢٦]

(٦٢٢٧) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا' ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انھیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں' سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں' کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک و رحمۃ اللہ' انھوں نے آدم کے سلام پر "ورحمۃ اللہ" بڑھا دیا۔ پس جو شخص بھی جنت میں جائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا۔ اس کے بعد سے پھر خلقت کا قد و قامت کم ہوتا گیا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔

تشریح ممکن ہے کہ آئندہ اور کم ہو جائے یہ زیادتی اور کمی ہزاروں برس میں ہوتی ہے۔ انسان اس کو کیا دیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کی احادیث میں شبہ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت آدم کی صحیح تاریخ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے تو معلوم نہیں کہ حضرت آدم کو کتنے برس گزر چکے ہیں۔ نہ یہ معلوم ہے کہ آئندہ دنیا کتنے برس اور رہے گی اس لئے قد و قامت کا کم ہو جانا قابل انکار نہیں۔ خلق اللہ ادم علی صورتہ کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ سکتی ہے یعنی آدم کی اس صورت پر جو اللہ کے

علم میں تھی۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پیدائش سے اسی صورت پر تھے جس صورت پر ہمیشہ رہے یعنی یہ نہیں ہوا کہ پیدا ہوتے وقت وہ چھوٹے بچے ہوں پھر بڑے ہوئے ہوں جیسے آدم کی اولاد میں ہوتا ہے۔ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے مگر یہ آیت لیس کمثله شئی کے خلاف ہو گا۔ والله اعلم بالصواب و امنا بالله و برسوله صلی الله علیه وسلم۔

٢- باب قَوْلِ ا للهِ تَعَالَى :

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ نور میں یہ فرمانا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَا للهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَا للهُ يَعْلَم مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾ [النور، الآيات : ٢٧، ٢٨، ٢٩] وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُؤُوسَهُنَّ قَالَ: اصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ ا للهِ عزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ [النور : ٣٠] وَقَالَ قَتَادَةُ : عَمَّا لاَ يَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور : ٣١] خَائِنَةُ الأَعْيُنِ مِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نُهِيَ عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِي لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لاَ يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً، وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي يُبَعْنَ

"اے ایمان والو! تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔ پھر اگر ان میں تمہیں کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو بھی ان میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو (بلا خفگی) واپس لوٹ آیا کرو۔ یہی تمہارے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رہتا نہ ہو اور ان میں تمہارا کچھ مال ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔" اور سعید بن ابی الحسن نے (اپنے بھائی) حسن بصری سے کہا کہ عجمی عورتیں سینہ اور سر کھولے رہتی ہیں۔ تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے اپنی نگاہ پھیر لو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔" قتادہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کے لئے جائز نہیں ہے (اس سے حفاظت کریں) اور آپ کہہ دیجئے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔ "خائنة الاعین" سے مراد اس چیز کی طرف دیکھنا ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔ زہری نے نابالغ لڑکیوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں کہا کہ ان کی بھی کسی ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرنی چاہئے جسے دیکھنے سے شہوت نفسانی پیدا ہو سکتی ہو۔ خواہ وہ لڑکی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ عطاء نے ان لونڈیوں کی طرف نظر کرنے کو مکروہ کہا ہے' جو مکہ میں بیچی جاتی ہیں۔ ہاں اگر انھیں خریدنے کا ارادہ ہو تو جائز ہے۔

بِمَكَّةَ إِلاَّ أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

(الحمدللہ اب مکہ میں ایسے بازار ختم ہو چکے ہیں)

٦٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلاً وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ١٥١٣]

(٦٢٢٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا' انھیں سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبردی' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا' یا رسول اللہ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے' جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا۔

حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔

٦٢٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا؟ فَقَالَ: ((إِذَا أَبَيْتُمْ إِلاَّ الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)). قَالُوا:

(٦٢٢٩) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابوعامر نے خبردی' انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ' ہماری یہ مجلس تو بہت ضروری ہیں' ہم وہیں روزمرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا' راستے کا حق کیا ہے یا

وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). [راجع: ٢٤٦٥]

رسول اللہ! فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا' راہ گیروں کو نہ ستانا' سلام کا جواب دینا' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

٣- باب السَّلاَمُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى

باب سلام کے بیان میں

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء : ٨٦]

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ پاک نے سورۂ نساء میں فرمایا اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بڑھ کر اچھا جواب دو یا (کم از کم) اتنا ہی جواب دو۔"

السلام علیکم کے معنی ہوئے کہ اللہ پاک تم کو محفوظ رکھے ہر بلا سے بچائے۔ یہ بہترین دعا ہے جو ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ملاقات پر پیش کرتا ہے۔ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے مصافحہ کے معنی دونوں کا اپنے دائیں ہاتھوں کو ملانا اس میں صرف دایاں ہاتھ استعمال ہونا چاہیے۔

٦٢٣٠- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ، السَّلاَمُ عَلَى مِيكَائِيلَ، السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ ((إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ للهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ: أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلاَمِ مَا شَاءَ)).

(٦٢٣٠) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے شقیق نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتداء اسلام میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے "سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے' سلام ہو جبریل پر' سلام ہو میکائیل پر' سلام ہو فلاں پر' پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ ہی سلام ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین۔ الخ پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان و زمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی۔ "اشهد ان لا الہ الا اللہ و اشهد ان محمدا عبده و رسوله" اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا چاہے پڑھے۔

(مگر یہ درود شریف پڑھنے کے بعد ہے۔)

[راجع: ۸۳۱]

٤- باب تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

٦٢٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوالْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).[أطرافه في : ٦٢٣٢-٦٢٣٤].

باب تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے

(۶۲۳۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انھیں ہمام بن منبہ نے اور انھیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے' گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے۔

٥- باب تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِي

٦٢٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

باب سوار پہلے پیدل کو سلام کرے

(۶۲۳۲) ہم سے محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مخلد نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی' انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید کے غلام ثابت سے سنا' اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے' پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

٦- باب تَسْلِيمِ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

٦٢٣٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

باب چلنے والا پہلے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے

(۶۲۳۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی' انھیں ثابت نے خبر دی جو عبدالرحمٰن بن زید کے غلام ہیں۔ اور انھیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے' پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور چھوٹی جماعت پہلے بڑی جماعت کو سلام کرے۔

٧- باب تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

باب کم عمر والا پہلے بڑی عمر والے کو سلام کرے

٦٢٣٤- وقال إبْرَاهِيمَ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

(٦٢٣٤) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے' گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

تشریح: ابراہیم بن طہمان کے اثر کو حضرت امام بخاری نے ادب المفرد میں وصل کیا ہے اور ابو نعیم اور بیہقی نے وصل کیا ہے اور کرمانی نے غلطی کی جو یہ کہا کہ امام بخاری نے یہ حدیث ابراہیم بن طہمان سے بہ طریق مذکورہ سنی ہو گی اس لئے وقال ابراہیم کہا کیونکہ امام بخاری نے ابراہیم بن طہمان کا زمانہ نہیں پایا تو کرمانی کا یہ کہنا غلط ہے۔

٨- باب إِفْشَاءِ السَّلاَمِ

باب سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا

٦٢٣٥- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلاَمِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ، وَنَهَانَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ. [راجع: ١٢٣٩]

(٦٢٣٥) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے شیبانی نے' ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے' ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنے کا' جنازے کے پیچھے چلنے کا' چھینکنے والے کے جواب دینے کا۔ کمزور کی مدد کرنے کا' مظلوم کی مدد کرنے کا' افشاء سلام (سلام کا جواب دینے اور بکثرت سلام کرنے) کا' قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے ہمیں منع فرمایا تھا۔ میثر (ریشم کی زین) پر سوار ہونے سے' ریشم اور دیبا پہننے' قسی (ریشمی کپڑا) اور استبرق پہننے سے (منع فرمایا تھا)۔

یہ سماجی شرعی آداب ہیں جن کا ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔

٩- باب السَّلاَمِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

باب پہچان ہو یا نہ ہو ہر ایک مسلمان کو سلام کرنا

٦٢٣٦- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي

(٦٢٣٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا' ان سے ابو الخیر نے'

الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْرٌ؟ قَالَ ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ)).

ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اسلام کی کون سی حالت افضل ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ (مخلوق خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرو' اسے بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے۔

[راجع: ١٢]

ان احادیث کو روزانہ معمول بنانا بھی بے حد ضروری ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ توفیق بخشے آمین۔

٦٢٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ)). وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٦٠٧٧]

(٦٢٣٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام پہلے کرے۔ اور سفیان نے کہا کہ انہوں نے یہ حدیث زہری سے تین مرتبہ سنی ہے۔

١٠- باب آيَةِ الْحِجَابِ

باب پردہ کی آیت کے بارے میں

٦٢٣٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَخَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَ كُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ

(٦٢٣٨) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا مجھ کو یونس نے خبر دی' انھیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ (ہجرت کرکے) تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے باقی دس سالوں میں آپ کی خدمت کی اور میں پردہ کے حکم کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کب نازل ہوا تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ پردہ کے حکم کا نزول سب سے پہلے اس رات ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ پہلی خلوت کی تھی۔ آنحضرت ان کے دولہا تھے اور آپ نے صحابہ کو دعوت ولیمہ پر بلایا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے لیکن چند آدمی آپ کے پاس بیٹھے رہ گئے اور بہت دیر تک

مِنهُمْ رَهطٌ عِندَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَطَالُوا الْمَكْثَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخرُجُو فَمَشَى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوا فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَأَنْزَلَ آيَةَ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

[راجع: ٤٧٩١]

وہیں ٹھہرے رہے۔ آنحضرت ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلا گیا تا کہ وہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آنحضرت چلتے رہے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلتا رہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھا کہ وہ لوگ اب چلے گئے ہیں۔ اس لئے واپس تشریف لائے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ واپس آیا لیکن آپ جب زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ وہاں سے لوٹ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ گیا۔ جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے تو آپ نے سمجھا کہ وہ لوگ نکل چکے ہوں گے۔ پھر آپ لوٹ کر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو واقعی وہ لوگ جا چکے تھے۔ پھر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکالیا۔

ایسے موقع پر صاحب خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔

٦٢٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا، ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ، فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ، وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ [الأحزاب : ٥٣]

(٦٢٣٩) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان سے ابو مجلز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور کھانا کھایا پھر بیٹھ کے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح اظہار کیا گویا آپ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کھڑے نہیں ہوئے جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ تو کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہونے پر قوم کے جن لوگوں کو کھڑا ہونا تھا وہ بھی کھڑے ہو گئے لیکن بعض لوگ اب بھی بیٹھے رہے اور جب آنحضرت ﷺ اندر داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے (آپ واپس ہو گئے) اور پھر جب وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے اور چلے گئے تو میں نے آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے میرے اور

الآيَةَ. [راجع: ٤٧٩١]

اپنے درمیان پردہ ڈال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ داخل ہو" آخر تک۔

بعض نسخوں میں یہاں یہ عبارت اور زائد ہے۔ قال ابو عبدالله فيه من الفقه انه لم يستاذ نهم حين قام و خرج و فيه انه تهيئا للقيام و هويريد ان يقوموا۔ حضرت امام بخاری نے کہا اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے ان سے اجازت نہیں لی اور یہ بھی نکلا کہ آپ نے ان کے سامنے اٹھنے کی تیاری کی۔

آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی اٹھ جائیں تو معلوم ہوا کہ جب لوگ بیکار بیٹھے رہیں اور صاحب خانہ تنگ ہو جائے تو ان کی بغیر اجازت اٹھ کر چلے جانا یا ان کو اٹھانے کے لئے اٹھنے کی تیاری کرنا درست ہے۔

٦٢٤٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: احْجُبْ نِسَاءَكَ قَالَتْ: فَلَمْ يَفْعَلْ، وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ: عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ. [راجع: ١٤٦]

(٦٢٤٠) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب نے خبر دی' مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آنحضور ﷺ ازواج مطہرات کا پردہ کرائیں۔ بیان کیا کہ آنحضور نے ایسا نہیں کیا اور ازواج مطہرات رفع حاجت کے لئے صرف رات ہی کے وقت نکلتی تھیں (اس وقت گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے) ایک مرتبہ سودہ! بنت زمعہ رضی اللہ عنہا باہر گئی ہوئی تھیں۔ ان کا قد لمبا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا۔ اس وقت وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا سودہ میں نے آپ کو پہچان لیا یہ انھوں نے اس لیے کہا کیونکہ وہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بڑے متمنی تھے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل کی۔

تشریح اس حدیث سے یہ نکلا کہ ازواج مطہرات کے لئے جس پردے کا حکم دیا گیا وہ یہ تھا کہ گھر سے باہر ہی نہ نکلیں یا نکلیں تو محافہ یا محمل وغیرہ میں کہ ان کا جثہ بھی معلوم نہ ہو سکے مگر یہ پردہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے خاص تھا۔ دوسری مسلمان عورتوں کو ایسا حکم نہ تھا وہ پردے کے ساتھ برابر باہر نکلا کرتی تھیں۔

١١- باب الاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

باب اذن لینے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے

٦٢٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ : حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَهُنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(٦٢٤١) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' ان سے زہری نے بیان کیا (سفیان نے کہا کہ) میں نے یہ حدیث زہری سے سن کر اس طرح یاد کی ہے کہ جیسے تو اس وقت یہاں موجود ہو اور ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے

وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)).

[راجع: ٥٩٢٤]

٦٢٤٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ.

[طرفاه في: ٦٨٨٩، ٦٩٠٠].

گویا آپ وہ پھل انھیں چبھو دیں گے۔

کسی حجرہ میں سوراخ سے دیکھا' آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اسلیے کہ (اندر کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جائے۔

(۶۲۴۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو آنحضرت ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے' گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔

١٢- باب زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ

باب شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کے زنا کا بیان

٦٢٤٣- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ)). [طرفه في : ٦٦١٢].

(۶۲۴۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن طاؤس نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صغیرہ گناہوں سے مشابہ میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (حضرت ابو ہریرہ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ مراد ہیں) مجھ سے محمود نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انھیں ابن طاؤس نے' انھیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے کوئی چیز صغیرہ گناہوں سے مشابہ اس حدیث کے مقابلہ میں نہیں دیکھی جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دوچار ہو گا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے' زبان کا زنا بولنا ہے' دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ نفس میں زنا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اب اگر شرمگاہ سے زنا کیا تو زنا کا گناہ لکھا گیا اور اگر خدا کے ڈر سے زنا سے باز رہا تو خواہش غلط اور جھوٹ ہو گئی اس صورت میں معافی ہو جائے گی۔

١٣- باب التَّسْلِيمِ وَالاِسْتِئْذَانِ ثَلاَثًا

٦٢٤٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلاَثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلاَثًا.
[راجع: ٩٤]

٦٢٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ فَقَالَ : مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ))، فَقَالَ: وَاللهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللهِ لاَ يَقُومُ مَعَكَ إِلاَّ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرٍ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ

باب سلام اور اجازت تین مرتبہ ہونی چاہئے

(٦٢٤٤) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی' انھیں عبداللہ بن مثنیٰ نے خبر دی' ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب کسی کو سلام کرتے (اور جواب نہ ملتا) تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور جب آپ کوئی بات فرماتے تو (زیادہ سے زیادہ) تین مرتبہ اسے دہراتے۔

(٦٢٤٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا' ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا' اس لئے واپس چلا آیا (جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انھوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہو گا۔ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہو گا۔ ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا' میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ اور

بِهَذَا.
[راجع: ۲۰٦۲]

ابن المبارک نے بیان کیا کہ مجھ کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' کہا مجھ سے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا' انھوں نے بسر بن سعید سے' کہا میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا پھر یہی حدیث نقل کی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کے بعد فوراً حدیث کو تسلیم کرلیا۔ مومن کی شان یہی ہونی چاہئے رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ پس بسر کا سماع ابوسعید سے ثابت ہوا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک راوی کی روایت بھی جب وہ ثقہ ہو حجت ہے اور قیاس کو اس کے مقابل ترک کر دیں گے۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ اراد عمر التثبت لا ان لایجیز خبر الواحد یعنی امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ابوموسیٰ سے گواہ لانے کو کہا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی اور زیادہ مضبوطی ہو جائے یہ سبب نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صحابی کی روایت کردہ حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

١٤- باب إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟ وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هُوَ إِذْنُهُ)).

باب اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو تو کیا اسے بھی اندر داخل ہونے کے لئے اذن لینا چاہئے یا نہیں

سعید نے قتادہ سے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو رافع نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی (بلانا) اس کے لئے اجازت ہے۔

تشریح: اب پھر اذن لینے کی ضرورت نہیں۔ باب کی حدیث میں باوجود دعوت کے اذن لینے کا ذکر ہے۔ دونوں میں تطبیق یوں ہے اگر بلاتے ہی کوئی چلا جائے تب نئے اذن کی ضرورت نہیں ورنہ اذن لینا چاہئے۔

٦٢٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: ((أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ))، قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.
[راجع: ٥٣٧٥]

(٦٢٤٦) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی' کہا ہم کو عمر بن ذر نے خبر دی' کہا ہم کو مجاہد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا' ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا اور انھیں میرے پاس بلا لا۔ میں ان کے پاس آیا اور انھیں بلا لایا۔ وہ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی پھر جب اجازت دی گئی تو داخل ہوئے۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٥- باب التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب بچوں کو سلام کرنا

٦٢٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا

(٦٢٤٧) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعبہ

شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ.

نے خبر دی' انھیں سیار نے' انہوں نے ثابت بنانی سے روایت کی' انھیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

١٦- باب تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

باب مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو

تشریح حدیث کی رو سے تو یہ جائز نکلتا ہے مگر فقہاء یہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو مردوں کا یا جوان مردوں کو جوان عورتوں کا سلام کرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے۔ میں (وحید الزماں) میں کہتا ہوں کہ فتنہ کے خیال سے شرعی حکم بدل نہیں سکتا۔ جب کلام جائز ہے تو سلام کا منع ہونا عجیب بات ہے۔ حدیث میں تقرا السلام علی من عرفت و علی من لم تعرف ہے جو مرد عورت سب کو شامل ہے۔

٦٢٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بِضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلٌ بِالْمَدِينَةِ، فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلاَ نَتَغَدَّى إِلاَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ٩٣٨]

(٦٢٤٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی حازم نے' ان سے انکے والد نے اور ان سے سہل ؓ نے کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی کس لئے؟ فرمایا کہ ہماری ایک بڑھیا تھیں جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھیں۔ ابن سلمہ نے کہا کہ بضاعہ مدینہ منورہ کا کھجور کا ایک باغ تھا۔ پھر وہ وہاں سے چقندر لاتی تھیں اور اسے ہانڈی میں ڈالتی تھیں اور جو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ملاتی تھیں) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو انھیں سلام کرنے آتے اور وہ یہ چقندر کی جڑ میں آٹا ملی ہوئی دعوت ہمارے سامنے رکھتی تھیں' ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے اور قیلولہ یا دوپہر کا کھانا ہم جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

٦٢٤٩- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ تَرَى مَا لاَ نَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

(٦٢٤٩) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انھیں زہری نے' انھیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ' آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ام المؤمنین کا اشارہ آنحضرت ﷺ کی طرف تھا۔ معمر کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور یونس اور

تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُونُسُ وَالنُّعْمَانُ : عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ. [راجع: ٣٢١٧]

نعمان نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ یونس اور نعمان کی روایتوں میں وبرکاتہ کالفظ زیادہ ہے۔

تشریح اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے تھے اور دحیہ مرد تھے تو ان کا حکم بھی مرد کا ہوا اور حدیث سے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنا ثابت ہوا خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں مگر پردہ ضروری ہے۔

١٧- باب إِذَا قَالَ : مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا؟

باب اگر گھر والا پوچھے کہ کون ہے اس کے جواب میں کوئی کہے کہ میں ہوں اور نام نہ لے

٦٢٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. [راجع: ٢١٢٧]

(٦٢٥٠) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' کون ہیں؟ میں نے کہا "میں" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میں" "میں" جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

کیونکہ بعض وقت صرف آواز سے صاحب خانہ پہچان نہیں سکتا کہ کون ہے اس لئے جواب میں اپنا نام بیان کرنا چاہیے۔

١٨- باب مَنْ رَدَّ فَقَالَ : عَلَيْكَ السَّلاَمُ

باب جواب میں صرف علیک السلام کہنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَدَّ الْمَلاَئِكَةُ عَلَى آدَمَ : السَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ)).

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اور ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا) فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا۔ "السلام علیک ورحمۃ اللہ" (سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت)

یہ دونوں حدیثیں اوپر موصولاً گزر چکی ہیں۔ ان کو لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بڑھا کر کہنا بہتر ہے۔ گو صرف علیک السلام بھی کہنا درست ہے۔

٦٢٥١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ

(٦٢٥١) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' رسول اللہ ﷺ مسجد کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو

فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ: أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

[راجع: ۷۵۷]

کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا "وعلیک السلام" واپس اور دوبارہ نماز پڑھ 'کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم) کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور اس نے پھر نماز پڑھی۔ پھر واپس آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب میں فرمایا و علیکم السلام۔ واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ ان صاحب نے دوسری مرتبہ 'یا اس کے بعد' عرض کیا یا رسول اللہ ! مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کرو' پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہو' اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو' پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ' جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل اپنی ہر رکعت میں کرو۔ اور ابو اسامہ راوی نے دوسرے سجدہ کے بعد یوں کہا پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جا۔

تو اس میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں۔ اس شخص کا نام خلاد بن رافع تھا یہ نماز جلدی جلدی ادا کر رہا تھا۔ آپ نے نماز آہستہ سے پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ حدیث میں لفظ و علیک السلام مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ ابو اسامہ راوی کے اثر کو خود حضرت امام نے کتاب الایمان والنذور میں وصل کیا ہے۔

٦٢٥٢- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا)).

[راجع: ۷۵۷]

(۶۲۵۲) ہم سے ابن بشار نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ نے' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' پھر سر سجدہ سے اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا۔

یعنی اس میں جلسہ ٔ استراحت کا ذکر ہے جسے کرنا مسنون ہے۔

١٩- باب إِذَا قَالَ فُلاَنٌ يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ

باب اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نے تجھ کو سلام کہا ہے تو وہ کیا کہے

٦٢٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ.

[راجع: ٣٢١٧]

(٦٢٥٣) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عامر سے سنا' انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ "وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمت نازل ہو۔

تشریح باب کی مطابقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے ہے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ جس کو خود حضرت جبریل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسی پاک خاتون پر ہماری طرف سے بھی بہت سے سلام پہنچائے اور حشر میں ان کی دعائیں ہم کو نصیب کرے آمین۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ٦٣ سال کی عمر طویل پائی اور ١٧ رمضان ٥٧ھ میں مدینہ المنورہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا و ارضاھا آمین۔

٢٠- باب التَّسْلِيمِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

باب ایسی مجلس والوں کو سلام کرنا جس میں مسلمان اور مشرک سب شامل ہوں

سلام کرنے والا مسلمانوں کی نیت کرے بعض نے کہا کہ وہ کہے السلام علی من اتبع الھدی۔

٦٢٥٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ

(٦٢٥٤) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انھیں معمر نے' انھیں زہری نے' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک مخملی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان بت پرست مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس

ابْنُ سَلُولٍ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاصْفَحْ، فَوَ اللهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللهُ الَّذِي أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

میں عبداللہ بن رواحہ بھی موجود تھے۔ جب مجلس پر سواری کا گرد پڑا تو عبداللہ نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول بولا' میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں اگر وہ چیز حق ہے جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو' اپنے گھر جاؤ اور ہم سے جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر ابن رواحہ نے کہا آنحضرت ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ کوئی ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا' سعد تم نے نہیں سنا کہ ابو حباب نے آج کیا بات کہی ہے۔ آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

تشریح اس حدیث سے جہاں باب کا مضمون واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے وہاں آنحضرت ﷺ کی کمال دانائی' دور اندیشی' عفو' حلم کی بھی ایک شاندار تفصیل ہے کہ آپ نے ایک انتہائی گستاخ کو دامن عفو میں لے لیا اور عبداللہ بن ابی جیسے خفیہ دشمن اسلام کی حرکت شنیعہ کو معاف فرما دیا۔ اللہ پاک ایسے پیارے رسول پر ہزارہا ہزار ان گنت درود و سلام نازل فرمائے آمین۔ اس میں

آج کے ٹھیکہ داران اسلام کے لئے بھی درس عبرت ہے جو ہر وقت شعلہ جوالہ بن کر اپنے علم و فضل کی دھاک بٹھانے کے لئے اخلاق نبوی کا عملاً مضحکہ اڑاتے رہتے ہیں اور ذرا سی خلاف مزاج بات پا کر غیظ و غضب کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اکثر مقلدین جامدین کا یہی حال ہے الاماشاء اللہ۔ اللہ پاک ان مذہب کے ٹھیکہ داروں کو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

٢١- باب مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَمَنْ لَمْ يَرُدَّ سَلاَمَهُ حَتَّى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي؟ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو : لاَ تُسَلِّمُوا عَلَى شَرَبَةِ الْخَمْرِ.

باب جس نے گناہ کرنے والے کو سلام نہیں کیا

اور اس وقت تک اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا جب تک اس کا توبہ کرنا ظاہر نہیں ہو گیا اور کتنے دنوں تک گنہگار کا توبہ کرنا ظاہر ہوتا ہے؟ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

یہ بھی ایک موقع ہے جو الحب للہ والبغض للہ کو ظاہر کرتا ہے۔

٦٢٥٥- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَلاَمِنَا وَآتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلاَمِ أَمْ لاَ؟ حَتَّى كَمَلَتْ خَمْسُونَ لَيْلَةً، وَآذَنَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى الْفَجْرَ.

(٦٢٥٥) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا تھا اور یہ اندازہ لگاتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جواب سلام میں ہونٹ مبارک ہلائے یا نہیں' آخر پچاس دن گزر گئے اور آنحضرت ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کے قبول کئے جانے کا نماز فجر کے بعد اعلان کیا۔

[راجع: ٢٧٥٧]

تشریح یہ ایک عظیم واقعہ تھا جس سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ متہم ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی اس دعوت جہاد کی اہمیت کے پیش نظر کعب بن مالک جیسے نیک و صالح فدائی اسلام کے لئے یہ تساہل مناسب نہ تھا وہ جیسے عظیم المرتبت تھے ان کی کوتاہی کو بھی وہی درجہ دیا گیا اور انھوں نے جس صبر و شکر و پامردی کے ساتھ اس امتحان میں کامیابی حاصل کی وہ بھی لائق صد تبریک ہے اب یہ امرامام و خلیفہ کی دور اندیشی پر موقوف ہے کہ وہ کسی بھی ایسی لغزش کے مرتکب کو کس حد تک قابل سرزنش سمجھتا ہے۔ یہ ہر کس و ناکس کا مقام نہیں ہے فافهم ولا تکن من القاصرین۔

٢٢- باب كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلاَمُ؟

باب ذمیوں کے سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٦٢٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ٢٩٣٥]

(٦٢٥٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انھیں زہری نے' انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی' اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ "السام علیک" (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا "علیکم السام واللعنة" آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ "وعلیکم" (اور تمہیں بھی)

٦٢٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ)).

(٦٢٥٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انھیں عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی "السام علیک" کہے تو تم اس کے جواب میں صرف "وعلیک" (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔

٦٢٥٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)).

[طرفه في: ٦٩٢٦].

(٦٢٥٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' انھیں عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" کہو۔

تشریح: یہ بھی ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جب کہ یہودی نے صاف لفظوں میں بددعا کے الفاظ سلام کی جگہ استعمال کئے تھے۔ آج کے دور میں غیر مسلم اگر کوئی اچھے لفظوں میں دعا سلام کرتا ہے تو اس کا جواب بھی اچھا ہی دینا چاہئے واذا حييتم بتحية فحيوا با حسن منها اوردوها میں عام حکم ہے۔

٢٣- باب مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ

باب جس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایسے

مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِيَسْتَبِينَ أَمْرُهُ

شخص کا مکتوب پکڑ لیا جس میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بات لکھی گئی ہو تو یہ جائز ہے۔

• مگر یہ بھی بحکم خلیفۂ اسلام ہو جب کہ اس کو ایسے شخص کا حال معلوم ہو جائے۔

٦٢٥٩- حدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ)) قَالَ: فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا، فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ: صَاحِبَايَ: مَا نَرَى كِتَابًا قَالَ: قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ: فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ

(۶۲۵۹) ہم سے یوسف بن بہلول نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ادریس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے سعد بن عبیدہ نے' ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا۔ ہم سب گھوڑ سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور جب "روضۂ خاخ" (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی' اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین کے پاس بھیجا گیا ہے (اسے لے آؤ) بیان کیا کہ ہم نے اس عورت کو پالیا' وہ اپنے اونٹ پر جا رہی تھی اور وہیں پر ملی (جہاں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ بیان کیا کہ ہم نے اس سے کہا کہ خط جو تم ساتھ لے جا رہی ہو وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے کجاوہ میں تلاشی لی لیکن ہمیں کوئی چیز نہیں ملی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں کوئی خط تو نظر آتا نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے کہا' مجھے یقین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بات نہیں کہی ہے۔ قسم ہے اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے' تم خط نکالو ورنہ میں تمہیں ننگا کر دوں گا۔ بیان کیا کہ جب اس عورت نے دیکھا کہ میں واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ ہوں تو اس نے ازار باندھنے کی جگہ کی طرف ہاتھ بڑھایا' وہ ایک چادر ازار کے طور پر باندھے ہوئے تھی اور خط نکالا۔ بیان کیا کہ ہم اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' حاطب تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں اب بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اندر کوئی تغیر و تبدیلی نہیں آئی

عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ: مَا بِي إِلاَّ أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَا غَيَّرْتُ وَلاَ بَدَّلْتُ، أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلاَّ وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، قَالَ: ((صَدَقَ فَلاَ تَقُولُوا لَهُ إِلاَّ خَيْرًا)) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ قَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

[راجع: ۳۰۰۷]

ہے' میرا مقصد (خط بھیجنے سے) صرف یہ تھا کہ (قریش پر آپ کی فوج کشی کی اطلاع دوں اور اس طرح) میرا ان لوگوں پر احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے اللہ میرے اہل اور مال کی طرف سے (ان سے) مدافعت کرائے۔ آپ کے جتنے (مہاجر) صحابہ ہیں ان کے مکہ میں ایسے افراد ہیں جن کے ذریعہ اللہ ان کے مال اور ان کے گھر والوں کی حفاظت کرائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انھوں نے سچ کہہ دیا ہے اب تم لوگ ان کے بارے میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اللہ' اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے' مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' عمر! تمھیں کیا معلوم' اللہ تعالیٰ بدر کی لڑائی میں شریک صحابہ کی زندگی پر مطلع تھا اور اس کے باوجود کہا کہ تم جو چاہو کرو' تمہارے لئے جنت لکھ دی گئی ہے۔" بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور عرض کی' اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

تشریح: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی صاف گوئی نے سارا معاملہ صاف کر دیا اور حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت رسول کریم ﷺ نے ان کو شرف معافی عطا فرما کر اور ایک اہم ترین دلیل پیش فرما کر حضرت عمرؓ اور دیگر اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطمئن فرما دیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مفتی جب تک کسی معاملہ کے ہر پہلو پر گہری نظر نہ ڈال لے اس کو فتویٰ لکھنا مناسب نہیں ہے۔

٢٤- باب كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟

باب اہل کتاب کو کس طرح خط لکھا جائے

٦٢٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ، فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ:

(۶۲۶۰) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا' انھوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انھوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انھیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی' انھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انھیں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے قریش کے چند افراد کے ساتھ انھیں بھی بلا بھیجا۔ یہ لوگ شام تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ سب لوگ ہرقل کے پاس آئے۔ پھر انھوں نے واقعہ بیان کیا کہ

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ ((بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلاَمُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ)). [راجع: ٧]

پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے (ﷺ) ہرقل عظیم روم کی طرف' سلام ہو ان پر جنہوں نے ہدایت کی اتباع کی۔ امابعد!

تشریح: خط لکھنے کا یہ وہ دستور نبوی ہے جو بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ کاتب اور مکتوب کو کس کس طرح قلم چلانی چاہئے۔ یہ جملہ ہدایات اس سے واضح ہیں مگر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب و یرضی امین۔

٢٥- باب بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

باب خط کس کے نام سے شروع کیا جائے

٦٢٦١- وقال اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً منهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِنْ فُلاَنٍ إِلَى فُلاَنٍ)). [راجع: ١٤٩٨]

(٦٢٦١) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیع نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے لکڑی کا ایک لٹھا لیا اور اس میں سوراخ کر کے ایک ہزار دینار اور خط رکھ دیا۔ وہ خط ان کی طرف سے ان کے ساتھی (قرض خواہ) کی طرف تھا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے لکڑی کے ایک لٹھے میں سوراخ کیا اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور ان کے پاس ایک خط لکھا' فلاں کی طرف سے فلاں کو ملے۔

تشریح: چونکہ قرض دار انتہائی امانت دار اور وعدہ وفا مرد مومن تھا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور امانت اور مکتوب ہر دو قرض خواہ کو بخیریت وصول ہو گئے' ایسے مردان حق آج عنقا ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ جعلنا اللہ منھم اٰمین۔

٢٦- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اپنے سردار کو لینے کے لیے اٹھو

٦٢٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سعدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ

(٦٢٦٢) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے ابوسعید خدری نے کہ قریظہ کے یہودی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث بنانے پر تیار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ - أَوْ قَالَ - خَيْرِكُمْ)) فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) قَالَ: ((فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ)) فَقَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ إِلَى حُكْمِكَ.
[راجع: ٤٠٤٣]

بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کو اٹھو یا یوں فرمایا کہ اپنے میں سب سے بہتر کو لینے کے لئے اٹھو۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے پر راضی ہو کر (قلعہ سے) اتر آئے ہیں (اب تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے وہی فیصلہ کیا جس فیصلہ کو فرشتہ لے کر آیا تھا۔ ابو عبداللہ (مصنف) نے بیان کیا کہ مجھے میرے بعض اصحاب نے ابوالولید کے واسطہ سے ابوسعید رضی اللہ عنہ کا قول (علی کے بجائے بصلہ "الی" حکمک نقل کیا ہے۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا بعض میرے ساتھیوں نے ابوالولید سے یوں نقل کیا الی حکمک یعنی بجائے علی حکمک کے۔ ابو سعید خدری نے یوں ہی کہا بجائے علیٰ کے الیٰ نقل کیا۔ حق یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ زخمی تھے' اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھ کر ان کو سواری سے اتارو اور تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا تقوموا کما یقوم الاعاجم جیسے عجمی لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں' میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

٢٧- باب الْمُصَافَحَةِ

باب مصافحہ کا بیان

تشریح: لفظ مصافحہ صفح سے ہے جس کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔ پس ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے جو مسنون ہے یہ ہر دو جانب سے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ ملانے کا یہاں کوئی محل نہیں ہے جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں۔ ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ ﷺ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تشہد سکھلایا تو میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان تھیں اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ اٹھ کر بڑی تیزی سے میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور (توبہ کے قبول ہونے پر) مجھے مبارک باد دی۔

٦٢٦٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ:

(٦٢٦٣) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا

أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ : نَعَمْ.

٦٢٦٤- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُقَيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [راجع: ٣٦٩٤]

مصافحہ کا دستور نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور تھا۔

(۶۲۶۴) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے حیوہ نے خبردی' کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا' انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

٢٨- باب الأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

باب دونوں ہاتھ پکڑنا اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

٦٢٦٥- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((التَّحِيَّاتُ للهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا : السَّلاَمُ، يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٣١]

(۶۲۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سیف نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن سخبرہ ابو معمر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے تشہد سکھایا' اس وقت میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا(اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللہ و برکاته السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ آنحضرت ﷺ اس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم (خطاب کا صیغہ کے بجائے) اس طرح پڑھنے لگے۔ "السلام علی النبی" یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔

تشریح: مصافحہ ایک ہاتھ سے مسنون ہے یا دونوں ہاتھوں سے' اس کے لئے ہم محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری رحمہ اللہ کی قلم مبارک سے کچھ تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے آپ کے رسالہ المقالة الحسنٰی کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہل حدیث مصافحہ کرتے ہیں' احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہایت صاف طور پر

ثابت ہے اس کے ثبوت میں ذرا بھی شک نہیں ہے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے حنفیہ میں رائج ہے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے اور نہ کسی تابعی کے قول و فعل سے اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل ؒ) سے بھی کسی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا بسند منقول نہیں اور فقہائے حنفیہ نے تشبیہ اور تمثیل کے پیرایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ "عبداللہ بن مسعود ؓ نے فقہ کی کاشت کی اور زراعت لگائی اور علقمہ ؒ نے اس میں آبپاشی کی اور اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی ؒ نے اس کو کاٹا اور حماد ؒ نے مالش کی اور امام ابوحنیفہ ؒ نے اس کے غلہ کو چکی میں پیسا اور امام ابویوسف ؒ نے اس کے آٹے کو گوندھا اور امام محمد ؒ نے اس کی روٹی پکائی اور باقی تمام لوگ (یعنی مقلدین احناف) اس روٹی سے کھا رہے ہیں۔" سو واضح ہو کہ ان کا کاشت کرنے والے، زراعت لگانے والے، آبپاشی کرنے والے، کاٹنے والے، مالش کرنے والے، آٹا پیسنے والے، آٹا گوندھنے والے اور روٹی پکانے والے میں سے بھی کسی کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا ثابت نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک جو نہایت مستند اور معتبر کتابیں ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے، ان میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ کتب حنفیہ میں طبقہ اولیٰ کی کتابیں امام محمد کی تصنیفات (مبسوط، جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ زیادات) ہیں۔ جن کے مسائل مسائل اصول اور مسائل ظاہرالروایہ سے تعبیر کئے جاتے ہیں اور امام محمد ؒ کی ان تصنیفات میں آخری تصنیف بقول علامہ ابن الہمام جامع صغیر ہے امام محمد ؒ کی اس آخری تصنیف کی جلالت شان کا پتہ بھی اچھی طرح تم کو اس سے لگ سکتا ہے کہ امام ابویوسف ؒ جو امام محمد ؒ کے استاد ہیں اس کتاب کو ہروقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ نہ حضر میں اس کو جدا کرتے اور نہ سفر میں۔ اس آخری تصنیف میں بھی امام محمد ؒ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ بلکہ صرف اس قدر لکھا ہے لا باس بالمصافحة یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقہائے حنفیہ کے طبقہ ثانیہ میں علامہ قاضی خان بہت بڑے پایہ کے فقیہ ہیں۔ آپ کی ضخیم کتاب جو فتاوی قاضی خان کے نام سے مشہور ہے۔ عندالحنفیہ نہایت مستند ہے۔ قاضی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ہرباب میں بے شمار مسائل جزئیہ کو درج فرمایا ہے لیکن آپ نے بھی اس کتاب میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو نہیں لکھا ہے بلکہ مصافحہ کے متعلق صرف وہی لکھا ہے جو امام محمد ؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے۔ کتب معتبرہ حنفیہ میں ہدایہ ایک درسی اور ایسی مقبول اور مستند و معتمد کتاب ہے کہ اس کی مدح میں فقہائے حنفیہ اس شعر کو پڑھتے ہیں۔

ان الهداية كالقران قد نسخت ما صنفوا قبلها في الشرع من كتب

یعنی ہدایہ نے قرآن مجید کی طرح تمام ان کتابوں کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے لوگوں نے تصنیف کی تھیں اس کتاب میں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے بلکہ اس میں صرف اس قدر لکھا ہے ولاباس بالمصافحة لانه هوا لمتوارث و قال عليه السلام من صافح اخاه المسلم و حرک يده تناثرت ذنوبه انتهى یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ ایک قدیم سنت ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے اور اپنے ہاتھ کو ہلاوے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور ہدایہ کے شروح بنایہ۔ عنایہ۔ کفایہ۔ نتائج الافکار۔ تکملہ۔ فتح القدیر وغیرہا میں بھی اس امر کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون یا مستحب اور کتب معتبرہ حنفیہ شرح وقایہ بھی درسی کتاب ہے اور قریب قریب ہدایہ کے مقبول و مستند ہے۔ اس میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ اس میں بھی صرف اس قدر لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا جائز ہے اور اس کتاب کے شروح و حواشی معبرہ ذخیرة العقبى وغیرہ میں بھی اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہونا چاہئے۔ اب آؤ ذرا ان متون ثلاثہ معتبرہ کو دیکھیں جن پر فقہائے متاخرین کا اعتماد (اعلم ان المتاخرين قد اعتمدو اعلى المتون الثلثة الوقاية و مختصر القدوری والكنز كذا فى النافع الكبير) ہے۔ یعنی وقایہ۔ کنز۔ قدوری۔ سو واضح رہے کہ ان متون میں بھی دونوں

ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ المختصر مذہب حنفی کی جتنی کتابیں مستند و معتبر ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے ان میں سے کسی میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا نہیں لکھا ہے نہ ان میں یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسنون یا مستحب ہے۔

اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ فقہ حنفی میں درمختار ایک مشہور و معروف کتاب ہے اور اس میں لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے تو ان کو یہ جواب دینا چاہئے کہ کسی کتاب کا مشہور و معروف ہونا اور بات ہے اور اس کا مستند و معتبر ہونا اور بات۔ درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا لازم نہیں دیکھو فقہ حنفی میں خلاصہ کیدانی کیسی مشہور کتاب ہے بالخصوص بلاد ماوراء النہر میں کہ وہاں تو لوگ اسے ازبر یاد کرتے ہیں۔ مگر ساتھ اس شہرت کے باوجود محققین حنفیہ کے نزدیک بالکل غیر مستند اور نا قابل اعتبار ہے پس درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا ضرور نہیں ہے اور ساتھ اس کے فقہائے حنفیہ نے اس امر کی صاف تصریح (مقدمة عمدة الرعاية حاشية شرح وقاية میں ہے لا یجوز الافتاء من الکتب المختصرة کالنهر و شرح الكنز للعيني والد رالمختار شرح تنوير الابصار انتهٰی) کی ہے کہ درمختار وغیرہ کتب مختصرہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ درمختار میں یہ مسئلہ (یعنی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا سنت ہونا) کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے اور جس کتاب سے نقل کیا گیا ہے وہ کتاب کیسی ہے معتبر ہے یا غیر معتبر۔ پس واضح ہو کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل (درمختار میں ہے و فی القنية السنة فی المصافحة بکلتايد يه و تمامه فيما علقته على الملتقٰى انتهٰی) کیا گیا ہے اور عندالحنفیہ قنیہ معتبر نہیں ہے۔ (دیکھو مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ۱۲) اس کتاب کا مصنف اعتقاداً معتزلی تھا اور فروع میں حنفی۔ اس کی تمام کتابیں قنیہ وغیرہ بتصریح فقہائے حنفیہ نا معتبر و غیر مستند ہیں اور صاحب قنیہ نے اس مسئلہ کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل کیا گیا ہے اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک قنیہ غیر معتبر و غیر مستند ہے اور قنیہ میں اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے کے ثبوت میں درمختار کا نام لینا ناواقف لوگوں کا کام ہے اور درمختار کے مثل بعض اور کتب حنفیہ متاخرین میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے مسنون ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن وہ نہ کتب معتبرہ مذکورہ بالا کی طرح معتبر و مستند ہیں اور نہ ان میں معتبر و مستند کتاب سے یہ دعویٰ منقول ہے اور نہ ان میں اس کی کوئی دلیل لکھی ہے۔ غالب یہ ہے کہ اسی قنیہ سے بواسطہ یا بلاواسطہ یہ دعویٰ نقل کیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں جب تم سن چکے تو اب ہمارے اس زمانہ کے احناف کا صنیع دیکھو۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں تحقیق سے کچھ بھی کام نہیں لیا اور جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو بالکلیہ نظرانداز کیا بلکہ اپنی ان تمام مستند کتابوں کو بھی نظرانداز کیا جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے اور اڑے تو کس پر درمختار وغیرہ پر اور اڑے تو ایسا کہ ایک ہاتھ کے مصافحہ کو غیر مسنون ٹھہرا دیا اور بعض جہال و متعصبین نے تو اس قدر تشدد کیا کہ اپنی جہالت اور تعصب کے جوش میں آ کر ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت نا درست اور بدعت ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس پر بھی تسکین نہ ہوئی تو اس سنت نبویہ کو نصاریٰ کا کام ٹھہرا کر اور اس سنت کے عاملین کو برے لقب سے یاد کر کے اپنے جہالت اور تعصب بھرے ہوئے دل کو ٹھنڈا کیا۔ انا لله و انا اليه راجعون و ها انا اشرع فی المقصود متوكلا على الله الودود۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں

پہلی روایت: حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تمہید شرح مؤطا میں لکھتے ہیں۔ حد ثنا عبدالوارث بن سفيان قال ثنا قاسم بن اصبغ ثنا ابن وضاح قال ثنا يعقوب بن كعب قال ثنا مبشر بن اسماعيل عن حسان بن نوح عن عبيد الله بن بسر قال ترون يدی هذه صافحت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم و ذكر الحديث یعنی عبیداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے

ہو۔ میں نے اسی ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے اور ذکر کیا حدیث کو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے بصراحت ثابت ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

دوسری روایت: عن انس بن مالک قال صافحت بکفی هذ ہ کف رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فما مسست خزا ولا حریرا الین من کفه صلی اللہ علیه وسلم. یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی اس ایک ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کسی خز کو اور نہ کسی ریشمی کپڑے کو مس کیا۔ یہ حدیث مسلسل بالمصافحہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس حدیث کی سند میں جتنے راوی واقع ہیں ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنے استاد سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔ اس حدیث کو علامہ محمد عابد سندی رحمہ اللہ نے "حصر الشارد" میں اور علامہ شوکانی نے اتحاف الاکابر میں اور بہت سے محدثین نے اپنے مسلسلات میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی اسناد کے کئی طریق ہیں۔ بعض طریق اگرچہ قابل احتجاج و استشہاد نہیں مگر بعض طریق قابل استشہاد ضرور ہیں اور ہم نے اس روایت کو احتجاجاً پیش نہیں کیا ہے بلکہ استشہاداً اور اسی طرح تیسری روایت بھی استشہاداً ہی ذکر کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ان دونوں روایتوں میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے لیکن ان روایتوں میں جو آگے آتی ہیں داہنے ہاتھ کی تصریح موجود ہے اور مصافحہ کے داہنے ہی ہاتھ سے مسنون ہونے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یحب التیمن ما استطاع فی شانه کله فی طهوره و ترجله و تنعله متفق علیه کذا فی المشکوٰة. یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں حتیٰ الوسع داہنے کو محبوب رکھتے وضو کرنے میں اور کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔ اس حدیث کے عموم میں مصافحہ بھی داخل ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے۔

تیسری روایت: عن ابی امامة تمام التحیة الاخذ بالید والمصافحة بالیمنی رواہ الحاکم فی الکنٰی کذا فی کنز العمال' (ص:۳۱ / ج:۵) یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کی تمامی ہاتھ کا پکڑنا اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔ روایت کیا اس کو حاکم نے کتاب الکنیٰ میں۔ اس روایت سے بھی صراحتاً معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے۔

چوتھی روایت: صحیح ابوعوانہ میں عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ فلما جعل اللہ الاسلام فی قلبی اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلت یا رسول اللہ بسط یدک لا بایعک فبسط یمینه فقبضت ید ی فقال مالک یا عمرو! فقلت ارد ت ان اشترط فقال تشترط ماذ اقلت یغفرلی فقال ماعلمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ماکان قبله الحدیث. یعنی عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اسلام ڈالا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! اپنے ہاتھ (مبارک) کو بڑھائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھایا پھر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کس بات کی شرط کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا اس بات کی کہ میری مغفرت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خبر نہیں کہ اسلام کے پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کو اسلام نیست و نابود کر دیتا ہے اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر اس میں بجائے ابسط یدک کے ابسط یمینک واقع ہوا ہے۔ اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ اگر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ضروری یا مسنون ہوتا تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بڑھاتے اور واضح ہو کہ اس حدیث کے موافق بیعت کے وقت داہنے ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی عادت بھی برابر جاری رہی ہے۔ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' ص:۸۷ / ج:۱ میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ بسط یمینک ای افتحها و مدها لاضع یمینی علیها کما هو العادة البیعة یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھائیے تاکہ میں اپنے داہنے ہاتھ کو آپ کے داہنے ہاتھ پر رکھوں

جیسا کہ بیعت میں عادت ہے۔ جب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کرنا مسنون ہے تو اسی سے ملاقات کے وقت بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوا کیونکہ مصافحہ ملاقات اور مصافحہ بیعت دونوں کی حقیقت ایک ہے ان دونوں مصافحہ کی حقیقت میں شریعت سے کچھ فرق ثابت نہیں ہے کما تقدم بیانہ۔

پانچویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۵۶۸ میں ہے۔ حد ثنا عبد الله حد ثنی ابی ثنا ابو سعید و عفان قالا ثنا ربیعة بن کلثوم حد ثنی ابی قال سمعت ابا غادیه یقول بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابو سعید فقلت له بیمینک قال نعم قالا جمیعا فی الحدیث و خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم العقبة الحدیث۔ یعنی ربیعہ بن کلثوم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو غادیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پس میں نے ابو غادیہ سے کہا کیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ روایت صحیح ہے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کا مسنون ہونا بصراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مسنون ہونا ثابت ہوا۔ کمامر۔

چھٹی روایت: صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے و کان بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مکة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده الیمنی هذه ید عثمان فضرب بها علی یده فقال هذه لعثمان الحدیث یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعة الرضوان ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اس لئے کہ آپ کا داہنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھا اور دوسرا خود آپ کا۔ فتفکر۔

ساتویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۱۷/۴/ج: ۳ میں ہے عن حبان ابی النضر قال دخلت مع واثلة بن الاسقع علی ابی اسود الجرشی فی مرضه الذی مات فیه فسلم علیه و جلس فاخذ ابو الاسود یمین واثلة فمسح بها عینیه ووجهه لبیعة بها رسول الله صلی الله علیه وسلم الحدیث۔ یعنی حبان کہتے ہیں کہ میں واثلہ کے ساتھ ابوالاسود کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا۔ پس واثلہ نے ان کو سلام کیا اور بیٹھے پس ابوالاسود نے واثلہ کے داہنے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں اور منہ سے لگایا اس واسطے کہ واثلہ نے اپنے اسی داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اس روایت سے بھی داہنے ہاتھ سے مصافحہ بیعت کا مسنون ہونا بصراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

آٹھویں روایت: صحیح ابو عوانہ میں ہے حد ثنا اسحاق بن سیار قال حد ثنا عبید الله قال انبا سفین عن زیاد بن علاقة قال سمعت جریرا یحدث حین مات المغیرة بن شعبة خطب الناس فقال اوصیکم بتقوی الله وحده لا شریک له والسکینة والوقارفانی بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی هذه علی الاسلام واشترط علی النصح لکل مسلم فورب الکعبة انی لکم ناصح اجمعین واستغفر ونزل یعنی زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ نے انتقال کیا تو جریر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا (اے لوگو!) میں تم کو اللہ وحدہ لا شریک لہ سے ڈرنے اور سکون اور وقار کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس ایک ہاتھ سے اسلام پر بیعت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کے واسطے خیر خواہی کرنے کی شرط کی ہے پس رب کعبہ کی قسم ہے! میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں اور استغفار کیا اور اترے اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

نویں روایت: سنن ابن ماجہ میں ہے عن عقبة بن صهبان قال سمعت عثمان بن عفان يقول ماتغنيت ولا تمنيت و لا مسست ذكرى بيميني منذ بايعت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی عقبہ بن صہبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے داہنے ہاتھ سے بیعت کی ہے تب سے میں نے نہ تغنی کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے ذکر کو چھوا۔ اس روایت سے بھی مصافحہ ملاقات کا ایک ہاتھ یعنی داہنے سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

دسویں روایت: کنزالعمال، ص: ۸۲ / ج: ۱ میں ہے عن انس قال بايعت النبي صلى الله عليه وسلم بيدى هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن جرير) یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنے اس ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن جریر نے۔ اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ ملاقات کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

گیارھویں روایت: کنزالعمال میں ہے عن عبد الله بن حكيم قال بايعت عمر بيدى هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن سعد) یعنی عبداللہ بن حکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اپنے ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہاتھ سے مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کمامر۔ واضح ہو کہ دسویں اور گیارھویں روایت میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے۔ مگر روایات مذکورہ بالا بتاتی ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں ایک ہاتھ سے مراد داہنا ہاتھ ہے و نیز واضح ہو کہ بیعت کی روایات مذکورہ میں بعض روایتیں استشہاداً پیش کی گئی ہیں۔ نیز واضح ہو کہ مصافحہ بیعت کے ایک ہاتھ سے مسنون ہونے کے بارے میں اور بھی بہت سی روایات مرفوعہ و موقوفہ آئی ہیں اور جس قدر یہاں نقل کی گئی ہیں وہ اثبات مطلوب کے واسطے کافی و وافی ہیں۔

بارھویں روایت: کتاب الترغیب و الترہیب میں ہے عن سلمان الفارسی عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان المسلم اذا لقى اخاه فاخذ بيده تحاتت عنهما ذنوبهما كما يتحات الورق عن الشجر اليابسة فى يوم ريح عاصف رواه الطبرانى باسناد حسن۔ یعنی سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت ہوا کے دن سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں لفظ ید بصیغہ واحد ہے اور صیغہ واحد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ مصافحہ کی جن جن احادیث میں لفظ ید واقع ہوا ہے بصیغہ واحد ہی واقع ہوا ہے۔ مصافحہ کی کسی حدیث میں لفظ ید بصیغہ تثنیہ نہیں واقع ہوا ہے۔ و من ادعى خلافه فعليه البيان پس اس قسم کی تمام احادیث ہمارے مدعا کی مثبت ہیں۔

تیرھویں روایت: جامع ترمذی میں ہے عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الاغفرلهما قبل ان يتفرقا قال الترمذى هذا حديث حسن غريب یعنی براء بن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں پس مصافحہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث سے اور اس کے سوا تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ کا ذکر ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا

ثبوت نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ اہل لغت اور شراح حدیث نے مصافحہ کے جو معنی لکھے ہیں وہ دونوں ہاتھ کے مصافحہ پر صادق نہیں آتے اور ایک ہاتھ کے مصافحہ پر جس طرح اہل حدیث میں مروج ہے بخوبی صادق آتے ہیں۔ اب پہلے مصافحہ کے معنی سنو۔ علامہ مرتضٰی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں۔ الرجل یصافح الرجل اذا وضع صفح کفه فی صفح کفه و صفحا کفیهما وجها هما و منه حدیث المصافحة عندااللقاء وهی مفاعلة من صفح الکف بالکف و اقبال الوجه علی الوجه کذا فی اللسان والاساس والتهذیب فلا یلتفت الی من زعم ان المصافحة غیر عربی انتهٰی ملا علی رحمۃ اللہ علیہ قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: المصافحة هی الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں هی مفاعلة من الصفحة والمراد بها الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نہایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنه حدیث المصافحة عندااللقاء و هی مفاعلة من الصاق صفح الکف بالکف واقبال الوجه علی الوجه۔ ان عبارات کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مصافحہ کے معنی ہیں بطن کف کو بطن کف سے ملانا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ پشت کف کو پشت کف سے یا بطن کف پشت کف سے ملانے کو مصافحہ نہیں کہیں گے۔ جب تم مصافحہ کے معنی معلوم کر چکے تو سنو کہ مصافحہ کے معنی کا مصافحہ مروجہ عند اہل الحدیث پر صادق آنا تو ظاہر رہا ہے رہا دونوں ہاتھ سے مصافحہ سو اس کی دو صورت ہیں' ایک یہ کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ کے بطن کف کو دوسرے کے داہنے ہاتھ کے پشت کف سے ملائے۔ اس صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے اکثر احناف میں مروج ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت علمنی النبی صلی الله علیه وسلم و کفی بین کفیه التشهد پیش کی جاتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے اور بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ایک کے دونوں ہاتھ بطور مقراض کے ہوں۔ اس مقراضی صورت کا مصافحہ اس زمانے کے بعض احناف میں رائج ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں فقط داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملانے پر مصافحہ کے معنی صادق آتے ہیں اور باقی زائد ہے جس کو مصافحہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ رہی دوسری صورت سو اولاً اس کو پہلی صورت کے قائلین کی دلیل مذکور باطل کرتی ہے ثانیاً یہ مقراضی مصافحہ ایک مصافحہ نہیں ہے بلکہ دو مصافحہ ہے کیونکہ داہنے ہاتھ کا بطن کف داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر مصافحہ کی تعریف (الا فضاء بصفحة الید الی صفحة الید) صادق آتی ہے لہٰذا یہ ایک مصافحہ ہوا اور بائیں ہاتھ کا بطن کف بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر بھی مصافحہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی ایک مصافحہ ہوا پس مقراضی مصافحہ میں بلاشبہ دو مصافحہ ہوتے ہیں اور اگرچہ مصافحہ کے جو معنی اہل لغت نے بیان کئے ہیں شرع نے اس سے دوسرے معنی کی طرف نقل نہیں کیا ہے لیکن شرع نے مصافحہ کے لئے داہنے ہاتھ کو ضرور متعین کیا ہے۔ جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بنا علیہ اس مقراضی مصافحہ میں بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملانا ہے ہمارے اتنے بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ براء بن عازب کی حدیث مذکور سے نیز تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ مذکور ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ فتفکر و تدبر۔ ہم نے ایک ہاتھ کے مصافحہ کی سنیت کے اثبات میں تیرہ روایتیں پیش کی ہیں ان کے سوا اور بھی روایتیں ہیں لیکن اس قدر اثبات مطلوب کے لئے کافی و وافی ہیں۔ اب ہم ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے چند اقوال بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے اقوال

علامہ ابن عابد ابن شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا قول: آپ ردالمختار حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں قوله (فان لم یقدر) ای علی تقبیله الا بالایذاء اومطلقا یضع یده علیه ثم یقبلهما او یضع احدی هما والاولٰی ان تکون الیمنٰی لانها المستعملة فیما فیه شرف ولما نقل عن

البحر العمیق من ان الحجر یمین اللہ یصافح بھا عبادہ والمصافحة بالیمنٰی انتھٰی یعنی اگر حجر اسود کے چومنے پر قدرت نہ ہو یا قدرت ہو مگر ایذا کے ساتھ تو ان دونوں صورتوں میں طواف کرنے والا حجر اسود پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھے پھر ہاتھوں کو چومے یا صرف ایک ہاتھ رکھے اور اولیٰ یہ ہے کہ حجر اسود پر داہنے ہاتھ رکھے اس واسطے کہ داہنا ہی ہاتھ شریف کاموں میں مستعمل ہوتا ہے اور اس واسطے کہ بحر عمیق سے نقل کیا گیا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس سے اس کے بندے مصافحہ کرتے ہیں اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا قول: آپ بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں:۔ واتفق العلماءَ علی انه یستحب تقدیم الیمنٰی فی کل ماھو من باب التکریم کالوضوء والغسل ولبس الثوب والنعل والخف والسراویل ودخول المسجد والسواک والاکتحال و تقلیم الاظفار و قص الشارب و نتف الابط وحلق الراس والسلام من الصلٰوۃ والخروج من الخلاء والاکل والشرب والمصافحة واستلام الحجر والاخذ والعطاء وغیر ذلک مما ھو فی معناہ و یستحب تقدیم الیسار فی ضد ذلک انتھٰی۔ یعنی علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تمام ان امور میں جو باب تکریم سے ہیں داہنے کا مقدم کرنا مستحب ہے جیسے وضو اور غسل کرنا اور کپڑا اور جوتا اور موزہ اور پائجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون اور لب کے بال تراشنا اور بغل کے بال اکھیڑنا اور سر مونڈنا اور نماز سے سلام پھیرنا اور پائخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود کا بوسہ لینا اور دینا وغیرہ اور ان کاموں میں جو ان امور کے خلاف ہیں بائیں کا مقدم کرنا مستحب ہے۔

علامہ ضیاء الدین حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب لوامع العقول شرح رموز الحدیث میں لکھتے ہیں:۔ والظاھر من اداب الشریعة تعیین الیمنٰی من الجانبین لحصول السنة کذلک فلا تحصل بالیسرٰی فی الیسرٰی ولا فی الیمنٰی انتھٰی ذکرہ تحت حدیث اذا التقی المسلمان فتصافحا و حمدا اللہ الحدیث۔ یعنی آداب شریعت سے ظاہر یہی ہے کہ مصافحہ کے مسنون ہونے کے لئے دونوں جانب سے داہنا ہاتھ متعین ہے پس اگر دونوں جانب سے بایاں ہاتھ ملایا گیا یا ایک جانب سے داہنا اور ایک طرف سے بایاں تو مصافحہ مسنون نہیں ہوگا۔

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب الروض النضیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں۔ ولا تحصل السنة الابوضع الیمنٰی فی الیمنٰی حیث لاعذر انتھٰی یعنی مصافحہ مسنون نہیں ہوگا مگر اسی صورت سے کہ داہنے ہاتھ کو داہنے ہاتھ میں رکھا جائے جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب السراج المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث لقاء حاج کی شرح میں لکھتے ہیں اذا لقیت الحاج ای عند قدومه من حجه فسلم علیه وصافحه ای ضع یدک الیمنٰی فی یدہ الیمنٰی انتھٰی۔ یعنی جب تو حاجی سے ملاقات کرے یعنی حج سے آنے کے وقت تو اس پر سلام کر اور اس سے مصافحہ کر یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو اس کے داہنے ہاتھ میں رکھ۔

علامہ ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کا قول: علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الکوکب المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث اذا التقے المسلمان فتصافحا الخ کے تحت میں لکھتے ہیں قال ابن ارسلان ولا تحصل ھذہ السنة الابان یقع بشرۃ احد الکفین علی الاخر انتھٰی یعنی مصافحہ کی سنت حاصل نہیں ہوگی مگر اسی طور سے کہ ایک ہتھیلی کا بشرہ دوسری ہتھیلی کے بشرہ پر رکھا جائے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ المنہج القویم شرح مسائل التعلیم میں لکھتے ہیں۔ یسن التیامن بالوضوء لانه صلی اللہ

علیه وسلم کان یحب التیامن فی شانه کله مما هو من باب التکریم کتسریح شعر وطهور واکتحال وحلق ونتف ابط وقص شارب و لبس نحو نعل و ثوب و تقلیم ظفر و مصافحة واخذه عطاء و یکره ترک التیامن انتهی اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو علامہ عینی کی عبارت کا حاصل ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: علامہ عبداللہ بن سلیمان الیمنی الزبیدی اپنے رسالہ مصافحہ میں لکھتے ہیں قال النووی یستحب ان تکون المصافحة بالیمنی و هوافضل انتهی۔ یعنی نووی نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا مستحب ہے اور یہی افضل ہے۔ اب ہم آخر میں جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو پیران پیر کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا ایک عالم ارادت مند ہے) کا قول نقل کر کے پہلے باب کو ختم کرتے ہیں۔

جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی بے نظیر کتاب غنیة الطالبین میں لکھتے ہیں۔ فصل فیما یستحب فعله بیمینه وما یستحب فعله بشماله یستحب له تناول الاشیاء بیمینه والاکل والشرب والمصافحة والبداءة بها فی الوضوء والانتعال و لبس الثیاب و کذلک یبدأ فی الدخول الی المواضع المبارکة کالمساجد و المشاهد والمنازل والدور برجله الیمنی واما الشمال فلفعل الاشیاء المستقذره وازالة الدرن والامستنثار و الاستنجاء و تنقیه الانف و غسل النجاسات کلها الا ان یشق ذلک اویتعذر کالمشلول والمقطوع یساره فیفعله بیمینه انتهی۔ یعنی یہ فصل ہے ان امور کے بیان میں جن کا داہنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے اور ان امور کے بیان میں جن کا بائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ مسلمان کے لئے چیزوں کو لینا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا داہنے ہاتھ سے مستحب ہے اور وضو کرنے میں اور جوتے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور اسی طرح متبرک مقامات جیسے مسجد اور مجلس اور منزل اور گھر میں داخل ہونے میں داہنے پیر سے شروع کرنا چاہئے اور لیکن بایاں ہاتھ سو ان چیزوں کے کرنے کے لئے ہے جو مستقذر ہیں اور میل کے دور کرنے کے لئے ہے جیسے ناک جھاڑنا اور استنجا کرنا اور ناک صاف کرنا اور تمام نجاستوں کا دھونا مگر جس صورت میں بائیں ہاتھ سے ان کاموں کا کرنا دشوار ہو یا نہ ہو سکے جیسے وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ شل ہو گیا ہو یا وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہو تو اس صورت میں ان کاموں کو (مجبوراً) داہنے ہاتھ سے کرے۔

کہاں ہیں سلسلہ قادریہ کے مریدان اور کدھر ہیں حضرت پیران پیر کے ارادت مندان اپنے پیرو دستگیر کے اس قول کو بغور و عبرت ملاحظہ فرمائیں اور اگر اپنی ارادت اور عقیدت میں سچے ہیں تو اس کے مطابق عمل کریں اور ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت یا اس کے عاملین کے نسبت اپنی زبان سے جو نا ملائم الفاظ نکالے ہوں ان کو ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ والله الهادی الی الحق.

دو ہاتھ سے مصافحہ والوں کی دلیل اور اس کا جواب

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے علمنی النبی صلی الله علیه وسلم و کفی بین کفیه التشهد. یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم ایسی حالت میں دی کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ اس دلیل کا جواب یہ ہے۔

قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ (وکفی بین کفیه) میں لفظ کفے سے ظاہر یہ ہے کہ ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ حالت تعلیم تشہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی کیونکہ کفی میں لفظ کف مفرد ہے اور مفرد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کف کو بصیغہ تثنیہ اور اپنے کف کو بصیغہ مفرد ذکر کرنا بھی ظاہر دلیل اسی امر کی ہے کہ لفظ کفی سے ابن مسعود کی ایک ہی ہتھیلی مراد ہے نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں متبرک

ہتھیلیوں میں ہوتیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرور اس کی تصریح کرتے اور اہتمام اور اعتناء کے ساتھ بلکہ فخر کے ساتھ فرماتے۔ و کفای بین کفیہ یعنی میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں۔ اس صورت میں و کفی بین کفیہ کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض و کفی بین کفیہ سے اس حالت اور وضع کا بتانا ہے جس حالت اور وضع کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کی تعلیم دی تھی پس اگر تعلیم تشہد کے وقت حالت یہ تھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وکفای بین کفیہ فرماتے کیونکہ خاص اس حالت پر لفظ وکفی بین کفیہ صراحتاً و نصاً دلالت نہیں کرتا ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول مذکور میں کفی سے ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ والوں کا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ اس طرح کے مصافحہ کے قائل نہیں بلکہ اس مصافحہ کے قائل ہیں جس میں دونوں جانب سے دو دو ہتھیلیاں ملائی جائیں پس جو ان لوگوں کا دعویٰ ہے وہ اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے وہ ان کا دعویٰ نہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ وجہ ادخال هذا الحديث (اى حديث عبدالله بن هشام) فى المصافحة ان الاخذ باليد يستلزم التقاء صفحة اليد بصفحة اليد غالبًا و من ثم افردها بترجمه تلى هذه الجواز وقوع الاخذ باليد من غير حصول المصافحة اور علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں و لما كان الاخذ باليد يجوز ان يقع من غير حصول المصافحة افرده بهذا الباب ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کا پکڑنا ہو سکتا ہے کہ بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ایک علیحدہ باب منعقد کیا اور مولوی عبدالحئی صاحب حنفی رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں و آنچہ در صحیح بخاری در باب مذکور از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی است علمنى رسول الله صلى الله عليه وسلم و كفى بين كفيه التشهد كما يعلمنى السورة من القران التحيات لله والصلوات الطيبات الحديث. پس ظاہر آنست کہ مصافحہ متوارثہ کہ بوقت تلاقی مسنون است نبودہ بلکہ طریقہ تعلیمیہ بودہ کہ اکابر بوقت اہتمام تعلیم چیزے از ہر دو دست یا یک دست دست اصاغر گرفتہ تعلیم می سازند یعنی صحیح بخاری میں جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھلایا اس حالت میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی سو ظاہر یہ ہے کہ یہ مصافحہ متوارثہ جو بوقت ملاقات مسنون ہے نہیں تھا بلکہ طریقہ تعلیمیہ تھا کہ اکابر کسی چیز کے اہتمام تعلیم کے وقت دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے اصاغر کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرتے ہیں اور مولوی صاحب موصوف کے علاوہ اجلہ فقہائے حنفیہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دونوں کفوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو پکڑنا مزید اہتمام و تاکید تعلیم کے لئے تھا اور ان لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ علی سبیل المصافحہ تھا۔ ہدایہ میں ہے والا خذ بهذا (اى بتشهد ابن مسعود) اولى من الاخذ بتشهد ابن عباس رضی اللہ عنہ لان فيه الامر واقله الاستحباب والالف واللام وهما للاستغراق و زيادة الواووهى لتجد يد الكلام كما فى القسم و تاكيد التعليم انتهى. علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں قوله و تاكيد التعليم يعنى به اخذه بيده زيادة التوكيد ليس فى تشهد ابن عباس انتهى. حافظ زیلعی رحمہ اللہ تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنها (اى من ترجيح تشهد ابن مسعود على تشهد ابن عباس) انه قال فيه علمنى التشهد و كفى بين كفيه و لم يقل ذ لک فى غيره فد ل على مزيد الاعتناء والاهتمام به انتهى حافظ ابن حجر رحمہ اللہ درایہ میں لکھتے ہیں واما تاكيد التعليم ففى تشهد ابن عباس ايضا عند منسلم فسلم للمصنف الثان و بقى اثنان الا ان يريد بتاكيد التعليم قوله كفى بين كفيه فهى زائدة له انتهى. اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔ وتاكيد التعليم فانه روى عن محمد بن الحسن انه قال اخذ ابويوسف بيد ى و علمنى التشهد و قال اخذ ابوحنيفة بيدى فعلمنى التشهد و قال ابوحنيفة اخذ حماد بيدى فعلمنى التشهد و قال حماد اخذعلقمة بيدى و علمنى التشهد و قال علقمة اخذ ابن مسعود بيدى و علمنى التشهدو قال ابن مسعود اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى و علمنى التشهد الخ. ان عبارات سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو اپنے دونوں کفوں میں پکڑنا مزید اہتمام تعلیم کے

لئے تھا اور علی سبیل المصافحہ نہیں تھا اور وہاں واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرنا متعدد احادیث سے ثابت ہے از آنجملہ مسند احمد بن حنبل، ص: ۷۸ / ج: ۵ کی ایک یہ روایت ہے۔ حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا اسماعیل ثنا سلیمن بن المغیرۃ عن حمید بن ھلال عن ابی قتادۃ و ابی الدھماء قالا کانا یکثر ان السفر نحو ھذا البیت قالا اتینا علی رجل من اھل البادیۃ فقال البدوی اخذ رسول اللہ بیدی فجعل یعلمنی مما علمہ اللہ تبارک و تعالٰی انک لن تدع شیئا اتقاء اللہ جل و عزالا اعطاک اللہ خیرا منہ۔ یعنی ابو قتادہ اور ابوالدہماء کہتے ہیں کہ ہم دونوں ایک بدوی شخص کے پاس آئے تو اس بدوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پس مجھے تعلیم کرنے لگے ان باتوں کی جن کی اللہ تعالٰی نے آپ کو تعلیم دی تھی اور فرمایا کہ جب تو اللہ تعالٰی کے ڈر سے کسی چیز کو چھوڑ دے گا تو ضرور اللہ تعالٰی اس چیز سے بہتر کوئی چیز تجھے عطا کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے اس واسطے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے۔ باب الا خذ بالیدین وصافح حماد بن زید ا بن المبارک بیدیہ یعنی باب دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کے بیان میں اور حماد بن زید نے ابن المبارک سے اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ پھر بعد اس کے امام بخاری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے۔ پس جب صحیح بخاری میں امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے تو اس کے قابل قبول و قابل عمل ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ بخاری کے اس باب میں تین امر مذکور ہیں ایک امام بخاری کی تبویب یعنی امام بخاری کا یہ قول کہ "باب دونوں ہاتھ کے پکڑنے کے بیان میں" دوسرے حماد بن زید کا اثر۔ تیسرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور۔ امام بخاری کی مجرد تبویب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثابت نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مصنّفین کی تبویب ان کا دعویٰ ہوتا ہے جو بلا دلیل کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ مجرد دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ کے پکڑنے سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا حصول ضروری نہیں ہے اور حماد بن زید کے اثر سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ دیکھو پانچویں دلیل کا جواب رہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سو اس سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تم کو اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ پس یہ کہنا کہ دونوں ہاتھ کا مصافحہ صحیح بخاری سے ثابت ہے صاف دھوکا دینا اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثبوت تین امر پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری کے نسخ متفق ہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ بعض نسخوں میں بالیدین بصیغہ تثنیہ ہو اور بعض نسخوں میں بالید بصیغہ واحد ہو۔ دوسرے یہ کہ اخذ بالیدین سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود و مصافحہ بالیدین ہو۔ تیسرے یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ مقصود کسی حدیث مرفوع سے ثابت بھی ہو۔ اگر یہ تینوں امر ثابت ہیں تو بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہو گا۔ والا فلا۔ لیکن واضح رہے کہ ان تینوں امروں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری رحمہ اللہ کے نسخ متفق نہیں ہیں بعض میں بالیدین بصیغہ تثنیہ واقع ہوا ہے اور بعض میں بالید بصیغہ واحد واقع ہوا ہے چنانچہ ابوذر اور مستملی کے نسخہ میں بصیغہ واحد ہی واقع ہے دیکھو شروح بخاری بلکہ بعض نسخوں میں بالیمین واقع ہوا ہے۔ اور اخذ بالیدین سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود مصافحہ بالیدین ہونا بھی ثابت نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ شراح صحیح بخاری نے صاف تصریح کر دی ہے کہ چونکہ ہو سکتا ہے کہ اخذ بالیدین بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے بخاری نے اس کے لئے ایک علیحدہ باب بلفظ باب الاخذ بالیدین منعقد کیا اور بالفرض امام بخاری کا یہ مقصود ہو بھی تو یہ مقصود کسی حدیث مرفوع صحیح صریح سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ پس یہ کہنا کہ "صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے۔" سرا سر غلط ہے۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ نصاریٰ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں پس ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت

ہوتی ہے اور نصاریٰ اور یہود کی مخالفت کرنے کا حکم ہے اس لئے دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہرگز جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ جب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اور کسی حدیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کے بارے میں نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی قوم کی مشابہت سے ناجائز ہو سکتا ہے اور نہ کسی کے قول و فعل سے مکروہ ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسنون ہی رہے گا اور ایسے امر مسنون کو کسی قوم کی مشابہت کی وجہ سے یا کسی کے قول و فعل سے ناجائز ٹھہرانا مسلمان کا کام نہیں ہے اور یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا بلاشبہ حکم آیا ہے مگر انہیں امور میں جن کا مسنون ہونا قرآن یا سنت سے ثابت نہیں یا ان امور میں جن کا جائز یا مسنون ہونا پہلے سے ثابت تھا مگر پھر خود آنحضرت ﷺ نے ان امور میں یہود یا نصاریٰ یا کسی اور قوم کی مخالفت کرنے کا حکم فرما دیا اور اس بارے میں ایسا حکم کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حضرت حماد بن زید کے اثر کا جواب: یہ دلیل دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کی دلیل نہیں ہے ہاں مستدل کی ناواقفی اور نافہمی کی البتہ دلیل ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ مستدل نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک کو تابعی بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں شخص تابعی نہیں تھے بلکہ اتباع تابعین سے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کو طبقہ ثامنہ میں لکھا ہے اور طبقہ ثامنہ اتباع تابعین کا طبقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب۔ پس مستدل کا ان دونوں بزرگوں کو تابعی لکھنا سرا سر ناواقفی ہے۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ تابعین اور اتباع تابعین کے اقوال و افعال بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔ کما تقرر فی مقرہ۔ پس دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے پر مجرد حماد بن زید کے فعل سے احتجاج کرنا محض ناواقفی ہے ثالثاً اس وجہ سے کہ حماد بن زید کے فعل کے خلاف ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے بارے میں متعدد حدیثیں موجود ہیں دیکھو پہلا باب۔ پس باوجود موجود ہونے احادیث متعددہ کے حماد بن زید کے فعل بلا دلیل کو پیش کرنا اور پھر یہ لکھنا کہ ''جو لوگ دو ہاتھ سے مصافحہ کو خلاف سنت کہتے ہیں تاوقتیکہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی کوئی حدیث پیش نہ کریں الخ صاف اور کھلی ناواقفی اور بے خبری ہے۔ رابعاً اس وجہ سے کہ ابو اسماعیل بن ابراہیم کی روایت سے حماد بن زید کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا تو ثابت ہوتا ہے مگر عبداللہ بن مبارک کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ پس اس روایت کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا کہ دونوں جانب سے دونوں ہاتھ ملانا سنت ہے صاف نافہمی ہے۔

اور واضح رہے کہ مستدل کا ایک حماد بن زید کا فعل (اور وہ بھی ایک مرتبہ کا فعل) پیش کر کے یہ لکھنا کہ ''اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے زمانہ خیرالقرون میں عمل در آمد تھا اور صحابہ کے دیکھنے والے یعنی حضرات تابعین بھی دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔'' محض جھوٹ ہے اور عوام اہل اسلام کو صاف مغالطہ دینا ہے اور اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا جاتا تھا اور اس پر ہرگز عمل در آمد نہیں تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اگر عام طور پر تمام لوگ دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوتے تو اس تقدیر پر ابو اسماعیل کا حماد بن زید کے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی خبر دینا اور کسی کو کہ یحییٰ وغیرہ جیسے لوگوں کو محض بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ اور لفظ کلتا کا زیادہ کرنا بھی بالکل لغو اور بے سود ہوتا ہے پس صاف معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا رواج تھا اور اسی پر عمل در آمد تھا اور جب ابو اسماعیل نے حماد بن زید کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی اس وجہ سے لوگوں کو اس کی خبر دی۔ اس تقدیر پر اس خبر کا مفید ہونا ظاہر ہے اور لفظ کلتا کو بڑھانے کا بھی فائدہ اس تقدیر پر مخفی نہیں ہے۔ فتدبر (مزید تفصیلات کے لئے المقالۃ الحسنٰی کا مطالعہ فرمائیے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چھبیسواں پارہ

۲۹- باب الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

باب معانقہ یعنی گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح آپ کا مزاج کیسا ہے

تشریح: سلام کے ساتھ لفظ مصافحہ اور معانقہ ہر دو استعمال ہوتے ہیں مصافحہ سلام کرنے والے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آپس میں ملائیں۔ یغفراللہ لنا ولکم سے ایک دوسرے کو دعا پیش کریں۔ مصافحہ صرف ایک سیدھے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ معانقہ گلے سے گلا ملانا۔ اہل عرب کا یہی طریقہ ہے جسے اسلام نے بھی مستحب قرار دیا کیونکہ ان سب کا مقصد واحد محبت و خلوص بڑھانا ہے اور محبت اور خلوص میں خلاصہ اسلام ہے کیف اصبحت کہہ کر مزاج پرسی کرنا اور جواب میں بحمد اللہ بارہا کہنا یہی امر مستحب ہے یہی وہ تہذیب ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔ صد افسوس ان مسلمانوں پر جو اسلام کی سیدھی سادھی پر خلوص تہذیب کو چھوڑ کر غیروں کی غلط تہذیب اختیار کر کے اپنا دین و ایمان خراب کرتے ہیں۔ الحمد للہ آج بخاری شریف کے پارہ نمبر۲۶ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہے اللہ پاک خیریت کے ساتھ اسے بھی درجہ تکمیل کو پہنچا کر قبول فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے اور میری آل اولاد اور جملہ احباب و معاونین کرام کے لئے ترقی دارین کا وسیلہ بنائے آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے (جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو گلے لگایا مگر (دوسری سند سے) کیونکہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر لانا حضرت امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے) پر اس کا موقع نہیں ملا اور باب خالی رہ گیا۔ بعض نسخوں میں لفظ المعانقہ کے بعد واؤ نہیں ہے اس صورت میں قول الرجل کیف اصبحت علیحدہ باب ہو گا اور یہ باب حدیث سے خالی ہو گا۔ اب معانقہ کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہے مگر جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ درست ہے کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبش سے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ لیکن ذہبی نے میزان میں اس حدیث کی سند کو واہی کہا ہے۔ البتہ آدمی اپنے بچے کو پیار کے طور پر گلے لگا سکتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو لگایا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور امام احمد نے حضرت ابوداؤد سے نقل کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو اپنے سے چمٹایا اس کی سند میں ایک شخص مبہم ہے۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اس سے روایت کی ہے کہ صحابہ ملاقات کے وقت جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے اور ترمذی نے نکالا کہ زید بن حارثہ جب مدینے میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا پیار کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ بہر حال سفر سے جو لوٹ کر آئے اس سے معانقہ کرنا درست ہے لیکن عیدین وغیرہ میں معانقہ کا جو مصافحہ لوگوں میں معمول ہو گیا ہے اسی طرح صبح یا عصر یا جمعہ کے بعد اس کی شریعت سے کوئی اصل نہیں اور اکثر علماء نے اسے مکروہ قرار دیا۔ (وحیدی) اخرج سفیان بن عیینة فی جامعه عن الاجلح عن الشعبی ان جعفرا لما

قدم تلقاه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبل جعفرا بین عینیه واخرج الترمذی فی معجم الصحابة من حدیث عائشة لما قدم جعفرا استقبله رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبل ما بین عینیه اخرج الترمذی عن عائشة قالت قدم زید بن حارثة المدینة و رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتی فقرع الباب قام الیه النبی صلی الله علیه وسلم عریانا یجر ثوبه فاعتنقه و قبله قال الترمذی حدیث حسن۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے واپس آ کر دربار رسالت میں تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (از راہ شفقت) حضرت جعفر کی پیشانی کو چوما اسی طرح جب حضرت زید بن حارثہ مدینہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کو چوما بہر حال اس طرح معانقہ جائز ہے مگر مریدین جو مکار پیروں کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کے قدموں میں سر رکھتے ہیں یہ کھلا ہوا شرک ہے' ایسی حرکات سے ہر موحد مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

٦٢٦٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: أَلاَ تَرَاهُ أَنْتَ وَاللهِ بَعْدَ الثَّلاَثِ عَبْدُ الْعَصَا، وَاللهِ إِنِّي لأُرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ، وَإِنِّي لأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ، فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَسْأَلَهُ فِيمَنْ يَكُونُ الأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا، قَالَ عَلِيٌّ: وَاللهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا

(٦٢٦٦) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو بشر بن شعیب نے خبر دی' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے زہری نے' کہا مجھ کو عبداللہ بن کعب نے خبر دی اور ان کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مرض الموت میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکلے' یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کیسی گزاری ہے؟ انہوں نے کہا کہ بحمد اللہ آپ کو سکون رہا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر کہا۔ کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے نہیں ہو۔ (واللہ) تین دن کے بعد تمہیں لاٹھی کا بندہ بننا پڑے گا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرض میں آپ وفات پا جائیں گے۔ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار کو خوب پہچانتا ہوں' اس لئے ہمارے ساتھ تم آپ کے پاس چلو۔ تاکہ پوچھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کس کے ہاتھ میں رہے گی اگر وہ ہمیں لوگوں کو ملتی ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر دوسروں کے پاس جائے گی تو ہم عرض کریں گے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں کچھ وصیت کر دیں۔ حضرت علی

رَسُولَ اللهِ ﷺ فَيَمْنَعُنَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا، وَإِنِّي لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبَدًا. [راجع: ٤٤٤٧]

رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! اگر ہم نے آنحضرت ﷺ سے خلافت کی درخواست کی اور آنحضرت ﷺ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی نہیں دیں گے میں تو آنحضرت ﷺ سے کبھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہو۔

تشریح حدیث اور باب میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مزاج پوچھا اور انہوں نے بحمداللہ بارئاً کہہ کر جواب دیا اور اس حدیث میں بہت سے امور تشریح طلب ہیں۔ امر خلافت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ بالکل بجا تھا۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے بتلا دیا کہ خلافت جس ترتیب سے قائم ہوئی وہی ترتیب عنداللہ محبوب اور مقدر تھی اللہ پاک چاروں خلفائے راشدین کی ارواح طیبات کو ہماری طرف سے بہت بہت سلام پیش فرمائے آمین ثم آمین۔

روایت میں لفظ عبد العصاء سے مراد یہ ہے کہ کوئی اور خلیفہ ہو جائے گا تم کو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ لفظ کا لفظی ترجمہ لاٹھی کا غلام ہے مگر مطلب یہی ہے کہ کوئی غیر قریشی تم پر حکومت کرے گا تم اس کے ماتحت ہو کر رہو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانش مندی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ اگر ملاقات کرنے پر آنحضرت ﷺ نے صاف فرما دیا کہ تم کو خلافت نہیں مل سکتی تو پھر تو قیامت تک لوگ ہم کو خلیفہ نہیں بنائیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس امر کو توکل علی اللہ پر چھوڑ دیا جائے' اگر اس مرتبہ ہم کو خلافت نہ ملی تو آئندہ کے لئے تو امید رہے گی۔ ایسا پوچھنے میں ایک طرح کی بدفالی اور آنحضرت ﷺ کو رنج دینا بھی تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے گوارا نہیں کیا اور اس میں خدا کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس وقت یہ مقدمہ گول مول رہے اور مسلمان اپنے صلاح اور مشورے سے جسے چاہیں خلیفہ بنالیں یہ طرز انتخاب آنحضرت ﷺ نے وہ قائم فرمایا جس کو اب سارے سیاست دان عین دانائی اور عقلمندی سمجھتے ہیں اور دنیا میں یہ پہلا طریقہ تھا کہ حکومت کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑا گیا جو آج ترقی پذیر لفظوں میں لفظ آزاد جمہوریہ سے بدل گیا ہے۔ خلافت کے معاملہ میں بعد میں جو کچھ ہوا کہ چاروں خلفائے راشدین اپنے اپنے وقتوں میں مسند خلافت کی زینت ہوئے یہ عین منشاء الٰہی کے مطابق ہوا اور بہت بہتر ہوا وکان عند اللہ قدرا مقدورا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ و فیھم ان الخلافة لم تذكر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اصلاً لان العباس حلف انه يصير مامورا لا امرا لما كان يعرف من توجيه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بها الی غیره و فی سكوت علی د لیل علی علم علی بما قال العباس (فتح) یعنی اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قسمیہ کہہ چکے تھے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آمر نہیں بلکہ مامور ہو کر رہیں گے اس لئے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی توجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غیر کی طرف محسوس کر چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سکوت ہی دلیل ہے کہ جو کچھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس سے واقف تھے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا نعرہ محض امت میں انشقاق و افتراق کے لئے کھڑا کیا گیا جس میں زیادہ حصہ مسلمان نما یہودیوں کا تھا۔

٣٠- باب مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

باب کوئی بلائے تو جواب میں لفظ لبیک (حاضر) اور سعدیک (آپ کی خدمت کے لئے مستعد) کہنا

٦٢٦٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

(٦٢٦٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلاَثًا، ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ)).

بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا اے معاذ! میں نے کہا۔ "لبیک و سعدیک" (حاضر ہوں) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مجھے اسی طرح مخاطب کیا اس کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی جواب دیا) کہ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کی "لبیک و سعدیک" فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب وہ یہ کرلیں تو اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ یہ کہ انہیں عذاب نہ دے۔

٠٠٠٠- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ بِهَذَا.
[راجع: ٢٨٥٦]

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی حدیث مذکورہ بالا بیان کی۔

تشریح حدیث ہذا میں شرک کی انتہائی مذمت ہے اور توحید پر انتہائی بشارت بھی ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول لبیک و سعدیک سے ثابت ہوتی ہے۔ اللہ پر حق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ایسا وعدہ فرمایا ہے باقی اللہ پر واجب کوئی چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اس کی مرضی کے خلاف کوئی دم مارنے کا مجاز نہیں ہے اس لئے جو لوگ بحق فلاں بحق فلاں سے دعا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے۔ یہاں حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

٦٢٦٨- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا وَاللهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلاَثٌ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلاَّ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلاَّ أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا))

(٦٢٦٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا (کہا کہ) واللہ ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گذر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھ

وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ وسعديك يارسول الله قال الا كثرون هم الأ قلون إلأ من قال هكذا وهكذا ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبْرَحْ)) فَمَكَثْتُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ، فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ. وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ: عَنِ الأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ.

[راجع: ۱۲۳۷]

لوں میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا یہیں ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو۔ اس لئے میں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ میں وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو) میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی اور مجھے خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ جائے پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لئے میں یہیں ٹھہر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔ (اعمش نے بیان کیا کہ) میں نے زید بن وہب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں؟ حضرت زید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مجھ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کی تھی۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوصالح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا اور ابوشہاب نے اعمش سے بیان کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ اور بیان کئے کہ اگر سونا احد پہاڑ کے برابر بھی ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا میرے پاس

تین دن سے زیادہ رہے۔

تشریح حدیث میں کئی ایک اصولی باتیں مذکور ہیں مثلاً جو شخص خالص توحید والا شرک سے بچنے والا ہے وہ کسی بھی کبیرہ گناہ کی وجہ سے دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک توحید کی برکت سے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔
حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کا ایک ایسا طرز عمل مذکور ہے جو ہمیشہ اہل دنیا کے لئے مشعل راہ رہے گا آپ دنیا میں اولین انسان ہیں جنہوں نے سرمایہ داری و دولت پرستی پر اپنے قول و عمل سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج ساری دنیا اسی ڈگر پر چل پڑی ہے جیسا کہ اقبال مرحوم نے کہا ہے ؎

گیا دور سرمایہ داری گیا دکھا کر تماشہ مداری گیا

٣١- باب لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

باب کوئی شخص کسی دوسرے بیٹھے ہوئے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

٦٢٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)). [راجع: ٩١١]

(٦٢٦٩) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔

٣٢- باب

باب اللہ پاک کا سورۂ فتح میں فرمانا کہ اے مسلمانو! جب تم

﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا﴾ الآيَةَ [المجادلة : ١١].

سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی کر لو تو کشادگی کر لیا کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو

تشریح بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص مجلس نبوی کے متعلق تھا مگر صحیح یہ ہے کہ حکم عام ہے۔ اس باب کو حضرت امام بخاری اس لئے لائے کہ پچھلے باب میں جو دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت تھی وہ اس حالت میں ہے جب خالی جگہ ہوتے ہوئے کوئی ایسا کرے اگر جگہ کی تنگی نہیں ہے تو پھر اسلام میں بھی تنگی کا حکم نہیں ہے۔

٦٢٧٠- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عن عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ

(٦٢٧٠) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عبداللہ عمری نے' ان سے نافع اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے تاکہ دوسرا اس کی جگہ بیٹھے' البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور فراخی کر دیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند کرتے تھے کہ

يُجْلِسَ مَكَانَهُ. [راجع: ٩١١] کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

مجلس کے آداب میں سے یہ اہم ترین ادب ہے جس کی تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے آیت باب بھی اسی پاک تعلیم پر مشتمل ہے۔ قلت لفظ ابن عمر علی قتادة کانو یتنافسون فی مجلس النبی صلی الله علیه وسلم اذا راوہ مقبلاً فسبقوا علیهم فامرهم الله تعالٰی ان یوسع بعضهم لبعض (فتح) یعنی صحابہ کرام جب آنحضرت ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور جگہ پکڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس پر ان کو مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

٣٣- باب مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُومَ النَّاسُ

باب جو اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر مجلس یا گھر میں کھڑا ہوا یا کھڑے ہونے کے لئے ارادہ کیا تاکہ دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جائیں تو یہ جائز ہے

تشریح: جب کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کی ملاقات کو جائے تو تہذیب یہ ہے کہ اپنی غرض بیان کر کے اٹھ کھڑا ہو اگر گھر والے بیٹھنے کے لئے کہیں تو بیٹھے یوں بے کار وقت ضائع کرنا اور وہاں بیٹھے رہ کر صاحب خانہ کا بھی وقت برباد کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ قربان جائیے جناب نبی کریم ﷺ پر کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ پر آپ نے کیسی نظر سے کام لیا اور کتنے بہترین احکام صادر فرمائے ہیں۔ (ﷺ)

٦٢٧١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ، طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ : فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ، قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ، وَبَقِيَ ثَلاَثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ، فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا، فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ - إِلَى

(٦٢٧١) ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے' کہا میں نے اپنے والد سے سنا' وہ ابو مجلز (حق بن حمید) سے بیان کرتے تھے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ (بے حد بیٹھے ہوئے تھے) پھر بھی کھڑے نہیں ہوئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے جب آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے صحابہ کھڑے ہو گئے لیکن تین آدمی اب بھی باقی رہ گئے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اندر جانے کے لئے تشریف لائے لیکن وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی چلے گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ (تین آدمی) بھی جا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے

قَوْلِهِ- إِنَّ ذَٰلِكُم كَانَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمًا﴾ [الأحزاب : ٥٣].
[راجع: ٤٧٩١]

میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ ارشاد ہوا و ان ذالکم عند اللہ عظیما تک۔

تشریح: اور ان کی خانگی ضروریات کے پیش نظر آداب کا تقاضا یہی ہے کہ دعوت سے فراغت کے بعد فوراً وہاں سے رخصت ہو جائیں حدیث مذکورہ میں ایسی ہی تفصیلات مذکور ہیں۔

٣٤- باب الِاحْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

باب ہاتھ سے احتباء کرنا اور اس کو قرفصا کہتے ہیں

یعنی سرین زمین پر لگا کر بیٹھنا اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر جوڑ کر بیٹھنا جائز ہے اس کو قرفصا کہتے ہیں (عربی میں اس کو احتباء کہتے ہیں) یعنی دونوں رانوں کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر حلقہ کرے رانوں کو پیٹ سے ملائے۔

٦٢٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هَكَذَا.

(٦٢٧٢) ہم سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا' کہا ہم کو ابراہیم بن منذر حزامی نے خبر دی' کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں دیکھا کہ آپ سرین پر بیٹھے ہوئے دونوں رانیں شکم مبارک سے ملائے ہوئے ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

٣٥- باب مَنْ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

باب اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر ٹیکا دے کر بیٹھنا

وَقَالَ خَبَّابٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ: أَلَا تَدْعُوا اللهَ؟ فَقَعَدَ.

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے! (یہ سن کر) آپ سیدھے ہو بیٹھے۔

تشریح: یہ حدیث باب علامات نبوۃ میں گزر چکی ہے۔ قال المھلب یجوز للعالم والمفتی والامام الاتکاء فی مجلسه بحضرة الناس اولم یجده فی بعض اعضائه او اراد ته یرتفق بذ'الک والایکون ذالک فی عامة مجلسه۔ (فتح) یعنی عالم اور مفتی اور امام کے لئے لوگوں کے سامنے مجلس میں کسی جسمانی درد یا بیماری کی وجہ سے تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے محض راحت کی وجہ سے بھی مگر عام مجلسوں میں ایسا نہ ہونا چاہئے۔

٦٢٧٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

(٦٢٧٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ أُخبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((الإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)).
[راجع: ٢٦٥٣]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

٦٢٧٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.
[راجع: ٢٦٥٤]

(۶۲۷۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے اسی طرح مثال بیان کیا (اور یہ بھی بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ہاں اور جھوٹی بات بھی۔ آنحضرت ﷺ اسے اتنی مرتبہ بار بار دہراتے رہے کہ ہم نے کہا' کاش آپ خاموش ہو جاتے۔

تشریح: یہ حدیث کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور دوسری احادیث میں بھی آپ کا تکیہ لگا کر بیٹھنا منقول ہے جیسے ضمام بن ثعلبہ اور سمرہ کی احادیث میں ہے۔ جھوٹی بات کے لئے آپ کا یہ بار بار فرمانا اس کی برائی کو واضح کرنے کے لئے تھا۔

٣٦- باب مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

باب جو کسی ضرورت یا کسی غرض کی وجہ سے تیز تیز چلے

٦٢٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.
[راجع: ٨٥١]

(۶۲۷۵) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر پڑھائی اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ چل کر آپ گھر میں داخل ہو گئے۔

تشریح: یہ گھر میں داخل ہونا کسی ضرورت یا حاجت کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے بانٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہو ان معاندین کے منہ پر جو ایسے مہاپرش خدا رسیدہ بزرگ رسول کو دنیا داری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

٣٧- باب السَّرِيرِ

باب چارپائی یا تخت کا بیان

٦٢٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَسْطَ

(۶۲۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابو الضحیٰ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تخت کے وسط میں نماز پڑھتے تھے اور میں آنحضرت ﷺ اور قبلہ کے

السَّرِيرِ، وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، تَكُونُ لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلاَلاً. [راجع: ٣٨٢]

درمیان لیٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت ہوتی لیکن مجھ کو کھڑے ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا۔ البتہ آپ کی طرف رخ کر کے میں آہستہ سے کھسک جاتی تھی۔

قبلہ رخ میں عورت کا لیٹنا مصلی کی نماز کو باطل نہیں کرتا۔

٣٨- باب مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

باب گاؤ تکیہ لگانا یا گدا بچھانا (جائز ہے)

٦٢٧٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لِي: ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ))؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: خَمْساً قُلْتُ يارسول الله قال قال سَبْعاً قُلْتُ يارسول الله قال تسعاً قلت يارسول الله قَالَ ((إِحْدَى عَشْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((لاَ صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

[راجع: ١١٣١]

(٦٢٧٧) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' ان سے عمرو بن عون نے بیان کیا' ان سے خالد (بن عبداللہ طحان) نے بیان کیا' ان سے خالد (حذاء) نے' ان سے ابوقلابہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابوالملیح عامر بن زید نے خبر دی' انہوں نے (ابوقلابہ) کو (خطاب کر کے) کہا کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چمڑے کا ایک گدا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھادیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ویسا ہی پڑا رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے لئے ہر مہینے میں تین دن کے (روزے) کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر پانچ دن رکھا کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا سات دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا نو دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا گیارہ دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے۔ زندگی کے نصف ایام' ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدا بچھانا اور اور اس پر بیٹھنا جائز ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٦٢٧٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ.

(٦٢٧٨) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے مغیرہ بن مقسم نے' ان سے

عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا، فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ : أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي كَانَ لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ يَعْنِي حُذَيْفَةَ؟ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ كَانَ فِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ ﷺ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ يَعْنِي عَمَّارًا، أَوَ لَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ الْوِسَادَةِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ [الليل: ١] قَالَ: ﴿وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى﴾ فَقَالَ: مَا زَالَ هَؤُلاَءِ حَتَّى كَادُوا يُشَكِّكُونِي وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے کہ آپ ملک شام میں پہنچے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے مغیرہ نے اور ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ایک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جا بیٹھے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ کہا کہ اہل کوفہ سے۔ پوچھا کیا تمہارے یہاں (نفاق اور منافقین کے) بھیدوں کے جاننے والے وہ صحابی نہیں ہیں جن کے سوا کوئی اور ان سے واقف نہیں ہے۔ ان کا اشارہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں (یا یوں کہا کہ) تمہارے وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دی تھی۔ اشارہ عمار رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں مسواک اور گدے والے نہیں ہیں؟ ان کا اشارہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ "واللیل اذا یغشٰی" کس طرح پڑھتے تھے۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ "والذکر والانثٰی" پڑھتے تھے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ لوگ کوفہ والے اپنے مسلسل عمل سے قریب تھا کہ مجھے شبہ میں ڈال دیتے حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خود اسے سنا تھا۔

تشریح ہر دو روایتوں میں رسول کریم ﷺ کے لئے گدا بچھایا جانا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جن تین بزرگوں کے مختلف مناقب بیان کئے یعنی حضرت حذیفہ' حضرت عمار اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ' حضرت ابودرداء کا اصل منشاء وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت سے متعلق ہے' ان کا عمل اسی قرأت پر تھا اور سبعہ قرآت میں سے یہ بھی ایک قرأت ہے مگر مشہور عام اور مقبول انام قرأت وہ ہے جو جمہور قراء کے ہاں مقبول اور مروج ہے یعنی والذکر والانثی کی جگہ وما خلق الذکر والانثی مصحف عثمانی میں اس قرأت کو ترجیح حاصل ہے۔ السیاق یرشد الی انه اراد وصف کل واحد من الصحابة بما کان اختص به ان الفضل دون غیرہ من الصحابة (فتح) یعنی ہر صحابی کو فضل حاصل تھا اس کا اظہار مقصود تھا اور بس۔

٣٩- باب الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

دن کے وقت دوپہر کے قریب یا اس کے بعد آرام کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں۔

٦٢٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا

(٦٢٧٩) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے

سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

[راجع: ٩٣٨]

بیان کیا' ان سے ابوحازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کھانا اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

٤٠- باب الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے

٦٢٨٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لإِنْسَانٍ: ((انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ)).

[راجع: ٤٤١]

(٦٢٨٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن حازم نے بیان کیا' ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام "ابو تراب" سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو اس نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا تو فرمایا کہ بیٹی تمہارے چچا کے لڑکے (اور شوہر) کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے کہا میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ مجھ پر غصہ ہو کر باہر چلے گئے اور میرے یہاں (گھر میں) قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ' وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور گرد آلود ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ اس سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے' ابو تراب! (مٹی والے) اٹھو' ابو تراب! اٹھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے پائے گئے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر عرب لوگ باپ کے چچا کو بھی چچا کہہ دیتے ہیں اسی بنا پر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابن عمک کے الفاظ استعمال فرمائے۔

٤١- باب مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

باب اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے اور دوپہر کو وہیں آرام کرے تو یہ جائز ہے

٦٢٨١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

(٦٢٨١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن عبداللہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ قَالَ: فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ: فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ.

انصاری نے' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے' ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ (ان کی والدہ) ام سلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ بیان کیا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لئے اور (پسینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں اسے ملا لیا۔ بیان کیا ہے کہ پھر جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس سک (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا تھا) میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ بیان کیا ہے کہ پھر ان کے حنوط میں اسے ملایا گیا۔

تشریح حافظ نے کہا کہ یہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے لئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لے لئے تھے جب آپ نے منیٰ میں سر منڈایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے بدن کا پسینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے تو فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کا پسینہ خوشبو میں ڈالنے کے لئے جمع کرتی ہوں وہ خود بھی نہایت خوشبودار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لئے آپ کا پسینہ اپنے بچوں کے واسطے جمع کرتی ہیں چنانچہ حنوط میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور پسینہ ملا ہوا تھا ولا معارضة بين قولها انها كانت تجمعه لاجل طيبة و بين قولها للبركة بل يحمل على انها كانت تفصل ذالك الامرين معا (فتح) یعنی یہ کام برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لئے کیا کرتی تھیں۔

۶۲۸۲، ۶۲۸۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ

(۶۲۸۲-۸۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء تشریف لے جاتے تھے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر بھی جاتے تھے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلاتی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے (خواب میں) پیش کئے گئے' جو اس سمندر کے اوپر (کشتیوں میں) سوار ہوں گے (جنت میں وہ ایسے نظر آئے) جیسے بادشاہ

يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ)) - أَوْ قَالَ ((مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ)) شَكَّ إِسْحَاقُ قُلْتُ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ))- فَقُلْتُ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُم؟ قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)) فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

تخت پر ہوتے ہیں' یا بیان کیا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ اسحاق کو ان لفظوں میں ذرا شبہ تھا (ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی پھر آنحضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سمندر کے اوپر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا مثل بادشاہوں کے تخت پر۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس گروہ کے سب سے پہلے لوگوں میں ہو گی چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے (معاویہ رضی اللہ عنہ کی شام پر گورنری کے زمانہ میں) سمندری سفر کیا اور خشکی پر اترنے کے بعد اپنی سواری سے گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔

تشریح: ہر دو روایتوں میں آنحضرت ﷺ کے قیلولہ کا باب کے مطابق کرنے کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ پہلی روایت میں آپ کے خوشبودار پسینے کا ذکر ہے صد بار قابل تعریف ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو یہ بہترین خوشبو نصیب ہوئی۔ دوسری روایت میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس جنگ میں واپسی کے وقت اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئی تھیں۔ اس طرح پیش گوئی پوری ہوئی' اس سے سمندری سفر کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا' پر آج کل تو سمندری سفر بہت ضروری اور آسان بھی ہو گیا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

٤٢- باب الْجُلُوسِ كَيْفَمَا تَيَسَّرَ

باب آسانی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ سکتا ہے

٦٢٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ، وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَالاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَالْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ

(۶۲۸۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا تھا۔ اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح احتباء کرنے سے کہ انسان کی شرم گاہ پر کوئی چیز نہ ہو اور ملامست اور منابذت سے۔ اس روایت کی

وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٦٧]

متابعت معمر، محمد بن ابی حفصہ اور عبداللہ بن بدیل نے زہری سے کی ہے۔

تشریح اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس میں ستر عورت کھلنے کا ڈر ہو تو اس سے یہ نکلا کہ یہ ڈر نہ ہو تو اس طرح بیٹھنا بھی جائز درست ہے۔ امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک چار زانو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ معمر کی روایت کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں اور محمد بن ابی حفصہ کی روایت کو ابن عدی نے اور عبداللہ بن بدیل کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے۔ ملامسۃ کے بارے میں علامہ نووی نے شرح مسلم میں علماء سے تین صورتیں نقل کی ہیں ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھوئے تو بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھونا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ کہ چھونا خود بیع قرار دیا جائے مثلاً مالک خریدار سے یہ کہے کہ جب تو چھوئے تو وہ مال تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری صورت یہ کہ چھونے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں بیع باطل ہے۔ اسی طرح بیع منابذہ کے بھی تین معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دیا جائے یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے۔ تیسری یہ کہ پھینکنے سے کنکری کا پھینکنا مراد ہے۔ یعنی خریدنے والا بائع کے حکم سے کسی مال پر کنکری پھینک دے تو وہ کنکری جس چیز پر پڑ جائے گی اس کا لینا ضروری ہو جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ یہ سب جاہلیت کے زمانے کی بیع ہیں جو جوئے میں داخل ہیں' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے اور روایت ہذا میں دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایک اشتمال صماء ہے جس کی یہ صورت جو بیان کی گئی ہے دوسری صورت یہ' ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح سے لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صخرہ صماء کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو۔ بعض نے کہا کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی کسی بھی کپڑے سے اپنا سارا جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اٹھا دے تو اس کا ستر کھل جائے۔ غرض یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور دوسرا لباس احتباء یہ ہے کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو تو ایک ہی کپڑا سے گوٹ مار کر بیٹھے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ یعنی کمر سے جکڑے تو اگر شرمگاہ پر کپڑا ہے اور شرم گاہ ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر شرمگاہ ظاہر ہو جاتی ہے تو ناجائز ہے۔

٤٣- باب مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَلَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

باب جس نے لوگوں کے سامنے سرگوشی کی اور جس نے اپنے ساتھی کا راز نہیں بتایا پھر جب وہ انتقال کر گیا تو بتایا یہ جائز ہے

٦٢٨٥، ٦٢٨٦- حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ

(٦٢٨٥-٨٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح نے' کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عامر شعبی نے' ان سے مسروق نے کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں' کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ

عَلَيْهَا السَّلاَمُ تَمْشِي. لاَ وَاللهِ مَا تَخْفَى مَشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ، إِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا: أَنَا مِنْ بَيْنَ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ: أَمَّا الآنَ، فَنَعَمْ. فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ: أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الأَمْرِ الأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي ((أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلاَ أَرَى الأَجَلَ إِلاَّ قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ)) قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الأُمَّةِ)).[راجع: ٣٦٢٣]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور حضرت فاطمہؓ بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ "جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے' اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں" بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی' فرمایا "فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی' یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔"

تشریح: سرگوشی سے اس لئے منع فرمایا کہ کسی تیسرے آدمی کو سوء ظن نہ پیدا ہو اگر مجلس میں اس خطرے کا احتمال نہ ہو تو سرگوشی جائز بھی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے رسول کریم ﷺ کا سرگوشی کرنا مذکور ہے۔

٤٤- باب الاسْتِلْقَاءِ

باب چت لیٹنے کا بیان

٦٢٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى.

[راجع: ٣٦٢٤]

(٦٢٨٧) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عباد بن تمیم نے خبر دی' ان سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا آپ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

٤٥- باب لاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلاَ تَتَنَاجَوْا بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة : ١٠-٩] وقوله : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - إِلَى قَوْلِهِ - وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[المجادلة : ١٢، ١٣].

باب کسی جگہ صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو اکیلا چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

اور اللہ پاک نے (سورۂ قد سمع اللہ: ٩' ١٠ میں) فرمایا مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور پرہیز گاری پر----- آخر آیت وعلی اللہ فلیتوکل المومنون تک

اور اللہ نے اس سورت میں مزید فرمایا مسلمانو! جب تم پیغمبر سے سرگوشی کرو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ نکالا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے اگر تم کو خیرات کرنے کے لئے کچھ نہ ملے تو خیر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت واللہ خبیر بما تعملون تک۔ (سورۃ المجادلہ :١٢' ١٣)

تشریح: یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہو گئی' کہتے ہیں کہ اس پر اولین عمل کرنے والے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کیا اور ان دونوں آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کانا پھوسی درست ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ گناہ اور ظلم کی بات کے لئے نہ ہو۔

٦٢٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ

(٦٢٨٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول

((إِذَا كَانُوا ثَلاثَةً فَلاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ)).

اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

تشریح دوسری روایت کسی کی صحبت میں بیٹھے تو وہ امانت کی باتیں اپنے دل میں رکھے اور افشاء نہ کرے کہ ان سے اس بھائی کو دکھ ہو۔

٤٦- باب حِفْظِ السِّرِّ

باب راز چھپانا

٦٢٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ، وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

(٦٢٨٩) ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

تشریح دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایک کام کے لئے بھیجا تھا جس کی وجہ سے میں اپنی والدہ کے پاس دیر میں پہنچا۔ والدہ نے تاخیر کی وجہ پوچھی میں نے کہا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے راز کی ایک بات ہے پھر حضرت والدہ نے بھی یہی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی بات کسی کے سامنے ظاہر نہ کیجئو مگر اس میں وہی راز مراد ہے جس کے ظاہر ہونے سے ایک مسلمان بھائی کو نقصان کا خوف ہو۔

٤٧- باب إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلاثَةٍ فَلاَ بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

باب جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو کانا پھوسی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

٦٢٩٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلاثَةً فَلاَ يَتَنَاجَى رَجُلاَنِ دُونَ الآخَرِ، حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ)).

(٦٢٩٠) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں کانا پھونسی نہ کیا کرو۔ اس لئے لوگوں کو رنج ہو گا البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو مضائقہ نہیں۔

٦٢٩١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا

(٦٢٩١) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابوحمزہ محمد بن میمون نے' ان سے اعمش نے' ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ مال تقسیم فرمایا اس پر انصار کے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی

أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ، حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

خوشنودی مقصود نہ تھی میں نے کہا کہ ہاں! اللہ کی قسم میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں گیا آنحضرت ﷺ اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے آنحضرت ﷺ کے کان میں چپکے سے یہ بات کہی تو آپ غصہ ہو گئے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا (پس میں بھی صبر کروں گا)

تشریح باب کا مطلب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے نکلا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس وقت آنحضرت ﷺ سے سرگوشی کی جب دوسرے کئی لوگ موجود تھے۔ یہ گستاخ منافق تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت تکلیفیں دی گئیں قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھڑکا کر آپ پر زنا کی تہمت لگائی' بنی اسرائیل نے آپ کو فتق کا عارضہ بتلایا کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا۔ ان الزامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا اللہ ان پر بہت بہت سلام پیش فرمائے۔ آمین۔

٤٨- باب طُولِ النَّجْوَى

باب دیر تک سرگوشی کرنا

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوَى﴾ [الأسراء: ٤٧] مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ.

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ "واذ ھم نجویٰ تو نجویٰ ناجیت کا مصدر ہے یعنی وہ لوگ سرگوشی کر رہے ہیں یہاں یہ ان لوگوں کی صفت واقع ہو رہا ہے۔

٦٢٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَمَا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ٦٤٢]

(٦٢٩٢) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرتے رہے' پھر وہ دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ سونے لگے اس کے بعد آپ اٹھے اور نماز پڑھائی۔

٤٩- باب لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے (نہ چراغ روشن کیا جائے)

کیونکہ اس سے بعض دفعہ گھر میں آگ لگ کر نقصان عظیم ہو جاتا ہے۔

٦٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي

(٦٢٩٣) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے سالم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب سونے لگو تو گھر میں آگ

بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)).

٦٢٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ)).

٦٢٩٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((خَمِّرُوا الآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الأَبْوَابَ، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ)). [راجع: ٣٢٨٠]

نہ چھوڑو۔

(۶۲۹۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے اس لئے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

(۶۲۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے کثیر بن شنظیر نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا' ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا (سوتے وقت) برتن ڈھک لیا کرو ورنہ دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ بجھا لیا کرو کیونکہ یہ چوہا بعض اوقات چراغ کی بتی کھینچ لیتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

یہ معاشرتی زندگی کے ایسے پہلو ہیں جن پر عدم توجہی کے سبب بعض دفعہ ایسے لوگ سخت ترین تکلیف کے شکار ہو جاتے ہیں قربان جائیے اس پیارے رسول پر جنہوں نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے ہم کو بہترین ہدایات پیش فرمائی ہیں (ﷺ)

٥٠- باب إِغْلَاقِ الأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب رات کے وقت دروازے بند کرنا

٦٢٩٦- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَأَوْكِئُوا الأَسْقِيَةَ، وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ)) قَالَ هَمَّامٌ، وَأَحْسِبُهُ ((وَلَوْ بِعُودٍ)). [راجع: ٣٢٨٠]

(۶۲۹۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات میں سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔ حماد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ "اگرچہ ایک لکڑی سے ہی ہو"

٥١- باب الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الإِبْطِ

باب بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

تشریح: اہلحدیث کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے۔ حضرت امام بخاری کے ترجمہ باب سے بھی وجوب نکلتا ہے کیونکہ بڑا ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا انہوں نے لازم رکھا ہے۔ اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے کرمانی نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استیذان کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسے کتاب الاستیذان میں لائے۔ فافهم ولا تکن من القاصرین۔

٦٢٩٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ)).

[راجع: ٥٨٨٩]

(٦٢٩٧) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا' زیر ناف کے بال بنانا' بغل کے بال صاف کرنا' مونچھ چھوٹی کرانا اور ناخن کاٹنا۔

بعض روایات میں داڑھی بڑھانے کا بھی ذکر ہے یہ جملہ امور سنن ابراہیمی ہیں جن کی پابندی ان کے آل کے لئے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ان پر عمل کی توفیق بخشے کہ وہ صحیح ترین فرزندان ملت ابراہیمی ثابت ہوں۔ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے ختنہ کو پیدائشی سنت فرمایا اور عمر کی کوئی قید نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ بڑی عمر میں بھی ختنہ ہے۔

٦٢٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ)) مُخَفَّفَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ: بِالْقَدُّومِ

(٦٢٩٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (٨٠) سال کی عمر میں ختنہ کرایا اور آپ نے قدوم (تخفیف کے ساتھ) (کلہاڑے) سے ختنہ کیا۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابوالزناد نے بالقدوم (تشدید کے ساتھ بیان کیا)

٦٢٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ، قَالَ: وَكَانُوا لاَ يَخْتِنُونَ

(٦٢٩٩) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم کو عباد بن موسیٰ نے خبر دی' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے' ان سے ابواسحاق نے' ان سے سعید بن جبیر نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا کہ ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ

الرَّجُلَ حَتَّى يُدْرِكَ.[طرفه في: ٦٣٠٠].

نہ کرتے تھے۔

٦٣٠٠- وقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا خَتِينٌ. [راجع: ٦٢٩٩]

(۶۳۰۰) اور عبداللہ ابن ادریس بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' اس سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

٥٢- باب كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللهِ

باب آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ لھو میں داخل اور باطل ہے

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ [لقمان ٦].

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں اس کا کیا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ لقمان میں فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ سے بہکا دینے کے لئے کھیل کود کی باتیں بول لیتے ہیں۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس سے گانا مراد ہے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر اور حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رحمہم اللہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت غنا اور مزامیر کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔

٦٣٠١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللاَّتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ : تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)).

(۶۳۰۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس نے قسم کھائی اور کہا کہ "لات و عزیٰ کی قسم" تو پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ کر دینا چاہئے۔

تشریح: لہٰذا روپیہ پیسہ جوا کھیلنے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ جو لوگ پیر و مرشد کی قسم کھاتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں قسم کھانا صرف اللہ کے نام سے ہو غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے من حلف بغیر الله فقد اشرک اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے اسی طرح حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے۔ بعض نے پہلے امر کی توجیہ یہ کی ہے کہ جوا کھیلنے کے لئے جو بلائے اس کو گھر آنے کی اجازت نہ دینی چاہئے اور دوسرے کی توجیہ یہ کی ہے کہ لات اور عزیٰ کی قسم کھانا بھی لھوالحدیث میں داخل ہے جو حرام ہے۔

٥٣- باب مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

باب عمارت بنانا کیسا ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ قیامت کی

أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ)).

نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مویشی چرانے والے لوگ کوٹھیوں میں اکڑنے لگیں گے یعنی بلند کوٹھیاں بنوا کر فخر کرنے لگیں گے۔

تشریح: اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بہت لمبی لمبی اونچی عمارتیں بنوانا مکروہ ہے اور اس باب میں ایک صریح روایت بھی وارد ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے نکالا کہ جب آدمی سات ہاتھ سے زیادہ اپنی عمارت اونچی کرتا ہے تو اس کو یوں پکارتے ہیں او فاسق تو کہاں جاتا ہے مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے دوسرے موقوف ہے۔ خباب کی صحیح حدیث میں جسے ترمذی وغیرہ نے نکالا یوں ہے کہ آدمی کو ہر ایک خرچ کا ثواب ملتا ہے مگر عمارت کے خرچ کا ثواب نہیں ملتا۔ طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے تو اس کا پیسہ عمارت میں خرچ کراتا ہے مترجم (وحید الزماں) کہتا ہے مراد وہی عمارت ہے جو فخر اور تکبر کے لئے بے ضرورت بنائی جاتی ہے جیسے اکثر دنیا دار امیروں کی عادت ہے لیکن وہ عمارت دین کے کاموں کے لئے یا عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے بنائی جائے' مساجد' مدارس' سرائیں' یتیم خانے ان میں تو پھر ثواب ہو گا بلکہ جب تک ایسی مقدس عمارت باقی رہے گی برابر ان بنانے والوں کو ثواب ملتا رہے گا۔

٦٣٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ.

(٦٣٠٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا وہ سعید کے بیٹے ہیں' ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک گھر بنایا تا کہ بارش سے حفاظت رہے اور دھوپ سے سایہ حاصل ہو اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے اس کام میں میری مدد نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے لائق گھر بنانا درست ہے۔

٦٣٠٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو : قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ، وَلاَ غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ، قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ: قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ.

(٦٣٠٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوسفیان ثوری نے' ان سے عمرو بن نشار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نہ میں نے کوئی اینٹ کسی اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی باغ لگایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ جب میں نے اس کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض گھرانوں کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا پھر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر بنانے سے پہلے کہی ہو گی۔

تشریح: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی پیش کردہ تطبیق بالکل مناسب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ بات گھر بنانے سے پہلے کی فرمودہ ہے بعد میں انہوں نے گھر بنایا جیسا کہ خود ان کے گھر والوں کا بیان ہے۔ ضرورت سے زیادہ مکان بنانا وبال جان ہے جیسا کہ آج کل لوگوں نے عمارات مشیدہ بنا بنا کر کھڑی کر دی ہیں۔ باغ لگانا افادہ کے لئے بہتر ہے۔

۸۰۔ کتاب الدعوات

کتاب دعاؤں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح از آدم تا ایں دم خدائے پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب ہی میں "دعا" کا تصور و تخیل و تعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں' اولیاء' پیروں' شہیدوں' قبروں' بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم اس قسم کے تمام لوگوں کا "دعا" کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے' پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ الدعاء مخ العبادۃ یعنی عبادت کا اصلی مغز دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان کلمہ گو کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گل دستہ ہے۔ روزہ حج کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ میں بھی لینے والے کو دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے دعا ہے چنانچہ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ الدعاء ھو العبادۃ ثم قرا و قال ربکم ادعونی استجب لکم (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ فعلیکم عباد اللہ بالدعاء (رواہ الترمذی) یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے لئے لازم کر لو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الٰہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی موجود ہیں پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنالیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں کچھ تفصیلات ہیں۔ ان کو بھی سرسری نظر سے ملاحظہ فرمایئے تا کہ آپ کی دعا قبول ہو جائے۔

(۱) دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے۔ اگر رزق حلال و صدق مقال و لباس طیب مہیا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مہیا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

(۲) قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ جو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہو گی۔ رد نہیں کی جائے گی۔

(۳) قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے اگر آپ قطع رحمی کے لئے ظلم و زیادتی کے لئے یا قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اللہ کے سامنے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں گی۔

(۴) دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے' ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے بہت سی دعائیں فوراً اثر دکھاتی ہیں

بہت سی کافی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔ بہت سی دعائیں بظاہر قبول نہیں ہوتیں مگران کی برکات سے ہم کسی آنے والی بڑی آفت سے بچ جاتے ہیں اور بہت سی دعائیں صرف آخرت کے لئے ذخیرہ بن کر رہ جاتی ہیں بہرحال دعا بشرائط بالا کسی حال میں بھی بیکار نہیں جاتی۔

(۵) آنحضرت ﷺ نے آداب دعا میں بتلایا ہے کہ اللہ کے سامنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پھیلا کر صدق دل سے سائل بن کر دعا مانگو۔ فرمایا۔ تمہارا رب کریم بہت ہی حیادار ہے اس کو شرم آتی ہے کہ اپنے مخلص بندے کے ہاتھوں کو خالی ہاتھ واپس کر دے۔ آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر مل لینا بھی آداب دعا سے ہے۔

(۶) پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرنا قبولیت کے لحاظ سے فوری اثر رکھتا ہے مزید یہ کہ فرشتے ساتھ میں آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے کو دعا دیتے ہیں کہ خدا تم کو بھی وہ چیز عطا کرے جو تم اپنے غائب بھائی کے لئے مانگ رہے ہو۔

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا' حاجی کی دعا جب تک وہ واپس ہو' مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد کو پہنچے' مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ تندرست ہو' پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کیلئے دعائے خیر جو قبولیت میں فوری اثر رکھتی ہے۔

(۸) ایک دوسری روایت کی بنا پر تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ والدین کا اپنی اولاد کے حق میں دعا کرنا اور مظلوم کی بعض روایت کی بنا پر روزہ دار کی دعا اور امام عادل کی دعا بھی فوری اثر دکھلاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بارگاہ احدیت سے آواز آتی ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے جلال کی اور عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ اس میں کچھ وقت لگے۔

(۹) کشادگی' بے فکری' فارغ البالی کے اوقات میں دعاؤں میں مشغول رہنا کمال ہے ورنہ شدائد و مصائب میں تو سب ہی دعا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اولاد کے حق میں بددعا کرنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح اپنے لئے یا اپنے مال کے لئے بددعا نہ کرنی چاہئے۔

(۱۰) دعا کرنے سے پہلے پھر اپنے دل کا جائزہ لیجئے کہ اس میں سستی غفلت کا کوئی داغ دھبہ تو نہیں ہے۔ دعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائی سے صدق نیت سے حضور قلب و یقین کامل کے ساتھ کی جائے۔

باب قوله تعالى ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [غافر: ٦٠]. وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے پکارو! میں تمہاری پکار قبول کروں گا

بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ بہت جلد دوزخ میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا بیان کہ ہر نبی کی ایک دعا ضرور ہی قبول ہوتی ہے۔

تشریح اس آیت کو لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ دعا بھی عبادت ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث وارد ہے جسے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا کہ دعا بھی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ادعونی

استجب لکم دوسری روایت میں یوں ہے کہ دعا ہی عبادت کا مغز ہے۔ پس اب جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے سے دعا کرے تو وہ مشرک ہو گا کیونکہ اس نے غیر اللہ کی عبادت کی اور یہی شرک ہے۔

٦٣٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي فِي الآخِرَةِ)). [طرفه في : ٧٤٧٤].

(٦٣٠٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔

٦٣٠٥- قَالَ خَلِيفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤَالاً)) أَوْ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(٦٣٠٥) اور معتمر نے بیان کیا' انہوں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے کچھ چیزیں مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی پھر اسے قبول کیا گیا لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔

تشریح قال ابن بطال فی هذا الحدیث بیان فضل نبینا صلی الله علیه وسلم. الخ یعنی اس حدیث میں ہمارے نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے جو آپ کو تمام رسولوں پر حاصل ہے کہ آپ نے اس مخصوص دعا کے لئے اپنے نفس پر ساری امت اور اپنے اہل بیت کے لئے ایثار فرمایا۔ نووی نے کہا کہ اس میں آپ کی طرف سے امت پر کمال شفقت کا اظہار ہے اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص توحید پر مرا وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مرجائے۔ (فتح الباری)

٢- باب أَفْضَلِ الاِسْتِغْفَارِ

باب استغفار کے لئے افضل دعا کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ، وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا﴾ [نوح: ١٠]. ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ اللهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران : ١٣٥].

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں فرمایا "اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے تم ایسا کرو گے تو وہ آسمان کے دہانے کھول دے گا اور مال اور بیٹوں سے تم کو سرفراز کرے گا اور باغ عطا فرمائے گا اور نہریں عنایت کرے گا۔" اور سورۂ آل عمران میں فرمایا "بہشت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ پاک کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشے اور وہ اپنے برے کاموں پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہیں کرتے ہیں۔"

٦٣٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا

(٦٣٠٦) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید

عبدُالوارثِ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بَشِيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ : اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ، قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ، قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا ان سے بشیر بن کعب عدوی نے کہا کہ مجھ سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ سید الاستغفار۔ (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے کہ یوں کہے' اے اللہ! تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

٣- باب اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

باب دن اور رات نبی کریم ﷺ کا استغفار کرنا۔

تشریح: آنحضرت ﷺ کا یہ استغفار اور توبہ کرنا اظہار عبودیت کے لئے تھا یا دنیا کی تعلیم کے لئے یا بر طریق تواضع یا اس لئے کہ آپکی ترقی درجات ہر وقت ہوتی رہتی تو ہر مرتبہ اعلیٰ پر پہنچ کر مرتبہ اولیٰ سے استغفار کرتے۔ ستر بار سے مراد خاص عدد ہے یا بہت ہونا۔ عربوں کی عادت ہے جب کوئی چیز بہت بار کی جاتی ہے تو اس کو ستر بار کہتے ہیں۔ امام مسلم کی روایت میں سو بار مذکور ہے۔

٦٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَاللهِ إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

(٦٣٠٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

٤- باب التَّوْبَةِ

باب توبہ کا بیان

قَالَ قَتَادَةُ : تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا : الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ.

حضرت قتادہ نے کہا کہ "توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا" سورۂ تحریم میں نصوح سے سچی اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا مراد ہے۔

٦٣٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ، يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ)) فَقَالَ: بِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ : ((للهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلاً وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ)). تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ وَقَالَ شُعْبَةُ : وَأَبُو مُسْلِمٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

(۶۳۰۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوشہاب نے' ان سے اعمش نے' ان سے عمارہ بن عمیر نے' ان سے حارث بن سوید اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو احادیث (بیان کیں) ایک نبی کریم ﷺ سے اور دوسری خود اپنی طرف سے کہا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ گر جائے' اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابوشہاب نے ناک پر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس کی کیفیت بتائی پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی پرخطر جگہ پڑاؤ کیا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ وہ سر رکھ کر سو گیا ہو اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب رہی ہو۔ آخر بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہئے اور جب وہ واپس ہوا اور پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سر اٹھایا تو اس کی سواری وہاں کھانا پینا لئے ہوئے سامنے کھڑی ہے تو خیال کرو اس کو کس قدر خوشی ہو گی۔ ابوشہاب کے ساتھ اس حدیث کو ابوعوانہ اور جریر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔ اور شعبہ اور ابومسلم (عبیداللہ بن سعید) نے اس کو اعمش سے روایت کیا' انہوں نے ابراہیم تیمی سے' انہوں نے حارث بن سوید سے اور ابومعاویہ نے یوں کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' انہوں نے عمارہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ اور ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم تیمی سے' انہوں نے حارث بن سوید سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے۔

۶۳۰۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَللهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ)).

(۶۳۰۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ہدبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گیا ہو حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہوا تھا۔

معلوم یہ ہوا کہ توبہ کرنے سے رحمت خداوندی کے خزانوں کے دہانے کھل جاتے ہیں توبہ کرنے والے کے سب گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے۔ خواہ اس نے جوا کھیل کر برائیاں جمع کی ہوں یا شراب و کباب میں گناہوں کو اکٹھا کیا ہو یا چوری' بے ایمانی' یا ظلم و ستم یا جھوٹ و فریب میں گناہ کمائے ہوں وہ سب توبہ کرنے سے نیکیوں میں بدل جائیں گے اور خدا اس شخص سے خوش ہو جائے گا۔

۵- باب الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

باب دائیں کروٹ پر لیٹنا

تشریح اس باب اور حدیث ذیل کی مناسبت بعض نے یہ بتائی ہے کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ جانا بھی مثل ایک ذکر یا دعا کے ہے جس میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ امام ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے۔ حافظ نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری نے ان دعاؤں کی تمہید کی جو سوتے وقت پڑھی جاتی ہیں اور جن کو آگے چل کر بیان کیا ہے۔

۶۳۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ. [راجع: ٦٢٦]

(۶۳۱۰) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں (تہجد کی) گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو ہلکی رکعات (سنت فجر) پڑھتے۔ اس کے بعد آپ دائیں پہلو لیٹ جاتے آخر مؤذن آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیتا۔ تو آپ فجر کی نماز پڑھاتے۔

تشریح رات سے بارہ مہینوں کی راتیں مراد ہیں رمضان کی راتوں میں نماز تراویح بھی تہجد ہی کی نماز ہے پس ثابت ہوا کہ آپ نے رمضان میں نماز تراویح بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں پس ترجیح اسی کو حاصل ہے جو لوگ آٹھ رکعات

تراویح کو بدعت کہتے ہیں وہ سخت ترین غلطی میں مبتلا ہیں کہ سنت کو بدعت کہہ رہے ہیں تقلیدی ضد اور تعصب اتنی بری بیماری ہے کہ آدمی جس کی وجہ سے بالکل اندھا ہو جاتا ہے الا من ھداہ اللہ۔ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ جانا ہی سنت نبوی ہے بعض الناس اس سنت کو بھی بنظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کو نیک فہم دے آمین۔

٦- باب إِذَا بَاتَ طَاهِرًا

باب وضو کر کے سونے کی فضیلت

٦٣١١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلاَةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ، وَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمت نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَى مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ؟)) فَقُلْتُ: اسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ: ((لاَ، بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)). [راجع: ٢٤٧]

(٦٣١١) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے منصور سے سنا' ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو سونے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر پھر دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ۔ "اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری (رحمت و ثواب کی) امید میں کوئی پناہ گاہ کوئی مخلص تیرے سوا نہیں میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا ہے" اس کے بعد اگر تم مر گئے تو فطرت (دین اسلام پر مرو گے پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ جنہیں تم اپنی زبان سے ادا کرو (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کی "وبرسولک الذی ارسلت" کہنے میں کیا وجہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وبنبیک الذی ارسلت کہو۔

تشریح اس سے ثابت ہوا کہ اثر ماثورہ ادعیہ و اذکار میں از خود کمی و بیشی کرنا درست نہیں ہے ان کو ہو بہو مطابق اصل ہی پڑھنا ضروری ہے۔

٧- باب مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

باب سوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

٦٣١٢- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سفيانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا قام، قَالَ: ((الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا

(٦٣١٢) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کہتے "تیرے ہی نام کے ساتھ میں مردہ اور زندہ رہتا ہوں اور جب بیدار ہوتے تو کہتے اسی اللہ کے لئے تمام

بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). تُنْشِزُهَا: تُخْرِجُهَا.

[أطرافه في: ٦٣١٤، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤].

تعریفیں ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا۔ اس کے بعد کہ اس نے موت طاری کر دی تھی اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ قرآن شریف میں جو لفظ ننشزھا ہے اس کا بھی یہی ہے کہ ہم اس کو نکال کر اٹھاتے ہیں۔

اسی طرح تمام انسانوں کو ہر مدفون جگہوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔

٦٣١٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالاَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلاً وَحَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى رَجُلاً فَقَالَ: ((إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ، مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ)). [راجع: ٢٤٧]

(۶۳۱۳) ہم سے سعید بن ربیع اور محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' ان دونوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا' انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے آدم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا' اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک صحابی کو وصیت کی اور فرمایا کہ جب بستر پر جانے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو۔ "اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا معاملہ تجھے سونپا اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور تجھ پر بھروسہ کیا' تیری طرف رغبت ہے تیرے خوف کی وجہ سے' تجھ سے تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں' میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جنہیں تو نے بھیجا۔" پھر اگر وہ مرا تو فطرت (اسلام) پر مرے گا۔

معانی و مطالب کے لحاظ سے یہ دعا بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے طوطے کی رٹ سے کچھ نتیجہ نہ ہو گا۔

٨- باب وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنَى تَحْتَ الْخَدِّ الأَيْمَنِ

باب سوتے میں دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا

٦٣١٤- حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ

(۶۳۱۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ربعی نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے "اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔" اور جب آپ بیدار ہوتے تو کہتے۔ "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس

قَالَ: ((الْحَمْدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ٦٣١٢]

نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند ہے) دے دی تھی اور تیری ہی طرف جانا ہے۔"

تشریح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص صحابہ میں سے ہیں آپ کے راز و رموز کے امین تھے۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں فوت ہوئے رضی اللہ و ارضاہ آمین۔ کہتے ہیں النوم اخوالموت اور قرآن میں بھی توفی کا لفظ سونے کے لئے آیا ہے فرمایا وھوالذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنہار ثم یبعثکم لیقضی الی اجل مسمی ---- الایۃ۔

٩- باب النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ

باب دائیں کروٹ پر سونا

٦٣١٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً ورهبةً إليك لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)). اِسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ، مَلَكُوتٌ: مُلْكٌ مَثَلُ رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ تَقُولُ: تَرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرْحَمَ.

(٦٣١٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے علاء بن مسیب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے اللھم اسلمت نفسی الیک ووجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ و رھبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہو گئی تو اس کی وفات فطرت پر ہو گی۔ قرآن مجید میں جو استرھبوھم کا لفظ آیا ہے یہ بھی رھبت سے نکلا ہے (رھبت کے معنی ڈر کے ہیں) ملکوت کا معنی ملک یعنی سلطنت جیسے کہتے ہیں کہ رھبوت رحموت سے بہتر ہے یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

چونکہ حدیث ہذا میں رھبۃ کا لفظ آیا ہے حضرت امام بخاری نے اس کی مناسبت سے لفظ استرھبوھم (سورۂ اعراف) کی بھی تفسیر کر دی ان جادوگروں نے جو حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر آئے تھے اپنے جادو سے سانپ بنا کر لوگوں کو ڈرانا چاہا وجاء وابسحر عظیم۔

١٠- باب الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ

باب اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

٦٣١٦- حدَّثنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَرْقُبُهُ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا. وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ، فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

[راجع: ١١٧]

(٦٣١٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن ابن مہدی نے' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے سلمہ بن کہیل نے' ان سے کریب نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے یہاں ایک رات سویا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ نے اپنی حوائج ضرورت پوری کرنے کے بعد اپنا چہرہ دھویا' پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور مشکیزہ کے پاس گئے اور آپ نے اس کا منہ کھولا پھر درمیانہ وضو کیا(نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا' تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ کے پیچھے ہی رہا کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی اقتداء میں) تیرہ رکعت نماز مکمل کی۔ اس کے بعد آپ سو گئے اور آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے تو آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی چنانچہ آپ نے (نیا وضو) کئے بغیر نماز پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ کہتے تھے "اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر' میری نظر میں نور پیدا کر' میرے کان میں نور پیدا کر' میرے دائیں طرف نور پیدا کر' میرے بائیں طرف نور پیدا کر' میرے اوپر نور پیدا کر' میرے نیچے نور پیدا کر' میرے آگے نور پیدا کر' میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔ کریب (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں۔ پھر میں نے عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحب زادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق بیان کیا کہ "میرے پٹھے' میرا گوشت' میرا خون' میرے بال اور میرا چمڑا ان سب میں نور بھر دے" اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

تشریح: یہی دعا ہے جو سنت فجر کے بعد لیٹنے پر پڑھی جاتی ہے بڑی ہی بابرکت دعا ہے اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ایک کے سینے میں روشنی عنایت فرمائے آمین۔ (اس دعا کا صحیح محل یہ ہے کہ جب آدمی سنت فجر پڑھ لے تو مسجد کو جاتے ہوئے راستے میں یہ دعا پڑھے آج کل چونکہ سنتیں مساجد میں ادا کرنے کا عام رواج بن چکا ہے تو پھر سنتوں کے بعد لیٹ کر جب اٹھ بیٹھے تو پھر اس دعا کو پڑھے۔ لیٹے لیٹے اس دعا کو پڑھنے کے متعلق مجھے کوئی روایت نہیں مل سکی واللہ اعلم بالصواب' عبدالرشید تونسوی)

٦٣١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ أَنْتَ أَوْ لاَ إِلَهَ غَيْرُكَ)). [راجع: ١١٢٠]

(٦٣١٧) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا میں نے سلیمان بن ابی مسلم سے سنا' انہوں نے طاؤس سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے۔ "اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان و زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے' تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں' تو حق ہے' تیرا وعدہ حق ہے' تیرا قول حق ہے' تجھ سے ملنا حق ہے' جنت حق ہے' دوزخ حق ہے' قیامت حق ہے' انبیاء حق ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! تیرے سپرد کیا' تجھ پر بھروسہ کیا' تجھ پر ایمان لایا' تیری طرف رجوع کیا' دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا' فیصلہ تیرے سپرد کیا' پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔ وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے' صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

١١- باب التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب سوتے وقت تکبیر و تسبیح پڑھنا

٦٣١٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ

(٦٣١٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے حکم بن عیینہ نے' ان سے ابن ابی لیلیٰ نے' ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پینے کی تکلیف کی

شَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرُّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ: ((مَكَانَكِ)) فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ : ((أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، فَهَذَا خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ))، وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ التَّسْبِيحُ أَرْبَعٌ ثَلاَثُونَ. [راجع: ٣١١٣]

وجہ سے کہ ان کے مبارک ہاتھ کو صدمہ پہنچتا ہے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خادم مانگنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہم اس وقت تک اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے میں کھڑا ہونے لگا تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لئے خادم سے بھی بہتر ہو۔ جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کہو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے اور شعبہ سے روایت ہے ان سے خالد نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا کہ سبحان اللہ چونتیس مرتبہ کہو۔

تشریح: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی شہزادی صاحبہ سے پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم مجھ سے ملنے کو آئی تھی لیکن میں نہیں تھا کہو کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا حضرت ابا جان میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس لونڈی و غلام آئے ہیں۔ ایک غلام یا لونڈی ہم کو بھی دے دیجئے کیونکہ آٹا پیسنے یا پانی لانے میں مجھ کو سخت مشقت ہو رہی ہے، اس وقت آپ نے یہ وظیفہ بتلایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا صفہ والے لوگ بھوکے ہیں، ان غلاموں کو بیچ کر ان کے کھلانے کا انتظام کروں گا۔

١٢- باب التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور تلاوت قرآن کرنا

٦٣١٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. [راجع: ٥٠١٧]

(۶۳۱۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹتے تو اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور دونوں ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے۔

٦٣٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا

(۶۳۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان

زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، حدَّثني سَعِيدُ بْنُ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ، رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ)). تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ يَحْيَى: وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلاَنَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.[طرفه في: ٧٣٩٣].

کیا' کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا' کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے "میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔" اس کی روایت ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبیداللہ کے حوالہ سے کی اور یحییٰ اور بشر نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے سعید نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اس کی روایت امام مالک اور ابن عجلان نے کی ہے۔ ان سے سعید نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے۔

١٤- باب الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

باب آدھی رات کے بعد صبح صادق کے پہلے دعا کرنے کی فضیلت

تشریح یہ بڑی فضیلت کا وقت ہے اور بندہ مومن کی دعا جو خالص نیت سے اس وقت کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام صلحاء اور اولیاء اللہ نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لئے اختیار کیا ہے اور ہر ایک ولی نے کچھ نہ کچھ قیام شب ضرور کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس پر ساری عمر مواظبت کی ہے جملہ اہلحدیث کو لازم ہے کہ اس وقت ضرور قیام کریں اور تھوڑی بہت جو بھی ہو سکے عبادت بجالائیں اس کا استغفار بھی بڑی تاثیر رکھتا ہے یہ قبولیت عام خاص وقت ہوتی ہے۔

٦٣٢١- حدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الأَغَرِّ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا

(٦٣٢١) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابوعبداللہ الاغر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے' اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے

حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)).

کہ میں اس کی دعا قبول کروں' کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں' کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں۔

[راجع: ۱۱۴۵]

تشریح حدیث باب میں اللہ پاک رب العالمین کے آخر تہائی حصہ رات میں آسمان دنیا پر نزول کا ذکر ہے یعنی خود پروردگار اپنی ذات سے نزول فرماتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں خود ذات کی صراحت موجود ہے اب بعض لوگوں کی یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا فرشتے اترتے ہیں یہ محض تاویل فاسد ہے۔ اور امام شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی مستقل کتاب النزول ہے اس میں آپ نے مخالفین کے تمام اعتراضات اور شبہات کا جواب مفصل دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نزول بھی پروردگار کی ایک صفت ہے جس کو ہم اور صفات کی طرح اپنے ظاہری معنی پر محمول رکھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور یہ نزول اس کا مخلوقات کی طرح نہیں ہے اور یہ امر اس کے لئے قطعاً محال نہیں ہے کہ وہ بیک وقت عرش پر بھی ہو اور آسمان دنیا پر نزول بھی فرمائے ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ ایسے استحالات پیش کرنے والوں کی نگاہیں کمزور ہیں۔ ترجمہ باب میں نصف لیل کا ذکر تھا اور حدیث میں آخری ثلث لیل مذکور ہے۔ اس کا جواب حافظ صاحب نے یوں دیا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو دارقطنی نے نکالا اس میں ثلث لیل مذکور ہے اور ابن بطال نے کہا حضرت امام بخاری نے قرآن کی آیت کو لیا جس میں نصفہ کا لفظ ہے یعنی قم اللیل الا قلیلا نصف اور اس کی متابعت سے باب میں نصفہ الایۃ کا لفظ ذکر کیا۔

۱۵- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلاَءِ

باب بیت الخلاء جانے کے لئے کون سی دعا پڑھنی چاہیے

۶۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)). [راجع: ۱۴۲]

(۶۳۲۲) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔ "اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

تشریح مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے اندر گھسنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے پاخانہ کے اندر ذکر الٰہی جائز نہیں ہے۔ خبث اور خبائث کے الفاظ ہر گندے خیال اور گندی حرکتوں اور گندے جنوں' بھوتوں' بھوتنیوں کو شامل ہیں۔ استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحشوش محتضرۃ فاذا اتی احدکم الخلاء لیقل اعوذ باللہ من الخبث والخبائث واذا خرج من الخلاء قال غفرانک اقول یستحب ان یقول عند الدخول اللھم انی اعوذ بک الخ لان الحشوش محتضرۃ یحضرھا الشیاطین لانھم یحبون النجاسۃ محتضرۃ کما ان یحضرھا الجن والشیاطین یرصدون بنی آدم بالاذیٰ والفساد (حجۃ اللہ) خلاصہ یہ کہ بیت الخلاء میں جنات حاضر ہوتے ہیں جو انسانوں کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں اس لیے ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب قرار دیا گیا۔

۱۶- باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

باب صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

٦٣٢٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الاَسْتِغْفَارِ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ)).

[راجع: ٦٣٠٦]

(۶۳۲۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا' ان سے بشیر بن کعب نے اور ان سے شداد بن اوس بناٹنڈ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے عمدہ استغفار یہ ہے۔ "اے اللہ! تو میرا پالنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر قائم ہوں اور تیرے وعدہ پر۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہے۔ تیری نعمت کا طالب ہو کر تیری پناہ میں آتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں' پس تو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا گناہ اور کوئی نہیں معاف کرتا۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے برے کاموں سے۔ اگر کسی نے رات ہوتے ہی یہ کہہ لیا اور اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ یا (فرمایا کہ) وہ اہل جنت میں ہو گا اور اگر یہ دعا صبح کے وقت پڑھی اور اسی دن اس کی وفات ہو گئی تو بھی ایسا ہی ہو گا۔

٦٣٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا))، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ٦٣١٢]

(۶۳۲۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ بناٹنڈ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے "تیرے نام کے ساتھ اے اللہ! میں مرتا اور تیرے ہی نام سے جیتا ہوں" اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔"

٦٣٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا))، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)).

(۶۳۲۵) ہم سے عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابوحمزہ محمد بن میمون نے' ان سے منصور بن معمر نے' ان سے ربعی بن حراش نے' ان سے خرشہ بن الحر نے اور ان سے حضرت ابوذر غفاری بناٹنڈ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ رات میں اپنی خواب گاہ پر جاتے تو کہتے "اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوتا ہوں" اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو

[طرفه في : ٣٧٩٥].

جاتا ہے۔"

١٧- باب الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ

باب نماز میں کون سی دعا پڑھے؟

٦٣٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي قَالَ: ((قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)). وَقَالَ عَمْرٌو: عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٣٤]

(۶۳۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا' ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ نے' ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا کر "اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرتا پس میری مغفرت کر' ایسی مغفرت جو تیرے پاس سے ہو اور مجھ پر رحم کر بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا' بڑا رحم کرنے والا ہے۔" اور عمرو بن حارث نے بھی اس حدیث کو یزید سے' انہوں نے ابوالخیر سے' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آخر تک۔

تشریح: حضرت عمرو بن حارث کی روایت کو خود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں وصل کیا ہے قال ابطرس فی حدیث ابی بکر دلالة علی رد قوله من زعم انه لا یستحق اسم الایمان الامن لا خطیئة له الاذنب لان الصدیق من اکبر اهل الایمان و قد علمه النبی صلی الله علیه وسلم یقول انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا الخ وقال الکرمانی هذا الدعاء من الجوامع لا ن فیه الاعتراف بغایة التقصیر وطلب غایة الانعام فالمغفرة سترالذنوب و نحوها والرحمة ایصال الخیرات ففی الاول طلب الزحزحة عن النار و فی الثانی طلب ادخال الجنة و هذا هو الفوز العظیم۔ (فتح الباری) یعنی حضرت ابوبکر والی حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جو کہتا ہے کہ لفظ ایمان دار اسی پر بولا جا سکتا ہے مطلقاً گناہوں سے پاک و صاف ہو حالانکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون مومن ہو گا اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھلائی جو یہاں مذکور ہے جس میں اپنے نفس پر مظالم یعنی گناہوں کا ذکر ہے۔ کرمانی نے کہا کہ اس دعا میں غایت تقصیر کے اعتراف کی تعلیم ہے اور غایت انعام کی طلب ہے کیونکہ مغفرت گناہوں کا چھپانا ہے اور رحمت سے مراد نیکیوں کا ایصال ہے پس اول میں دوزخ سے بچنا اور دوسری میں جنت میں داخلہ اور یہی ایک بڑی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کی یہ مراد پوری کرے۔ آمین۔

٦٣٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾ أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ.

(۶۳۲۷) ہم سے علی نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن سعیر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ " ولا تجهر بصلوتک ولا تخافت بها " دعا کے بارے میں نازل ہوئی (کہ نہ بہت زور زور سے

[راجع: ٤٧٢٣]

اور نہ بالکل آہستہ آہستہ) بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرو۔

تشریح: لفظ آمین بھی دعا ہے اسے سورۂ فاتحہ کے ختم پر جہری نمازوں میں بلند آواز سے کہنا سنت نبوی ہے جس پر تینوں اماموں کا عمل ہے یعنی امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ مگر حنفیہ اس سے محروم ہیں ولا تخافت بہا پر ان کو غور کر کے درمیان راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

٦٣٢٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلاَةِ السَّلاَمُ عَلَى اللهِ السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلاَمُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلهِ - إِلَى قَوْلِهِ - الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلهِ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ)).

[راجع: ٨٣١]

(٦٣٢٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا' ان سے ابووائل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نماز میں یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ پر سلام ہو' فلاں پر سلام ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک دن فرمایا کہ اللہ خود سلام ہے اس لئے جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ پڑھا کرو۔ " التحیات للہ " ارشاد " الصالحین " تک اس لئے کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان و زمین میں موجود اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر صالح بندہ کو پہنچے گا۔" اشهدان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔ اس کے بعد ثنا میں اختیار ہے جو دعا چاہو پڑھو۔

١٨- باب الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

باب نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

تشریح: حافظ نے کہا کہ یہ باب لا کر حضرت امام بخاری نے اس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد دعا کرنا مشروع نہیں ہے اور دلیل دیتے ہیں مسلم کی حدیث سے کہ آنحضرت ﷺ نماز کی اس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اتنا کہ اللهم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کہنے کے موافق یعنی یہ کہہ کر اٹھ جاتے حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ تھا کہ قبلہ رو ہو کر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے لیکن صحابہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنے کی نفی اس سے نہیں نکلتی۔ شیخ ابن قیم نے کہا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ ہی کی طرف منہ کئے ہوئے دعا کرنا کسی صحیح یا حسن حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ آنحضرت ﷺ سے یہ منقول ہے نہ خلفائے راشدین سے۔ حافظ نے کہا ابن قیم کا یہ قول صحیح نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے رہو۔ اللهم اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک تک۔ اور احمد اور ترمذی نے نکالا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ دعا کیا کرتے "اللهم انی اعوذبک من الکفر والفقر و عذاب القبر اور سعد اور زید بن ارقم سے بھی اس باب میں روایتیں ہیں اور ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہے جو رات کو اور فرض نماز کے بعد ہو اور طبری نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ فرض نماز کے بعد دعا افضل ہے اس دعا سے جو نفل نماز کے بعد ہو اتنی جتنی فرض نماز نفل نماز سے افضل ہے۔ میں وحید الزماں کہتا ہوں کہ امام ابن قیم کا کلام صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اعتراض ساقط ہے۔ اس وجہ سے کہ ان احادیث سے

فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا جواز نکلتا ہے اور وہ ممکن ہے کہ تشہد کے بعد ہو یا قبلہ کی طرف منہ پھیر کر دوسری طرف منہ کرے اور امام ابن قیم نے جس کی نفی کی ہے وہ یہ ہے کہ قبلہ ہی کی طرف منہ کئے رہے اور دعا کرتا رہے جیسے ہمارے زمانے کے لوگوں نے عموماً یہ عادت کرلی ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد نماز ہی کی طرح بیٹھے بیٹھے اور قبلہ رخ کئے لمبی لمبی دعائیں کرتے رہتے ہیں اس کی اصل حدیث شریف سے بالکل نہیں ہے اور تعجب تو ان جاہلوں پر ہوتا ہے جو ایسا کرنا لازم اور ضروری جانتے ہیں اور نہ کرنے والوں کو مطعون کرتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے آمین۔ قال ابن بطال فی ھذہ الاحادیث الترغیب علی الذکر ادبار الصلوات وان ذالک یوازی انفاق المال فی سبیل اللہ کمال ھو ظاھر من جملۃ تدرکون بہ وسئل الامام الاوزاعی ھل الصلٰوۃ افضل ام تلاوۃ القرآن فقال لیس شئی یعدل القرآن ولکن کان ھدی السلف الذکر و فیھا ان الذکر المذکور یلی الصلٰوۃ المکتوبۃ ولا یؤخر الی ان یصلی الراتبۃ لما تقدم واللہ اعلم (فتح الباری) ابن بطال نے کہا کہ ان احادیث میں ہر نماز کے بعد ذکر اللہ کی ترغیب ہے اور یہ راہ اللہ مال خرچ کرنے کے برابر ہے جیسا کہ جملہ تدرکون بہ الخ سے ظاہر ہے اور امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ نماز کے بعد ذکر اذکار بہتر ہے یا تلاوت قرآن شریف؟ بولے تلاوت قرآن سے بہتر تو کوئی عمل ہے ہی نہیں مگر سلف کا طریقہ بعد نماز ذکر اذکار ہی کا تھا اور جو ذکر اذکار فرض نمازوں کے بعد ہی ہے نفل اور سنتوں کے بعد نہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہوا ہے۔

٦٣٢٩- حدّثني إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيمِ وَالْمُقِيمِ، قَالَ: ((كَيْفَ ذَاكَ؟)) قَالَ: صَلُّوا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوا مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ: ((أَفَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُونَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلاَ يَأْتِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ إِلاَّ مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ، تُسَبِّحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا)). تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلاَنَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

(٦٣٢٩) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو زید بن ہارون نے خبر دی' کہا ہم کو ورقاء نے خبر دی' انہیں سمی نے' انہیں ابوصالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت کی نعمتوں کو حاصل کر لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی جہاد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ اپنا زائد مال بھی (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے تم اپنے آگے کے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اور اپنے پیچھے آنے والوں سے آگے نکل جاؤ اور کوئی شخص اتنا ثواب نہ حاصل کر سکے جتنا تم نے کیا ہو' سوا اس صورت کے جب کہ وہ بھی وہی عمل کرے جو تم کرو گے (اور وہ عمل یہ ہے) کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو' دس مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اس کی روایت عبیداللہ بن عمر نے سمی اور رجاء بن حیوہ سے کی اور اس کی روایت جریر نے عبدالعزیز بن رفیع سے کی' ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
[راجع: ٨٤٣]

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے۔ اور اس کی روایت سہیل نے اپنے والد سے کی' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

٦٣٣٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ إِذَا سَلَّمَ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ. [راجع: ٨٤٤]

(٦٣٣٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے مسیب بن رافع نے' ان سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولا وراد نے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کے لئے ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے دیا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو نے روک دیا اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار اور نصیبہ ور (کو تیری بارگاہ میں) اس کا مال نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اور شعبہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا۔

تشریح: حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قریشی اموی ہیں ان کی ماں ہندہ بنت عتبہ ہے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو شام کا گورنر بنا دیا تھا خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں بھی یہ شام کے حاکم رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شام کے مستقل حاکم بن گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ۴۱ھ میں امر خلافت ان کے سپرد کر دیا۔ یہ شام کے چالیس سال تک حاکم رہے۔ ۸۰ برس کی عمر میں بعارضہ لقوہ ماہ رجب میں وفات پائی۔ بڑے ہی دانش مند سیاست دان۔ مرد آہنی تھے۔ ان کے دور حکومت میں اسلام کو دور دراز تک پھیلنے کے بہت سے مواقع ملے۔

١٩- باب

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ توبہ میں فرمانا

باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبة : ١٠٣] وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ. وَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ اللَّهُمَّ اغْفِر لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ)).

"اور ان کے لئے دعا کیجئے۔" اور جس نے اپنے آپ کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے لئے دعا کی اس کی فضیلت کا بیان۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت کر۔ اے اللہ! حضرت عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر۔

تشریح: اللهم اغفرلعبید ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو غزوۂ اوطاس میں مذکور ہو چکی ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب لا کر اس شخص کا رد کیا ہے جس نے اس کو مکروہ جانا ہے یعنی آدمی دوسرے کے لئے دعا کرے' اپنے تئیں چھوڑ دے۔

٦٣٣١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَ يَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُو بِهِمْ يُذَكِّرُ (تَاللهِ لَوْ لَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا) وَذَكَرَ شِعْرًا، غَيْرَ هَذَا وَلَكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللهُ)) وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ لَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمُ قَاتَلُوهُمْ فَأُصِيبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ، فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النَّارُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟)) قَالُوا: عَلَى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ: ((أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا)). قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ : ((أَوْ ذَاكَ)).

[راجع: ٢٤٧٧]

(۶۳۳۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے مسلم کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر گئے (راستہ میں) مسلمانوں میں سے کسی شخص نے کہا عامر! اپنی حدی سناؤ۔ وہ حدی پڑھنے لگے اور کہنے لگے۔ "خدا کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے" اس کے علاوہ دوسرے اشعار بھی انہوں نے پڑھے مجھے وہ یاد نہیں ہیں۔ (اونٹ حدی سن کر تیز چلنے لگے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سواریوں کو کون ہنکا رہا ہے' لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش ابھی آپ ان سے ہمیں اور فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر جب صف بندی ہوئی تو مسلمانوں نے کافروں سے جنگ کی اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی جو خود ان کے پاؤں پر لگ گئی اور ان کی موت ہو گئی۔ شام ہوئی تو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ آگ کیسی ہے' اسے کیوں جلایا گیا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ پالتو گدھوں (کا گوشت پکانے) کے لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ ہانڈیوں میں گوشت ہے اسے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اجازت ہو تو ایسا کیوں نہ کرلیں کہ ہانڈیوں میں جو کچھ ہے اسے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہی کرلو۔

تشریح حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ یرحمہ اللہ کہہ کر دعا فرمائی ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دعا سے سمجھ گئے کہ حضرت عامر بن اکوع کی شہادت یقینی ہے۔ اسی لئے انہوں نے لفظ مذکورہ زبان سے نکالے آخر خود ان ہی کی تلوار سے ان کی شہادت ہو گئی وہ یقیناً شہید ہو گئے۔ یہ حدیث مفصل پہلے بھی گزر چکی ہے لوگوں نے خود کشی کا غلط گمان کیا تھا بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گمان کی تغلیط فرما کر حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اظہار فرمایا۔ راوی حدیث حضرت سلمہ بن اکوع کی کنیت ابو مسلم ہے اور شجرہ کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بہت بڑے دلاور و بہادر تھے۔ مدینہ میں ۷۴ھ میں بعمر اسی سال فوت ہوئے۔

٦٣٣٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۳۳۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے

شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلاَنٍ)) فَأَتَاهُ أَبِي فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)).

[راجع: ١٤٩٧]

بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں اگر کوئی شخص صدقہ لاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے کہ اے اللہ! فلاں کی آل اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ میرے والد صدقہ لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اے اللہ! ابی اوفیٰ کی آل اولاد پر رحمتیں نازل فرما۔

٦٣٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْراً قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوا يَعْبُدُونَه يُسَمَّى : الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ: وَاللهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الأَجْرَبِ فَدَعَا لأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا. [راجع: ٣٠٢٠]

(۶۳۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس نے کہ میں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا مرد مجاہد ہے جو مجھ کو ذی الخلصہ بت سے آرام پہنچائے وہ ایک بت تھا جس کو جاہلیت میں لوگ پوجا کرتے تھے اور اس کو کعبہ کہا کرتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں لیکن میں گھوڑے پر ٹھیک جم کر بیٹھ نہیں سکتا ہوں آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما اور اس کو ہدایت کرنے والا اور نور ہدایت پانے والا بنا۔ جریر نے کہا کہ پھر میں اپنی قوم احمس کے پچاس آدمی لے کر نکلا اور ابی سفیان نے یوں نقل کیا کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر نکلا اور میں وہاں گیا اور اسے جلا دیا پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہیں آیا جب تک میں نے اسے جلے ہوئے خارش زدہ اونٹ کی طرح سیاہ نہ کر دیا۔ پس آپ نے قبیلہ احمس اور اس کے گھوڑوں کے لئے دعا فرمائی۔

٦٣٣٤- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)).

(۶۳۳۴) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ انس آپ کا خادم ہے اس کے حق میں دعا فرمائیے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے' اس میں

[راجع: ۱۹۸۲]

اسے برکت عطا فرمائیو۔

٦٣٣٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِي سُورَةِ كَذَا وَكَذَا))

[راجع: ٢٦٥٥].

(۶۳۳۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو میں فلاں فلاں سورتوں سے بھول گیا تھا۔

٦٣٣٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: ((يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

(۶۳۳۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے' کہا مجھ کو سلیمان بن مہران نے خبر دی' انہیں ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز تقسیم فرمائی تو ایک شخص بولا کہ یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ اس پر غصہ ہوئے اور میں نے خفگی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھے اور آپ نے فرمایا کہ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے' انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔

میں بھی ایسے بے جا الزامات پر صبر کروں گا۔ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اعتراض بھی بالکل باطل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصالح ملی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور مستحقین و غیر مستحقین کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ کی تقسیم پر اعتراض کرنا کسی مومن مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس شخص کے جس کا دل نور ایمان سے محروم ہو۔ جملہ احکام اسلام کے لئے یہی قانون ہے۔

٢٠- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ

باب دعا میں سجع یعنی قافیے لگانا مکروہ ہے

(قال الازهری هو الکلام المقفی من غیر مراعاة وزن) ازہری نے کہا کہ کلام مقفیٰ وہ ہے جس میں محض قافیہ بندی ہو وزن کی رعایت مد نظر نہ ہو۔

٦٣٣٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ السَّكَنِ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلاَلٍ أَبُو حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا

(۶۳۳۷) ہم سے یحییٰ بن محمد بن سکن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حبان بن ہلال ابو حبیب نے بیان کیا' کہا ہم سے ہارون مقری نے بیان کیا' کہا ہم سے زبیر بن خریت نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور

الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلاَثَ مِرَارٍ، وَلاَ تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلاَ أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ، وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ، فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ، وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لاَ يَفْعَلُونَ إِلاَّ ذَلِكَ يَعْنِي لاَ يَفْعَلُونَ إِلاَّ ذَلِكَ الاجْتِنَابَ.

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں کو وعظ ہفتہ میں صرف ایک دن جمعہ کو کیا کر' اگر تم اس پر تیار نہ ہو تو دو مرتبہ اگر تم زیادہ ہی کرنا چاہتے ہو تو بس تین دن اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتا نہ دینا' ایسا نہ ہو کہ تم کچھ لوگوں کے پاس پہنچو' وہ اپنی باتوں میں مصروف ہوں اور تم پہنچتے ہی ان سے اپنی بات (بشکل وعظ) بیان کرنے لگو اور ان کی آپس کی گفتگو کو کاٹ دو کہ اس طرح وہ اکتا جائیں' بلکہ (ایسے مقام پر) تمہیں خاموش رہنا چاہئے۔ جب وہ تم سے کہیں تو پھر تم انہیں اپنی باتیں سناؤ۔ اس طرح کہ وہ بھی اس تقریر کے خواہش مند ہوں اور دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرتے رہنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے تھے۔

تشریح: یعنی ہمیشہ اس سے پرہیز کرتے تھے۔ صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ سیدھی سادی دعا کیا کرتے بلا تکلف اور مختصر۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں مبالغہ کریں گے حد سے بڑھ جائیں گے' مومن کو چاہئے کہ سنت کی پیروی کرے اور مقفیٰ اور مسجع دعاؤں سے جو پچھلے لوگوں نے نکالی ہیں پرہیز رکھے۔ جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے بہ سند صحیح منقول ہیں وہ دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد کے لئے کافی ہیں اب جو بعضی دعائیں ماثور مسجع ہیں جیسے اللھم منزل الکتاب مجری السحاب ھازم الاحزاب یا صدق اللہ وعدہ واعز جندہ و نصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ یا اعوذبک من عین لا تدمع و من نفس لا تشبع و من قلب لا یخشع" وہ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ یہ بلا قصد آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہیں اگر بلا قصد سجع ہو جائے تو قباحت نہیں ہے۔ عمداً بطور تکلف ایسا کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ریا نمود بھی ممکن ہے جو شرک خفی ہے الاماشاء اللہ۔

٢١- باب لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لاَ مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

باب اللہ پاک سے اپنا مقصد قطعی طور سے مانگے اس لئے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے

٦٣٣٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلاَ يَقُولَنَّ: اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لاَ مُسْتَكْرِهَ لَهُ)). [طرفه في: ٧٤٧٧].

(٦٣٣٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے خبر دی' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

٦٣٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

(٦٣٣٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لاَ مُكْرِهَ لَهُ)).

[طرفه في: ٧٤٧٧].

نے' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ "یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے۔ میری مغفرت کر دے" بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

٢٢- باب يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

باب جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے

٦٣٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)).

(۶۳۴۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام ابوعبید نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

تشریح: قبولیت دعا کے لئے جلد بازی کرنا صحیح نہیں ہے۔ دعا اگر خلوص قلب کے ساتھ ہے اور شرائط و آداب دعا کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تو وہ جلد یا بہ دیر ضرور قبول ہو گی۔ بظاہر قبول نہ بھی ہو تو وہ ذخیرہ آخرت بنے گی حدیث یستجاب لاحد کم مالم یعجل کا یہی مطلب ہے کہ دعا میں مشغول رہو تھک ہار کر دعا کا سلسلہ نہ کاٹ دو نا امیدی کو پاس نہ آنے دو اور دعا برابر کرتے رہو۔ اقم الحروف کی زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آئے کہ ہر طرف سے نا امیدیوں نے گھیر لیا مگر دعا کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ آخر اللہ پاک کی رحمت نے دست گیری فرمائی اور دعا قبول ہوئی ایک آخری دعا اور ہے اور امید قوی ہے کہ وہ بھی ضرور قبول ہو گی یہ دعا تکمیل بخاری شریف اور خدمت مسلم شریف کے لئے ہے۔ حدیث کے باب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ نا امیدی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے جب تک گناہ یا ناطہ توڑنے کی دعا نہ کرے' دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ دعا سے کبھی اکتائے نہیں اگر بالفرض جو مطلب چاہتا تھا وہ پورا نہ ہوا تو یہ کیا کم ہے کہ دعا کا ثواب ملا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کی دعا ضائع نہیں جاتی یا تو دنیا ہی میں قبول ہوتی ہے یا آخرت میں اس کا ثواب ملے گا اور دعا کے قبول ہونے میں دیر ہو تو جلدی نہ کرے نا امید نہ ہو جائے۔ بعض پیغمبروں کی دعا چالیس چالیس برس بعد قبول ہوئی ہے۔ ہر بات کا ایک وقت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ وقت آنا چاہئے کل امر مرھون باوقاتھا مثل مشہور ہے۔ اصل یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے لئے بڑی ضرورت اس چیز کی ہے کہ آدمی کا کھانا پینا پہننا رہنا سہنا سب حلال سے ہو حرام اور مشتبہ کمائی سے بچا رہے اس کے ساتھ باطہارت ہو کر رو بقبلہ خلوص دل سے دعا کرے اور اول اور آخرت اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان شرائط کے ساتھ جو دعا ہو گی وہ زود یا بدیر ضرور قبول کی جائے گی۔ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار۔

٢٣- باب رَفْعِ الأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، دَعَا النَّبِيُّ ﷺ: ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)).

٦٣٤١- قال أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَشَرِيكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. [راجع: ١٠٣١]

باب دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا

اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ "اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں۔"

(۶۳۴۱) حضرت ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا اور عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمر نے' انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

تشریح: حضرت خالد نے ایک غزوہ میں بنو خزیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا۔ حالانکہ وہ صبانا صبانا کہہ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ مگر حضرت خالد نہ سمجھ سکے اور ان کو قتل کر دیا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور اللہ کے ساتھ اس سے بیزاری ظاہر فرمائی جو یہاں مذکور ہے۔

٢٤- باب الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

٦٣٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا؟ فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتَّى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ، فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا)) فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلاَ يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ. [راجع: ٩٣٢]

باب قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر دعا کرنا

(۶۳۴۲) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ ہمارے لئے بارش برسائے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی) اور آسمان پر بادل چھا گیا اور بارش برسنے لگی' یہ حال ہو گیا کہ ہمارے لئے گھر تک پہنچنا مشکل تھا۔ یہ بارش اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی صحابی یا کوئی دوسرے صحابی اس دوسرے جمعہ کو کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ سے دعا فرمایئے کہ اب بارش بند کر دے ہم تو ڈوب گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے چاروں طرف کی بستیوں کو سیراب کر اور ہم پر بارش بند کر دے۔ چنانچہ بادل ٹکڑے ہو کر مدینہ کے چاروں طرف بستیوں میں چلا گیا اور مدینہ والوں پر بارش رک گئی۔

تشریح: حالت خطبہ میں اس طور دعا فرمائی کہ آپ سامعین کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٢٥- باب الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا

تشریح: خاص مواقع کے علاوہ آداب دعا سے یہ ہے کہ منہ قبلہ رخ ہو جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر میں کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

٦٣٤٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى هَذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَدَعَا وَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ. [راجع: ١٠٠٥]

(۶۳۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عباد بن تمیم بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم اس عیدگاہ میں استسقاء کی دعا کے لئے نکلے اور بارش کی دعا کی' پھر آپ قبلہ رخ ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔

تشریح: نماز استسقاء کتاب الصلوۃ سے معلوم کی جا سکتی ہے اس میں آخر میں چادر پلٹنے کا طریقہ دیکھا جا سکتا ہے۔

٢٦- باب دَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ لِخَادِمِهِ بِطُولِ الْعُمْرِ، وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ

باب نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم (حضرت انسؓ) کے لئے لمبی عمر اور مال کی زیادتی کی دعا فرمائی

٦٣٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)). [راجع: ١٩٨٢]

(۶۳۴۴) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری والدہ (ام سلیمؓ) نے کہا یا رسول اللہ! انسؓ آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرما دیں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

تشریح: آپ کی دعا کی برکت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی اور انتقال کے وقت ان کی اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔

٢٧ - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

باب پریشانی کے وقت دعا کرنا

٦٣٤٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ

(۶۳۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

ﷺ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)).

[أطرافه في : ٦٣٤٦، ٧٤٢١، ٧٤٣١].

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظمت والا ہے اور بردبار ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور بڑے بھاری عرش کا رب ہے۔"

٦٣٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)). وَقَالَ وَهْبٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٣٤٥]

(۶۳۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن ابی عبداللہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت پریشانی میں یہ دعا کیا کرتے تھے "اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔" اور وہب نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اس طرح بیان کیا۔

٢٨- باب التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ

باب مصیبت کی سختی سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي سُمَيٌّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ: الْحَدِيثُ ثَلاَثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لاَ أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ. [طرفه في : ٦٦١٦].

(۶۳۴۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے سمی نے بیان کیا' ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کی سختی' تباہی تک پہنچ جانے' قضاو قدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے اور سفیان نے کہا کہ حدیث میں تین صفات کا بیان تھا۔ ایک میں نے بھلا دی تھی اور مجھے یاد نہیں کہ وہ ایک کون سی صفت ہے۔

اسماعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ وہ چوتھی بات شماتت اعداء کی تھی۔

٢٩- باب دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى)).

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت میں دعا کرنا کہ یا اللہ! مجھ کو آخرت میں رفیق اعلیٰ (ملائکہ اور انبیاء) کے ساتھ ملا دے۔

٦٣٤٨- حدَّثنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: ((لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ)). فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذًا لاَ يَخْتَارُنَا، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٣٥]

(٦٣٤٨) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے بہت سے علم والوں کے سامنے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار نہیں تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی جاتی تو پہلے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے' اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ چاہیں دنیا میں رہیں یا جنت میں چلیں) چنانچہ جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اور سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر تھوڑی دیر کے لئے غشی طاری ہوئی۔ پھر جب آپ کو اس سے کچھ ہوش ہوا تو چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے' پھر فرمایا "اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔" میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت ﷺ اب ہمیں اختیار نہیں کر سکتے۔ میں سمجھ گئی کہ جو بات آنحضرت ﷺ صحت کے زمانہ میں بیان فرمایا کرتے تھے' یہ وہی بات ہے۔ بیان کیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے زبان سے ادا فرمایا کہ "اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

آپ کو بھی اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا میں رہنا چاہیں تو کوہ احد آپ کے لئے سونے کا بنا دیا جائے گا مگر آپ نے آخرت کو پسند فرما کر ملاء اعلیٰ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ (صلی الله علیه وسلم الف الف مرة).

٣٠- باب الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

باب موت اور زندگی کی دعا کے بارے میں

٦٣٤٩- حدَّثنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا، قَالَ : لَوْ لاَ أَنَّ رَسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

[راجع: ٥٦٧٢]

(٦٣٤٩) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا کہ میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سات داغ (کسی بیماری کے علاج کے لئے) لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

تشریح: شدت تکلیف کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بہرحال موت کی دعا مانگنا منع ہے۔ بلکہ طول عمر کی دعا کرنا بہتر ہے جس سے سعادت دارین حاصل ہو اسی لئے نیکو کار لمبی عمروں والے قیامت میں درجات کے اندر شہداء سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ جعلنا الله منهم امين.

٦٣٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فِي بَطْنِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : لَوْ لاَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوا بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِهِ.
[راجع: ٥٦٧٢]

(٦٣٥٠) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا کہ میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لگوا رکھے تھے' میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی ضرور دعا کرلیتا۔

٦٣٥١- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ : اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)).[راجع: ٥٦٧١]

(٦٣٥١) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہمیں عبدالعزیز بن صہیب نے بتایا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے ہونے لگی ہو' موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یہ کہے کہ اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھیو اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لیجئو۔"

٣١- باب الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوسِهِمْ

باب بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا۔

وَقَالَ أَبُو مُوسَى وُلِدَ لِي غُلاَمٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔

٦٣٥٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ

(٦٣٥٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے جعد بن عبدالرحمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میری خالہ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ اس کے بعد میں آپ کی پشت کی طرف کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو دونوں شانوں

زِرُّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ۱۹۰]

کے درمیان میں تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی ہوتی ہے یا حجلہ کا انڈہ۔

تشریح: حجلہ ایک پرندہ ہوتا ہے۔ بعض روایات میں رزالحجلة بہ تقدیم رائے مہملہ برزائے معجمہ آیا ہے۔ یعنی چکور کے انڈہ کی طرح گولائی میں ہے کہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے ترمذی نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت دونوں مونڈھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر لال رسولی کی طرح تھی (لغات الحدیث)

۶۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ: أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. [راجع: ۲۵۰۲]

(۶۳۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو عقیل (زہرہ بن معبد) نے کہ انہیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر بازار سے نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خریدتے' پھر اگر عبداللہ بن زبیر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس میں شریک کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ بعض دفعہ تو ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آ جاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

ابو عقیل زہرہ بن معبد کے حق میں رسول کریم ﷺ نے دعائے برکت فرمائی تھی اسی کا یہ ثمرہ تھا جو یہاں بیان ہوا ہے۔

۶۳۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ. [راجع: ۷۷]

(۶۳۵۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے خبر دی' یہ محمود وہ بزرگ ہیں جن کے منہ میں رسول اللہ ﷺ نے جس وقت وہ بچے تھے' انہیں کے کنوئیں سے پانی لے کر کلی کی تھی۔

وہ بچہ انتہائی خوش قسمت ہونا چاہئے جس کے منہ میں رسول کریم ﷺ کے منہ مبارک کی کلی داخل ہو۔

۶۳۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [راجع: ۲۲۲]

(۶۳۵۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا۔ کپڑے کو دھویا نہیں۔

یہ حضرت حسن یا حضرت حسین یا ام فلیس کے فرزند تھے۔ معلوم ہوا کہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر پانی ڈال دینا کافی ہے۔

٦٣٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَيْنَهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. [راجع: ٤٣٠٠]

(٦٣٥٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

تشریح: وتر کے معنی تنہا اکیلا طاق کے ہیں اس کی ضد شفع یعنی جوڑا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے وتر کو کبھی سات رکعات کبھی پانچ کبھی تین کبھی ایک رکعت پڑھا ہے۔ حضرت ابوایوب روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل و من احب ان یوتر بثلاث فلیفعل و من احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل رواہ ابوداود والنسائی و ابن ماجہ یعنی نماز وتر ہر مسلمان کے اوپر حق اور ثابت ہے بس جو چاہے وتر سات رکعات پڑھے جو چاہے پانچ رکعات پڑھے جو چاہے تین رکعات پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے۔ ابن عمر کی روایت سے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں الوتر رکعۃ من آخر اللیل رواہ مسلم یعنی نماز وتر آخری رات میں ہے جو ایک رکعت ہے۔ آنحضرت ﷺ پانچ رکعت وتر پڑھنے کی صورت میں درمیان میں نہیں بلکہ صرف آخری رکعت میں قعدہ فرماتے تھے (رواہ مسلم) پس ایک رکعت وتر جائز درست بلکہ سنت نبوی ہے جو لوگ ایک رکعت وتر ادا کریں ان پر اعتراض کرنے والے خود غلطی پر ہیں' یوں تین پانچ سات تک پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث اور باب میں مطابقت اس سے ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کے سر پر از راہ شفقت و دعا دست شفقت پھیرا تھا۔

٣٢- باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
باب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا

تشریح: صحیح احادیث میں جو درود کے صیغے آئے ہیں وہ معدودے چند ہیں۔ جو حصن حصین میں جمع ہیں لیکن بعد کے لوگوں نے ہزاروں صیغے بڑے بڑے مبالغہ اور تک بندی کے ساتھ بنائے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہو گا بلکہ ڈر ہے کہ مؤاخذہ نہ ہو کیونکہ آپ نے دعا میں مبالغہ اور سجع و قافیہ لگانے کو منع فرمایا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنھوں نے ماثورہ درودوں پر قناعت نہ کر کے ہزارہا نئے درود ایجاد کئے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ وہی صیغے درود کے پڑھے جائیں جو حدیث سے ثابت ہیں اور جو مزہ اتباع سنت میں مومن کو آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا۔ باقی درود شریف بکثرت پڑھنا ایسا پاکیزہ عمل ہے جس کی فضیلت میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے بلکہ جو شخص آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھے اس کو بہت بڑا بخیل قرار دیا گیا ہے۔ حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے القول الجمیل میں فرمایا ہے کہ بہا وجدنا ماوجدنا یعنی ہم کو روحانی ترقیات جو نصیب ہوئی ہیں وہ بکثرت درود پڑھنے ہی سے حاصل ہوئی ہیں۔ اسی لئے بخاری شریف مترجم اردو کا پڑھنا بھی موجب صد برکت ہے کہ اس میں سطر سطر میں الفاظ ﷺ ہیں اور آنحضرت ﷺ پر درود شریف لکھی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اس عمل کو قبول کر کے مجھ حقیر سراپا تقصیر خادم کو روز قیامت میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب کرے اور میرے جملہ رفقائے کرام و معاونین عظام و شائقین کو بھی اللہ پاک درجات عالیہ بخشے آمین (راز)

٦٣٥٧- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

(٦٣٥٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے

بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ : أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَقُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ٣٣٧٠]

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا' کہا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں ؟ (یعنی ایک عمدہ حدیث نہ سناؤں) نبی کریم ﷺ ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم آپ کو سلام کس طرح کریں' لیکن آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو۔ "اے اللہ ! محمد (ﷺ) پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمدؐ پر' جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی' بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمدؐ پر اور آل محمد پر برکت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی' بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔

٦٣٥٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا السَّلاَمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ قَالَ: قُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ)). [راجع: ٤٧٩٨]

(٦٣٥٨) ہم سے ابراہیم بن حمزہ زبیری نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن خباب نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ! آپ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے' لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اس طرح کہو اے اللہ! اپنی رحمت نازل کر حضرت محمد (ﷺ) پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جس طرح برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔

٣٣- باب هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاَتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ [التوبة : ١٠٣]

باب کیا نبی کریم ﷺ کے سوا کسی اور پر درود بھیجا جا سکتا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں اپنے پیغمبر سے یوں فرمایا "وصل علیهم ان صلاتک سکن لهم " یعنی ان پر درود بھیج کیونکہ تیرے درود (دعا) سے ان کو تسلی ہوتی ہے۔

٦٣٥٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ

(٦٣٥٩) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے اور ان سے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے

أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ إِذَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ بِصَدَقَتِهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ)) فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)). [راجع: ١٤٩٧]

بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص اپنی زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ فرماتے "اللهم صل عليه" (اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما) میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر اپنی رحمت نازل فرما۔

٦٣٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ٣٣٦٩]

(٦٣٦٠) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' انہوں نے امام مالک نے' ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمرو بن سلیم زرقی نے بیان کیا کہ ہم کو ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو "اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اور محمد اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت نازل کر' جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی۔ بلاشبہ تو تعریف کیا گیا شان و عظمت والا ہے۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو احادیث بیان کی ہیں ایک سے بالاستقلال غیر انبیاء پر اور دوسری سے تبعاً غیر انبیاء پر درود بھیجنے کا جواز نکالا ہے۔ بعض نے غیر انبیاء کے لئے بھی استقلال کو یوں کہنا درست رکھا ہے۔ اللهم صل عليه اور حضرت امام بخاری کا بھی رجحان اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صلاۃ کے معنی رحمت کے بھی ہیں۔ تو اللهم صل عليه کا مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے۔ اللهم اجعل صلواتك و رحمتك على آل سعد بن عبادة بعض نے یوں کہنا بھی درست رکھا ہے کہ پہلے آنحضرت ﷺ پر درود شریف ہو بعد میں اور کو بھی شریک کیا جائے جیسے یوں کہنا۔ اللهم صلى على محمد و على الحسن بن على اور یہی مختار ہے۔ درود شریف میں بعض نے تخصیص حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کلام کیا ہے کہ یوں کیوں نہ کہا اللهم صلى على موسى جواب یہ دیا گیا کہ حضرت موسیٰ پر تجلی جلالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی جمالی۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کو ترجیح دی گئی کہ آپ (ﷺ) کے لئے تجلی جمالی کا سوال ہو۔ ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ بڑا ہے کیونکہ آپ جدالانبیاء ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا یہ مقام نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے اور حضرت ابراہیم کو دنیا و آخرت میں جو رفعت و خلت حاصل ہوئی ہے وہ اور کو نہیں۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے لئے بھی ایسی ہی رفعت و خلت کا سوال مناسب تھا جو یقیناً آنحضرت ﷺ کو بھی حاصل ہوا کیونکہ آج بھی آپ کے نام لینے والوں کی تعداد دنیا میں کروڑ ہا کروڑ تک پہنچ رہی ہے۔ اللهم صلى على محمد و على آل محمد كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ اللهم بارك على محمد و على آل محمد كما باركت على ابراهيم و على ال ابراهيم انك حميد مجيد۔ (امين)

٣٤- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اے اللہ! اگر مجھ سے کسی

((مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً))

کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے تو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ اور رحمت بنا دے

٦٣٦١- حَدَّثَنَا ابْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اللّهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(۶۳۶۱) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' کہا کہ مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو تو اس کے لئے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی بھر میں کبھی کسی مومن کو برا نہیں کہا۔ لہٰذا یہ ارشاد گرامی کمال تواضع اور اہل ایمان سے شفقت کی بنا پر فرمایا گیا۔ (ﷺ)

٣٥- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

باب فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٦٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتَّى أَحْفَوْهُ الْمَسْئَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((لاَ تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ بَيَّنْتُهُ لَكُمْ)). فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالاً فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لاَفٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لاَحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((حُذَافَةُ)) ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولاً، نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ، إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ)). وَكَانَ قَتَادَةُ

(۶۳۶۲) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کئے اور جب بہت زیادہ کئے تو آنحضرت ﷺ کو ناگواری ہوئی' پھر آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا' آج تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔ اس وقت میں نے دائیں بائیں دیکھا تو تمام صحابہ سر اپنے کپڑوں میں لپیٹے ہوئے رو رہے تھے' ایک صاحب جن کا اگر کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف (طعنہ کے طور پر) منسوب کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! میرے باپ کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حذافہ۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا ہم اللہ سے راضی ہیں کہ ہمارا رب ہے' اسلام سے کہ وہ دین ہے' محمد ﷺ سے کہ وہ سچے رسول ہیں' ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' آج کی طرح خیر و شر کے معاملہ میں میں نے کوئی دن نہیں دیکھا' میرے سامنے جنت اور دوزخ کی تصویر لائی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے اوپر دیکھا۔ قتادہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت (سورہ

يَذْكُرُ عِنْدَ هَذَا الْحَدِيثِ هَذِهِ الآيَةَ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة : ١٠١].

[راجع: ٩٣]

مائدہ کی) اس آیت کا ذکر کیا کرتے تھے "اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق نہ سوال کرو کہ اگر تمہارے سامنے ان کا جواب ظاہر ہو جائے تو تم کو برا لگے۔"

٣٦- باب التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

٦٣٦٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَبِي طَلْحَةَ: ((الْتَمِسْ لَنَا غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي))؟ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ كِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالاً فَأَكَلُوا، وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: ((هَذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ

باب دشمنوں کے غالب آنے سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٦٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے عمرو بن ابی عمرو' مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام نے بیان کیا' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے یہاں کے لڑکوں میں سے کوئی بچہ تلاش کر جو میرا کام کر دیا کرے۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ جب بھی گھر ہوتے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ میں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا اکثر پڑھا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ غم والم سے' عاجزی و کمزوری سے اور بخل سے اور بزدلی سے اور قرض کے بوجھ سے اور انسانوں کے غلبہ سے۔" میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ پھر ہم خیبر سے واپس آئے اور آنحضرت ﷺ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے عبایا چادر سے پردہ کیا اور انہیں اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب ہم مقام صہبا پہنچے تو آپ نے ایک چرمی دسترخوان پر کچھ مالیدہ تیار کرا کے رکھوایا' پھر مجھے بھیجا اور میں کچھ صحابہ کو بلا لایا اور سب نے اسے کھایا' یہ آپ کی دعوت ولیمہ تھی۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھے اور احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ جب مدینہ منورہ پہنچے تو فرمایا "اے اللہ! میں اس شہر کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو اس طرح حرمت والا قرار دیتا

لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)).

[راجع: ٣٧١]

٣٧- باب التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٣٦٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [راجع: ١٣٧٦]

٦٣٦٥- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا - يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ - وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ٢٨٢٢]

٦٣٦٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا، وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ

ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا۔ اے اللہ! یہاں والوں کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت عطا فرما۔"

باب عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا

(۶۳۶۴) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا سے سنا (موسیٰ نے) بیان کیا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ ان کی بیان کی ہوئی حدیث سے مختلف کسی نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو' انھوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

(۶۳۶۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ باتوں کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ذکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ان سے پناہ مانگنے کا حکم کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ بدترین بڑھاپا مجھ پر آجائے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے' اس سے مراد دجال کا فتنہ ہے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

(۶۳۶۶) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے ابووائل نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو گا۔ لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی۔ پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں تھیں' پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا۔ آنحضرت

فَقَالَ: ((صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا)) فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلاَةٍ إِلاَّ تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

[راجع: ١٠٤٩]

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح کہا' قبر والوں کو عذاب ہو گا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

٣٨- باب التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

٦٣٦٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)). [راجع: ٢٨٢٣]

باب زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٦٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی سے' سستی سے' بزدلی سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔

٣٩- باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

٦٣٦٨- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ

باب گناہ اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٦٨) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' بہت زیادہ بڑھاپے سے' گناہ سے' قرض سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور دوزخ کی آزمائش سے اور دوزخ کے عذاب سے اور مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔ اے اللہ! مجھ سے میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک صاف کر دیا اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کر دے

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). [راجع: ٨٣٢]

جتنی مشرق اور مغرب میں دوری ہے۔

٤٠- باب الِاسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

باب بزدلی اور سستی سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٦٩- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)).

(٦٣٦٩) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم و الم سے' عاجزی' سستی' بزدلی' بخل' قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے۔"

٤١- باب التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ

الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ.

باب بخل سے اللہ کی پناہ مانگنا۔ بخل (باء کے ضمہ اور خاء کے سکون) اور بخل (باء کے نصب اور خاء کے نصب کے ساتھ) ایک ہی ہیں جیسے حزن اور حزن

٦٣٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهَؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ٢٨٢٢]

(٦٣٧٠) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' ان سے مصعب بن سعد نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ان پانچ باتوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے' میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے' میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر میں پہنچا دیا جاؤں' میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔"

٤٢- باب التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

أَرَاذِلُنَا : أَسْقَاطُنَا.

باب ناکارہ عمر سے اللہ کی پناہ مانگنا "سورۂ ہود میں جو لفظ اراذلنا آیا ہے اس سے اسقاطنا یعنی کمینے پاجی لوگ مراد ہیں

٦٣٧١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ

(٦٣٧١) ہم سے اس حدیث کو ابو معمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ)). [راجع: ٢٨٢٣]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔"

٤٣- باب الدُّعَاءِ يَرْفَعُ الْوَبَاءَ وَالْوَجَعَ

باب دعا سے وباء اور پریشانی دور ہو جاتی ہے

٦٣٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا)). [راجع: ١٨٨٩]

(۶۳۷۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی تو نے مکہ کی محبت ہمارے دل میں پیدا کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔"

٦٣٧٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ بَلَغَ بِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلاَ يَرِثُنِي إِلاَّ ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لاَ)) قُلْتُ: فَبِشَطْرِهِ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلاَّ أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ)) قُلْتُ: أُخَلَّفُ بَعْدَ

(۶۳۷۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے' کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی' انہیں عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میری اس بیماری نے مجھے موت سے قریب کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود مشاہدہ فرما رہے ہیں کہ بیماری نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے اور میرے پاس مال و دولت ہے اور سوا ایک لڑکی کے اس کا اور کوئی وارث نہیں' کیا میں اپنی دولت کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھی کا کر دوں؟ فرمایا کہ ایک تہائی بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور یقین رکھو کہ تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے مقصود اللہ کی خوشنودی ہوئی تمہیں تو اس پر ثواب ملے گا' یہاں تک کہ اگر

أَصْحَابِي؟ قَالَ ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ، فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلاَّ ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ))، لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ. قَالَ سَعْدٌ: رَثَى لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ رکھو گے (تو اس پر بھی ثواب ملے گا) میں نے عرض کی کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم پیچھے چھوڑ دیئے جاؤ اور پھر کوئی عمل کرو جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو تو تمہارا مرتبہ بلند ہو گا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور کچھ قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ نقصان اٹھائیں گی۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو کامیاب فرما اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر' البتہ افسوس سعد بن خولہ کا ہے۔ سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر افسوس کا اظہار اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ہو گیا تھا۔

٤٤- باب الاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ

باب ناکارہ عمر' دنیا کی آزمائش اور دوزخ کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٧٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)).[راجع: ٢٨٢٢]

(۶۳۷۴) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی' انہیں زائدہ بن قدامہ نے' انہیں عبد الملک بن عمیر نے' انہیں مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے' تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے' تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں' تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔"

٦٣٧٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ،

(۶۳۷۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' ناکارہ عمر سے' بڑھاپے سے' قرض سے اور گناہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے' دوزخ کی آزمائش سے' قبر کے

وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). [راجع: ٨٣٢]

عذاب سے' مالداری کی بری آزمائش سے' محتاجی کی بری آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک کر دے' جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب میں ہے۔"

٤٥- باب الاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى

باب مالداری کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَلاَّمُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)). [راجع: ٨٣٢]

(٦٣٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ان کی خالہ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے' دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں' قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔"

تشریح: مال و دولت کے فتنے کی مثال قارون کی ہے جسے اللہ نے مال کے گھمنڈ غرور کی جہ سے زمین دوز کر دیا اور مال کی برکت کی مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے جو تاریخ اسلام میں قیامت تک کے لئے نام پا گئے رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا غنی بنائے۔ آمین۔

٤٦- باب التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

باب محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگنا

٦٣٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

(٦٣٧٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور مال داری کی بری آزمائش سے اور محتاجی کی بری

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)).

[راجع: ٨٣٢]

آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے گناہ سے اور قرض سے۔

تشریح: محتاجی اور قرض بہت ہی خطرناک عذاب ہیں۔ میری دن و رات یہ دعا ہے کہ اللہ مجھ کو اور میرے متعلقین اور شائقین بخاری شریف کو وقت آخر تک قرض اور محتاجی سے بچائے۔ خاص طور سے میرے جو مخلصین ادائیگی قرض کے لئے دعاؤں کی درخواست کرتے رہتے ہیں اللہ پاک ان سب کا قرض ادا کرائے اور مجھ کو بھی اس حالت میں موت دے کہ میں کسی کا ایک پیسے کا بھی مقروض نہ ہوں۔ قبل از موت اللہ سارا قرض ادا کرا دے۔ آمین یا رب العالمین (راز)

٤٧- باب الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

باب برکت کے ساتھ مال کی زیادتی کے لئے دعا کرنا

٦٣٧٨، ٦٣٧٩- حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)). وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِثْلَهُ. [طرفه في: ٦٣٨١].

(۶۳۷۸-۷۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔ اور ہشام بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا۔

- باب الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

باب برکت کے ساتھ بہت اولاد کی دعا کرنا

٦٣٨٠، ٦٣٨١- حدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ

(۶۳۸۰-۸۱) ہم سے ابو زید سعید بن ربیع نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' انہوں نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور!

أُمُّ سُلَيْمٍ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)). [راجع: ١٩٨٢]

انسؓ آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو دے اس میں برکت عطا فرما۔

حضرت انسؓ کے حق میں دعائے نبوی قبول ہوئی۔ سو سال سے زائد عمر پائی اور انتقال کے وقت اولاد در اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

٤٨- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الاِسْتِخَارَةِ

باب استخارہ کی دعا کا بیان

تشریح استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومنها صلوة الاستخارة وكان اهل الجاهلية اذا عرضت لهم حاجة من سفر اونكاح اوبيع استقسموا بالازلام فنهى عنه النبى صلى الله عليه وسلم لانه غير معتمد على اهل و انما هو محض اتفاق ولانه افتراء على الله بقوله امرنى ربى ونها نى ربى فعوضهم من ذالك الاستخارة۔ فى الامور ترياق مجرب لتحليل شبه الملائكة و ضبط النبى صلى الله عليه وسلم آدابها و دعاء هافشرع ركعتين الخ۔ یعنی جاہلیت والوں کو سفر یا شادی یا تجارت کی کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ بتوں کے ہاتھوں میں دیئے ہوئے تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔ اہل اسلام کو ان حرکتوں سے روکا گیا کیونکہ یہ محض جھوٹ اور شرکیہ کام تھا۔ اس کے عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استخارہ کی تعلیم فرمائی جو تریاق مجرب ہے۔ اس کے لئے دو رکعات نماز استخارہ مشروع قرار دی اور یہ دعا تعلیم فرمائی۔

٦٣٨٢- حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كُلِّهَا، كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي -أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ- فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ)). [راجع: ١١٦٢]

(٦٣٨٢) ہم سے ابو مصعب مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے' قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے "اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے' تو علم والا ہے' مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے' اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے' میرے دین کے اعتبار سے' میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعا میں یہ الفاظ کہے "فی عاجل امری و آجلہ" تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے' میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے "فی عاجل امری و آجلہ" تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور

میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہئے۔

تشریح جب کسی شخص کو ایک کام کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا دو باتوں یا دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں تو باب کی حدیث کے موافق استخارہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خواب میں یا اور کسی طرح جو اس کے حق میں بہتر ہو گا اس پر کھول دے گا یا اسی کی توفیق دے گا۔ بس جو استخارہ بہ سند صحیح آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہ یہی ہے۔ باقی استخارے جو شیعہ امامیہ کیا کرتے ہیں۔ مثلاً تسبیح پر یا استخارہ ذات الرقاع ان کی اصل حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ استخارہ کرنا گویا اللہ سے طلب خیر کرنا اور مشورہ طلب کرنا ہے۔ قدرت کے اشارے ہوتے ہیں اور ان کی بنا پر اہل ایمان صاحبان فراست اللہ کے اشاروں کو سمجھ کر ان کے مطابق قدم اٹھاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے دعائے مسنونہ جو یہاں مرقوم ہے بہترین دعا ہے اور بکثرت یوں پڑھنا اللھم خیر لی و اخترلی بھی استخارہ کے لئے بہترین عمل ہے۔

٤٩- باب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

٦٣٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)).

[راجع: ٢٨٨٤]

باب وضو کے وقت کی دعا کا بیان

(٦٣٨٣) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ نے' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پانی مانگا' پھر آپ نے وضو کیا' پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ "اے اللہ! عبید ابوعامر کی مغفرت فرما۔" میں نے اس وقت آنحضرت ﷺ کی بغل کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے دعا کی۔ "اے اللہ! قیامت کے دن اسے اپنی بہت سی انسانی مخلوق سے بلند مرتبہ عطا فرمائیو۔"

٥٠- باب الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ خَيْرٌ عُقْبًى عَاقِبَةً وَعُقْبَى وَ عَاقِبَةٌ وَاحِدٌ وَهُوَ الآخِرَةُ

٦٣٨٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي بنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى

باب کسی بلند ٹیلے پر چڑھتے وقت کی دعا کا بیان

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا قرآن میں جو خیر عقبا آیا ہے تو عاقبت اور عقب کے ایک ہی معنی ہیں جن سے آخرت مراد ہے۔

(٦٣٨٤) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگو!

أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا)) ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ فَقَالَ : ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ - أَوْ قَالَ - أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ)).

اپنے اوپر رحم کرو' تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا' بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت زیر لب کہہ رہا تھا۔ "لا حول ولا قوة الا باللہ" آنحضرت ﷺ نے فرمایا' عبداللہ بن قیس کہو "لا حول ولا قوة الا باللہ" کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے' یا آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ لاحول ولا قوة الا باللہ۔

[راجع: ٢٩٩٢]

تشریح اس کلمہ میں سب کچھ اللہ ہی کے حوالہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اللہ پاک پر ایسا پختہ عقیدہ رکھے گا وہ یقیناً جنتی ہو گا۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ دعا میں حد سے زیادہ چلانا بھی کوئی امر مستحسن نہیں ہے۔ وادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین۔

٥١- باب الدُّعَاءُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا.

فِيهِ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب کسی نشیب میں اترتے وقت کی دعا

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

اس میں یوں ہے جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نشیب میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ باب کے اثبات کے لئے حدیث جابر ہی کو کافی سمجھا گیا۔

٥٢-باب الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا، أَوْ رَجَعَ

فِيهِ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ.

باب سفر میں جاتے وقت یا سفر سے واپسی کے وقت دعا کرنا

اس میں ایک حدیث یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے جو انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے سفر میں نکلتے وقت کی دعا اس باب میں بیان نہیں کی شاید ان کو کوئی حدیث اپنی شرط پر نہ ملی ہو گی۔ امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ جب آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو جاتے سفر کو جاتے وقت تو تین بار تکبیر کہتے پھر یہ آیت پڑھتے۔ "سبحان الذی سخرلنا هذا و ما کنا له مقرنین۔" حصن حصین میں یہ دعا منقول ہے۔ اللهم انا نسالک فی سفرنا هذا البر والتقوىٰ و من العمل ما ترضىٰ اللهم هون علینا سفرنا هذا واطولنا بعده اللهم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاهل والولد اللهم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابة المنظر و سوء المنقلب فی المال والاهل والولد۔

٦٣٨٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ

(٦٣٨٥) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس

عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [راجع: ۱۷۹۷]

ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔ پھر دعا کرتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اس کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا تمام لشکر کو شکست دی۔

تشریح: بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ کی بلندی و بڑائی کو یاد رکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنا شان ایمانی ہے۔ ایسے عقیدہ و عمل والوں کو اللہ دنیا میں بھی بلندی دیتا ہے آیت کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (المجادلہ : ۲۱) میں وہی اشارہ ہے۔ لشکر کو شکست دینے کا اشارہ جنگ احزاب پر ہے جہاں کفار بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے مگر آخر میں خائب و خاسر ہوئے۔

۵۳- باب الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

باب شادی کرنے والے دولہا کے لئے دعا دینا

۶۳۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: ((مَهْيَمْ أَوْ مَهْ)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ۲۰۴۹]

(۶۳۸۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے' ولیمہ کر' چاہے ایک بکری کا ہی ہو۔

شادی کے موقع پر برکت کی دعا میں اشارہ ہے کہ شادی ہر دو کے لئے باعث برکت ہو۔ روزی رزق آل اولاد دین ایمان سب میں برکت مراد ہے۔

۶۳۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: ثَيِّبًا قَالَ: ((هَلَّا جَارِيَةً

(۶۳۸۷) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہوئے تو انہوں نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑی تھیں (راوی کو تعداد میں شبہ تھا) پھر میں نے ایک عورت سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا' جابر کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کنواری سے یا بیاہی سے؟ میں نے کہا بیاہی سے۔ فرمایا' کسی لڑکی سے کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے

تُلاعِبُهَا وَتُلاعِبُكَ، وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ)) قُلْتُ: هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ: ((فَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ)) لَمْ يَقُلْ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرٍو بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ. [راجع: ٤٤٣]

ساتھ کھیلتی یا (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ) تم اسے ہنساتے وہ تمہیں ہنساتی۔ میں نے عرض کی' میرے والد (حضرت عبداللہ) شہید ہوئے اور سات یا نو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لئے میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ان کے پاس انہی جیسی لڑکی لاؤں۔ چنانچہ میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان کی نگرانی کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ ابن عیینہ اور محمد بن مسلمہ نے عمرو سے روایت میں۔ "اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے" کے الفاظ نہیں کہے۔

تشریح شادی میں بھی جذبات سے زیادہ دور اندیشی کی ضرورت ہے۔ حضرت جابر کا یہ واقعہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اپنی بہنوں کی پرورش کرنا بھی ایک بڑی سعادت مندی ہے۔ اللہ ہر جوان کو ایسی توفیق بخشے آمین۔

٥٤- باب مَا يَقُولُ: إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

باب جب مرد اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

٦٣٨٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ١٤١]

(٦٣٨٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے سالم نے' ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے۔ "اللہ کے نام سے' اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔" تو اگر اس صحبت سے کوئی اولاد مقدر میں ہو گی تو شیطان اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح عورت سے ملاپ کے وقت بھی مغلوب الشہوۃ نہ ہونا بلکہ اللہ کو یاد رکھنا اس کا اثر یہ ہونا لازمی ہے کہ آدمی کی اولاد پر بھی اس کیفیت کا پورا پورا اثر پڑے گا اور وہ یقیناً شیطانی خصائل و اثرات سے محفوظ رہیں گے کیونکہ ماں باپ کے خصائل بھی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں الا ان یشاء اللہ۔

٥٥- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً))

باب نبی کریم ﷺ کی یہ دعا اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر۔ آخر تک

٦٣٨٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا

(٦٣٨٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی

آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). [راجع: ٤٥٢٢]

"اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا۔"

تشریح: بڑی بھاری اہم دعا ہے کہ دنیا اور دین ہر دو کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی ہے۔ بلکہ دنیا کو آخرت پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے سدھار ہی سے آخرت کا سدھار ہو گا۔

٥٦- باب التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

باب دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٣٩٠- حدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا هَؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ نُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ٢٨٢٢]

(٦٣٩٠) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبیدہ بن حمید نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ہمیں یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے لکھنا سکھاتے تھے۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔

تشریح: یہ دعا اس قابل ہے کہ اسے بغور پڑھا جائے اور مذکورہ کمزوریوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ ہر دعا کے معانی و مطالب و مقاصد سمجھنے کی ضرورت ہے۔ طوطے کی رٹ نہ ہونی چاہئے۔ یہی فلسفہ دعا ہے۔

٥٧- باب تَكْرِيرُ الدُّعَاءِ

باب دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار عرض کرنا

تشریح: اس باب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ جو حدیث جادو کی لائے ہیں۔ اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر انہوں نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے طب اور باب بدء الخلق میں نکالا ہے۔ اور امام مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے دعا کی پھر دعا کی پھر دعا کی اور اس باب میں صاف وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تین بار دعا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا۔

٦٣٩١- حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ، وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ

(٦٣٩١) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ آنحضرت ﷺ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تھی' پھر آپ نے فرمایا' تمہیں معلوم ہے' اللہ نے مجھے وہ

فِيهِ؟)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ قَالَ: فِيمَا ذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ : فِي ((ذَرْوَانَ)) وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ. قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)) قَالَتْ: فَأَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ : ((أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)). زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَاللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ٣١٧٥]

بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا' یا رسول اللہ! وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو مرد آئے اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا' ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا' ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں۔ پوچھا وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا واللہ! اس کا پانی تو مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا' یا رسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔ عیسیٰ بن یونس اور لیث نے ہشام سے اضافہ کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ برابر دعا کرتے رہے اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا۔

تشریح: اسوۂ نبوی سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو شر کی اشاعت سے بھی بچنا لازم ہے۔ اسے اچھالنا' شہرت دینا اسوۂ نبی کے خلاف ہے۔ کاش مدعیان عمل بالسنہ ایسے امور کو بھی یاد رکھیں آمین۔

٥٨- باب الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ

باب مشرکین کے لئے بد دعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ))، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ)) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّلاَةِ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا)) حَتَّى أَنْزَلَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا' اے اللہ! میری مدد کر ایسے قحط کے ذریعہ جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا اور آپ نے بد دعا کی "اے اللہ! ابو جہل کو پکڑ لے" اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ دعا کی کہ "اے اللہ! فلاں

اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے" یہاں تک کہ قرآن کی آیت لیس لک من الامر شی نازل ہوئی۔

تشریح: انسانی زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں کہ انسان دشمنوں کے خلاف بددعا کرنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ قریش مکہ کی متواتر شرارتوں کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے وقتی طور پر مجبوراً یہ بددعا فرمائی جو قبول ہوئی اور اشرار قریش سب تباہ و برباد ہو گئے۔ سچ ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن — اجابت از در حق بہر استقبال می آید

٦٣٩٢- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)). [راجع: ٢٩٣٣]

(٦٣٩٢) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو وکیع نے خبر دی' انہیں ابن ابی خالد نے' کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا' کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے لئے بددعا کی۔ "اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! حساب جلدی لینے والے! احزاب کو (مشرکین کی جماعتوں کو' غزوۂ احزاب میں) شکست دے' انہیں شکست دے دے اور انہیں جھنجوڑ دے۔

تشریح: کفار عرب نے متحدہ محاذ لے کر اسلام کے خلاف زبردست یلغار کی تھی۔ اس کو جنگ احزاب یا جنگ خندق کہا گیا ہے۔ اللہ نے ان کی ایسی کمر توڑی کہ بعد میں جنگ کا یہ سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔

٦٣٩٣- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، قَنَتَ: اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)). [راجع: ٧٩٧]

(٦٣٩٣) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے' ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا' اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی آخری رکعت میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے تو دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ "اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور و ناتواں مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ کو سخت کر دے۔ اے اللہ! وہاں ایسا قحط پیدا کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا۔"

تشریح: ہجرت نبوی کے بعد کچھ کمزور مساکین مسلمان مکہ میں رہ کر کفار مکہ کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے تھے ان ہی کے لئے آپ نے یہ دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور مظلوم اور ضعفاء مسلمانوں کو ان کے شر سے نجات ملی۔ مشرکین مکہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بہت سے تباہ ہو گئے۔

٦٣٩٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ: ((إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ)). [راجع: ١٠٠١]

(٦٣٩٤) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا' ان سے عاصم نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم بھیجی' جس میں شریک لوگوں کو قراء (یعنی قرآن مجید کے قاری) کہا جاتا تھا۔ ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی کسی چیز کا اتنا غم ہوا ہو جتنا آپ کو ان کی شہادت کا غم ہوا تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہینے تک فجر کی نماز میں ان کے لئے بد دعا کی۔ آپ کہتے کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

٦٣٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الْيَهُودُ يُسَلِّمُونَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُونَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ))، فقالت: يَا نَبِيَّ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُولُونَ؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي أَرُدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ؟ فَأَقُولُ: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ٢٩٣٥]

(٦٣٩٥) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو کہتے السام علیک (آپ کو موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا مقصد سمجھ گئیں اور جواب دیا کہ "علیکم السام واللعنه" (تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ٹھہرو عائشہ! اللہ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ میں انہیں کس طرح جواب دیتا ہوں۔ میں کہتا ہوں "وعلیکم"

تشریح یہودی اسلام کے ازلی دشمن ہیں مگر حبیب خدا ﷺ کے اخلاق فاضلہ دیکھئے کہ آپ نے ان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بد دعا کو ناپسند فرمایا۔ انسانیت کی یہی معراج ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی اعتدال کا برتاؤ کیا جائے۔

٦٣٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ

(٦٣٩٦) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے انصاری نے بیان کیا' ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیدہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان کی

((مَلأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلاَةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ)) وَهِيَ صَلاَةُ الْعَصْرِ.

قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہمیں (عصر کی نماز) صلاۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی۔ جب تک کہ سورج غروب ہو گیا اور یہ عصر کی نماز تھی۔

[راجع: ٢٩٣١]

نماز عصر ہی صلوٰۃ وسطیٰ ہے' اس نماز کی بہت خصوصیت ہے جس میں بہت سے مصالح مقصود ہیں۔

٥٩- باب الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ

باب مشرکین کی ہدایت کے لئے دعا کرنا

اس باب کا مضمون پچھلے باب کے مخالف نہ ہو گا کیونکہ اُس باب میں جو بد دعا کا بیان ہے وہ اس حالت پر محمول ہے کہ مشرکوں کے ایمان لانے کی امید نہ رہی ہو اور یہ اس حالت میں ہے جبکہ ایمان لانے کی امید ہو یا ان کا دل ملانا مقصود ہو۔ بعض نے کہا مشرکوں کے لئے دعا کرنا آنحضرت ﷺ سے خاص تھا اوروں کے لئے درست نہیں لیکن ہدایت کی دعا تو اکثر لوگوں نے جائز رکھی ہے۔

٦٣٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ، وَأَبَتْ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ)). [راجع: ٢٩٣٧]

(٦٣٩٧) ہم سے علی نے بیان کیا' ان سے سفیان نے کہا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ دوس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہے' آپ ان کے لئے بد دعا کیجئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرت ﷺ ان کے لئے بد دعا ہی کریں گے لیکن آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ "اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں (میرے پاس) بھیج دے۔"

پھر ایسا ہی ہوا قبیلہ دوس نے اسلام قبول کیا اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔

٦٠- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ))

باب نبی کریم ﷺ کا یوں دعا کرنا کہ "اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے۔"

تشریح آپ ﷺ کا یہ فرمان بطور اظہار عبودیت کے ہے یا امت کی تعلیم کے لئے ورنہ آپ کو اللہ نے معصوم عن الخطاء قرار دیا ہے۔ برائے تواضع بھی ہو سکتا ہے۔

٦٣٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، ابْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ

(٦٣٩٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن صباح نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابواسحاق نے' ان سے ابن ابی موسیٰ نے' ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے "میرے رب! میری خطا' میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی

((رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مَعَاذٍ، وَحَدَّثَنَا أَبِي وَقَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
[طرفه في ٦٣٩٩].

جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر' میری خطاؤں میں' میرے بلاارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مذاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کرچکا ہوں اور انہیں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے' تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے" اور عبیداللہ بن معاذ (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) نے بیان کیا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' ان سے ابوبردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: دعا کے آخر میں لفظ انک علی کل شئی قدیر فرمانا اس چیز کا اظہار ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے یہی استغناء الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھراتے ہیں اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کا اقرار اور اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد ﷺ کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندۂ درگاہ بنا دے۔ جل جلالہ۔ یہاں مشیت کا ذکر ہو رہا ہے' مشیت اور چیز ہے اور قانون اور چیز ہے۔ قوانین الٰہی کے بارے میں صاف ارشاد ہے۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا و لن تجد لسنة الله تحويلا۔ (فاطر: ۴۳) صدق الله تبارک و تعالٰی۔

٦٣٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو : ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَايَ وَعَمْدِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي)).

[راجع: ٦٣٩٨]

(۶۳۹۹) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ بن عبدالمجید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا' ان سے ابوبکر بن ابی موسیٰ اور ابوبردہ نے اور میرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ! میری مغفرت فرما میری خطاؤں میں' میری نادانی میں اور میری کسی معاملہ میں زیادتی میں' ان باتوں میں جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر میرے ہنسی مذاح اور سنجیدگی میں اور میرے ارادہ میں اور یہ سب کچھ میری ہی طرف سے ہیں۔"

٦١- باب الدُّعَاءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب اس قبولیت کی گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن آتی ہے

٦٤٠٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لاَ يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ خَيْرًا إِلاَّ أَعْطَاهُ)) وَقَالَ بِيَدِهِ ((قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا)). [راجع: ٩٣٥]

(٦٤٠٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے' انہیں ایوب نے خبردی' انہیں محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا' جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھلائی بھی وہ مانگے گا اللہ عنایت فرمائے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ہم نے اس سے یہ سمجھا کہ آنحضور ﷺ اس گھڑی کے مختصر ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

تشریح: حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں۔ ثم اختلفت الرواية في تعيينها فقيل هي مابين ان يجلس الامام المنبر ان تقضى الصلوة لانها ساعة تفتح فيها ابواب السماء ويكون المومنين فيها راغبين الى الله فقد اجتمع فيها بركات السماء والارض الخ و قيل بعد العصر الى غيبوبة الشمس لانها وقت نزول القضاء و في بعض الكتب الا لهية انما فيها خلق آدم (حجة الله) یعنی اس گھڑی کی تعیین میں اختلاف ہے۔ یہ بھی ہے کہ یہ امام کے ممبر پر بیٹھنے سے ختم نماز تک ہوتی ہے اس لئے کہ اس گھڑی میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس میں مومنوں کو اللہ کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے' پس اس میں آسمانی و زمینی برکات جمع کی جاتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عصر کے بعد سے غروب تک ہے' اس لئے کہ یہ قضائے الٰہی کے نزول کا وقت ہے اور بعض حوالوں کی بنا پر یہ آدم کی پیدائش کا وقت ہے۔

٦٢- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا)).

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ یہود کے حق میں ہماری (جوابی) دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن ان کی کوئی بد دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

٦٤٠١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ: ((وَعَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ

(٦٤٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "السام علیکم" آنحضرت ﷺ نے جواب دیا "وعلیکم" لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا "السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم" آنحضرت ﷺ نے فرمایا' ٹھہر' عائشہ! نرم خوئی اختیار کر اور سختی اور بدکلامی سے ہمیشہ پرہیز کر۔ انہوں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ

الْفُحْشَ)) قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، فَيُجَابُ لِي فِيهِمْ وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)). [راجع: ٢٩٣٥]

یہودی کیا کہہ رہے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ میں نے انہیں کیا جواب دیا' میں نے ان کی بات انہیں پر لوٹادی اور میری ان کے بدلے میں دعا قبول کی گئی اور ان کی میرے بارے میں قبول نہیں کی گئی۔

پھر ان کے کوسنے کاٹنے سے کیا ہوتا ہے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آج کے غاصب یہودیوں کا بھی جو فلسطین پر قبضہ غاصبانہ کئے ہوئے ہیں' یہی انجام ہونے والا ہے (ان شاء اللہ)

٦٣- باب التَّأْمِينِ

باب (جہری نمازوں میں) بالجہر آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

٦٤٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِىءُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

(۶۴۰۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

[راجع: ٧٨٠]

تشریح جہری نمازوں میں آیت غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین۔ پر بلند آواز سے آمین کہنا امت کے سوا و اعظم کا عمل ہے مگر برادران احناف کو اس سے اختلاف ہے اس سلسلہ میں مقتدائے اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقالہ پیش خدمت ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس مقالہ کو بغور مطالعہ فرماتے ہوئے حضرت مولانا مرحوم کے لئے اور مجھ ناچیز خادم کے لئے بھی دعائے خیر کریں گے۔

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ جب امام اونچی قرأت پڑھے تو بعد ولا الضالین کے (امام) اور مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ تلا غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین حتی سمع من صلی من الصف الاول رواہ ابوداؤد و ابن ماجۃ و قال حتی یسمعھا اھل الصف الاول ۔ فیرتج بھا المسجد (المنتقٰی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے۔ ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر سب لوگ بیک آواز آمین کہتے تو تمام مسجد آواز سے گونج جاتی۔ اس مسئلہ نے اپنی قوت ثبوت کی وجہ سے بعض محققین علمائے حنفیہ کو بھی اپنا قائل بنالیا۔ چنانچہ مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی مرحوم شرح وقایہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ قد ثبت الجھر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باسانید متعددۃ یقوی بعضھا بعضًا فی سنن ابن ماجۃ والنسائی و ابوداود و جامع الترمذی و صحیح ابن حبان و کتاب الام لشافعی و غیرھا و عن جماعۃ من اصحابہ بروایۃ ابن حبان فی کتاب الثقات و غیرہ ولھذا اشار بعض اصحابنا کابن الھمام فی فتح القدیر و تلمیذہ ابن امیر الحاج فی حلیۃ المصلٰی شرح منیۃ المصلی الی قوۃ روایۃ (حاشیۃ شرح و قایۃ)

نبی اکرم ﷺ سے متعدد سندوں کے ساتھ آمین بالجہر کہنا ثابت ہے وہ ایسی سندیں ہیں کہ ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں جو ابن ماجہ' نسائی' ابوداؤد' ترمذی' صحیح ابن حبان' امام شافعی کی کتاب الام وغیرہ میں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے بھی ابن حبان کی

روایت سے ثابت ہے۔ اسی واسطے ہمارے بعض علماء مثلاً ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاج نے حلیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آمین بالجہر کا ثبوت باعتبار روایات کے قوی ہے

(آخر میں یہی) شیخ ابن ہمام شارح ہدایہ فتح القدیر مسئلہ ھذا آمین بالجہر میں بالکل اہلحدیث کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں لو کان الی فی ھذا معنی لوافقت بان روایۃ الخفض یراد بھا عدم القرع الخفیف و روایۃ الجھر سمی فی درالصبت و قدیدل علی ھذا ما فی ابن ماجہ کان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا تلی غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین قال آمین حتی یسمعھا من یلیہ من الصف الاول فیر تج بھا المسجد (فتح القدیر نولکشور ص ۱۱۷) "اگر مجھے اس امر میں اختیار ہو یعنی میری رائے کوئی شے ہو تو میں اس میں موافقت کروں کہ جو روایت آہستہ والی ہے اس سے تو یہ مراد ہے کہ بہت زور سے نہ چلاتے تھے اور جہر کی آواز سے مراد گونجتی ہوئی آواز ہے۔ میری اس توجیہ پر ابن ماجہ کی روایت دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے تھے پھر دوسرے لوگوں کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔"

اظہار شکر: اہل حدیث کو فخر ہے کہ ان کے مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہو کر ائمہ سلف کے معمول بہ ہونے کے علاوہ صوفیائے کرام میں سے مولانا مخدوم جہانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز بھی ان کی تائید میں ہیں۔ چنانچہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ حضرت ممدوح نے آمین رفع یدین کو کس وضاحت سے لکھا ہے۔

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست — کہ سلطان جہاں باما است امروز

پس صوفیائے کرام کی خدمت میں عموماً اور خاندان قادریہ کی جناب میں خصوصاً بڑے ادب سے عرض ہے کہ وہ ان دونوں سنتوں کو رواج دینے میں دل و جان سے سعی کریں اور اگر خود نہ کریں تو ان کے رواج دینے والے اہل حدیث سے ولی محبت اور اخلاص رکھیں۔ کیونکہ۔

پائے سگ بوسیدہ مجنوں خلق گفت ایں چہ بود — گفت مجنوں ایں سگے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم یہاں لکھتے ہیں کہ ہر دعا کے بعد دعا کرنے والے اور سننے والوں سب کو آمین کہنا مستحب ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے کہ یہودی جتنا سلام اور آمین پر تم سے جلتے ہیں اتنا کسی بات پر نہیں جلتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم آمین بہت کہا کرو۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان بھی آمین سے جلنے لگے ہیں اور جب اہلحدیث پکار کر نماز میں آمین کہتے ہیں تو وہ برا مانتے ہیں۔ لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں' گویا یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں (وحیدی) اللہ پاک علمائے کرام کو سمجھ دے کہ آج کے نازک دور میں وہ امت کو ایسے اختلاف پر لڑنے جھگڑنے سے باز رہنے کی تلقین کریں آمین۔ اوپر والا مقالہ حضرت الاستاذ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مسلک اہل حدیث کا اقتباس ہے (راز)۔

٦٤- باب فَضْلِ التَّهْلِيلِ

٦٤٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

باب لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

(۶۴۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے سمی نے' ان سے ابو صالح نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ، حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ إِلاَّ رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ)).

[راجع: ٢٣٩٣]

چیز پر قدرت رکھنے والا ہے" دن میں سو دفعہ پڑھا اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا شام تک کے لئے اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر کام کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا' سوا اس کے جو اس سے زیادہ کرے۔

٦٤٠٤- قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ : مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ : مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ : مِنَ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فقال مِنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مُوسَى : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: عَنِ الشَّعْبِيِّ،

(۶۴۰۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو نے' کہا کہ ہم سے عمر بن ابی زائدہ نے' ان سے ابواسحاق سبیعی نے' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس نے یہ کلمہ دس مرتبہ پڑھ لیا وہ ایسا ہو گا جیسے اس نے ایک عربی غلام آزاد کیا۔ اسی سند سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن ابی السفر نے بیان کیا' ان سے شعبی نے' ان سے ربیع بن خثیم نے یہی مضمون تو میں نے ربیع بن خثیم سے پوچھا کہ تم نے کس سے یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ عمرو بن میمون اودی سے۔ پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ سے۔ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے' وہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے اور ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے' ان سے ابواسحاق سبیعی نے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی۔ اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے داؤد بن ابی ہند نے' ان سے عامر شعبی نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور اسماعیل بن ابی خالد نے

عَنِ الرَّبِيعِ قَوْلَهُ. وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ هِلَالَ بْنُ يَسَافٍ. عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَوْلَهُ. وَقَالَ الأَعْمَشُ: وَحُصَيْنٌ، عَنْ هِلَالٍ، عَنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَوْلَهُ وَرَوَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

بیان کیا' ان سے شعبی نے' ان سے ربیع نے موقوفاً ان کا قول نقل کیا۔ اور آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا' کہا میں نے ہلال بن یساف سے سنا' ان سے ربیع بن خثیم اور عمرو بن میمون دونوں نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اور اعمش اور حصین دونوں نے ہلال سے بیان کیا' ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے' یہی حدیث روایت کی۔ اور ابو محمد حضرمی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً اسی حدیث کو روایت کیا۔

تشریح: سند میں اسماعیل بن ابی خالد و الاجو اثر نقل ہوا ہے اسے حسین مروزی نے زیادات زہد میں وصل کیا مگر زیادات میں پہلے یہ روایت موقوفاً ربیع سے نقل کی اس کے اخیر میں یہ ہے۔ شعبی نے کہا میں نے ربیع سے پوچھا تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا عمرو بن میمون سے۔ میں ان سے ملا اور پوچھا' انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا۔ میں ان سے ملا اور پوچھا تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو؟ انہوں نے نے کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ الخ بڑی فضیلت والا کلمہ ہے۔ بعض روایتوں میں ولہ الحمد کے بعد یحی و یمیت اور بعض میں غیرک الخ کے لفظ زیادہ آئے ہیں۔ یہ کلمہ گنہگاروں کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ اگر روزانہ کم سے کم سو بار اس کلمہ کو پڑھ لیا کریں تو گناہوں سے کفارہ کے علاوہ توحید میں عقیدہ اس قدر مضبوط و پختہ ہو جائے گا کہ وہ شخص توحید کی برکت سے اپنے اندر ایک خاص ایمانی طاقت محسوس کرے گا۔ راقم الحروف خادم محمد داؤد راز نے اپنی حقیر عمر میں ایسے کئی بزرگوں کی زیارت کی ہے جن کی ایمانی طاقت کا میں اندازہ نہیں کر سکا۔ جن میں سے ایک بمبئی کے مشہور بزرگ مہاجر مکہ حضرت حاجی منشی علیم اللہ صاحب بھی تھے جو مکہ ہی کی سر زمین میں آرام کر رہے ہیں۔ غفراللہ لہ وادخلہ جنۃ الفردوس۔ آمین۔

ابو محمد حضری کی روایت کو امام احمد اور جرانی نے وصل کیا ہے۔ بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابوعبداللہ والصحیح قول عمرو یعنی حضرت امام بخاری نے کہا کہ عمرو کی روایت صحیح ہے حالانکہ اوپر عمرو کی روایت کوئی نہیں گزری بلکہ عمر بن زائدہ کی ہے۔ حافظ ابوذر نے کہا عمر بغیر واؤ کے صحیح ہے۔

٦٥- باب فَضْلِ التَّسْبِيحِ

باب سبحان اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

لفظ سبحان فعل محذوف کا مصدر ہے۔ فعل محذوف یہ ہے سبحت اللہ سبحانا جیسے لفظ حمدت اللہ حمداً ہے۔

٦٤٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ

(٦٤٠٥) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے سمی نے بیان کیا' ان سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو مرتبہ کہا' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر

زَبَدِ الْبَحْرِ)). ہی کیوں نہ ہوں۔

مسلم میں ابوذر سے نقل ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے محبوب ترین کلام پوچھا تو آپ نے بتلایا کہ ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ و بحمدہ یعنی اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام سبحان اللہ و بحمدہ ہے۔

٦٤٠٦- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ)).

(٦٤٠٦) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا' ان سے عمارہ نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں۔ سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ وبحمدہ

[طرفاه في : ٦٦٨٢، ٧٥٦٣].

یہ تسبیح بھی بڑا وزن رکھتی ہے حضرت امام بخاری نے جامع الصحیح کو اس کلمہ پر ختم فرمایا ہے۔

٦٦- باب فَضْلِ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان

تشریح: ذکر الٰہی کی فضیلت میں حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقعد قوم یذکرون الله الاحفتهم الملائكة و غشیتهم الرحمة و قال صلی الله علیه وسلم قال تعالٰی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیرمنه و قال صلی الله علیه وسلم الا اخبرکم بخیراعمالکم وازکاها عند ملیککم وارفعها فی درجاتکم و خیرلکم من انفاق الذهب والورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم و یضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر الله (حجة الله بالغة) یعنی رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بھی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور حدیث قدسی میں اللہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے نفس میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ کسی گروہ میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ایسے گروہ میں ذکر کرتا ہوں جو بہترین یعنی فرشتوں کا گروہ ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو بہترین عمل نہ بتلاؤں جو اللہ کے یہاں بہت پاکیزہ ہے اور درجہ میں بہت بلند ہے اور سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے بلکہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ صحابہ نے کہا ہاں ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا کہ "وہ اللہ کا ذکر ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ نے اپنے بندگان خاص کا ذکر ان لفظوں میں فرمایا ہے۔ الذین یذکرون الله قیاما وقعودا و علی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت هذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار۔ (آل عمران : ۱۹۱) یعنی اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں جو بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور لیٹے ہوئے ہر تینوں انسانی حالتوں میں اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ بلکہ آسمانوں اور زمینوں میں نظر عبرت ڈال کر کہتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا سارا کارخانہ بیکار محض نہیں ہے بلکہ اس میں تیری قدرت کے لاتعداد خزانے مخفی ہیں' تو پاک ہے' پس تو ہم کو موت کے اور دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔ اس آیت میں دیدۂ عبرت والوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ دیکھنے کو نور باطن چاہیے۔

٦٤٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لاَ يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

(٦٤٠٧) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ نے' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ بناٹھ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

تشریح اللہ کی یاد گویا نمود زندگی ہے اور اللہ کو بھول جانا گویا ظلمت موت ہے۔ بعض نے کہا اللہ کی یاد نہ کرنے والوں سے کچھ نفع نقصان نہیں پہنچتا۔ قرآن مجید میں اللہ کا ذکر کرنے سے متعلق بہت سی آیات ہیں ایک جگہ فرمایا۔ یاایھا الذین امنو اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔ (الاحزاب :۴۱) اے ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے۔ کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا یہ اللہ والوں کی شان ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' کلمہ' کلام' ذکر' اذکار سب کا خلاصہ یہی ذکر اللہ ہے جس کے کلمات تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل بہترین ذرائع ہیں۔ تلاوت قرآن مجید و مطالعہ حدیث نبوی و کثرت درود شریف بھی سب ذکر اللہ ہی کی صورتیں ہیں۔ سب سے بڑا ذکر یہ ہے کہ جملہ اوامر اور نواہی کے لئے اللہ کو یاد رکھے۔ اوامر کو بجالائے نواہی سے پرہیز کرلے۔

ذاکرین کی مجلس کا یہ درجہ ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے علاوہ آنے والا شخص گو ان میں شریک نہ ہو' کسی کام یا مطلب سے ان کے پاس آکر بیٹھ گیا ہو' تو ان کے ذکر کی برکت سے وہ بھی بخش دیا گیا۔ اس حدیث سے اہل اللہ اور ذاکرین اللہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی گو کسی ضرورت سے گیا ہو ان کے فیض اور برکت سے محروم نہیں رہتا۔ اب افسوس ہے ان لوگوں پر جو پیغمبر رحمت کے ساتھ بیٹھنے والوں اور سفر اور حضر میں آپ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام کو بہشت سے محروم اور بدنصیب جانتے ہیں۔ یہ کم بخت خود ہی محروم ہوں گے۔ ایک بار کعب اسلمی خادم رسول کریم ﷺ سے' آپ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے کہا جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ اور؟ انہوں نے کہا بس یہی۔ آپ نے فرمایا اچھا کثرت سجود سے میری مدد کر۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کثرۃ السجود)

اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ درجہ رفاقت عطا کرے۔

٦٤٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ للهِ مَلاَئِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ: فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّ وَجَلَّ

(٦٤٠٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ بناٹھ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے.... حالانکہ

وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا: يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ : فَيَقُولُونَ لاَ وَاللهِ، مَا رَأَوْكَ قَالَ: فَيَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا، قَالَ: يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي؟ قَالَ: يَسْئَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لاَ وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ : يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لاَ وَاللهِ مَا رَأَوْهَا قَالَ : يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ : فَيَقُولُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ : يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ فِيهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ)). رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے ---- کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے' تیری کبریائی بیان کرتے تھے' تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں' واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے' تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے' تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے' پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں' واللہ' اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے' سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزو مند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں' دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں' واللہ' انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا' بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ

(ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا لیکن اس کو مرفوع نہیں کیا۔ اور سہیل نے بھی اس کو اپنے والد ابوصالح سے روایت کیا' انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تشریح: مجالس ذکر سے قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا۔ قرآن و حدیث کی مجالس وعظ منعقد کرنا بھی مراد ہے قرآن پاک خود ذکر ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔

٦٧- باب قَوْلِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إلاَّ بِا للهِ

٦٤٠٩- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ فِي عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ: فَلَمَّا عَلاَ عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ عَلَى بَغْلَتِهِ قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ، أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ((لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ)). [راجع: ٢٩٩٢]

باب لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا

(٦٤٠٩) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو سلیمان بن طرخان تیمی نے خبر دی' انہیں ابوعثمان نہدی نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی یا درے میں گھسے۔ بیان کیا کہ جب ایک اور صحابی بھی اس پر چڑھ گئے تو انہوں نے بلند آواز سے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ پھر فرمایا' ابوموسیٰ یا یوں (فرمایا) اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ میں نے عرض کیا' ضرور ارشاد فرمائیں فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

تشریح: لاحول گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے ولا قوۃ اور نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے الا باللہ مگر یہ سب کچھ محض اللہ کی مدد پر موقوف ہے۔ وہی انسان کے ہر حال کا مالک اور مختار ہے۔ اس کلمہ میں اللہ پاک کی عظمت و شان کا بیان ایک خاص انداز سے کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اسے جو بھی پڑھے گا اور دل میں جگہ دے گا وہ یقیناً جنتی ہو گا۔ جعلنا اللہ منهم (امین)

٦٨- باب لله عَزَّ وَجَلَّ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

باب اللہ پاک کے ایک کم سو نام ہیں۔

تشریح: ترمذی میں اسم ذات اللہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ننانوے صفاتی نام آئے ہیں! الرحمٰن۔ الرحیم۔ الملک۔ القدوس۔ السلام۔ المومن۔ المھیمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتکبر۔ الخالق۔ الباری۔ المصور۔ الغفار۔ القھار۔ الوھاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السمیع۔ البصیر۔ الحکیم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخبیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المقیت۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الحکیم۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشھید۔ الحق۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصی۔ المبدی۔ المعید۔ المحی۔ الممیت۔ الحی۔ القیوم۔ الواجد۔ الماجد۔ الاحد۔ الواحد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ الموخر۔ الاول۔ الاخر۔ الظاھر۔ الباطن۔ الوالی۔ المتعال۔ البر۔ التواب۔ المنتقم۔ العفو۔ الرؤف۔ مالک الملک۔ ذوالجلال والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الھادی۔ البدیع۔ الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وہ نام ہیں جن کے یاد کرنے پر جنت کی بشارت آئی ہے۔ تاہم اسماء حسنیٰ ان ۹۹ ناموں تک محدود نہیں بلکہ ان کے علاوہ خدا تعالیٰ کے اور نام بھی ہیں مثلاً القاھر۔ الغافر۔ الفاطر۔ السبحان۔ الحنان۔ المنان۔ الرب۔ المحیط۔ القدیر۔ الخلاق۔ الدائم۔ القائم۔ احکم الحاکمین۔ ارحم الراحمین وغیرہ۔

٦٤١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ: للهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْماً مِائَةٌ إِلاَّ وَاحِداً، لاَ يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. [راجع: ٢٧٣٦]

(۶۴۱۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث ابوالزناد سے یاد کی' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایتاً بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں' ایک کم سو' جو شخص بھی انہیں یاد کر لے گا جنت میں جائے گا۔ اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

٦٩- باب الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

باب ٹھہر ٹھہر کر فاصلے سے وعظ و نصیحت کرنا

٦٤١١- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا: أَلاَ تَجْلِسُ؟ قَالَ: لاَ، وَلَكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلاَّ جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ، وَلَكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(۶۴۱۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے شقیق نے بیان کیا' کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ یزید بن معاویہ (ایک بزرگ تابعی) آئے۔ ہم نے کہا' تشریف رکھئے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ نہیں' میں اندر جاؤں گا اور تمہارے ساتھ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو باہر لاؤں گا۔ اگر وہ نہ آئے تو میں ہی تنہا آ جاؤں گا اور تمہارے ساتھ بیٹھوں گا۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور وہ یزید بن معاویہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر ہمارے سامنے کھڑے ہوئے کہنے لگے میں جان گیا تھا کہ

وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.
[راجع: ٦٨]

تم یہاں موجود ہو۔ پس میں جو نکلا تو اس وجہ سے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ مقررہ دنوں میں ہم کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ (فاصلہ دے کر) آپ کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

کتاب الدعوات یہاں ختم ہے مناسب ہے کہ آداب دعا کے بارے میں کچھ تفصیل سے عرض کر دیا جائے۔

تشریح: آدم تا ایں دم خدائے پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب میں دعا کا تصور و تخیل و تعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں' اولیاء' پیروں' شہیدوں' قبروں' بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم اس قسم کے تمام لوگوں کا دعا کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔

اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے' پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں الدعا مخ العبادۃ یعنی عبادت کا اصلی مغز دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گلدستہ ہے۔ روزہ' حج کا بھی یہی حال ہے۔ زکوۃ میں ..... زکوۃ دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے دعا ہے چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ الدعاء هوالعبادة ثم قراو قال ربكم ادعونى استجب لكم (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ (موصوف مترجم کا اشارہ شائد اس حدیث کی طرف ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر و قضا سے سبقت لے جا سکتی تو یہ دعا تھی لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو موصوف نے لیا ہے اس میں تو واضح طور پر یہ بتایا جا رہا ہے کہ دعا میں بڑی تاثیر ہے جو کسی دوا میں بھی نہیں لیکن یہ تقدیر نہیں بدل سکتی گویا یوں کہئے کہ مومن کا آخری ہتھیار دعا ہے جو تریاق مجرب ہے اگر اس پر حاوی ہے تو صرف قدر و قضاء عبدالرشید تونسوی)

اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ فعليكم عباد الله بالدعاء رواه الترمذی یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے لئے لازم کر لو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الٰہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی موجود ہیں۔ پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنا لیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں کچھ تفصیلات ہیں' اس مختصر مقالہ میں ان کو بھی سرسری نظر سے ملاحظہ فرمائیے تاکہ آپ کی دعا بالضرور قبول ہو جائے۔

(۱) دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے' اگر رزق حلال و صدق مقال و لباس طیب مہیا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مہیا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

(۲) قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ جو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہو گی رد نہیں کی جائے گی۔

(۳) قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے۔ اگر آپ قطع رحمی کے لئے ظلم و زیادتی کے لئے یا قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اللہ کے سامنے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں گی۔

(۴) دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے' ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے' بہت سی دعائیں فوراً اثر

دکھاتی ہیں۔ بہت سی کافی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔ بہت سی دعا بظاہر قبول نہیں ہوتیں مگر ان کی برکات سے ہم کسی آنے والی آفت سے بچ جاتے ہیں اور بہت سی دعائیں صرف آخرت کے لئے ذخیرہ بن کر رہ جاتی ہیں۔ بہرحال دعا بشرائط بالا کسی حال میں بھی بیکار نہیں جاتی۔

(۵) آنحضرت ﷺ نے آداب دعا میں بتلایا ہے کہ اللہ کے سامنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پھیلا کر صدق دل سے سائل بن کر دعا مانگو فرمایا: "تمہارا رب کریم بہت ہی حیا دار ہے اس کو شرم آتی ہے کہ اپنے مخلص بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے' آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر مل لینا بھی آداب دعا سے ہے۔ (آداب دعا سے ہے کہنے کی بجائے یوں کہا جائے کہ جائز ہے بغیر ملے اگر نیچے گرا دیے جائیں تب بھی آداب دعا میں شامل ہے۔ عبدالرشید تونسوی)

(۶) پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرنا قبولیت کے لحاظ سے فوری اثر رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ فرشتے ساتھ میں آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے کو دعا دیتے ہیں کہ خدا تم کو بھی وہ چیز عطا کرے جو تم اپنے غائب بھائی کے لئے مانگ رہے ہو۔

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا' حاجی کی دعا جب تک وہ واپس ہو' مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد کو پہنچے۔ مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ تندرست ہو' پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر جو قبولیت میں فوری اثر رکھتی ہے۔

(۸) ایک دوسری روایت کی بنا پر تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ والدین کا اپنی اولاد کے حق میں دعا کرنا' مظلوم کی دعا بعض روایت کی بنا پر روزہ دار کی دعا اور امام عادل کی دعا بھی فوری اثر دکھلاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بارگاہ احدیت سے آواز آتی ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے جلال کی اور عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ اس میں کچھ وقت لگے۔

(۹) کشادگی' بے فکری فارغ البالی کے اوقات میں دعاؤں میں مشغول رہنا کمال ہے' ورنہ شدائد و مصائب میں تو سب ہی دعا کرنے لگے جاتے ہیں اولاد کے حق میں بددعا کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح اپنے لئے یا اپنے مال کے لئے بھی بددعا نہ کرنی چاہئے۔

(۱۰) دعا کرنے سے پہلے پھر اپنے دل کا جائزہ لیجئے کہ اس میں سستی غفلت کا کوئی داغ دھبہ تو نہیں ہے۔ دعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائی سے صدق نیت سے حضور قلب و یقین کامل کے ساتھ کی جائے۔

یہ چند باتیں بطور ضروری گذارشات کے ناظرین کے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ امید بلکہ یقین کامل ہے کہ بخاری شریف کا مطالعہ فرمانے والے بھائی بہن سب اپنے اس حقیر ترین خادم کو بھی اپنی دعا میں شریک رکھیں گے اور اگر کہیں بھول چوک نظر آئے تو اس سے مخلصانہ طور پر مطلع کریں گے' یا اپنے دامن عفو میں چھپالیں گے۔

۸۱- کتاب الرقاق

کتاب دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ - باب الصِّحَّةِ وَالْفَرَاغِ وَلاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَةِ

باب صحت اور فراغت کے بیان میں۔ اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ زندگی درحقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے

تشریح اس کتاب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جنہیں پڑھ کر دل میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے' رقاق رقیقة کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نرمی' رحم' شرمندگی' پتلا پن۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "الرقاق والرقائق جمع رقیقة' وسمیت هذه الاحادیث بذالک لان فی کل منها ما یحدث فی القلب رقة' قال اهل اللغة الرقة الرحمة و ضد الغلظ : ویقال للکثیر الحیاء رق وجهه استحیاء۔ وقال الراغب : متی کانت الرقة فی جسم و ضدها الصفاقة کثوب رقیق وثوب صفیق۔ ومتی کانت فی نفس فضد ها القسوة کرقیق القلب و قاسی القلب۔ " (فتح الباری) یعنی رقاق اور رقائق رقیقہ کی جمع ہے اور ان احادیث کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں ایسی باتیں ہیں جن سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں رقت یعنی رحم (نرمی' غیرت) اس کی ضد غلظ (سختی) ہے چنانچہ زیادہ غیرت مند شخص کے بارے میں کہتے ہیں حیا سے اس کا چہرہ شرم آلود ہو گیا۔ امام راغب فرماتے ہیں۔ رقۃ کا لفظ جب جسم پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد صفاقۃ (موٹاپن) آتی ہے' جیسے ثوب رقیق (پتلا کپڑا) اور ثوب صفیق (موٹا کپڑا) اور جب کسی ذات پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد قسوۃ (سختی) آتی ہے جیسے رقیق القلب (نرم دل) اور قاسی القلب (سخت دل)"

٦٤١٢- حدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ)). قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

(۶۴۱۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن سعید نے خبر دی' وہ ابو ہند کے صاحب زادے ہیں' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے' صحت اور فراغت۔ عباس عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ابی ہند نے' ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

سلم سے اسی حدیث کی طرح۔

٦٤١٣- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَهْ
فَأَصْلِحِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

[راجع: ٢٨٣٤]

(۶۴۱۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے معاویہ بن قرہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں۔ پس تو انصار و مہاجرین میں صلاح کو باقی رکھ۔"

٦٤١٤- حدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ:

اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

تابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عنِ النبيِّ ﷺ مِثلهُ.

(۶۴۱۴) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق کے موقع پر موجود تھے' آنحضرت ﷺ بھی خندق کھودتے جاتے تھے اور ہم مٹی کو اٹھاتے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے فرماتے "اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے' پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت کر۔" اس روایت کی متابعت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

٢- باب مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ

باب آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الأَمْوَالِ وَالأَوْلاَدِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللهِ، وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ [الحديد: ٢٠].

اس کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں فرمایا۔ "بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل کود کی طرح ہے اور زینت ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مال اولاد کو بڑھانے کی کوششوں کا نام ہے' اس کی مثال اس بارش کی ہے جس کے سبزہ نے کاشتکاروں کو بھا لیا ہے' پھر جب اس کھیتی میں ابھار آتا ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ پک کر زرد ہو چکا ہے۔ پھر وہ دانہ نکالنے کے لئے روند ڈالا جاتا ہے (یہی حال زندگی کا ہے) اور آخرت میں کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی بھی ہے اور دنیا کی زندگی تو محض ایک دھوکے کا سامان ہے۔"

٦٤١٥- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

(۶۴۱۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ - أَوْ رَوْحَةٌ - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

[راجع: ٢٧٩٤]

عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو تھوڑا سا چلنا بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

٣- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)).

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے تم مسافر ہو یا عارضی طور پر کسی راستہ پر چلنے والے ہو

٦٤١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)). وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

(٦٤١٦) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابو منذر طفاوی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے مجاہد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا "دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔

٤- باب فِي الأَمَلِ وَطُولِهِ

باب آرزو کی رسی کا دراز ہونا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ [آل عمران : ١٨٥] ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ [الحجر : ٣] وَقَالَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے" اور سورۂ حجر میں فرمایا اے نبی! ان کافروں کو چھوڑ کہ وہ کھاتے رہیں اور مزے کرتے رہیں اور آرزو ان کو دھوکے میں غافل رکھتی رہے' پس وہ عنقریب جان لیں گے جب ان کو موت اچانک

عَلِيٌّ : ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً، وَارْتَحَلَتِ الآخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الآخِرَةِ، وَلاَ تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلاَ حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلاَ عَمَلَ. بِمُزَحْزِحِهِ: بِمُبَاعِدِهِ.

دبوچ لے گی۔" علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے۔ انسانوں میں دنیا و آخرت دونوں کے چاہنے والے ہیں۔ پس تم آخرت کے چاہنے والے بنو' دنیا کے چاہنے والے نہ بنو' کیونکہ آج تو کام ہی کام ہے حساب نہیں ہے اور کل حساب ہی حساب ہو گا اور عمل کا وقت باقی نہیں رہے گا۔ سورۂ بقرہ میں جو لفظ بمزحزحه۔ بمعنی مباعدہ ہے اس کے معنی ہٹانے والا۔

تشریح: آیت باب میں لفظ امل سے آرزو و تمنا مراد ہے۔ یعنی خواہشات نفسانی پوری ہونے کی امید رکھنا۔ مثلاً آدمی یہ خیال کرے کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے' جلدی کیا ہے۔ آخر عمر میں توبہ کر لیں گے۔ ایسی ہی غلط آرزو کو امل کہتے ہیں۔ بڑھاپے میں ایسی آرزو کی رسی بہت دراز ہوتی جاتی ہے مگر دفعتاً موت آ کر دبوچ لیتی ہے۔ الامن رحم اللہ۔ آیت باب میں لفظ زحزح آیا تھا اس کی مناسبت سے بمزحزحه کی تفسیر بیان کر دی ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

٦٤١٧- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُنْذِرٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ، وَقَالَ: ((هَذَا الإِنْسَانُ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ، - أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا)).

(۶۴۱۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو یحییٰ قطان نے خبر دی' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے منذر بن یعلیٰ نے' ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔

تشریح: اس چوکھٹے کی شکل یوں مرتب کی گئی ہے۔ اندر والی لکیر انسان ہے جس کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر رکھا ہے اور گھیرنے والی لکیر اس کی موت ہے اور باہر نکلنے والی اس کی حرص و آرزو ہے جو موت آنے پر دھری رہ جاتی ہے۔ حیات چند روزہ کا یہی حال ہے۔

٦٤١٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا فَقَالَ:

(۶۴۱۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خطوط کھینچے اور

((هَذَا الأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ، هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الأَقْرَبُ)).

فرمایا کہ یہ امید ہے اور یہ موت ہے' انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی) میں رہتا ہے کہ قریب والا خط (موت) اس تک پہنچ جاتا ہے۔

٥- باب مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ ا للهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ

باب جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا

لِقَوْلِهِ : ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ﴾ [فاطر : ٣٧].

تو پھر اللہ تعالیٰ نے عمر کے بارے میں اس کے لئے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جو شخص اس میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا' پھر بھی تم نے ہوش سے کام نہیں لیا۔

٦٤١٩- حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ مُطَهَّرٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْذَرَ ا للهُ إِلَى امْرِىءٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً)). تَابَعَهُ أَبُو حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلاَنَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

(٦٤١٩) ہم سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عمر بن علی بن عطاء نے بیان کیا' ان سے معن بن محمد غفاری نے' ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ اس روایت کی متابعت ابو حازم اور ابن عجلان نے مقبری سے کی ہے۔

یا اللہ! میں ستر سال کو پہنچ رہا ہوں' یا اللہ! موت کے بعد مجھ کو ذلت و خواری سے بچائیو اور میرے سارے ہمدردان کرام کو بھی۔ آمین یا رب العالمین۔ (راز)

٦٤٢٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ا للهِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ ا للهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ا للهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ا للهِ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الدُّنْيَا، وَطُولِ الأَمَلِ)). قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنْ ابى شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ.

(٦٤٢٠) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو صفوان عبداللہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے' دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ مجھے سعید اور ابو سلمہ نے خبر دی۔

٦٤٢١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

(٦٤٢١) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس

اللہ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ: ((يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ الْمَالِ، وَطُولُ الْعُمُرِ)). رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں' مال کی محبت اور عمر کی درازی۔ اس کی روایت شعبہ نے قتادہ سے کی ہے۔

تشریح اس سند کے ذکر کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع ہو کیونکہ شعبہ تدلیس کرنے والوں سے اسی وقت روایت کرتے ہیں جب ان کے سماع کا یقین ہو جاتا ہے۔

٦- باب الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللہ تَعَالَى. فِيهِ سَعْدٌ

باب ایسا کام جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو

اس باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے نقل کی ہے۔

٦٤٢٢- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللہ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللہ ﷺ وَقَالَ: وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِي دَارِهِمْ. [راجع: ٧٧]

(٦٤٢٢) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں معمر نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے محمود بن ربیع انصاری نے خبردی اور وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات خوب میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ انھیں یاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ایک ڈول میں سے پانی لے کر مجھ پر کلی کردی تھی۔

٦٤٢٣- قَالَ : سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ قَالَ : غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللہ ﷺ فَقَالَ: ((لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللہ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللہ إِلاَّ حَرَّمَ اللہ عَلَيْهِ النَّارَ)). [راجع: ٤٢٤]

(٦٤٢٣) انہوں نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا' پھر بنی سالم کے ایک اور صاحب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کوئی بندہ جب قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہو گا کہ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہو گا اور اس سے اس کا مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو گی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کردے گا۔

کلمہ طیبہ کا صحیح اقرار یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل و عقیدہ بھی ہو' ورنہ محض زبانی طور پر کلمہ پڑھنا بیکار ہے۔

٦٤٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللہ تَعَالَى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ

(٦٤٢٤) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا' ان سے عمرو بن ابی عمرو نے' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھا لوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر

أَهْلِ الدُّنْيَا؟ ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلاَّ الْجَنَّةُ)).

کر لے' تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

تشریح مراد وہ بندہ ہے جس کا کوئی پیارا بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے تو یقیناً اس کے لئے وہ بچہ شفاعت کرے گا۔ مگر دنیا میں ایسا کون ہے جسے یہ صدمہ پیش نہ آتا ہو الا ماشاء اللہ۔ اللہ مجھ کو بھی صبر کی توفیق دے آمین (راز)

٧- باب مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنافُسِ فِيهَا

٦٤٢٥- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلاَءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ فَوَافَتْهُ صَلاَةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ وَقَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَ اللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ)).[راجع: ١٣٤٤]

باب دنیا کی بہار اور رونق اور اس کی ریجھ کرنے سے ڈرنا

(٦٤٢٥) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن عدی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے' انھوں نے انہیں خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین وہاں کا جزیہ لانے کے لئے بھیجا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیہ کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آ گئے۔ آنحضرت انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ ابوعبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں' یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر تمہیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی' خدا کی قسم' فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی' جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔

تشریح: ہو بہو یہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان محبت دنیاوی میں پھنس کر اسلام اور فکر آخرت سے غافل ہو گئے جس کے نتیجہ میں بے دینی پیدا ہو گئی اور وہ آپس میں لڑنے لگے جس کا نتیجہ یہ انحطاط ہے جس نے آج دنیائے اسلام کو گھیر رکھا ہے۔

٦٤٢٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).

(٦٤٢٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا' ان سے ابوالخیر نے بیان کیا اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور جنگ احد کے شہیدوں کے لئے اس طرح نماز پڑھی جس طرح مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا آخرت میں میں تم سے آگے جاؤں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا' واللہ' میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔

اس حدیث سے نماز جنازہ غائبانہ بھی ثابت ہوئی۔

تشریح: بعد کے زمانوں میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور بیشتر اسلامی اکابر آپس میں رقابت سے تباہ ہو گئے حتیٰ کہ علمائے کرام بھی اس بیماری سے نہ بچ سکے الا من شاء اللہ۔ مزید اگر گویم زباں سوزد۔

٦٤٢٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الأَرْضِ)) قِيلَ : وَمَا بَرَكَاتُ الأَرْضِ؟ قَالَ: ((زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ

(٦٤٢٧) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لئے نکال دے گا۔ پوچھا گیا زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ دنیا کی چمک دمک۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا بھلائی سے برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ اس پر خاموش ہو گئے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی پیشانی کو صاف

جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِينِهِ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ: أَنَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِينَ طَلَعَ ذَلِكَ قَالَ: ((لاَ يَأْتِي الْخَيْرُ إِلاَّ بِالْخَيْرِ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلاَّ آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ، فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ)).

[راجع: ۹۲۱]

کرنے لگے اور دریافت فرمایا' پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پوچھنے والے نے کہا کہ حاضر ہوں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اس سوال کا حل ہمارے سامنے آگیا تو ہم نے ان صاحب کی تعریف کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ مال سرسبز اور خوشگوار (گھاس کی طرح) ہے اور جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں اگتی ہیں وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں۔ سوائے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے کہ جب اس نے کھالیا اور اس کی دونوں کوکھ بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر لی اور پھر پاخانہ پیشاب کر دیا اور اس کے بعد پھر لوٹ کے کھالیا اور یہ مال بھی بہت شیریں ہے جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے اور جس نے اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔

تشریح اعتدال پر اشارہ ہے جسے ہریالی چرنے والے جانور کی مثال سے بیان فرمایا ہے جو جانور ہریالی بے اعتدالی سے کھا جاتے ہیں وہ بیمار بھی ہو جاتے ہیں دنیا کا یہی حال ہے یہاں اعتدال ہر حال میں ضروری ہے۔

٦٤٢٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، ((ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلاَ يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ)).[راجع: ٢٦٥١]

(۶۴۲۸) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو حمزہ سے سنا' کہا کہ مجھ سے زہدم بن مضرب نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو اس کے بعد ہوں گے۔ عمران نے بیان کیا کہ مجھے نہیں معلوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کو دو مرتبہ دہرایا یا تین مرتبہ۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے کہ وہ گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی' وہ خیانت کریں گے اور ان پر سے اعتماد جاتا رہے گا۔ وہ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں مٹاپا پھیل جائے گا۔

تشریح راوی کو تین دفعہ کا شبہ ہے اگر آپ نے تیسری دفعہ بھی ایسا فرمایا تو تبع تابعین بھی اس فضیلت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جن

میں ائمہ اربعہ اور محدثین کی بڑی تعداد شامل ہو جاتی ہے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی ذیل میں آ جاتے ہیں مگر دو مرتبہ فرمانے کو ترجیح حاصل ہے۔ آخر میں پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے۔ جھوٹی گواہی دینے والے' امانتوں میں خیانت کرنے والے' عہد کر کے اسے توڑنے والے آج مسلمانوں میں کثرت سے ملیں گے۔ ایسے لوگ ناجائز پیسہ حاصل کر کے جسمانی لحاظ سے موٹی موٹی توندوں والے بھی بہت دیکھے جا سکتے ہیں۔ اللهم لا تجعلنا منهم آمين۔

٦٤٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ، وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ)).
[راجع: ٢٦٥٢]

(٦٤٢٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوحمزہ نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے' پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے کبھی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ نہ ان کو گواہی دینے میں کچھ باک ہو گا نہ قسم کھانے میں کوئی تامل ہو گا۔ گواہی دے کر قسمیں کھائیں گے کبھی قسمیں پھر اس کے بعد گواہی دیں گے۔

٦٤٣٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ: لَوْ لاَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ، إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ، وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلاَّ التُّرَابَ.
[راجع: ٥٦٧٢]

(٦٤٣٠) مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد کوفی نے بیان کیا' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا' اس دن ان کے پیٹ میں سات داغ لگائے گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنے لئے موت کی دعا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ گزر گئے اور دنیا نے ان کے (اعمال خیر میں سے) کچھ نہیں گھٹایا اور ہم نے دنیا سے اتنا کچھ حاصل کیا کہ مٹی کے سوا اس کی کوئی جگہ نہیں۔

تشریح پہلے گزرنے والے صحابہ کرام فتوحات کا آرام نہ پانے والے ساری نیکیاں ساتھ لے گئے۔ بعد والوں نے فتوحات سے دنیاوی آرام اتنا حاصل کیا کہ بڑے بڑے مکانات کی تعمیر کر گئے اسی پر اشارہ ہے۔

٦٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ مَضَوْا لَمْ

(٦٤٣١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے کہا کہ میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ اپنے مکان کی دیوار بنوا رہے تھے' انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھی جو گزر

تَنقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلاَّ التُّرَابَ. [راجع: ٥٦٧٢]

گئے دنیا نے ان کے نیک اعمال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی لیکن ان کے بعد ہم کو اتنا پیسہ ملا کہ ہم اس کو کہاں خرچ کریں بس اس مٹی اور پانی یعنی عمارت میں ہم کو اسے خرچ کا موقع ملا ہے۔

تشریح: یعنی بے ضرورت عمارتیں بنوائیں۔ محض دنیاوی نام و نمود و نمائش کے لئے عمارتوں کا بنوانا امر محمود نہیں ہے۔ ہاں ضرورت کے تحت جیسے کھانا ضروری ہے اسی طرح سردی گرمی برسات سے بچنے کے لئے مکان بھی ضروری ہے۔

٦٤٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [راجع: ١٢٧٦]

(۶۴۳۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کا قصہ بیان کیا۔

٨- باب

باب اللہ پاک کا سورۂ فاطر میں فرمانا

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَلاَ تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلاَ يَغُرَّنَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُورُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ جَمْعُهُ سُعُرٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ : الْغُرُورُ الشَّيْطَانُ.

اللہ کا وعدہ حق ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکا میں نہ ڈال دے (کہ آخرت کو بھول جاؤ) اور نہ کوئی دھوکا دینے والی چیز تمہیں اللہ سے غافل کر دے۔ بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھو' وہ تو اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جہنمی ہو جائے۔ آیت میں سعیر کا لفظ ہے جس کی جمع سعر آتی ہے۔ مجاہد نے کہا جسے فریابی نے وصل کیا کہ غرور سے شیطان مراد ہے۔

٦٤٣٣- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ : أَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُورٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ، فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ : ((مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:لاَ تَغْتَرُّوا.

(۶۴۳۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابراہیم قرشی نے بیان کیا کہ مجھے معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' انہیں حمران بن ابان نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے وضو کا پانی لے کر آیا وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے' پھر انہوں نے اچھی طرح وضو کیا۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی جگہ وضو کرتے دیکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ بھی فرمایا کہ اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔

کہ سب گناہ بخش دیئے گئے اب فکر ہی کیا ہے۔

تشریح روایت میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے بلکہ سنت نبوی پر ان کا قدم بہ قدم عمل پیرا ہونا بھی مذکور ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت کا خاص نشان ہے جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تھا۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر ص ۹۶ میں یہ یوں مذکور ہے۔ سئل ابوحنیفة عن مذ هب اهل السنه والجماعة فقال ان نفضل الشيخين اى ابابكر و عمرو نحب الختنيين اى عثمان و عليا و ان نرى المسح على الخفين و نصلى خلف كل بروفاجر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کی تعریف پوچھی گئی تو آپ نے بتلایا کہ ہم شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جملہ صحابہ پر فضیلت دیں اور دونوں دامادوں یعنی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھیں اور ہر نیک و بد امام کے پیچھے اقتداء کریں یہی اہل سنت و الجماعت کی تعریف ہے۔

٩- بَاب ذَهَابِ الصَّالِحِينَ

باب صالحین کا گزر جانا

٦٤٣٤- حدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مِرْدَاسٍ الأَسْلَمِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ، وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ - أَوِ التَّمْرِ - لاَ يُبَالِيهِمُ اللهُ بَالَةً)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : يُقَالُ : حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.

(۶۴۳۴) مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے بیان بن بشر نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اس کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ پاک کو کچھ ذرا بھی پروا نہ ہو گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا حفالہ اور حثالہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

[راجع: ٤١٥٦]

بعض نسخوں میں قال ابوعبداللہ الخ عبارت نہیں ہے۔

١٠- باب مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

باب مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلاَدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ تغابن میں فرمایا کہ "بلاشبہ تمہارے مال و اولاد تمہارے لئے اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔"

٦٤٣٥- حدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)).

(۶۴۳۵) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی' انہیں ابوحصین (عثمان بن عاصم) نے' انہیں ابو صالح ذکوان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار و درہم کے بندے' عمدہ ریشمی چادروں کے بندے' سیاہ کملی کے بندے' تباہ ہو گئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض

[راجع: ٢٨٨٦] رہتے ہیں۔

تشریح: زمانہ رسالت میں ایسے بھی لوگ تھے جو دنیاوی مفاد کے تحت مسلمان ہو گئے تھے ان ہی کا یہ ذکر ہے ایسا اسلام بیکار محض ہے۔ جس سے محض دنیا حاصل کرنا مقصود ہو۔

٦٤٣٦- حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).[طرفه في: ٦٤٣٧].

(٦٤٣٦) ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہو گا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو (دل سے) سچی توبہ کرتا ہے۔

٦٤٣٧- حدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَا أَدْرِي مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا. قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.[راجع: ٦٤٣٦]

(٦٤٣٧) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مخلد نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال (بھیڑ بکری) کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ سے توبہ کرتا ہے' وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ منبر پر کہتے سنا تھا۔

تشریح: سورۂ تکاثر کے نزول سے پہلے اس عبارت کو قرآن کی طرح تلاوت کیا جاتا رہا۔ پھر سورۂ تکاثر کے نزول کے بعد اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ مضمون ایک ہی ہے انسان کے حرص اور طمع کا بیان ہے۔ احادیث ذیل میں مزید وضاحت موجود ہے۔

٦٤٣٨- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ

(٦٤٣٨) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے بیان کیا' ان سے عباس بن سہل بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ میں منبر پر یہ کہتے سنا۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَوْ لاَ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلأً مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلاَ يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلاَّ التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

کہا کہ اے لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دیا جائے تو وہ دوسری کا خواہش مند رہے گا' اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہش مند رہے گا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ پاک اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

٦٤٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ لاِبْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلأَ فَاهُ إِلاَّ التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

(٦٤٣٩) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

٦٤٤٠- وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُبَيٍّ قَالَ: كُنَّا نَرَى هَذَا مِنَ الْقُرْآنِ حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ [التكاثر: ١]

(٦٤٤٠) اور ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اسے قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے یہاں تک کہ آیت "الھٰکم التکاثر" نازل ہوئی۔

الفاظ حدیث لو ان لابن آدم واد یا الخ کو بعض صحابہ قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے۔ مگر سورۂ الھٰکم التکاثر سے ان کو معلوم ہوا کہ یہ قرآنی الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث نبوی ہے جس کا مضمون قرآن پاک کی سورۂ الھٰکم التکاثر میں ادا کیا گیا ہے۔ یہ سورت بہت ہی رقت انگیز ہے مگر حضور قلب کے ساتھ تلاوت کی ضرورت ہے وفقنا اللہ آمین۔

١١- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ))

باب نبی کریم کا یہ فرمان کہ یہ دنیا کا مال بظاہر سرسبز و خوش گوار نظر آتا ہے

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّا لاَ نَسْتَطِيعُ إِلاَّ أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا، اللَّهُمَّ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران: ۴ میں) فرمایا کہ انسانوں کو خواہشات کی تڑپ' عورتوں' بال بچوں' ڈھیروں سونے چاندی' نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور چوپایوں کھیتوں میں محبوب بنا دی گئی ہے' یہ چند روزہ زندگی کا سرمایہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! ہم تو سوا اس کے کچھ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ جس چیز سے تو نے ہمیں زینت بخشی ہے اس پر ہم طبعی طور پر خوش ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ

إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِي حَقِّهِ.

سے دعا کرتا ہوں کہ اس مال کو تو حق جگہ پر خرچ کرائیو۔

٦٤٤١- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا الْمَالَ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ : قَالَ لِي ((يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)). [راجع: ١٤٧٢]

(۶۴۴۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زہری سے سنا' وہ کہتے تھے کہ مجھے عروہ اور سعید بن مسیب نے خبردی' انہیں حکیم بن حزام نے' کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مانگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر میں نے مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال۔ اور بعض اوقات سفیان نے یوں بیان کیا کہ (حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

تشریح: اوپر کا ہاتھ سخی کا ہاتھ اور نیچے کا ہاتھ صدقہ خیرات لینے والے کا ہاتھ ہے۔ سخی کا درجہ بہت اونچا ہے اور لینے والے کا نیچا۔ مگر آیت کریمہ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ (البقرۃ: ۲۶۴) کے تحت معطی کا فرض ہے کہ دینے والے کو حقیر نہ جانے اس پر احسان نہ جتلائے نہ اور کچھ ذہنی تکلیف دے ورنہ اس کے صدقہ کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

١٢- باب مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

باب آدمی جو مال اللہ کی راہ میں دے دے وہی اس کا اصلی مال ہے

جو آخرت میں کام آنے والا ہے۔

٦٤٤٢- حدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلاَّ مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ: ((فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ)).

(۶۴۴۲) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا' ان سے حارث بن سوید نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا۔

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی میں آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ اثاثہ جمع کر سکیں اور اللہ کے راستہ سے مراد اسلام ہے جس کی اشاعت اور خدمت میں مال اور جان سے پر خلوص حصہ لینا مسلمان کی زندگی کا واحد نصب العین ہونا چاہئے۔ وفقنا اللہ لما یحب و یرضی۔

۱۳- باب الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ

باب جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی آخرت میں زیادہ نادار ہوں گے

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لاَ يُبْخَسُونَ الَّذِينَ أُولَئِكَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ إِلاَّ النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [هود: ١٥].

نادار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہود میں فرمایا "جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا طالب ہے تو ہم اس کے تمام اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں اس کو بھرپور دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے لئے کسی طرح کی کمی نہیں کی جاتی یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا کی زندگی میں کیا وہ (آخرت کے حق میں) بیکار ثابت ہوا اور جو کچھ (اپنے خیال میں) وہ کرتے ہیں سب بیکار محض ہے۔"

تشریح: کیوں کہ انہوں نے آخرت کی بہبودی کے لئے تو کوئی کام نہ کیا تھا بلکہ یہی خیال رہا کہ لوگ اس کی تعریف کریں سو یہ مقصد ہوا اب آخرت میں کچھ نہیں ریاکاروں کا یہی حال ہے' نیک کام وہ دنیا میں کرتے ہیں (اخروی نتیجہ کے لحاظ سے) وہ سب باطل ہیں۔

٦٤٤٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً. فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلاَّ مَنْ أَعْطَاهُ اللهُ خَيْرًا، فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ

(۶۴۴۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے' ان سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ اس وقت کوئی رہے۔ اس لئے میں چاند کے سائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابوذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا' ابوذر! یہاں آؤ۔ بیان کیا کہ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کئے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو

وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا)) قَالَ : فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِي ((اجْلِسْ هٰهُنَا)) قَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لاَ أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ، ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ: ((وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى)) قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ: ((ذٰلِكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ، قَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)) قَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، وَحَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، وَالأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لاَ يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ قِيلَ لأَبِي عَبْدِ اللهِ حَدِيثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مُرْسَلٌ أَيْضًا لاَ يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : اضْرِبُوا عَلٰى حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا إِذَا مَاتَ

اور انہوں نے اسے دائیں بائیں' آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر تھوڑی دیر تک میں آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا کہ یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔ پھر آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ وہاں رہے اور دیر تک وہیں رہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا' آپ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے "چاہے چوری کی ہو' چاہے زنا کیا ہو"۔ ابوذر کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے۔ اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ سے بات کرتے نہیں دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ پتھریلی زمین (حرہ) کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ اپنی امت کو خوش خبری سنا دو کہ جو بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اے جبریل! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا' خواہ اس نے چوری کی ہو' زنا کیا ہو؟ جبریلؑ نے کہا ہاں' خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔" نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی (کہا) اور ہم سے حبیب بن ابی ثابت' اعمش اور عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا' ان سے زید بن وہب نے اسی طرح بیان کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ابوصالح نے جو اسی باب میں ابودرداء سے روایت کی ہے وہ منقطع ہے (ابوصالح نے ابودرداء سے نہیں سنا) اور صحیح نہیں ہے ہم نے یہ بیان کر دیا تاکہ اس حدیث کا حال معلوم ہو جائے اور صحیح ابوذر کی حدیث ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) کسی نے امام بخاری سے پوچھا عطاء بن یسار نے بھی تو یہ حدیث ابودرداء سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا وہ بھی منقطع ہے

قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.
[راجع: ١٢٣٧]

اور صحیح نہیں ہے۔ آخر صحیح وہی ابوذر کی حدیث نکلی۔ امام بخاری نے کہا ابودرداء کی حدیث کو چھوڑو (وہ سند لینے کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ منقطع ہے) امام بخاری نے کہا کہ ابوذر کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت آدمی لا الہ الا اللہ کہے اور توحید پر خاتمہ ہو (تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا گو کتنا ہی گنہگار ہو) بعض نسخوں میں یہ ہے ھذا اذا تاب و قال لا الہ الا اللہ عند الموت یعنی ابوذر کی حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو گناہ سے توبہ کرے اور مرتے وقت لاالہ الااللہ کہے۔

زید بن وہب کی سند کے بیان کرنے سے امام بخاری نے عبدالعزیز کا سماع زید بن وہب سے ثابت کر دیا اور تدلیس کے شبہ کو رفع کر دیا۔

١٤- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا میرے پاس ہو تو بھی مجھ کو یہ پسند نہیں آخر حدیث تک۔

٦٤٤٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلاَّ شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلاَّ أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ)) ثُمَّ مَشَى فَقَالَ: ((إِنَّ الأَكْثَرِينَ هُمُ الأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلاَّ مَنْ قَالَ: هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَقَلِيلٌ مَا هُمْ)) ثُمَّ قَالَ لِي

(٦٤٤٤) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے علاقہ میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ابوذر! میں نے عرض کیا حاضر ہوں' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے سوا اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے چھوڑوں۔ بلکہ میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح خرچ کروں اپنی دائیں طرف سے' بائیں طرف سے اور پیچھے سے۔ پھر آنحضرت ﷺ چلتے رہے' اس کے بعد فرمایا زیادہ مال جمع رکھنے والے ہی قیامت کے دن مفلس ہوں گے سوا اس شخص کے جو اس مال کو اس اس طرح دائیں طرف سے' بائیں طرف سے اور پیچھے سے خرچ کرے اور ایسے لوگ کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا' یہیں ٹھہرے رہو' یہاں سے اس وقت تک نہ

((مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ))، ثُمَّ انطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي: ((لاَ تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ)) فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ : مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)).

[راجع: ۱۲۳۷]

جانا جب تک میں آ نہ جاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ رات کی تاریکی میں چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی جو بلند تھی۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں آنحضرت ﷺ کو کوئی دشواری نہ پیش آ گئی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد یاد آیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا' جب تک میں نہ آ جاؤں۔ چنانچہ جب تک آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے میں وہاں سے نہیں ہٹا۔ پھر آپ آئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی' مجھے ڈر لگا لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے سنا تھا؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ فرمایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا۔ میں نے پوچھا خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں زنا اور چوری ہی کیوں نہ کی ہو۔

تشریح: اہل سنت کا مذہب گنہگار مومن کے بارے میں جو بغیر توبہ کئے مرجائے یہی ہے کہ اس کا معاملہ اللہ کی مرضی پر ہے خواہ گناہ معاف کر کے اس کو بلا عذاب جنت میں داخل کرے یا چند روز عذاب کر کے اسے بخش دے لیکن مرجیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی مومن ہو تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہ کرے گا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ بلا توبہ مرجائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہ ہر دو قول غلط ہیں اور اہل سنت ہی کا مذہب صحیح ہے۔ مومن مسلمان کے لئے بہر حال بخشش مقدر ہے۔ یا اللہ! اپنی بخشش سے ہم کو بھی سرفراز فرمائیو۔ (آمین)

٦٤٤٥- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لاَ تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلاَثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلاَّ شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ)).

[راجع: ۲۳۸۹]

(۶۴۴۵) مجھ سے احمد بن شبیب نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے یونس نے اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب زہری نے' ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو بھی مجھے اس میں خوشی ہو گی کہ تین دن بھی مجھ پر اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے میرے پاس کچھ بھی باقی بچے۔ البتہ اگر کسی کا قرض دور کرنے کے لئے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے۔

معلوم ہوا کہ ادائیگی قرض کے لئے سرمایہ جمع کرنا شرعاً معیوب نہیں ہے۔

١٥- باب الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

باب مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ﴾ [المؤمنون : ٥٥] إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ﴾ [المؤمنون : ٦٣] قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَعْمَلُوهَا لاَ بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوهَا.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنون میں فرمایا "کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو مال اور اولاد دے کر ان کی مدد کئے جاتے ہیں۔ آخر آیت "من دون ذالک هم لها عاملون" تک۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ هم لها عاملون سے مراد یہ ہے کہ ابھی وہ اعمال انہوں نے نہیں کئے لیکن ضرور ان کو کرنے والے ہیں۔

٦٤٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)).

(٦٤٤٦) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوحصین نے بیان کیا' ان سے ابوصالح ذکوان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تونگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو' بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

دل غنی ہو تو تھوڑا ہی بہت ہے' دل غنی نہ ہو تو پہاڑ برابر دولت ملنے سے بھی پیٹ نہیں بھر سکتا۔

١٦- باب فَضْلِ الْفَقْرِ

باب فقر کی فضیلت کا بیان

٦٤٤٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ: هَذَا، وَاللهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا؟ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لاَ

(٦٤٤٧) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے' پوچھا کہ اس شخص (گزرنے والے) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور اللہ کی قسم یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے۔ اگر یہ سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کر لی جائے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گزرے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے ان کے متعلق بھی پوچھا کہ ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ! یہ صاحب مسلمانوں کے غریب طبقہ سے ہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اگر یہ

يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ: أَنْ لاَ يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا خَيْرٌ مِمْ مِلْءِ الأَرْضِ مِنْ مِثْلِ هَذَا)).

[راجع: ٥٠٩١]

نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان کا نکاح نہ کیا جائے' اگر یہ کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو ان کی بات نہ سنی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد فرمایا۔ اللہ کے نزدیک یہ پچھلا محتاج شخص اگلے مالدار شخص سے گو ویسے آدمی زمین بھر کر ہوں' بہتر ہے۔

تشریح: فقیری سے مراد مال و دولت کی کمی ہے۔ لیکن دل کے غنا کے ساتھ یہ فقیری محمود اور سنت ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی' لیکن دل میں اگر فقیری کے ساتھ حرص لالچ ہو تو اس فقیری سے آنحضرت ﷺ نے اللہ سے پناہ مانگی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو محتاجگی سے بچائے (آمین) آنحضرت ﷺ نے مالدار کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر ساری دنیا ایسے مالداروں' متکبروں' کافروں سے بھر جائے تو ان سب سے ایک مومن مخلص شخص جو بظاہر فقیر نظر آ رہا ہے یہ ان سب سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے ان سرمایہ داروں کی برائی واضح ہوئی جو قارون بن کر مغرور رہتے ہیں۔

٦٤٤٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِي، حَدَّثَنا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ تَعَالَى فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلاَهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَهُ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَي رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدُبُهَا.

[راجع: ١٢٧٨]

(٦٤٤٨) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے' کہا کہ میں نے ابووائل سے سنا' کہا کہ ہم نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی۔ چنانچہ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا۔ پس ہم میں سے کوئی تو گزر گیا اور اپنا اجر (اس دنیا میں) نہیں لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (انہی) میں سے تھے' وہ جنگ احد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے اور ایک چادر چھوڑی تھی (اس چادر کا ان کو کفن دیا گیا تھا) اس چادر سے ہم اگر ان کا سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں اور کوئی ہم میں سے ایسے ہوئے جن کے پھل خوب پکے اور وہ مزے سے چن چن کر کھا رہے ہیں۔

یعنی ان کو دنیا کی فتوحات ہوئیں' خوب مال و دولت ملا اور وہ اپنی زندگی آرام سے گزار رہے ہیں۔

٦٤٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي

(٦٤٤٩) ہم سے ابوولید نے بیان کیا' کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابورجاء عمران بن تمیم نے بیان کیا' ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا

الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. [راجع: ٣٢٤١]

تو اس میں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کی رہنے والیاں اکثر عورتیں تھیں۔ ابو رجاء کے ساتھ اس حدیث کو ایوب سختیانی اور عوف اعرابی نے بھی روایت کیا ہے اور صخر بن جویریہ اور حماد بن نجیح دونوں نے اس حدیث کو ابو رجاء سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

ایوب کی روایت کو امام نسائی نے اور عوف کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ جنت میں غریب لوگوں سے فقرائے موحدین متبع سنت مراد ہیں اور دوزخ میں عورتوں سے بدکار عورتیں مراد ہیں۔

٦٤٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ، وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ. [راجع: ٥٣٨٦]

(٦٤٥٠) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن محمد بن عمرو بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور نہ وفات تک آپ نے کبھی باریک چپاتی تناول فرمائی۔

٦٤٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلاَّ شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ. [راجع: ٣٠٩٧]

(٦٤٥١) ہم سے ابو بکر عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے توشہ خانہ میں کوئی غلہ نہ تھا جو کسی جاندار کے کھانے کے قابل ہوتا، سوا تھوڑے سے جو کے جو میرے توشہ خانہ میں تھے، میں ان میں ہی سے کھاتی رہی آخر اکتا کر جب بہت دن ہو گئے تو میں نے انہیں ماپا تو وہ ختم ہو گئے۔

تشریح: یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ماپو اس میں برکت ہو گی، اس سے مراد یہ ہے کہ بیع اور شرا کے وقت ماپ لینا بہتر ہے لیکن گھر میں حرج کرتے وقت اللہ کا نام لے کر خرچ کیا جائے برکت ہو گی۔

١٧- باب كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے گزران کا بیان اور دنیا کے مزوں سے ان کا علیحدہ رہنا

تشریح: رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی درویشانہ زندگی اس طرز کی تھی کہ آج سے مقابلہ کیا جائے تو آسمان زمین کا فرق نظر آئے گا ان کا نعمائے آخرت پر ایمان کامل تھا وہ آخرت ہی کو ہر آن ترجیح دیتے اور زندگی کو بے حد سادگی کے ساتھ گزارتے۔ آج کل کے رہن سہن کو دیکھ کر اس سادہ زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آج ہر شخص دنیاوی عیش و آرام میں غرق

نظر آ رہا ہے الا ماشاء اللہ۔

٦٤٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هَذَا الْحَدِيثِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ : اللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ إِنْ كُنْتُ لأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمِ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلاَّ لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلاَّ لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ: ((أَبَا هِرٍّ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((الْحَقْ)) وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ ((مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟)) قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنَةُ قَالَ : ((أَبَا هِرٍّ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي)) قَالَ : وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ لاَ يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَ مَالٍ، وَلاَ عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذَلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا

(۶۴۵۲) مجھ سے ابو نعیم نے یہ حدیث آدھی کے قریب بیان کی اور آدھی دوسرے شخص نے' کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا' کہا ہم سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ نکلتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا' میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے' میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ گزرے اور آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اباہر! میں نے عرض کیا لبیک' یا رسول اللہ! فرمایا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ چلنے لگے۔ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ اندر گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی۔ جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا کہ فلاں یا فلانی نے آنحضرت ﷺ کے لئے تحفہ میں بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اباہر! میں نے عرض کیا لبیک' یا رسول اللہ! فرمایا' اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں' وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈھتے' نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس! جب آنحضرت ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو اسے آنحضرت ﷺ انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں رکھتے۔ البتہ جب آپ کے پاس تحفہ آتا تو

هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقَّ أَنَا أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ: ((يَا أَبَا هِرٍّ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((خُذْ فَأَعْطِهِمْ)) قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ وَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ: ((أَبَا هِرٍّ))، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ)) قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((اقْعُدْ فَاشْرَبْ)) فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ: ((اشْرَبْ)) فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ: ((اشْرَبْ)) حَتَّى قُلْتُ : لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا قَالَ: فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

[راجع: ٥٣٧٥]

انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے۔ چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو' اس کا حق دار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب صفہ والے آئیں گے تو آنحضرت ﷺ مجھ سے فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچائی' وہ آ گئے اور اجازت چاہی۔ انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض کیا لبیک' یا رسول اللہ! فرمایا لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو۔ بیان کیا کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ آخر میں آنحضرت ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا' اباہر! میں نے عرض کیا' لبیک' یا رسول اللہ! فرمایا' اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور آنحضرت ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو آخر مجھے کہنا پڑا' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔

تشریح: مسجد نبوی کے سائبان کے نیچے ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا جس پر بے گھر بے در مشتاقان علم قرآن و حدیث سکونت رکھتے تھے' یہی اصحاب صفہ تھے۔ ان ہی میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے حدیث میں آپ کے کھلے ہوئے ایک بابرکت معجزہ کا ذکر

ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو بے صبری کا خیال کیا تھا کہ دیکھئے دودھ میرے لئے بچتا ہے یا نہیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ سچ ہے خلق الانسان هلوعا۔

٦٤٥٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: إِنِّي لأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ، إِلاَّ وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهَذَا السَّمُرُ وَإِنْ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَمَالَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الإِسْلاَمِ، خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي.

(۶۴۵۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز حبلہ کے پتوں اور اس ببول کے سوا کھانے کے لئے نہیں تھی اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہم پاخانہ کیا کرتے تھے۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

بنو اسد نے ان پر کچھ ذاتی اعتراض کئے تھے جو غلط تھے ان کے بارے میں انہوں نے یہ بیان دیا ہے۔ حدیث میں فقر کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔ یہ بنو اسد وفات نبوی کے بعد مرتد ہو کر طلیحہ بن خویلد کے پیرو ہو گئے تھے جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا حضرت خالد بن ولید نے ان کو مار کر پھر مسلمان بنایا ان لوگوں نے حضرت عمر سے سعد بن ابی وقاص کی شکایت کی تھی۔ سعد کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ چہ خوش کل کے مسلمان مجھ کو پڑھانے بیٹھے ہیں۔ حبلہ اور سمر کانٹے دار درخت ہوتے ہیں۔

٦٤٥٤- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ. [راجع: ٥٤١٦]

(۶۴۵۴) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے جریر بن عبدالحمید نے' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروالوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لئے نہیں ملی' یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہو گئی۔

٦٤٥٥- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الأَزْرَقُ، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ هِلاَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلاَّ إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

(۶۴۵۵) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بغوی نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا' ان سے مسعر بن کدام نے' ان سے ہلال نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا تو ضرور اس میں ایک وقت صرف کھجوریں ہوتی تھیں۔

٦٤٥٦- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا

(۶۴۵۶) مجھ سے احمد بن رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان

النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيفٍ.

کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

یہ تھا رسول کریم ﷺ کا بستر و تکیہ۔ آج اکثر مدعیان عمل بالسنہ کیا ایسی زندگی پر قناعت کر سکتے ہیں جن کے عیش کو دیکھ کر شاید فرعون و ہامان بھی محو حیرت ہو جائیں۔

٦٤٥٧- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قال كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ، وَقَالَ: كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ وَلاَ رَأَى شَاةً سَمِيطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

[راجع: ٥٣٨٥]

(٦٤٥٧) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے' ان کا نان بائی وہیں موجود ہوتا (جو روٹیاں پکا پکا کر دیتا جاتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہتے کہ کھاؤ' میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو پتلی روٹی کھاتے نہیں دیکھا اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی آنکھ سے سموچی بھنی ہوئی بکری دیکھی۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا (ﷺ) الف الف مرة بعدد کل ذرة۔

٦٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا، إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلاَّ أَنْ نُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ.

[راجع: ٢٥٦٧]

(٦٤٥٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمارے اوپر ایسا مہینہ بھی گزر جاتا تھا کہ چولھا نہیں جلتا تھا۔ صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ ہاں اگر کبھی کسی جگہ سے کچھ تھوڑا سا گوشت آ جاتا۔ تو اس کو بھی کھا لیتے تھے۔

٦٤٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلاَلِ ثَلاَثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَارٌ، فَقُلْتُ: مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتْ: الأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلاَّ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ جِيرَانٌ مِنَ الأَنْصَارِ، كَانَ

(٦٤٥٩) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے یزید بن رومان نے بیان کیا' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' انہوں نے عروہ سے کہا' بیٹے! ہم دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (کی بیویوں) کے گھروں میں چولھا نہیں جلتا تھا۔ میں نے پوچھا پھر آپ لوگ زندہ کس چیز پر رہتی تھیں؟ بتلایا کہ صرف دو کالی چیزوں پر' کھجور اور پانی۔ ہاں' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے کچھ انصاری پڑوسی تھے جن کے یہاں دودھیل اونٹنیاں تھیں وہ اپنے

لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ.

[راجع: ٢٥٦٧]

گھروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ بھیج دیتے اور آپ ہمیں وہی دودھ پلا دیتے تھے۔

٦٤٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا)).

(٦٤٦٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے عمارہ نے' ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ "اے اللہ! آل محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔"

تشریح جملہ احادیث مذکورہ کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان اگر دنیا میں زیادہ عیش و آرام کی زندگی نہ گزار سکیں تو بھی ان کو شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہاں حلال طرائق سے طلب رزق سراپا محمود ہے اور اس طور پر جو دولت حاصل ہو وہ بھی عین فضل الٰہی ہے۔ اصحاب نبوی میں حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے مالدار حضرات بھی موجود تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

١٨- باب الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

باب نیک عمل پر ہمیشگی کرنا اور درمیانی چال چلنا (نہ کمی ہو نہ زیادتی)

٦٤٦١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ، قَالَ: قُلْتُ فَأَيَّ حِينَ كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. [راجع: ١١٣٢]

(٦٤٦١) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد عثمان بن جبلہ نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' ان سے اشعث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد ابوالشعثاء سلیم بن اسود سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے سنا' کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' کون سی عبادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھی۔ فرمایا کہ جس پر ہمیشگی ہو سکے۔ کہا کہ میں نے پوچھا آپ رات کو تہجد کے لئے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔

مرغ پہلی بانگ آدھی رات کے بعد دیتا ہے۔ اس وقت آپ تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

٦٤٦٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

[راجع: ١١٣٢]

(٦٤٦٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل تھا جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

نیک عمل کبھی کرنا کبھی چھوڑ دینا محمود نہیں جو بھی ہو اس پر مداومت ہونی محمود ہے۔

٦٤٦٣- حدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ)) قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا)).

[راجع: ٣٩]

(۶۴۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کی اور آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اور مجھے بھی نہیں' سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم کو چاہئے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام' اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔

مقصود یہ ہے کہ آدمی صبح اور شام کو اسی طرح رات کو تھوڑی سی عبادت کر لیا کرے اور ہمیشہ کرتا رہے۔ یہ تین وقت نہایت متبرک ہیں آیت اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس سے ظہر اور حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ والوسطیٰ (البقرۃ: ۲۳۸) سے عصر اس طرح سے قرآن کریم سے پنج وقتہ عبادت کا تقاضا ہے۔

٦٤٦٤- حدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَأَنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَى اللهِ وَإِنْ قَلَّ)).[طرفه في : ٦٤٦٧].

(۶۴۶۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو' تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا' میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

فرائض الٰہی میں کمی بیشی کا سوال ہی نہیں ہے۔ یہ جملہ نفل عبادتوں کا ذکر ہے۔

٦٤٦٥- حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: ((أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ، وَقَالَ اكْلَفُوا مِنَ الأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ)).

(۶۴۶۵) مجھ سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہے؟ فرمایا کہ جس پر ہمیشگی کی جائے' خواہ وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا نیک کام کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے (جو ہمیشہ نبھ سکے)

٦٤٦٦- حدّثني عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ ﷺ، هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لاَ، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَطِيعُ. [راجع: ١٩٨٧]

(۶۴۶۶) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ام المؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کیونکر عبادت کیا کرتے تھے کیا آپ نے کچھ خاص دن خاص کر رکھے تھے؟ بتلایا کہ نہیں آنحضرت ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور تم میں کون ہے جو ان عملوں کی طاقت رکھتا ہو جن کی آنحضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

ساری رات عبادت میں گزار دینا حتیٰ کہ پیروں میں ورم ہو جانا سوائے ذات قدسی صفات فداہ روحی کے اور کس میں ایسی طاقت ہو سکتی ہے۔

٦٤٦٧- حدَّثنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لاَ يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ))، قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((وَلاَ أَنَا. إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ)). قَالَ: أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا)). وَقَالَ مُجَاهِدٌ: سَدَادًا سَدِيدًا: صِدْقًا. [راجع: ٦٤٦٤]

(۶۴۶۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن زبرقان نے' کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے' ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اور میں بھی نہیں۔ سوا اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے سایہ میں مجھے ڈھانک لے۔ مدینی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ حدیث ابوسلمہ سے ابوالنصر کے واسطے سے سنی ہے۔ ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اور عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا درستی کے ساتھ عمل کرو اور خوش رہو۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ "سدادا سدیدا" ہر دو کے معنی صدق کے ہیں۔

تشریح: یعنی سچائی کو ہر حال میں اختیار کرو تم اعمال خیر کرو گے تم کو جنت کی بلکہ دنیا میں بھی کامیابی کی بشارت ہے۔ قرآن کی آیت قولوا قولا سدیدا (الاعراف : ۴۳) کی طرف اشارہ ہے۔ عفان بن مسلم حضرت امام بخاری کے استاد ہیں اس سند کو لا کر امام

بخاری نے علی بن عبداللہ مدینی کا گمان رفع کیا کہ اگلی روایت منقطع ہے کیونکہ اس میں موسیٰ کے سماع کی ابو سلمہ سے صراحت ہے حدیث میں سدودا کا لفظ آیا تھا سدیداً اور سداداً کا بھی وہی مادہ ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے اس کی تفسیر یہاں بیان کر دی۔
قرآن شریف میں جو ہے وتلک الجنة التی اورثتموھا بما کنتم تعملون (الاعراف : ۴۳) اس کے معارض نہیں ہے کیونکہ عمل صالح بھی منجملہ اسباب دخول جنت ایک سبب ہے لیکن اصلی سبب رحمت اور عنایت الٰہی ہے بعض نے کہا آیت میں ترقی درجات مراد ہے نہ محض دخول جنت اور ترقی اعمال صالحہ کے لحاظ سے ہو گی اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں اعمال صالحہ کرنے والے کو بہشت میں لے جانا اللہ پر واجب ہے۔ معاذ اللہ منہ۔

٦٤٦٨- حدَّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ حَدَّثَني أَبِي، عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلاَةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ : ((قَدْ أُرِيتُ الآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلاَةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قُبُلِ هَذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَومِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)).
[راجع: ٩٧]

(۶۴۶۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی' پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو مجھے اس دیوار کی طرف جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی میں نے (ساری عمر میں) آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی۔ میں نے آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی چیز۔

١٩- باب الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

باب اللہ سے خوف کے ساتھ امید بھی رکھنا

وَقَالَ سُفْيَانُ، مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ. وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [المائدة : ٦٨].

اور سفیان بن عیینہ نے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت مجھ پر اتنی سخت نہیں گزری جتنی (سورۂ مائدہ) کی یہ آیت ہے کہ اے پیغمبر کے اقارب والو! تمہارا طریق (مذہب) کوئی چیز نہیں ہے جب تک توراۃ اور انجیل اور ان کتابوں پر جو تم پر اتری ہیں پورا عمل نہ کرو۔

اس آیت کی سختی کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ اللہ نے اس میں یہ فرمایا کہ جب تک کتاب الٰہی پر پورا پورا عمل نہ ہو اس وقت تک دین و ایمان کوئی چیز نہیں ہے۔

٦٤٦٩- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

(۶۴۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ٦٠٠٠]

سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا تو اس کے سو حصے کئے اور اپنے پاس ان میں سے ناوے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لئے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اگر کافر کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو وہ دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔

تشریح یہی امید اور خوف ہے جس کے درمیان ایمان ہے امید بھی کامل اور خوف بھی پورا پورا۔ اللھم ارزقنا آمین۔ مومن کتنے بھی نیک اعمال کرتا ہو لیکن ہر وقت اس کو ڈر رہتا ہے شاید میری نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ برا ہو جائے۔ ابو عثمان نے کہا گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی امید رکھنا بدبختی کی نشانی ہے علماء نے کہا ہے کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے رحم و کرم کی امید زیادہ رکھے۔

٢٠- باب الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر : ١٠] وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ.

باب اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا ان سے صبر کئے

رہنا بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے سب سے عمدہ زندگی صبر ہی میں پائی ہے۔

صبر کے معنی نفس کو اطاعت الٰہی کے لئے تیار کرنا۔

تشریح صبر کہتے ہیں بری بات سے نفس کو روکنا اور زبان سے کوئی شکوہ شکایت کا کلمہ نہ نکالنا۔ اللہ کے رحم و کرم کا منتظر رہنا۔ حضرت ذوالنون مصری نے کہا ہے صبر کیا ہے بری باتوں سے دور رہنا' بلا کے وقت اطمینان رکھنا' کتنی ہی محتاجی آئے مگر بے پرواہ رہنا۔ ابن عطاء نے کہا صبر کیا ہے بلائے الٰہی پر ادب کے ساتھ سکوت کرنا۔ یا اللہ! میں نے بھی ۷۶ء میں بحالت سفر ایک پیش آمدہ مصیبت عظمیٰ پر ایسا ہی صبر کیا ہے پس مجھ کو اجر بے حساب عطا فرمائیو۔ آمین (راز)

٦٤٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ، إِلاَّ أَعْطَاهُ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِينَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ، لاَ

(۶۴۷۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی اور انہیں ابو سعید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ چند انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا اور جس نے بھی آنحضرت ﷺ سے مانگا آنحضرت ﷺ نے اسے دیا' یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا جو آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی اچھی چیز میرے پاس ہو گی میں اسے تم

أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [راجع: ١٤٦٩]

سے بچا کے نہیں رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے جو تم میں (سوال سے) بچتا رہے گا اللہ بھی اسے غیب سے دے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ بھی اسے صبر دے گا اور جو بے پرواہ رہنا اختیار کرے گا اللہ بھی اسے بے پروا کر دے گا اور اللہ کی کوئی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں ملی۔

صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد ---- صبر عجیب نعمت ہے صابر آدمی کی طرف آخر میں سب کے دل مائل ہو جاتے ہیں سب اس کی ہمدردی کرنے لگتے ہیں سچ ہے۔ واللہ مع الصابرین۔

٦٤٧١- حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلاَقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَرِمَ أَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ: فَيَقُولُ: ((أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟)). [راجع: ١١٣٠]

(۶۴۷۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر بن کدام نے بیان کیا' کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے قدموں میں ورم آجاتا یا کہا کہ آپ کے قدم پھول جاتے۔ آنحضرت ﷺ سے عرض کی جاتی کہ آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

٢١- باب ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق : ٣]

باب جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ بھی اس کے لئے کافی ہو گا

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ، مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ.

ربیع بن خثیم تابعی نے بیان کیا کہ مراد ہے کہ تمام انسانی مشکلات میں اللہ پر بھروسہ اختیار کرے۔

٦٤٧٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ لاَ يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). [راجع: ٣٤١٠]

(۶۴۷۲) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حصین بن عبدالرحمن سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں سعید بن جبیر کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

تشریح بھروسہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسباب کا حاصل کرنا چھوڑ دے بلکہ اسباب کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے لیکن عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ جو بھی ہو گا اللہ کے فضل و کرم سے ہو گا۔

٢٢- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ

٦٤٧٣- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيرَةُ وَفُلاَنٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلاَةِ : ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ثَلاَثَ مَرَّاتٍ قَالَ : وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ، وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ، وَعُقُوقِ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ. وَعَنْ هُشَيْمٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٨٤٤]

باب بے فائدہ بات چیت کرنا منع ہے

(٦٤٧٣) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو ایک سے زیادہ کئی آدمیوں نے خبر دی جن میں مغیرہ بن مقسم اور فلاں نے (مجالد بن سعید' ان کی روایت کو ابن خزیمہ نے نکالا) اور ایک تیسرے صاحب داؤد بن ابی ہند بھی ہیں' انہیں شعبی نے' انہیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ مجھے لکھ کے بھیجو۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے" یہ تین مرتبہ پڑھتے۔ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے فائدہ بات چیت کرنے' زیادہ سوال کرنے' مال ضائع کرنے' اپنی چیز بچا کر رکھنے اور دوسروں کی مانگتے رہنے' ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور ہشیم سے روایت ہے' انہیں عبدالملک ابن عمیر نے خبر دی' کہا کہ میں نے وراد سے سنا' وہ یہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٢٣- باب حِفْظِ اللِّسَانِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ: خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق : ١٨].

٦٤٧٤- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ

باب زبان کی (غلط باتوں سے) حفاظت کرنا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر چپ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ "انسان جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے تو اس کے (لکھنے کے لئے) ایک چوکیدار فرشتہ تیار رہتا ہے۔"

(٦٤٧٤) ہم سے محمد بن ابوبکر مقدمی نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا' انہوں نے ابوحازم سے سنا' انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے جو شخص دونوں

ﷺ قَالَ: ((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)).

[طرفه في : ٦٨٠٧].

جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دے دے میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری دے دوں گا۔

٦٤٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)).

[راجع: ٥١٨٥]

(٦٤٧٥) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

تشریح قسطلانی نے کہا اللہ کی رضامندی کی بات یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بھلائی کی بات کہے جس سے اس کو فائدہ پہنچے اور ناراضی کی بات یہ ہے کہ مثلاً ظالم بادشاہ یا حاکم سے مسلمان بھائی کی برائی کرے اس نیت سے کہ اس کو ضرر پہنچے۔ ابن عبدالبر سے ایسا ہی منقول ہے۔ ابن عبدالسلام نے کہا ناراضی کی بات سے وہ بات مراد ہے جس کا حسن اور قبح معلوم نہ ہو ایسی بات منہ سے نکالنا حرام ہے۔ تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ اور اصل الاصول یہ ہے کہ آدمی سوچ کر بات کہے بن سوچے جو منہ پر آئے کہہ دینا نادانوں کا کام ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ بات جان کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے اور ٹر ٹر بے فائدہ باتیں کئے جاتے ہیں ایسا علم بغیر عمل کے کیا فائدہ دے گا۔

٦٤٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ، جَائِزَتُهُ)) قِيلَ، مَا جَائِزَتُهُ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ)) ((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَسْكُتْ)). [راجع: ٦٠١٩]

(٦٤٧٦) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا' ان سے ابو شریح خزاعی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے یاد رکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا مہمانی تین دن کی ہوتی ہے مگر جو لازمی ہے وہ تو پوری کرو۔ پوچھا گیا لازمی کتنی ہے؟ فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

٦٤٧٧- حدَّثَني إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْن طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ)).

[طرفه في : ٦٨٠٧].

(٦٤٧٧) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ نے۔ ان سے محمد بن ابراہیم نے' ان سے عیسیٰ بن طلحہ تیمی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے رسول اللہ سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ایک بات زبان سے نکالتا اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنی پچھم سے پورب دور ہے۔

٦٤٧٨- حدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً يَرْفَعُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)). [راجع: ٦٤٧٧]

(٦٤٧٨) مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے ابوالنضر سے سنا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ یعنی ابن دینار نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابوصالح نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔

٢٤- باب الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ

باب اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت کا بیان

٦٤٧٩- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)).

[راجع: ٦٦٠]

(٦٤٧٩) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا۔ (ان میں) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس کا رونا اللہ کو پسند آگیا اسی سے اس کی نجات ہو سکتی ہے اور وہ عرش الٰہی کے سایہ کا حق دار بن سکتا ہے۔

٢٥- باب الْخَوْفِ مِنَ اللهِ

٦٤٨٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي فَذَرُّونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَفَعَلُوا بِهِ فَجَمَعَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِي إِلاَّ مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ)). [راجع: ٣٤٥٢]

٦٤٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ذَكَرَ رَجُلاً فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللهُ مَالاً وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ، قَالَ : فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيهِ : أَيَّ أَبٍ كُنْتُ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللهِ خَيْرًا)) فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ ((وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ: فَاسْهَكُونِي، ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا، فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا فَقَالَ اللهُ : كُنْ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ : أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ : مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ،

باب اللہ سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان

(٦٤٨٠) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے' ان سے منصور بن معتمر نے' ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتوں میں کا ایک شخص جسے اپنے برے عملوں کا ڈر تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کرکے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا۔ اسکے گھر والوں نے اسکے ساتھ ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ پروردگار مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت فرمادی۔

(٦٤٨١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' کہا میں نے اپنے والد سے سنا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد عطا فرمائی تھی۔ فرمایا کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا' باپ کی حیثیت سے میں نے کیسا اپنے آپ کو ثابت کیا؟ لڑکوں نے کہا کہ بہترین باپ۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں جمع کی ہے۔ قتادہ نے (لم یبتئر) کی تفسیر (لم یدخر) (نہیں جمع کی) سے کی ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اسے اللہ کے حضور میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا (اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ) دیکھو' جب میں مرجاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس دینا اور کسی تیز ہوا کے دن مجھے اس میں اڑا دینا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے اس پر وعدہ لیا چنانچہ لڑکوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا۔ چنانچہ وہ ایک مرد کی شکل میں کھڑا نظر آیا۔ پھر فرمایا میرے بندے! یہ جو تو نے کیا کرایا ہے اس پر تجھے کس

فَمَا تَلاَ فَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللهُ)) فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَأَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ. وَقَالَ مُعَاذٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ عُقْبَةَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ٣٤٧٨]

چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ اس پر رحم فرمایا۔ میں نے یہ حدیث عثمان سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلمان سے سنا۔ البتہ انہوں نے یہ لفظ بیان کیے کہ "مجھے دریا میں بہا دینا" یا جیسا کہ انہوں نے بیان کیا اور معاذ نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' انہوں نے عقبہ سے سنا' انہوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٢٦- باب الاِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِي

باب گناہوں سے باز رہنے کا بیان

٦٤٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ)).

[طرفه في : ٧٢٨٤].

(٦٤٨٢) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے ان سے ابوبردہ نے' اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری اور جو کچھ کلام اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے (تمہارے دشمن کا) لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں ننگا ڈرانے والا ہوں۔ پس بھاگو پس بھاگو (اپنی جان بچاؤ) اس پر ایک جماعت نے اس کی بات مان لی اور رات ہی رات اطمینان سے کسی محفوظ جگہ پر نکل گئے اور نجات پائی۔ لیکن دوسری جماعت نے اسے جھٹلایا اور دشمن کے لشکر نے صبح کے وقت اچانک انہیں آلیا اور تباہ کر دیا۔

تشریح: یہ عرب میں ایک مثل ہو گئی ہے ہوا یہ تھا کہ کسی زمانہ میں دشمن کی فوجیں ایک ملک پر چڑھ گئی تھیں۔ ان ملک والوں میں سے ایک شخص ان فوجوں کو ملا انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کے کپڑے اتار لئے وہ اسی حال میں ننگ دھڑنگ بھاگ نکلا اور اپنے ملک والوں کو جا کر خبر دی کہ جلدی اپنا بندوبست کر لو دشمن آن پہنچا' اس کے ملک والوں نے اس کی تصدیق کی چونکہ وہ برہنہ اور ننگا بھاگتا آ رہا تھا اور اس کی عادت ننگے پھرنے کی نہ تھی۔ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرایا اور خبر دی کہ اللہ کا عذاب گنہگاروں کے لئے تیار ہے تو گناہوں سے توبہ کر کے اپنا بچاؤ کر لو پھر جس نے آپ کی بات مانی اسلام قبول کیا شرک اور کفر اور گناہ سے توبہ کی وہ تو بچ گیا اور جس نے نہ مانی وہ صبح ہوتے ہی یعنی مرتے ہی تباہ ہو گیا عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا۔

٦٤٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

(٦٤٨٣) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا'

أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَ أَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهَا)).

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی' جب اس کے چاروں طرف روشنی ہو گئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔

٦٤٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ)). [راجع: ١٠]

(٦٤٨٤) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' ان سے عامر نے بیان کیا' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔

٢٧- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)).

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد

"اگر تمہیں معلوم ہو جاتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔"

٦٤٨٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [طرفه في : ٦٦٣٧].

(٦٤٨٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

٦٤٨٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً

(٦٤٨٦) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے

وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [راجع: ۹۳]

کم اور روتے زیادہ۔

٢٨- باب حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے

تشریح جو شخص نفسانی خواہشوں میں پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اٹھا دیا۔ اب دوزخ میں پڑ جائے گا۔ قرآن شریف میں بھی یہی مضمون ہے فاما من طغی و آثر الحیوة الدنیا الایة (النازعات: ۳۷)۔

٦٤٨٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)).

(۶۴۸۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

٢٩- باب الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

باب جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی ہے

تشریح مطلب یہ ہے کہ آدمی ثواب کی بات کو گو وہ ادنیٰ درجہ کی ہو حقیر نہ سمجھے۔ شاید وہی اللہ کو پسند آ جائے اور اس کو نجات مل جائے۔ اسی طرح بری اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے شاید اللہ تعالیٰ کو ناپسند آ جائے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا بنائے۔

٦٤٨٨- حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ)).

(۶۴۸۸) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے منصور و اعمش نے بیان کیا' ان سے ابووائل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔

٦٤٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللهَ بَاطِلُ)) [راجع: ۳۸٤۱]

(۶۴۸۹) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا ہے یہ ہے۔ "ہاں اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد ہیں۔"

تشریح اس سے اگلا مصرعہ یہ ہے وکل نعیم لا محالة زائل ترجمہ منظوم مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے یوں کیا ہے۔

فانی ہے جو کچھ ہے غیر اللہ   کوئی مزہ رہتا نہیں ہرگز سدا

٣٠- باب لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، وَلاَ يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ

٦٤٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ)).

٣١- باب مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ

٦٤٩١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا جَعْدٌ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: قَالَ: ((إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ اللهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)).

٣٢- باب مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ

باب اسے دیکھنا چاہئے جو نیچے درجہ کا ہے اُسے نہیں دیکھنا چاہئے جس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے

(۶۴۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل و صورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہئے جو اس سے کم درجہ ہے۔

باب جس نے کسی نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اس کا نتیجہ کیا ہے؟

(۶۴۹۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جعد ابو عثمان نے بیان کیا' ان سے ابو رجاء عطاردی نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا "اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنے سے سات سو گنے تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔

باب چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی بچتے رہنا

ان کو حقیر نہ سمجھنا۔ گناہ ہر حال میں برا ہے' چھوٹا ہو یا بڑا اور بندے کو کیا معلوم شاید اللہ پاک اسی پر مؤاخذہ کر بیٹھے۔

٦٤٩٢- حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ غَيْلاَنَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ، إِنْ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُوبِقَاتِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ.

(۶۴۹۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا' ان سے غیلان نے' ان سے انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے کہا تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (تم اسے حقیر سمجھتے ہو' بڑا گناہ نہیں سمجھتے) اور ہم لوگ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاک کر دینے والا سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا کہ حدیث میں جو لفظ موبقات ہے اس کا معنی ہلاک کرنے والے۔

٣٣- باب الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يَخَافُ مِنْهَا

باب عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے ڈرتے رہنا۔

ایسا نہ ہو کہ اخیر وقت میں برا عمل سرزد ہو۔

٦٤٩٣- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنْهُمْ، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا))، فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا)). [راجع: ٢٨٩٨]

(۶۴۹۳) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا' ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکین سے جنگ میں مصروف تھا' یہ شخص مسلمانوں کے صاحب مال و دولت لوگوں میں سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ کسی جہنمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے۔ اس پر ایک صحابی اس شخص کے پیچھے لگ گئے وہ شخص برابر لڑتا رہا اور آخر زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ جلدی مر جائے۔ پس اپنی تلوار ہی کی دھار اپنے سینے کے درمیان رکھ کر اس پر اپنے آپ کو ڈال دیا اور تلوار اس کے شانوں کو چیرتی ہوئی نکل گئی (اس طرح وہ خود کشی کر کے مر گیا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جہنم میں سے ہوتا ہے۔ ایک دوسرا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اعمال کا اعتبار تو خاتمہ پر موقوف ہے۔

تشریح یعنی آخر مرتے وقت جس نے جیسا کام کیا اسی کا اعتبار ہو گا اگر ساری عمر عبادت اور تقویٰ میں گزاری لیکن مرتے وقت گناہ میں گرفتار ہوا تو پچھلے نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے اللہ سوء خاتمہ سے بچائے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو گو وہ فاسق فاجر ہو یا صالح اور پرہیز گار ہم قطعی طور پر دوزخی یا جنتی نہیں کہہ سکتے۔ معلوم نہیں کہ اس کا خاتمہ کیسا ہوتا

ہے اور اللہ کے ہاں اس کا نام کن لوگوں میں لکھا ہوا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمان کو اپنے اعمال صالحہ پر مغرور نہ ہونا چاہئے اور سوء خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ بزرگوں نے تجربہ کیا ہے کہ اہل حدیث اور اہل بیت نبوی سے محبت رکھنے والوں کا خاتمہ اکثر بہتر ہوتا ہے۔ یا اللہ! مجھ ناچیز کو بھی ہمیشہ اہل حدیث اور آل رسول سے محبت رہی ہے اور جس کو سادات سے پایا دل سے اس کا احترام کیا ہے مجھ ناچیز حقیر گنہگار کو بھی خاتمہ بالخیر نصیب کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ۔ آمین۔

٣٤- باب الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلاَّطِ السُّوْءِ

باب بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے

٦٤٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ، ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِي، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٨٨٦]

(٦٤٩٤) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول! اور محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے اوزاعی نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! کون شخص سب سے اچھا ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص جس نے اپنی جان اور مال کے ذریعہ جہاد کیا اور وہ شخص جو کسی پہاڑ کی کھوہ میں ٹھہرا ہوا اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس روایت کی متابعت زبیدی' سلیمان بن کثیر اور نعمان نے زہری سے کی۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا' ان سے عطاء یا عبیداللہ نے' ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور یونس و ابن مسافر اور یحییٰ بن سعید نے ابن شہاب (زہری) سے بیان کیا' ان سے عطاء نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

زبیدی کی روایت کو امام مسلم نے اور سلیمان کی روایت کو ابوداؤد نے اور نعمان کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔

٦٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ

(٦٤٩٥) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ماجشون نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے' ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے

سَمِعَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)).

[راجع: ١٩]

نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ایک مسلمان کا سب سے بہتر مال بھیڑیں ہوں گی وہ انہیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اس دن وہ اپنے دین ایمان کو لے کر فسادوں سے ڈر کر وہاں سے بھاگ جائے گا۔

تشریح: آج کے دور میں ایسی آزادانہ چوٹیاں بھی نابود ہو گئی ہیں اب ہر جگہ خطرہ ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں عزلت بہتر ہے کبھی لوگوں سے مل کر رہنا بہتر ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ عزلت کرنے والا محض شہرت اور ریا و نمود کی نیت سے عزلت نہ کرے بلکہ گناہوں سے بچنے کی نیت ہو اور جمعہ جماعت فرائض اسلام ترک نہ کرے زیادہ تفصیل احیاء العلوم میں ہے۔ (مذکورہ احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث میں جو عزلت کی ترغیب اور فضیلت بیان ہوئی ہے اس سے فتنوں کا زمانہ مراد ہے اور ماحول میں لوگوں سے ملنے کی صورت میں گناہوں سے بچنا مشکل ہو۔ ورنہ اسلام عام حالت میں تعلق جوڑنے اور آبادی بڑھانے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ آپ سوچیں کہ تیمارداری کا ثواب' سلام کرنے' صلہ رحمی کا ثواب وغیرہ یہ جملہ نیکیاں تب ممکن ہیں جب آبادی میں رہائش ہو گی۔ عبدالرشید تونسوی) عزلت کے معنی لوگوں سے الگ تھلگ تنہا دور رہنے کے ہیں ؎

تو برائے وصل کردن آمدی — نہ برائے فصل کردن آمدی

٣٥- باب رَفْعِ الأَمَانَةِ

باب (آخر زمانہ میں) دنیا سے امانت داری کا اٹھ جانا

٦٤٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((إِذَا أُسْنِدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)). [راجع: ٥٩]

(٦٤٩٦) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ فرمایا جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

ابن بطال نے کہا اللہ پاک نے حکومت کے ذمہ داروں پر یہ امانت سونپی ہے کہ وہ عہدہ اور مناصب ایماندار اور دیانت دار آدمیوں کو دیں اگر ذمہ دار لوگ ایسا نہ کریں گے تو عنداللہ خائن ٹھہریں گے۔ آج کے نام نہاد جمہوری دور میں یہ ساری باتیں خواب و خیال ہو کر رہ گئی ہیں۔ الاماشاء اللہ۔

٦٤٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ

(٦٤٩٧) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ان سے زید بن وہب نے کہا' ہم سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ

ﷺ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ، حَدَّثَنَا ((أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلاَنٍ رَجُلاً أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلاَّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا)).

[طرفاه في: ٧٠٨٦، ٧٢٧٦].

نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن شریف سے' پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا تو اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے' پر اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔ کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے' کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہو گا" (حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گذارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فرخت ہی نہیں کرتا۔

تشریح چند ہی آدمی اس قابل ہیں کہ ان سے معاملہ کروں۔ متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت اور زیادہ ہے۔ قال الفربری قال ابو جعفر حد ثت ابا عبد الله فقال سمعت ابا احمد بن عاصم ...... یقول سمعت ابا عبید یقول قال الاصمعی و ابو عمرو و غیرهما جذ ر قلوب الرجال الجذر الاصل من كل شئی والوكت اثر الشئی الیسیر منه والمجل اثر العمل فی الكف اذا غلظ یعنی محمد بن یوسف فربری نے کہا ابو جعفر محمد بن حاتم جو امام بخاری کے منشی تھے ان کی کتابیں لکھا کرتے تھے' کہتے تھے کہ میں نے امام بخاری کو حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے میں نے ابو احمد بن عاصم بلخی سے سنا' وہ کہتے تھے میں نے ابو عبید سے سنا' وہ کہتے تھے عبدالملک بن قریب اصمعی اور ابو عمرو بن علاء قاہری وغیرہ لوگوں نے سفیان ثوری سے کہا جذر کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کا معنی جڑ اور وکت کہتے ہیں ہلکے خفیف داغ کو اور مجل وہ موٹا چھالا جو کام کرنے سے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔

٦٤٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ

(٦٤٩٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن

بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا النَّاسُ كَالإِبِلِ الْمِائَةِ لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً)).

عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے' سو میں بھی ایک تیز سواری کے قابل نہیں ملتا۔

آج مسلمان بکثرت ہر جگہ موجود ہیں مگر حقیقی مسلمان تلاش کئے جائیں تو مایوسی ہو گی۔ پھر بھی اللہ والوں سے زمین خالی نہیں ہے کم من عباد الله لو اقسم علی الله لابره)

٣٦- باب الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

باب ریا اور شہرت طلبی کی مذمت میں

٦٤٩٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ. ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَمَّعَ، سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ)).

[طرفه في : ٧١٥٢].

(٦٤٩٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے' کہا مجھ سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا۔ (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے آپ کے سوا کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا" چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔

تشریح: ریا کاری سے بچنے کے لئے نیک کام چھپا کر کرنا بہتر ہے مگر جہاں اظہار کے بغیر چارہ نہ ہو جیسے فرض نماز جماعت سے ادا کرنا یا دین کی کتابیں تالیف اور شائع کرنا اسی طرح جو شخص دین کا پیشوا ہو اس کو بھی اپنا عمل ظاہر کرنا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ اس کی پیروی کریں بہرحال حدیث انما الاعمال بالنیات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ریا کو شرک خفی کہا گیا ہے جس کی مذمت کے لئے یہ حدیث کافی وافی ہے۔

٣٧- باب مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ

باب جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لئے اپنے نفس کو دبائے اس کی فضیلت کا بیان

٦٥٠٠- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(٦٥٠٠) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن حارث نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت معاذ

قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلاَّ آخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوهُ))؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ)). [راجع: ٢٨٥٦]

بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ سوا کجاوہ کے آخری حصہ کے میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک' یا رسول اللہ! پھر تھوڑی دیر آنحضرت ﷺ چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! پھر تھوڑی دیر مزید آنحضرت ﷺ چلتے رہے۔ پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک رسول اللہ! فرمایا' تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا' اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا' لبیک وسعدیک' یا رسول اللہ! فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ کرلیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔

تشریح: حدیث میں توحید اور شرک کا بیان ہے توحید یعنی عبادت میں اللہ کو ایک ہی جاننا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خالص اسی ایک کی عبادت کرنا ہر قسم کے شرک سے بچنا یہ دخول جنت کا موجب ہے۔

٣٨- باب التَّوَاضُعِ

باب تواضع یعنی عاجزی کرنے کے بیان میں

یہ تمام اخلاق حسنہ کا اصل الاصول ہے اگر تواضع نہ ہو تو کوئی عبادت کام نہ آئے گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد الٰہی نقل کیا گیا ہے کہ تواضع کرو اور کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔

٦٥٠١- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ. قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ،

(٦٥٠١) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید نے بیان کیا' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا) اور مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو فزاری نے اور ابو خالد احمر نے خبر دی' انہیں حمید طویل نے اور ان

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لاَ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ)).

سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام "عضباء" تھا (کوئی جانور دوڑ میں) اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا۔ پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔ مسلمانوں پر یہ معاملہ بڑا شاق گزرا اور کہنے لگے کہ افسوس عضباء پیچھے رہ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جب دنیا میں وہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے تو اسے وہ گھٹاتا بھی ہے۔

ترقی کے ساتھ تنزلی اور ادبار کے ساتھ اقبال بھی لگا ہوا ہے تلک الایام نداولها بین الناس (آل عمران: ۱۴۰) کا یہی مطلب ہے۔

٦٥٠٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ)).

(٦٥٠٢) مجھ سے محمد بن عثمان نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن مخلد نے' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے' ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے' ان سے عطاء نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کے راوی خالد بن مخلد کو منکر الحدیث کہا ہے۔ میں وحید الزماں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے اس کے دوسرے طریق بھی بیان کئے ہیں گو وہ اکثر ضعیف ہیں۔ مگر یہ سب طرق مل کر حدیث حسن ہو جاتی ہے اور خالد بن مخلد کو ابوداؤد نے صدوق کہا ہے (وحیدی)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین خدا ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ اتحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبۂ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلاف شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ (اور اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے جس کا ارتکاب موجب دخول نار ہے۔ توحید اور شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ کرنا چاہئے عربی حضرات ''الدین الخالص'' کا مطالعہ کریں و باللہ التوفیق)

٣٩- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ))

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ (کلمہ اور بیچ کی انگلیاں) نزدیک ہیں

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلاَّ كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [النحل : ٧٧]

(سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اور قیامت کا معاملہ تو بس آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا وہ اس سے بھی جلد ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

٦٥٠٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا)) وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا. [راجع: ٤٩٣٦]

(٦٥٠٣) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا' ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں اور قیامت اتنے نزدیک نزدیک بھیجے گئے ہیں' اور آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔

مطلب یہ ہے کہ مجھ میں اور قیامت میں اب کسی نئے پیغمبر و رسول کا فاصلہ نہیں ہے اور میری امت آخری امت ہے اسی پر قیامت آئے گی۔

٦٥٠٤- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)).

(٦٥٠٤) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ اور ابوالتیاح نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔

٦٥٠٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

(٦٥٠٥) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی' انہیں ابو حصین نے' انہیں ابو صالح نے' انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ))، يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ.

ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی مراد دو انگلیوں سے تھی۔ ابو بکر بن عیاش کے ساتھ اس حدیث کو اسرائیل نے بھی ابو حصین سے روایت کیا ہے جسے ہمامین نے وصل کیا ہے۔

٤٠- باب

باب

اس میں کوئی ترجمہ نہیں ہے گویا اگلے باب کی فصل ہے۔

٦٥٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، فَذَلِكَ حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ وَلاَ يَطْوِيَانِهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا)).

[راجع: ٨٥]

(٦٥٠٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے' یہی وہ وقت ہو گا جب کسی کے لئے اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو گا یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کیا ہو۔ پس قیامت آ جائے گی اور دو آدمی کپڑا درمیان میں (خرید و فروخت کے لئے) پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ ابھی خرید و فروخت بھی نہیں ہو چکی ہو گی اور نہ انہوں نے اسے لپیٹا ہی ہو گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آ رہا ہو گا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کرا رہا ہو گا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا۔ قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پائے ہو گا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت اچانک ہی آ جائے گی کسی کو خبر بھی نہ ہو گی لوگ اپنے اپنے دھندوں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

٤١- باب مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ

باب جو اللہ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند رکھتا ہے

٦٥٠٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ،

(٦٥٠٧) ہم سے حجاج نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے' کہا ہم سے

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ، أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ))، قَالَتْ عَائِشَةُ: أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكِ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ)). اخْتَصَرَهُ أَبُودَاوُدَ وَعَمْرٌو، عَنْ شُعْبَةَ، وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قتادہ نے' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے' اللہ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی نہیں پسند کرتے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے) ہوتی ہے' اس لئے وہ اللہ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے' اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے' پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ ابوداؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے اس حدیث کو شعبہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے زرارہ بن ابی اوفیٰ نے' ان سے سعد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

تشریح خوش بختی یہ ہے کہ موت کے وقت اللہ کی ملاقات کا شوق غالب ہو اور ترک دنیا کا غم نہ ہو۔ اللہ ہر مسلمان کو اس کیفیت کے ساتھ موت نصیب کرے آمین۔ کلمہ طیبہ اس وقت پڑھنے کا بھی مقصد یہی ہے مومن کو موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کا انجام راحت ابدی ہے۔

٦٥٠٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ،

(٦٥٠٨) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے' ان سے یزید بن عبداللہ نے' ان سے ابو بردہ نے' ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ ا للهِ كَرِهَ ا للهُ لِقَاءَهُ)).

سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موت بہر حال آنی ہے اسے برا نہ جاننا چاہئے۔

٦٥٠٩- حدّثني يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ا للهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذًا لاَ يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى)). اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الأَعْلَى. [راجع: ٤٤٣٥]

(۶۵۰۹) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل بن خالد نے' ان سے ابن شہاب نے' کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے چند علم والوں کے سامنے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ خاصے تندرست تھے فرمایا تھا کسی نبی کی اس وقت تک روح قبض نہیں کی جاتی جب تک جنت میں اس کے رہنے کی جگہ اسے دکھانہ دی جاتی ہو اور پھر اسے (دنیا یا آخرت کے لئے) اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ پر تھوڑی دیر کے لئے غشی چھا گئی' پھر جب آپ کو ہوش آیا تو آپ چھت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا "اللھم الرفیق الاعلیٰ" میں نے کہا کہ اب آنحضرت ﷺ ہمیں ترجیح نہیں دے سکتے اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمائی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا یعنی یہ ارشاد کہ "اللھم الرفیق الاعلیٰ" یعنی یا اللہ! مجھ کو بلند رفیقوں کا ساتھ پسند ہے۔

مراد باشندگان جنت انبیاء و مرسلین و صالحین و ملائکہ ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو نیک لوگوں صالحین کی صحبت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

٤٢- باب سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

باب موت کی سختیوں کا بیان

٦٥١٠- حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ ا للهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ ا للهِ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ

(۶۵۱۰) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا' ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی' انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے خبر دی کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (کی وفات کے وقت) آپ کے سامنے ایک بڑا پانی کا

رَكْوَةٌ - أَوْ عُلْبَةٌ - فِيهَا مَاءٌ، يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ))، ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى)) حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [راجع: ۸۹۰]

پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ یہ عمر کو شبہ ہوا کہ ہانڈی کا کونڈا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالنے لگے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرہ پر ملتے اور فرماتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' بلاشبہ موت میں تکلیف ہوتی ہے" پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے۔ "فی الرفیق الاعلیٰ" یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک قبض ہو گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

معلوم ہوا کہ موت کی سختی کوئی بری نشانی نہیں ہے بلکہ نیک بندوں پر اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے درجات بلند ہوں۔

٦٥١١- حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ: ((إِنْ يَعِشْ هَذَا لاَ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ)). قَالَ هِشَامٌ، يَعْنِي مَوْتَهُمْ.

(۶۵۱۱) مجھ سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ چند بدوی جو ننگے پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور آپ سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے کم عمر والے کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تم پر تمہاری قیامت آجائے گی۔ ہشام نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد (قیامت) سے ان کی موت تھی۔

تشریح آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کبریٰ کا وقت تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہر آدمی کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے۔ باب سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ آپ نے موت کو قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے فصعق من فی السموات والارض موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے یہی ترجمہ باب ہے۔

٦٥١٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللهِ عَزَّ

(۶۵۱۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے' ان سے سعد بن کعب بن مالک نے' ان سے ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مستریح یا مستراح" ہے۔ یعنی اسے آرام مل گیا' یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! "المستریح والمستراح منہ" کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے وہ مستریح ہے اور مستراح منہ

وَجَلَّ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ الدَّوَابُّ)).

وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔

[طرفه في: ٦٥١٣].

تشریح: بندے اس طرح آرام پاتے ہیں کہ اس کے ظلم و ستم اور برائیوں سے چھوٹ جاتے ہیں خس کم جہاں پاک ہوا۔ ایماندار تکالیف دنیا سے آرام پا کر داخل جنت ہوتا ہے۔

٦٥١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ)).

(۶۵۱۳) مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبد ربہ بن سعید نے، ان سے محمد بن عمر نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن کعب نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرنے والا یا تو آرام پانے والا ہے یا دوسرے بندوں کو آرام دینے والا ہے۔

[راجع: ٦٥١٢]

ایمان دار بندہ تو آرام ہی پاتا ہے۔ جعلنا الله منهم۔ آمین

٦٥١٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ)).

(۶۵۱۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آجاتی ہیں صرف ایک کام اس کے ساتھ رہ جاتا ہے، اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے اس کے گھر والے اور مال تو واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

تشریح: دوسری حدیث میں ہے اس کا نیک عمل اچھے خوبصورت شخص کی صورت میں بن کر اس کے پاس آکر اسے خوشی کی بشارت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ باب کی مناسبت اس طرح سے ہے کہ میت کے ساتھ لوگ اس وجہ سے جاتے ہیں کہ موت کی سختی اس پر حال ہی میں گزری ہوئی ہے تو اس کی تسکین اور تسلی کے لئے ہمراہ رہتے ہیں۔

٦٥١٥- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَعَشِيًّا، إِمَّا

(۶۵۱۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح و شام (جب تک وہ برزخ میں ہے) اس کے رہنے کی جگہ اسے ہر روز دکھائی جاتی ہے یا دوزخ ہو یا جنت اور

النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ، فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تُبْعَثَ)). [راجع: ١٣٧٩]

کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ تو اٹھایا جائے۔ (یعنی قیامت کے دن تک۔)

تشریح: موت کی سختیوں میں سے ایک سختی یہ بھی ہے کہ اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا بتلا کر اسے رنج دیا جاتا ہے۔ البتہ نیک بندوں کے لئے خوشی ہے کہ وہ جنت کی بشارت پاتا ہے۔

٦٥١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)). [راجع: ١٣٩٣]

(۶۵۱۶) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ مر گئے ان کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس کے پاس وہ خود پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے برے بھلے جو بھی عمل کئے تھے ویسا بدلہ پالیا۔

اب برا کہنے سے کیا فائدہ۔ لوگ ان مردوں کو برا کہا کرتے تھے جو موت کے وقت بہت سختی اٹھاتے تھے جو ہونا تھا ہوا اب برا کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں جو برے ہیں وہ برے ہی رہیں گے' کفار مشرکین وغیرہ وغیرہ جن کے لئے خلود فی النار کا فیصلہ قطعی ہے۔ حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مرنے کے بعد برے لوگوں کو بھی گالی گلوچ سے یاد کرنا نہیں چاہئے کیونکہ وہ کئے عملوں کا بدلہ پا چکے ہیں۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ اللہ عمل کی توفیق دے آمین۔

خاتمہ الحمدللہ والمنہ کہ آج بخاری شریف ترجمہ اردو کے پارہ نمبر۲۶ کی تسوید سے فراغت حاصل ہو رہی ہے یہ پارہ کتاب الاستیذان کتاب الدعوات اور کتاب الرقاق پر مشتمل ہے جس میں تہذیب و اخلاق اور دعاؤں اور پندونصائح کی بہت سی قیمتی باتیں جناب فخر بنی آدم حضرت رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے بیان میں آئی ہیں جن کے بغور مطالعہ کرنے اور جن پر عمل پیرا ہونے سے دین و دنیا کی بے شمار سعادتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس پارے کی تسوید پر بھی مثل سابق بہت سا قیمتی وقت صرف کیا گیا ہے۔ متن و ترجمہ و تشریحات کے لفظ لفظ کو بہت ہی غور و خوض کے بعد حوالہ قلم کیا گیا ہے اور سفرو حضرو رنج و راحت و حوادث کثیرہ و امراض قلبی کے باوجود نہایت ہی ذمہ داری کے ساتھ اس عظیم خدمت کو انجام دیا گیا ہے پھر بھی بہت سی خامیوں کا امکان ہے اس لئے ماہرین فن سے با ادب چشم عفو سے کام لینے کے لئے امید وار ہوں اگر واقعی لغزشوں کے لئے اہل علم حضرات میری حیات مستعار میں مطلع فرمائیں گے تو بصد شکریہ طبع ثانی کے موقع پر اصلاح کر دی جائے گی اور میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر ویسے اغلاط کو معلوم فرمانے والے بھائی اپنی قلم سے درستگی فرمالیں گے اور مجھ کو دعائے خیر سے یاد کریں گے تو میں بھی ان کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یا اللہ! حیات مستعار بہت تیزی کے ساتھ خاتمہ کی طرف جا رہی ہے جس طرح یہاں تک تو نے مجھے پہنچایا ہے اسی طرح بقایا خدمت کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس خدمت کو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے والدین اور اولاد اور جملہ معاونین کرام و قدر دانان عظام کے حق میں قبول فرما کر بطور ایصال ثواب اس عظیم نیکی کو قبول عام اور حیات دوام عطا فرمائیو آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین۔

خادم محمد داؤد راز السلفی ساکن موضع رہپواہ۔ نزد قصبہ بنگواں ضلع گوڑ گاؤں ہریانہ بھارت۔ (۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ)